بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

حدّ تحقیق بمشرب سنی

۱۲۹۴ھ

اس تحریر کا نام تاریخی حدّ تحقیق بمشرب سنی ہے کہ جو سید وحید الدین خان بہادر آزاد نے بمقام نیورہ قریب داناپور کے مرتب کیا اور اس نام سے سال ۱۲۹۴؁ ہجری کا بحساب ابجد کے نکلتا ہے اور یہ تحریر مشتمل ہے اوپر ۱۳۴ فصلوں کے جو کہ عدد ہے حق گو کا۔

فصل ۱

رباعی

ہر روز یکے زور در آید کہ منم
چون کار جہان برو قرارے گیرد
خود را بجہانیان نماید کہ منم
ناگاہ اجل زور در آید کہ منم

اس ہستی موہوم پر کہ ایک وجود بین العدمین ہے ہم بہت متحیر ہین کہ ہم قبل

اپنی پیدائش کے کیا تھے اور کہان تھے اور اس دنیا مین جو آئے تو بخودی خود ہین یا کیا اور جب ہم دنیا سے چلے جائینگے تو انجام کار کیا ہوگا بہر حال آدمی جو ظاہرا بصفت عقل کے دیگر حیوانات سی ممتاز ہے سو بہدایت اوسی عقل کے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدمی کو ہر حال مین پابندی صدق و راستی کی ضرور ہے اگر سچ بولنا لازم کیا جائے تو سچ سمجھنا بھی نصیب ہو سکتا ہے۔

الراقمہ

چہ شئ ہستم کجا بودم چہ انجام است در آخر ۔۔ زبس مشکل ازین دریا رسیدن تا بساحلہا
زبان تا در دہان داری نگوئی جز کلام حق ۔۔ کلام راست تاثیری دہد بس در ہمہ دلہا

فصل ٢

میل طبیعی ہمارا ابتدا سے سن شعور سے بطرف خیالات مذہبی کے ہی کہ اس وجہ شوق سے انواع مذاہب کی کتابین نظر سے گذرین اور دلائل موافق و مخالف دہریہ و طبیعی اور موحد بلا تقلید اور اقسام بت پرستان و یہود و اقسام نصاریٰ و اقسام مسلمانان کے بقدر وسع اپنے خوب غور کیا اور ضرورت اس غور کی یہ معلوم ہوئی کہ آخر دنیا چھوڑ جانا ہی تو ضرور ہے کہ ساتھ کسی ایک اعتقاد مستقل کے اس دنیا سے جائین اور بڑی حیرت کی بات ہی کہ ہر فرقہ مین علماء کامل او صاحب دیانت اور راست پسند دیکھے جاتے ہین تو پھر یہ اختلاف کیسا ہی مگر بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ مسائل دنیوی مثل تعلیم صدق و عدالت وغیرہ کے از قسم تجربیات ظاہری کے ہین اسواسطے اس علم معاش مین کچھ اختلاف نہین ہے خلاف اوسکے مذہب کی جو نام ہے علم متعلق بعد مرگ کا کہ جسکو علم معاد کہتے ہین اور حال بعد مرگ کا محسوسات سی نہین ہے کہ اسی سبب سی ایک ایک فرقہ جدا گانہ

قائم ہوا اور ہر فرقہ کی یافت جُدا جُدا ہے

فصل ۳

اگر ہر فرقہ سے بحث کیجاے تو یہ کتاب بہت طویل ہو اسواسطے مختصراً اپنا اعتقاد ہم یہ لکھتے ہین کہ کتاب بائبل یعنی مجموعہ توریت و انجیل وغیرہ کا بہت حق ہے اور سلسلہ انبیاے بنی اسرائیل مین خصوصاً ذات حضرت مسیح علیہ السلام کی ایسی ملکی صفات ہی کہ اگر ہم اونکو خدا نہ کہین تو اونکو ہم مجرد آدمی بھی نہین کہہ سکتے ہین کہ اونکے صفات عام ظاہرا قوت بشری سے بہت زاید ہین اور سوا اسکے چارہ نہین ہے کہ اونکو ہم ایک آدمی مع اللہ تسلیم کرلین اور قران شریف مین جو ذکر اونکا بہ لفظ کلمۃ اللہ و روح اللہ کے ہی سو اس سے زیادہ ہم کیا کہہ سکتے ہین اور توریت و زبور وغیرہ مین پیشین گوئیان نسبت اونکی اس کثرت سے ہین کہ قوم یہود کو خود ایک انتظار مسیح کا ہے مگر چونکہ حضرت مسیح بہ نشان بادشاہ یہودان کے اون پیشین گوئیون مین مذکور ہین اور حضرت مسیح کو کوئی حکومت ظاہری نہ تھی تو اس وجہ سی حضرت مسیح کو یہودان وہ مسیح موعود نہین سمجھتے ہین حالانکہ بہت بادشاہان اونکی اُست کے بادشاہان یہود ہو گذرے ہین اور اب تک موجود ہین اور اوسی توریت وغیرہ و انجیل سے بہت پیشین گوئی ایسی پائی جاتی ہی کہ اوس سے حقّیت دین اسلام محمدی کی بھی بخوبی تمام ثابت ہی اور چونکہ اس رسالہ مین کوئی بحث خاص نسبت حقّیت اسلام کے نہین ہے اسواسطے نشان دینا اون پیشین گوئیون کا اس رسالہ مین کچھ ضرور نہین معلوم ہوا کہ یہ رسالہ بہ بنیاد تسلیم کرلینے حقیت دین اسلام محمدی کے ہی ۔

لراقمہ

انچه که وعده بود بذات تو شد وفا | دانم توئی مسیح زرب آگه ما
اے ذات احمدی که تعبد ترا احب | موعود رہنما و رسولے براہ ما

فصل ۴

بحث خاص اس رسالہ کی یہ ہے کہ ہم سُنی مشرب ہین تو ہم مناسب سمجھتے ہین کہ ہم اپنا اعتقاد لکھ جائین کہ درمیان خلفاے ثلثہ اور حضرت علی علیہ السلام کے کیا فرق مراتب ہم سمجھتے ہین اور ہمارے مزاج کا طور یہ ہی کہ کسی امر کو اپنی طرف سے ثابت کرنا ہم پسند نہین کرتے ہین بلکہ جو امر ہمارے ملاحظہ مین ثابت معلوم ہو سو اوسکی ہم پیروی کرتے ہین اَلْحَقُّ اَحَقُّ بِالْاِتِّبَاعِ وَلَوْ كَانَ خِلَافَ الْجُمْهُور اور ہم دیکھتے ہین کہ اکثر علماء اہلسنت معاویہ شاہی کے بوجہ تعصب احترام قرابت اہلبیت سی برکنار ہوکر راہ کج اختیار کرتے ہین سو اسواسطے ہمکو کچھ تقلید اونکی نہین ہے بلکہ تمام بنیاد اعتقادات کے ہمارے او [illegible] تاریخ صحیح کے ہی اور امید قدردانی کی اون لوگون سے زیادہ تر ہی جو کہ قرآن اور حدیث اور تاریخ صحیح انگریزی اور عربی اور فارسی سے مناسبت رکھتے ہین اور تعصب سے برکنار ہین اور امید ہے کہ بقول اُنْظُرْ اِلٰى مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰى مَنْ قَالَ کے صاحبان انصاف اسبات کو مد نظر رکھینگے کہ ہم کیا کہتے ہین اور نہ یہ کہ ہم خود کیسے شخص ہین اور بہ نسبت ترک تقلید علماء اہلسنت کے سُنی لوگ ہمکو مورد الزام نہین کرسکتے ہین کہ حضرت رسول اللہ نے مرض الموت مین کاغذ و قلم واسطے لکھنے کچھ مراتب ہدایت کے طلب کیا اور حضرت عمر نے کہا کہ قرآن کفایت کرتا ہی بس سو گویا حضرت عمر نے وصیت آخرین رسول کو بمقابلہ قرآن کے غیر ضروری سمجھا تو [illegible] نفی کیا

فصل ۵

خلاصہ ہمارے اعتقاد کا یہ ہی کہ حدیث خلافت کی دُو طور پر وارد ہی ایک خلافت سی سالہ کہ جو حضرت ابو بکر سے چھ سات مہینان زمان خلافت حضرت امام حسنؑ تک ختم ہوئی اور دوسری خلافت دوازدہ گانہ کہ جو حضرت علی سے حضرت امام مہدیؑ تک پہونچتی ہے کہ جنکو دوازدہ امام کہتے ہین پس حضرت علی باعتبار خلافت ظاہری سی سالہ کے خلیفہ چہارم اور باعتبار خلافت ائمہ دوازدہ گانہ کے خلیفہ یعنی امام اول ہین اور بمقتضای حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے حضرت علیؑ اوسیطرح پر مولی خلفاء ثلثہ کے ہین کہ جسطرح حضرت پیغمبر خدا ان خلفاء کے مولی ہین **شعر** دو تا ویکے چون زبان قلم * علی و نبی ہر دو نسبت بہم * پس خلفای ثلثہؓ کو حضرت علی سے کچھ رتبہ ہمسری کا نہین ہے اور تصریح ان سب مراتب کی آیندہ ہوگی۔

فصل ۶

ایک مورخ خوب لکھتا ہی کہ اختلاف مسلمانون کا اول اول خلافت ابو بکرؓ سے ہوا سو یہ امر واقعی دیکھا جاتا ہی کہ خلافت حضرت ابو بکرؓ کی اصل منشا سب اختلافات کی ہوئی یہان تک کہ سُنی لوگ بضرورت اثبات حقیت خلافت ابو بکرؓ کی توہین و تنقیص شان علیؑ اور اہلبیت مین مبتلا ہوگئے اور شیعہ لوگ ان خلفاے ثلثہ کو غاصب اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہین اور یہی وجہ ہی کہ علماے اہل سنت کے کوئی لفظ مولی و اہلبیت و عترت و آیت مباہلہ و آیت تطہیر وغیرہ کی ایسی نہین ہے کہ جسکے معنی بنانے مین کوشش نہین کرتے ہون اور کوئی دشمن علی کا ایسا نہین ہے کہ جسکی حمایت نکرتے ہون یہان تک کہ بہیئت مجموعی تمام تحریرات علمای اہل سنت سے

ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے ان لوگون کو ساتھ حضرت علی اور اہلبیت کے کچھ کھنس یعنے عناد و عداوت ہو حالانکہ اگر خلافت حضرت ابو بکرؓ کی کسی طرح صحیح تسلیم کرلیجائے تو درحقیقت کچھ حاجت اسقدر کشش و کوشش کی واسطے توہین اور کسر شان علی کے نہین ہے اور فی الواقع شان حیدری اسقدر ارفع و اعلی ہے کہ خلافت ظاہری اگر حضرت علیؑ کو بعد پیغمبر خدا کے نہین ہوئی تو اس سے کچھ نقصان شان اونکا نہین ہے بیت

ہر کسے را بہر کارے ساختند ۔۔ میل آن اندر دلش انداختند

فصل ۷

حضرت علی اپنے چچازاد بھائی پیغمبر خدا کے اور بیٹا ابوطالب چچا پیغمبر صاحب کے ہین کہ جو محسن اور مربی پیغمبر خدا کے تھے کہ اس رو سے حضرت علی صراحتہ محسن زادہ حضرت رسول کے ہین اور حضرت علی شوہر فاطمہ بنت رسول اللہ کے ہین اور اگر حضرت ابو بکر کو شرف اس بات کا ہو کہ حضرت عائشہ زوجہ رسول خداؐ کی بیٹی اونکی تھین تو یہ شرف بمقابلہ حضرت علیؑ کے کیا ہے کہ خود بیٹی رسول اللہ کی زوجہ حضرت علی کی ہین اور اسی بنیاد پر جواب موہم ایک عالم کا ہوا کہ جب ایک شخص نے اوس عالم سے پوچھا کہ ابو بکرؓ افضل ہین یا علیؑ تو اوس عالم نے کہا من بنتہ فی بیتہ یعنی وہ شخص افضل ہے کہ بیٹی اوسکی اوسکے گھر مین ہو اور یہ جواب ایسا ہے کہ اگر یہ مراد لیا جاسے کہ بیٹی پیغمبر خدا کی اوسکے گھر مین ہو تو حضرت علیؑ افضل ہین اور اگر یہ مراد ہو کہ جسکی بیٹی پیغمبر خدا کے گھر مین ہو تو حضرت ابوبکر افضل ہین اور ظاہر ہے کہ بیٹی دینا بغیر پسندیدگی کمال درجہ شخص منسوب الیہ کے نہین ہو سکتا بخلاف بیٹی لینے کے کہ اوسمین شرف اور بزرگی بدرجہ غیر کو

چندان دخل نہین ہے کہ حضرت ام حبیبہ دختر ابوسفیان اور صفیہ دختر ایک یہودی کی تھین کہ یہ سب بھی منجملہ ازواج حضرت رسول کے ہین پس کیا ابوسفیان اور اوس یہودی کو کچھ شرف منزلت اوپر حضرت علی کے ہوسکتا ہی غرض کہ شرف دامادی شرف خسر ہونے سے عقلاً بہت زائد تر ہے خصوص اس حال مین کہ حضرت فاطمہ بنت رسولخدا کے بطن سے حضرت خدیجہ الکبرے کی تھین کہ جو اصل زوجہ حضرت رسول کی تھین کہ جنکے حیات تک آپ نے کوئی دوسری بی بی نہین کی اور آخر عمر تک آپ اوس بی بی کو اور اوس بی بی کے حسن سلوکات کو یاد کرتے رہے ہان اس شرف دامادی مین حضرت عثمان البتہ شریک حضرت علی کے ہین کہ اونکو پیغمبر خدا نے یکے بعد دیگرے دو بیٹیان دین کہ وہ دونون بیٹیان بھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پیٹ سے تھین مگر یہ امر بھی عیان ہی کہ حضرت عثمان بنی امیہ مین سے تھے اور شرافت نسب مین ساتھ حضرت علیؑ یکے از خاندان بنی ہاشم اور پوتا عبدالمطلب جد رسولخدا کے مقابل نہین ہوسکتے ہین

فصل ۸

سنّیان سعادیہ شاہی کی مثال ساتھ جرمن سیلور یعنی ظروف نقرئی انگریزی اور ظروف گیلٹ انگریزی یعنی ظروف مسی ملمع کے بہت درست ہی کہ ظاہرا یہ سب ظروف چائے خوری وغیرہ کے بڑے رونق اور چمک دمک کے ہین اور انواع کاریگری اور نقوش عمدہ سے معمور ہین مگر اصل مین ناقص چاندی یا سراسر تانبا سے بنے ہوئے ہین سو اسیطرح پر یہ سنّیان سعادیہ شاہی ظاہر مین جبہ و دستار سے خوب سجل اور اعمال نماز و روزہ مین بھی بہت چست ہین مگر جب حب علیؑ سے خالی ہین تو یہ سب صورت و اعمال ظاہری بالکل بیکار ہے کہ حدیث مین لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق واقع ہے یعنی کہ علی کو دوست نہین رکھتا ہے مگر مومن اور علی سے

بغض نہین رکھتا ہی مگر منافق اور اسی انحراف اہل بیت کی یہ سزا ہی کہ یہ سنیان عادۃ شاہی اکثر مبتلای زراندوزی اور قلت رحم وکثرت بغض وغیرہ کے دیکھے جاتے ہین غرضکہ یہ سنیان اس امت محمدی کے یہود ہین اور اس جبہ و دستار اور ظاہری نماز روزہ سے کیا ہوتا ہے کہ جنگ جمل اور صفین و نہروان وکربلا مین جو لوگ کہ ساتھ حضرت علی اور امام حسین علیہ السلام کے لڑتے تھے سو وہ لوگ بھی صورت و اعمال ظاہری مین مسلمان تھے۔

فصل ۹

ذات خداوند تعالی کی عجب طرح سے عیان مین نہان اور نہان مین عیان ہے کہ کوئی آدمی اس مشکل کو حل نہین کرسکتا ہے اور ایک کتاب انگریزی دہریہ کی جو ہماری پاس ہے سو اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دہریہ اس مقام مین بہت عاجز ہے کہ ملاحظہ تمام کائنات زمین اور آسمان وہیئت افلاک وغور حالات جمادات اور نباتات وحیوانات سے ایک ارادہ و بندوبست و انتظام عام پایا جاتا ہے کہ جس سے وجود ایک وجود اکبر صاحب ارادہ و ذی شعور قادر قیوم کا ظاہر ہے اور علاوہ اسکے ایک حکمت خداوند تعالی کی یہ دیکھی جاتی ہے کہ اسی شکل انسانی مین چند آدمی مثل حضرت موسی وغیرہ کے دیکھے جاتے ہین کہ جو اونکے خرق عادات مثل عبور دریاے نیل واحیاے اموات وغیرہ کے ایسے تھے کہ جس سے وجود قدرت خداوندی کا ظاہر ہوتا ہے اور اون لوگون نے وجود باریتعالے کا اقرار کیا پس وہی اقرار اون لوگون کا واسطے اقرار ہم لوگون کے کافی ہے اور اگر ہم لوگ خود ذات الٰہی کو سمجھ نہین سکین تو ہم لوگون کو اسیقدر بہت غنیمت ہی کہ بہ تقلید اونکے ہم لوگ بھی خدا کو حسب تعلیم اونکے مان لین +

بیت۔ ما بدان رتبۂ عالی نتوانیم رسید
ہان مگر لطف شما پیش نہد گامی چند

اور سلسلۂ انبیاے بنی اسرائیل مین خصوصاً ذات مسیح ع کی ایسی ہوئی کہ جس سے قدرت و بزرگی و رحم عام خداوند تعالے کی تمام عیان و نمایان ہے اور انجیل کا وہ فقرہ تعلیمیہ ہمکو بہت یاد آتا ہے کہ اپنے اطوار و اخلاق کو ایسا درست کرو کہ تمکو دیکھکر کے لوگ خدا کی تمجید کرین سو موافق اس تعلیم کے ہم ذات حضرت علی کو پاتے ہین اور مضمون ناد علیاً مظہر العجائب تجدہ عوناً لک فی النوائب کل ہم و غم سینجلی بنبوتک یا محمد و بولایتک یا علی کا بہت حسب حال ہے اور فی الواقع ذات حضرت علی کی عجب طرح سے مظہر العجائب واقع ہوئی کہ علاوہ کمال شرافت نسب و قرب قرابت حضرت رسول و زوجیت بتول کے صفت علم و حلم و حیا و وفا و شجاعت و سخاوت و رحم و کرم و عدالت و زہد و ریاضت و توحید و عبادت و حل مشکلات و دستگیری حاجتمندان کی اس ذات شریف مین ایسی مجتمع ہین کہ اونپر کمال ہر یک صفت کی بہت سی نظائر سیر و تواریخ مین مشرح ہین کہ کچھ کچھ ذکر اوسکا اس رسالہ مین بھی اپنے اپنے مقام پر ہوگا اور آپکا کمال ایک اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ اسقدر عجائب کمالات سے آپ معمور تھے کہ ایک فرقہ نصیری کا ہوگیا کہ جو خود آپکو خدا جاننے لگا اور معاویہ کو آپ سے کیا نسبت ہے کہ خود اوسکے کافر یا مسلم ہونے مین اختلاف ہے اور ہمارا حال تو حضرت علی کے حب مفرط مین راسخ کے ہے کہ جیسے ہمنے کہ تخلص ہمارا آزاد ہے ایک مصرعہ تضمین کیا ہے

بیت۔ گرچہ آزادی یہ اپنی فخر تھا مجکو ولے
دل میرا بندہ نصیری کے خدا کا ہوگیا

اور اگر سنی لوگ بملاحظہ حب علی کے ہمکو شیعی قرار دین تو ہمکو اسمین کچھ عذر نہین ہوگا کہ لقب سنی یا شیعی کا کوئی چیز نہین ہے بلکہ قول حضرت امام شافعی کا ہمارے واسطے خوب تمسک ہے لو کان الرفض حب علی فانا رافضی یعنے اگر رفض نام ہے حب علی کا تو ہم رافضی ہین۔

مشکوۃ المصابیح باب مناقب وعن سہل ابن سعد ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یوم خیبر لاعطین ہذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح
اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم وکلہم یرجون ان یعطاہ فقال این علی ابن ابیطالب فقالوا ہو یا رسول اللہ یشتکی
عینیہ قال فارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فی عینیہ فبرأ حتی کان لم یکن بہ وجع فاعطاہ الرایۃ فقال یا رسول اللہ
اقاتلہم حتی یکونوا مثلنا فقال انفذ علی رسلک حتی تنزل بساحتہم ثم ادعہم
الی الاسلام واخبرہم بما یجب علیہم من حق اللہ فیہ فواللہ لان یہدی اللہ بک
رجلا واحدا خیر لک من ان یکون لک حمر النعم متفق علیہ وذکر
حدیث البراء قال لعلی انت منی وانا منک فی باب بلوغ الصغیر

ترجمہ اور روایت ہی سہل ابن سعد سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کہا بروز خیبر کے کہ ہر آئینہ عطا کرونگا مین اس علم کو کل کے روز ایک آدمی
کو جو کہ فتح کریگا اللہ اوسکے ہاتھون پر اور وہ شخص ایسا ہے کہ دوست رکھتا ہے
اللہ کو و رسول کو اوسکے اور دوست رکھتا ہے اوسکو اللہ اور رسول اوسکا پس
جبکہ صبح ہوئی تو آدمی لوگ سویرے صبح کو چلے گئے رسول اللہ کے پاس اور ہر ایک
آدمی امیدوار تھا کہ اوسکو رسول اللہ وہ علم دینگے پس کہا رسول اللہ نے کہ
کہان ہی علی ابن ابیطالب پس لوگون نے کہا کہ اے رسول اللہ اوسکی آنکھین
درد کرتی ہین تب رسول اللہ نے کہا کہ بلوا بھیجو اوسکو پس بلائے گئے علی تب تھوک
لگا دیا رسول اللہ نے دونون آنکھون مین اوسکی تب اچھی ہوگئے علی اس طرح پر کہ گویا

اونکو نہ تھا کوئی در دلیس دیا اوس رسولؐ نے اوس علی کو وہ علم لیس کہا علیؑ نے ای رسول اللہ قتال کرونگا مین کافرون سے یہانتک کہ ہو جائین وی لوگ مسلمان مثل ہم لوگون کے تب فرمایا رسولؐ نے کہ نفوذ کرو اوپر نرمی اپنے یہان تک کہ پہونچے تو اونکے گھرون مین تب دعوت کر تو اون لوگون کو طرف اسلام کے اور خبر دے ہون لوگون کو اوس چیز سے کہ جو واجب ہی اوپر اون لوگون کے حق اللہ سے بیچ اوس اسلام کے لیس قسم ہے خدا کی ہر آئینہ یہ بات کہ ہدایت کرے اللہ بسبب تیرے ایک آدمی کو بہتر ہے واسطے تیرے اس بات سی کہ ہون تجھکو چارپایہائے سرخ اور شتران سرخ یہ حدیث متفق علیہ ہی اور ذکر کیگئی حدیث براء کی کہ کہا آنحضرت نے علی کو کہ تو مجھ سے ہی اور مین تجھسے ہون بیچ باب بلوغ الصغیر کے فقط یہ جنگ خیبر سنہ ہجری کا ہی کہ جسکے چار برس بعد حضرت پیغمبر خدا نے انتقال کیا سو اس حدیث واقعہ خیبر سے بھی ممتاز ہونا آپ کا تمام صحابیان امیدواران علم سے ظاہر ہوتا ہے اور بعد اسکے بوقت مراجعت حجۃ الوداع کے تو حضرت علی صراحۃ وصی رسول اللہ از روی حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے مقرر ہوے ۔

فصل ۱۱

حضرت علیؑ مشکلکشا بے شبہ وصی برحق اور جانشین بلافصل حضرت رسولخدا کے ہین اور رباعی حضرت امام شافعی کی بہت درست ہے رباعی علیٌ حبّہ جُنّہ

امام الانس و الجنّۃ وصی مصطفیٰ حقّا قسیم النار و الجنّۃ

یعنی علیؑ کی محبت سپر ہی اور علی امام انس و جن کے ہین اور وصی حضرت رسول کے ہین از روے حق کے اور تقسیم کرنے والے دوزخ و بہشت کے ہین ۔ اور اگر معاویہ کو بیچ ذاتی سے درگذر کرکے تقسیم مین دوزخ نہین دین تو یہ بات اونکے عفو و کرم سے

کچھ دور نہین ہی مگر معاویہ کی دوسری دوسرے بدذاتیون کا کیا جواب ہی اور آپکا وصی ہونا حدیث غدیر سے بخوبی تمام ثابت ہی اور ایسے ملکی صفات کے آدمی کا وصی ہونا عین حق ہے کہ دین اسلام کے واسطے حضرت علی ایک بڑے فخر کی چیز ہین حسب قول مولانا روم

بیت آن خیو انداخت بر روے علی + افتخار ہر نبیؑ و ہر ولی + اور اس شعر کا قصہ یہ ہی کہ جب ایک جہاد مین ایک کافر کے سینہ پر آپ واسطے گلا کاٹنے کے سوار تھی تو اوس کافر نے آپکے منھہ پر تھوک دیا تب آپ فوراً سینہ پر سے اوس کافر کے اوتر آئے اور کافر نے وجہ پوچھی تب آپ نی فرمایا کہ ہم تیرا گلا بوجہ ادای حق خدا کے کاٹا چاہتی تھے اور جب تو نے ہماری منھہ پر تھوک دیا تو اس حالت مین اگر ہم تیرا گلا کاٹتی تو شمول نفسانیت کا بھی ہوتا اور بملاحظہ اس خلوص عمل کے وہ کافر فوراً ایمان لایا سو اس قصہ سے کمال حلم اور خلوص عمل و رتبہ حضرت علیؑ کا ظاہر ہوتا ہی اور اشعار مفصلہ ذیل مولانا روم کے بہت حسب حال ہین **اشعار**

از علی آموز اخلاص عمل — تا رہے از مکر شیطان و غل
تو بتاریکی علی را دیدہ + — زین سبب خنجرے برو بگزیدہ

اور حدیث وصیت خم غدیر کی حسب ذیل ہی **مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی** وعن البراء بن عازب و زید بن ارقم ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لما نزل بغدیر خم اخذ بید علیؑ فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم قالوا بلی فقال الستم تعلمون انی اولی بکل مؤمن من نفسہ قالوا بلی فقال اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذلک فقال لہ ہنیئاً یا ابن ابیطالب اصبحت و امسیت مولی کل مومن و مومنۃ رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہی براو ابن عازب اور زید ابن ارقم سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلّم جب فرود آئی موضع غدیر خم مین تو آپ نی پکڑا ہاتھ علی کا اور فرمایا کہ کیا تم لوگ نہین جانتے ہو اس بات کو کہ ہم اولے ہین ساتھ مومنینؑ کے ذاتون سے اونکے تب صحابیون نے کہا کہ ہان تب کہا رسول اللہ نے کہ کیا تم لوگ نہین جانتے ہو اس بات کو کہ تحقیق کہ ہم اولی ہین واسطے ہر ایک مومن کے ذات سی اوس مومن کے تب صحابیون نے کہا کہ ہان تب کہا رسول اللہ نے ای خدا جس شخص کے ہم مولے ہین سو علی مولے اوسکا ہی اے خدا دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھی اوس علیؑ کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے اوس علی کو پس ملاقات کی عمرؓ نے اوس علیؑ سی بعد اوسکے اور کہا اوسکو خوش ہوی پسر ابو طالب کے کہ صبح کیا تو نے اور شام کیا تو نے اسطرح پر کہ تو مولی ہی کل مومن اور مومنہ کا روایت کیا اسکو احمد نے فقط اور شاہ عبد الحق صاحب نی اس حدیث کی شرح مین لکھا ہی کہ آپ نی یہ حدیث فرمائی بعد اسکے کہ جمع کیا صحابیون کو اور ایک روایت مین آیا ہی کہ آپ نے ایک ممبر بنایا پالانہای شتر سے اور اوسپر چڑھ کے یہ حدیث فرمائی اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ آپ نے قول اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنّی اَولٰے بالمومنین من انفسہم کو تین بار مکرر فرمایا مگر شارح مذکور نے جیسا کہ عادت سنیون کی ہے اس لفظ اولی اور مولی کو بھی بڑی کوشش سے بمعنی محبوب اور ناصر کے قرار دیکر کے کہا کہ اس جگہ مین مولی بمعنی حاکم اور والی کی نہین ہے اور شارح مذکور اس حدیث کو کچھ دلیل وصیت امامت کی نہین سمجھتے ہین حالانکہ اسطرح صحابیون کو جمع کر کے اور پالان شتر کا ممبر بنا کر کے اور فقرہ اول کو تین مرتبہ تکرار کر کے اور صحابیون سے مکرر اقرار بلفظ بلے لیکر کے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہنا سوا ایک قسم وصیت تاکیدی کے اور کیا ہو سکتا ہی اور شارح مذکور نے جو معنی بنالئے ہین اولی اور مولی کے کوشش کی ہے سو یہ سب کوشش رایگان ہی اسواسطے کہ اس مولی کے

کچھ ہون مگر بات اسقدر ہی کہ محمد رسول اللہ کو جو نسبت مسلمانون سے ہی سو وہی نسبت حضرت علی کو بھی مسلمانون سے ہی بس مولی کے معنی جو کچھ سُنّی لوگ قرار دین تو یہ نسبت ہمسری علی کے ساتھ نبی کے کسی حال مین زائل نہین ہوسکتی ہے بلکہ معنی اسیقدر پیدا ہونگے کہ محمد رسول اللہ بمقابلہ مسلمانان کے جو کچھ ہون سو وہی نسبت علی کو بھی ہے اور ہم نہین سمجھتے ہین کہ محمد رسول اللہ کے مولی ہونے مین بمعنی خاوند اور مالک کے سنیون کو کیا عذر ہی مگر اصل بات تو یہ ہی کہ محمد رسول اللہ کو اسجگہہ پر سُنّی لوگ مولی بمعنی خاوند کے کیونکر قبول کرین کہ اس حال مین حضرت علی کو بھی مولی بمعنی خداوند کے قبول کرنا پڑیگا اور خلافت ابوبکرؓ کی سنیوّن پر کیا ایک مصیبت ہی کہ ہر جگہہ پر جہان کہ کچھ فضیلت اہلبیت کی پائی جائے سو وہان پر حق سے سنیون کو گذر جانا لازم و ضرور ہوجاتا ہی اور حضرت عمر نے جو اس حدیث پر حضرت علی کو مبارکباد دیکے کہا کہ تو مولی کل مومن اور مومنہ کا ہے سو یہ بات محض بمقتضائے اوس وقت کے تھی کہ پیغمبر خدا نے حجۃ الوداع سے پھر کرکے یہ ارشاد وصیت بمقام غدیر خم کے فرمایا تھا اور اوسوقت مین حضرت رسولخدا صحیح و تندرست تھے ورنہ مرض الموت سی حضرت رسولخدا کے جو کچھ تغیر حضرت عمر مین ہوا سو اوسکی تفصیل آئندہ ہوگی اور ہماری رای یہ ہے کہ یہ لفظ مولی اس حدیث کا صراحۃً بمعنی خاوند اور مالک کی ہے اور شارح مذکور نے اپنی شرح مین کیا خوب داد سنیت کی دی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ اگر مولی سے امامت مراد ہو تو امامت فی الحال کیا ضرور ہی کہ آخر کو درجہ چہارم مین حضرت علیؑ بھی امام ہوئے اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ حضرت علی نے اس حدیث نصّی کو کسواسطے بوقت خلافت ابوبکرؓ کے دلیل نہین کیا حالانکہ حضرت علیؑ نے بوقت خلافت ابوبکرؓ بخوبی تمام طلب حق کیا تھا کہ جسکی تفصیل آئندہ ہوگی اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین

کہ شیعہ لوگ مولی کو اسجگہ پر معنی اولے بامامت بدلیل فقرہ اول آنحضرت الست
اولی بکم کے قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر یہ معنی مراد نہ تھا تو حاجت جمع کرنی
صحابہ کی اور اس مبالغہ سے خطاب کرنے کی کیا تھی اور شارح مذکور کا جواب
یہ ہے کہ اگرچہ حدیث صحیح ہی مگر درجہ تواتر کے نہین ہے اور سب اصول شیعہ واسطے
دلیل امامت کے تواتر حدیث شرط ہی سو یہ جواب محض ضعیف ہی اسواسطے کہ جب یہ
حدیث نزدیک خود شارح مذکور کے صحیح ہی تو اپنے اصول سے کہنا چاہیے کہ اس حدیث
کی تحمیل مین سنیون کو کیا عذر ہے اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ اگر خلافت ابوبکر
کی ناحق و ناروا ہو تو ابوبکر و دیگر صحابیان اتفاقی اونکے گمراہ قرار پاتے ہین تو صحبت
رسول کی بے اثر ہوئی اور اس سے رسالت مین آپکے نقصان لازم آتا ہی مگر یہ تقریر
بھی محض لچر ہے اسواسطے کہ رسالت ایک چیز خاص ہے کہ وہ محتاج اس بات کی
نہین ہے کہ تمام صحابیان اوس رسول کے راست باز اور ہدایت یافتہ ہون اسواسطے
کہ آیت انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشا الی صراط المستقیم کی
اس بات پر شاہد و ناطق ہے کہ جسکے معنی یہ ہین کہ تحقیق کہ تو ہدایت نہین کرتا ہی
اوسکو کہ جسکو تو چاہے ولکن اللہ ہدایت کرتا ہے اوسکو کہ جسکو وہ چاہی طرف راہ
سیدھی کے اور ظاہر ہے کہ اگر ایک رسول سچا ہی اور کوئی شخص راہ راست پر
نہ آوے تو اوس سے کیا نقصان اوسکا ہی اور شیعہ لوگ جو کہ ایران و ہندوستان
وغیرہ مین کروڑ دو کروڑ آدمی سے بہت زیادہ تر ہین سو تمام خلفائے ثلثہ اور تمام
صحابیان اتفاقی کو اونکے گمراہ اور برا سمجھتے ہین مگر رسالت مین حضرت رسول کریم کے
کچھ نقصان نہین وارد کرتے ہین اور سوای اسکے جب حضرت علی نے کسی طرح اس خلافت
ثلثہ کو قبول کرلیا تو اب اس خلافت ثلثہ مین کیا عذر ہو سکتا ہی مگر صرف واسطے

ایک امر کے کہ خلافت ابوبکرؓ وغیرہ کے صحیح ثابت ہوجاے یہ اہتمام کیا ضرور ہی کہ معنی بنانے مین مولی وغیرہ کے اسقدر کج راہین اختیار کیجائین ۔

فصل ۱۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن سعد ابن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی متفق علیہ ترجمہ روایت ہی سعد ابن ابی وقاص سے کہ عشرہ مبشرہ مین سے ہین کہ فرمایا آنحضرت نے حضرت علی کو کہ تو ہماری نسبت سے بجاے ہارون بہ نسبت موسیٰ کے ہی مگر تحقیق کہ فرق یہ ہی کہ نہین کوئی نبی ہی بعد میرے متفق علیہ اور قصہ اس حدیث کا یہ ہی کہ جب آنحضرت اخیر غزوہ تبوک کو جانے لگے تو حضرت علی کو اوپر اہل وعیال اپنے مقرر کیا تب حضرت علی نے کہا آپ نے مجکو چھوڑا اوپر عورتون اور بچون کے تب حضرت رسول نے فرمایا کہ کیا تم راضی نہین ہو کہ تم ہماری واسطے بمنزلہ ہارون واسطے موسیٰ کے ہو پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کو ساتھ پیغمبر خدا کے وہی نسبت ہی جو کہ ہارون کو ساتھ موسیٰ کے تھی اور یہ تشبیہ نہایت عمدہ ہی کہ جسطرح یہ حضرت علی بھائی حضرت رسول کے تھے سو اوسیطور یہ ہارون بھی بھائی حضرت موسیٰ کے تھے پس جسطرح جبکہ حضرت موسی اپنے قوم پر ہارون کو چھوڑکر کے کوہ سینا پر گئے تھے سو اوسیطرح یہ حضرت علیؑ کو اپنے اہل وعیال پر چھوڑکر کے حضرت رسول بطرف غزوہ تبوک کے گئے مگر جیسا کہ سنیون کی عادت ہی کہ جس جگہ سے کچھ فضیلت اور خصوصیت اہل بیت کی پائی جائے سو اوسکی معنی بنانے مین ہرگز قصور نکرینگے سو اسجگہ پر شاہ عبدالحق صاحب یہ بات بناتے ہین کہ حضرت رسولؐ نے حضرت علی کو خلیفہ بنایا تھا مدت غزوہ تبوک تک اور خلافت مطلقہ مراد نہین ہوسکتی ہی اسواسطے کہ ہارون چالیس سال قبل موسیٰ کے

مرے اور آنحضرت نے بقدر ایام غیر حاضری غزوہ تبوک کے ابن ام مکتوم کو واسطے امامت نماز کے خلیفہ کیا تھا پس اگر خلافت مطلقہ مراد ہوتی تو خلافت امامت نماز کی بھی حضرت علی کو دیتے مگر شارح مذکور کی خدمت مین ہماری یہ عرض ہے کہ یہ خلافت خبرگیری اہل وعیال کی گو واسطے تھوڑی مدت کے ہو مگر تشبیہ نسبت حضرت علی کے ساتھ حضرت نبی کے وہی ہے کہ جو ہارون کو ساتھ حضرت موسی کے تھی اور اسیواسطے یہ تشبیہ بحق ابن ام مکتوم کے نہین دیگئی اور ظاہر ہے کہ امامت نماز معمولی کے بمقابلہ خلافت خبرگیری اہل وعیال کے بہت کم ہے اسواسطے کہ اس امر مین عقل اور تدبیر المنزل درکار ہے بخلاف امامت نماز کے کہ اوسمین عقل کی کچھ ضرورت نہین ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ خود شارح مذکور کو بھی اپنی توجیہ اور تاویل پر کچھ تسلی نہین ہے اسواسطے کہ آخر شرح مین اس حدیث کی شارح مذکور لکھتے ہین کہ اگر یہ حدیث اوپر خلافت کی دلیل ہو تو اوپر حصر خلافت علیؑ یا خلافت علی بے واسطہ بعد مرگ رسول کے کچھ دلیل نہین ہے مگر ہم کہتے ہین کہ اس تشبیہ ہارون مین حضرت رسول نے اسقدر فرق اس تشبیہ کا کہدیا مگر فرق اسقدر ہے کہ نہین کوئی نبی ہوگا بعد وفات اونکے سو بیچارے شیعہ لوگ حضرت علی کو بعد وفات حضرت نبی کے کچھ نبی بنانا نہین چاہتے ہین فقط اور ہرچند حضرت علی کو خلافت چہارم درجہ مین ملی مگر اس بات سے کیا انکار ہوسکتا ہے کہ تقدم خلافت کا اون اصحاب ثلثہ کو دیا گیا کہ جنکو تشبیہ ہارون سے نہین دیجاسکتی ہے

فصل ۱۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن ابن عمر قال اٰخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بین صحابہ فجاء علی تدمع عیناہ فقال اٰخیت بین اصحابک ولم تواخ بینی وبین احد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انت اخی

فی الدنیا والاخرۃ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی ابن عمر سے کہ کہا اوسنے کہ حضرت رسول اللہ نے برادری ومواخاۃ لگادی درمیان اصحاب اپنے پس آئے علی کہ روتی تھین آنکھین اونکی اور کہا حضرت رسول سے کہ آپ نے برادری لگادی درمیان اصحاب اپنے اور نہین برادری لگادی آپ نے درمیان میرے اور درمیان کسی صحابی کے پس فرمایا رسولخدا نے کہ تو بھائی میرا ہے بیچ دنیا اور آخرت کے روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط مقام شکر ہی کہ شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین کچھ کوشش واسطے معنی بنانے بھائی کے نہین کی بلکہ بہت صاف دلی سے بیان کیا کہ حضرت رسولؐ نے کہا کہ تو بھائی میرا ہے دنیا اور آخرت مین اور تجھکو کیا حاجت اور کیا مناسبت ہی کہ تجھکو ساتھ کسی دوسرے کی برادری کرادین فقط ہرچند یہ حدیث کچھ دلیل حقیت خلافت بلافصل علیؑ کے نہین ہوسکتی ہے مگر اسقدر اس حدیث سی ظاہر ہوا کہ اصحاب لوگ آپسمین بھائی بناکرین مگر حضرت علی ایک دوسری چیز ہین کہ اخوت اونکی خود ساتھ حضرت نبی کے ہی اور سنیون کو اس بات سے انکار نہین ہوسکتا کہ خلفاء ثلثہ جو بعد حضرت نبی کے خلیفہ ہی سو وہ لوگ بجاے حضرت علی بھائی اور داماد اور وصی رسول کے خلیفہ قرار دیئے گئے۔

فصل ۱۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن انس قال کان عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طیر فقال اللہم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی ہذا الطیر فجاءہ علی فاکل معہ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی انس سی کہ کہا اوسنے کہ تھے نزدیک رسول اللہ کے ایک چڑیا بریان پس کہا اوس رسول نے کہ اے اللہ میرے لا تو میرے پاس ایک شخص کو کہ جو محبوب ترین تیرے خلق کا ہو تیری

که کهائے وه ساته بیرے اس چڑیا کو پس آئے اوس رسول کے پاس علی اور کهایا اور چڑیا کو ساته اوس رسولؐ کے فقط پتا کهڑکا اور گهوڑا بهڑکا ایک مثل مشهور ہے سو اسجگهه پر چونکه محبوب ترین خلق الله کا ہونا حضرت علی کا خدا کے پاس ثابت ہوتا ہی اور خلافت ثلثه کو صحیح ثابت کرنا سنیون کو ضرور ہی که بوجه اس ضرورت خاص کے شاه عبدالحق صاحب نے اس لفظ احب کے معنی بنانے مین کچه قصور نہین کیا شاه صاحب موصوف لکهتے ہین که اس حدیث سے احب خلق الله ہونا حضرت علی کا ظاہر ہوتا ہی مگر شارحان نے تخصیصات کئی ہین که لفظ احب سی معنی از جمله احب خلق الله مراد ہی یا احب خلق نبی علیه السلام سے یا قرابت داران قریب سی یا اوس شخص سے مراد ہی که جو اولی و اقرب و احق ہے ساته احسان نبی کے اور شارح مذکور اپنی راے مین لکهتے ہین که یه سب تخصیصات اسواسطے ہے که احب ہونا حضرت علی کا بمقابله ابو بکر صدیق و عمر فاروق کے لازم نه آوی اور حقیقت مین کچه حاجت اس تخصیصات کی نہین ہی اسواسطے که تمام خلق علی العموم مراد نہین ہے که احب مطلق حضرت رسول سمجهے اور صحابیون مین سے اگر کوئی شخص محبوب تر بنظر بعض وجوه اور افضل بنظر کثرت ثواب کی ہو تو کچه منافات نہین ہی اسواسطے که احب ہونا حضرت علی کا بجمیع وجوه مراد نہین ہے اور اوس لفظ احب کو اسقدر تنگ کرنا کچه ضرور نہین ہی فقط ہم کہتے ہین که تحمل اس لفظ احب کا به نسبت حضرت علی کے جو سنیون کو نہین ہے اور اس لفظ احب کی تاویل مین یه سب عرق ریزی به سبب ایک غرض خاص کے ہی سو اسمین شعر مولانا روم کا بہت حسب حال ہے **شعر** چون غرض آمد هنر پوشیده شد ٭ صد حجاب از دل بسوے دیده شد ٭ اور اس لفظ احب پر به نسبت حضرت علی کے جو اسقدر چڑهائی ہے سو کچه ضرورت اوسکی نہین ہی اسواسطے که ایک دوسری حدیث سی بهی اطلاق لفظ احب کا حضرت علی پر پایا جاتا ہی مشکوة المصابیح باب مناقب

اہلبیت عن جمیع ابن عمیر قال دخلت مع عمتی عایشۃ فسالت ای الناس کان احب الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجہا

ترجمہ روایت ہی ابن عمیر سے کہ کہا اوسنے کہ پہونچے ہم ساتھ پھوپھی اپنی عایشہ کے پاس تب سوال کیا ہمنے کہ کون شخص محبوب تر تھا رسول اللہ کے پاس تب کہا عایشہ نے کہ فاطمہ تب پوچھا گیا کہ مردون سے کون شخص محبوب تر تھا تب کہا عایشہ نے کہ شوہر اوسکا فقط مگر یہ امر قابل ملاحظہ کے ہی کہ شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح مین بھی اپنی عادت سے باز نہین آکر کے یہ بات بناتے ہین کہ یہان پر انصاف عایشہ صدیقہ کا دیکھنا چاہیے کہ جواب مین نہین کہا کہ مین اور میرا باپ محبوب تر تھا اور دور نہین ہے کہ اگر حضرت فاطمہ سے پوچھا جاتا تو یہ کہتین کہ عایشہ اور باپ اوسکے محبوب تر تھی اور فرق ہے درمیان محبت اور فضیلت کے سو اس تاویل پر ہمکو خود شاہ صاحب پر رحم اور افسوس آتا ہے اور فضیلت خیالی شاہ صاحب موصوف اور عام سنیون کی جو بہ نسبت حضرت ابوبکرؓ کے ہی سو تفصیل اوسکی آیندہ کیجاویگی کہ فضیلت حضرت ابوبکرؓ کی حضرت علیؑ پر کس حد تک ہے۔

فصل ۱۵

عن سعد ابن ابی وقاص قال لما نزلت ہذہ الایۃ ندع ابنائنا وابناءکم دعا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللہم ہؤلاء اہل بیتی واہلی

ترجمہ روایت ہی سعد ابن ابی وقاص سے کہ کہا اوسنے کہ جب اوتری یہ آیت ندع ابناءنا وابناءکم کی تو بلایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو پس کہا اوسنے کہ ای اللہ میرے یہی لوگ اہلبیت میرے ہین روایت کی اوسکو مسلم نے اور یہ آیت پوری اسطرح ہے کہ آیتہ ۵۴ سورہ آل عمران

کی حسب ذیل ہی فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین ترجمہ اور جو شخص کہ حجت کرے ساتھ تیری بابت اوس مسیح کے بعد اوس دانست کے جو دی گئی ہی تجھکو سو کہہ تو اون لوگون سے آؤ تم لوگ چاہیئے کہ ہم لوگ بلاوین اپنے بیٹون کو اور ہم لوگ اپنے بیٹون کو اور ہم لوگ اپنی جورؤن کو اور تم لوگ اپنی جورؤن کو اور ہم لوگ خود اپنے سبکو اور تم لوگ خود اپنے سبکو اور تب ہم لوگ لعنت مانگین اور کہین لعنت خدا کی اون لوگون پر کہ جو جھوٹھ بولتے ہین اور قصہ شان نزول اس آیت کا یہ ہی کہ عیسائی لوگ ساتھ اپنے سردار پادری ابو حارث کے پیغمبر صاحب کے پاس بطور سفیران منجانب باشندگان نجران کے آکر کے اور کچھ بحث کر کے ساتھ اوس پیغمبر خدا کے بابت مذہب اور تاریخ عیسی مسیحؑ کے وی لوگ متفق ہوی اس بات پر کہ امتحان مباہلہ کا کل کے روز کیا جاوے کہ کون فریق بر سر غلط ہی تب پیغمبر خدا اپنی بیٹی فاطمہؑ اور اپنے داماد علیؑ اور اپنے دو نواسے حسنؑ اور حسینؑ کو اپنے ساتھ لیکے اون عیسائیون کے پاس جا پہونچے اور اونسے چاہا کہ وہ لوگ نماز پڑھنے تک انتظار کرین مگر جبکہ اون عیسائیون نے دیکھا اوس پیغمبر کو رکوع مین جاتی ہوئے تو اونکا عزم ڈھیلا ہو گیا اور مباہلہ کی لعنت نہین پڑھ سکے بلکہ جزیہ دینا قبول کیا سو اس حدیث سی صراحتہً ظاہر ہوا کہ حضرت رسولخدا نے فاطمہ اپنی بیٹی اور علی اپنے داماد اور حسن حسینؑ اپنے دو نواسہ کو بلفظ ہولاء کے اشارہ کر کے بتلایا کہ یہی لوگ اہلبیت ہمارے ہین کہ جو خود پیغمبر صاحب مع ان چار شخصون کے پنجتن پاک کہلاتے ہین مگر چونکہ سنیون کی عادت ہی کہ جس حدیث یا آیت قرآن سے کچھ بھی فضیلت اہلبیت کی ظاہر ہو تو اوسمین سے لوگ کچھ ایسا معنی بنا دینگے کہ جس سے اوس فضیلت مین کچھ نقصان لازم آوے چنانچہ موافق اوسی عادت کے شاہ عبد الحق صاحب نے اس حدیث کے معنے بنانے مین بھی بہت کوشش کی ہی کہ لکھتے ہین کہ اہلبیت کے کئی معنی ہین ایک یہ ہی کہ جنکو زکوۃ لینا حرام ہے یہ لوگ بنی ہاشم ہین

کہ جو شتمل ہین اوپر آل عباس اور آل علی اور آل جعفر اور آل عقیل اور آل حارث کے دوئم یہ کہ اہلبیت معنی اہل وعیال کے ہی کہ جس روسی ازواج نبی بہی داخل اہلبیت ہین اور شاہ صاحب موصوف لکھتے ہین کہ کبھو اطلاق اہلبیت کا ایسا ہی کہ جس سے خصوصیت حضرت فاطمہ وعلیؑ وحسنؑ حسینؑ کے ساتھ لفظ اہلبیت کی پائی جاتی ہے اور لکھتے ہین کہ حضرت ام سلمہ سی روایت ہے کہ ہم رسولخدا کے پاس تھے کہ خادم نے آکے خبر کی کہ علی اور فاطمہ دروازہ پر کھڑے ہین تب آنحضرت نی ہمکو کہا کہ الگ ہو جاؤ تب ہم اندر گھر کے چلے گئے تب حسنؑ اور حسینؑ آئے اور اونکو آپ نی گلے سی لگا لیا اور علی کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور فاطمہ کو ایک دوسری ہاتھ سے پکڑا اور اون سبکو اپنے بدن سے لپٹا لیا اور اون سب لوگون کو اپنے کالے کمل کے اندر لیلیا اور کہا کہ ای خدا یہ لوگ میرے اہلبیت ہین اور شاہ صاحب نی اس بات کو بہی لکھا ہے کہ حضرت ام سلمہ سے روایت ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ مسجد میری حرام ہے اوپر ہر ایک حیض والی عورت اور اوپر ہر ایک جنب مرد کے مگر خود آنحضرت اور اہلبیت اونکی یعنے علی اور فاطمہ اور حسنؑ و حسینؑ اس حکم سے مستثنی ہین اور شاہ صاحب موصوف لکھتے ہین کہ بیت تین قسم کا ہوتا ہی ایک بیت نسب دوّم بیت سکنی سوّم بیت ولادت کہ بنی ہاشم اولاد عبد المطلب کی اہلبیت اور وے نسب کی ہین اور ازواج آپ کی اہلبیت سکنی کی ہین اور اولاد آپکی اہلبیت ولادت کی ہین مگر اسکے ساتھ شاہ صاحب اقرار کرتے ہین کہ اطلاق معتاد اہلبیت کا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین پر ہے مگر ہرگاہ خود پیغمبر خدا نے بلفظ ہولاء کے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو بتایا کہ یہ لوگ اہلبیت میرے ہین تو شاہ صاحب کو اتنے معنی مختلف بیان کرنے سے اہلبیت کی کیا فائدہ ہوا بلکہ ایک خصوصیت خاص علیؑ اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ کی یہ ظاہر ہوئی کہ انکو بطور خود پیغمبر خدا کی حالت جنب اور حائض ہونے مین بھی مسجد نبوی مین جانا حرام نہین تھا بخلاف دوسرے شخصون کے

کہ اون لوگون کو حالت جنب اور حائض ہونے مین داخل مسجد نبوی ہونا حرام تھا اور
وجہ اسکی صاف ظاہر ہے کہ درحقیقت پنجتن پاک بذات خود تمام تر طاہر و مطہر ہین اور
کسی حال مین اطلاق نجاست کا ان لوگون پر نہین ہوسکتا ہی پس کسی طرح سے خلفاء
ثلثہ مقابل یا ہمرتبہ ان چار بزرگان اہلبیت کے نہین ہوسکتے ہین ۔

فصل ۱۶

خصوصیت حضرت علی کی حدیث متعلق آیت تطہیر سے بھی ظاہر ہوتی ہے عن عائشۃ
قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود
فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاء الفاطمۃ فادخلہا ثم
جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و
یطہرکم تطہیرا رواہ مسلم ترجمہ روایت ہی حضرت عائشہ
سے کہ کہا اونسے کہ ایک روز باہر نکلے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے بدن پر
ایک کمل تھی منقش کالی اونکی پس آئے حسن ابن علی پس لے لیا پیغمبر خدا نے اوس
حسن کو اپنے کمل مین تب آئے حسین اور لے لیا اونکو ساتھ حسن کے تب آئین فاطمہ
تب لے لیا اونکو تب آئے علی اور لے لیا اونکو تب پیغمبر خدا نے پڑھی یہ آیت انما یرید
کی یعنے نہین چاہتا اللہ مگر اس بات کو کہ دور کرے وہ اللہ تم لوگون کو از روے
پاک کرنے کی روایت کی اوسکو مسلم نے اور پوری آیت ۳۳ سورہ احزاب کی بائیسوین
پارہ مین حسب ذیل ہے وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولی و
اقمن الصلوۃ واتین الزکوۃ واطعن اللہ ورسولہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم
الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا ۱ ترجمہ اور بیٹھی رہو
اپنے گھرون مین اور نہ نکلو باہر ساتھ نمایش ایام جاہلیت کی اور قائم رکھو نماز کو اور دو زکوۃ

کو اور تابعداری کرو خدا کی اور اوسکے رسول کی کسواسطے کہ خدا صرف یہی چاہتا ہی کہ تمسے دور رکھی نجاست کو ای اہلبیت اور تمکو ظاہر بناوے ساتھ کمال طہارت کے اور اہلبیت سی اس جگہہ پر علیؑ اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ مراد ہین جیساکہ اس حدیث مین بہی اون ہی لوگون کا ذکر ہے اور بہت غنیمت ہی کہ شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین کچھ کوشش معنی بنانے اہل بیت کی نہین کی اسواسطے کہ شرح یث مین آیت مباہلہ کے اہلبیت کے معنی مختلف بیان کرچکے ہین ۔

فصل ۱۷

عن زر ابن حبیش قال قال علی والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ لعہد النبی الامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی ان لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق رواہ مسلم

ترجمہ اور روایت ہی زر ابن حبیش سے کہ کہا اوسنے کہ کہا علی نے قسم اوس شخص کی کہ جسنے چیرا دانہ کو اور پیدا کیا خلق کو تحقیق کہ عہد کیا نبیؐ نے ساتھ میرے اس بات کو کہ نہین دوست رکھے گا مجھکو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا مجھسے مگر منافق روایت کی اوسکو مسلم نے اور شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ محبت علی کی علامت ایمان کی ہے اور عداوت علیؑ کی نشان نفاق ہی اور ظاہرا یہی وجہ ہی کہ شیعہ لوگ بدلیل محبت علی کے اپنے کو بلقب مومن کے کہلاتے ہین ۔

فصل ۱۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علیؑ عن عمران ابن حصین ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی عمران ابن حصین سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ

وسلم نے کہا کہ تحقیق کہ علی مجھ سے ہی اور مین علی سے ہون اور وہ ولی ہی کل مسلمانونکا روایت کی اسکو ترمذی نے فقط شاہ عبد الحق صاحب نے شرح مین اس حدیث کے اس بات کو قبول کیا ہی کہ یہ فرمانا رسول کریم کا کہ علی مجھسے ہی اور مین علی سے ہون کنایہ ہی کمال اتحاد و اتصال و اخلاص و یگانگی سے مگر حسب عادت سنیون کے ولی کے معنی دوست اور محب و ناصر لکھا ہی اور یہ امر بنظر حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے ہی کہ اوس حدیث مین بھی احتیاطاً مولی کے معنی محب اور ناصر قرار دیا ہی بہرحال شیعہ لوگ جو علی ولی اللہ وصی رسول اللہ بعد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھاتے ہین سو اس امر کے حق اور واجب ہونے مین کچھ عذر نہین ہو سکتا ہر چند کہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ کو جزو کلمہ کر دینا چندان ضرور نہو اور شاید یہ اضافہ کر دینا کلمہ مین بمقابلہ تعصب سنیون کے معذور رکھا جا سکتا ہے۔

فصل ۱۹

عن حبشی بن جنادہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی منی وانا من علی ولا یودی عنی الا انا او علی ترجمہ روایت ہی حبشی ابن جنادہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ علی مجھسے ہی اور مین علی سے ہون اور نہین کوئی حق ادا کریگا میری طرف سے مگر مین یا علی روایت کی اسکو ترمذی نے اور قصہ اس حدیث کا یہ ہی کہ جس سال مین کہ آنحضرت نے حضرت ابو بکر کو امیر حاج کر کے بطرف مکہ کے روانہ کیا تھا تو آنحضرت نے پیچھے سے حضرت علی کو بھیجدیا تاکہ نقض عہد مشرکون کا کرین اور سورہ برأت کو اونکے سامنے پڑھ کر کے ندا کر دین کہ مشرک لوگ جو نجس ہین بعد اس سال کے مسجد حرام کے پاس نجائین اور

سوای اسکے کچھ دوسرے احکام بھی تھے بہرحال اس حدیث سی یہ بات ظاہر ہوئی کہ تعمیل ان سب مراتب کی یہ تجویز رسول علیہ السلام کے حضرت ابو بکرؓ سے نہین ہو سکتی تھی کہ حضرت رسول نے یہ فرمایا کہ علی مجھسے ہی اور مین علی سے ہون او ہماری طرف سے آدا ے حق نہین کوئی شخص کر سکتا ہی مگر کہ مین یا علی۔ اور شاہ عبد الحق صاحب نے اس حدیث کی معنی بنانے مین کچھ کوشش نہین کی مگر جسقدر کہ اونسے ہو سکتا تھا سو واسطے ضعیف کرنے درجہ اور رتبہ اس حدیث کی یہ نکتہ لگادیا کہ عادت عرب کی تھی کہ جب اون لوگون مین کچھ گفتگو نقص اور ابرام اور صلح اور عہد وغیرہ کی ہوتی تو ان سب امرون کو وہی شخص ادا کرتا کہ جو سردار قوم اور بہتر ان لوگون کا ہو یا کہ جو شخص اوس سردار کے قرابت قریب مین ہو اسواسطے حضرت رسول نے حضرت علی کو اس کام پر متعین کیا یعنی کہ یہ متعین کرنا علی کا مبنی اوپر عادت عرب کے تھا مگر درصورتیکہ حسب اعتقاد سنیون کے حضرت ابو بکر افضل حضرت علی سے اور توسل قرابت مین باپ حضرت عائشہ کے تھے تو باصول سنیون کے بھیجنا حضرت علی کا بعد حضرت ابو بکر کے کیا ضرور تھا مگر بات یہ ہی کہ الحق یعلو ولا یعلی یعنی حق غالب رہتا ہی اور مغلوب نہین ہوتا ہی سو اس حدیث سی شرف منزلت اور خصوصیت حضرت علی کا بخوبی ظاہر ہے۔

فصل ۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال کنت اذا سئلت رسول اللہ صلی اللہ والہ وسلم اعطانی واذا سکت ابتدأنی رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی حضرت علی سے کہ کہا اوس علی نے کہ جب ہم مانگتے تھے رسول سے کوئی چیز تو وہ رسول ہمکو عطا کرتے تھے اور جب ہم ساکت رہتے تھے تو آنحضرت

خود ابتدا کرتے تھے۔

فصل ۲۱

وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا دار الحکمۃ وعلی بابہا رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی اوس علی سے کہ کہا اوس علی نے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ مین گھر حکمت کا ہون اور علی دروازہ اوس حکمت کا ہے روایت کیا اوسکو ترمذی نے فقط شاہ عبد الحق صاحب کہتے ہین کہ مشہور بلفظ انا مدینۃ العلم وعلی بابہا کے ہی یعنے مین شہر علم کا ہون اور علی دروازہ اوسکا ہی اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ علم مخصوص علی مرتضی کو نہین ہی اور دوسری صحابون کو بھی آنحضرت سے علم پہونچا ہے مگر یہ تخصیص باعتبار وسیع تر ومفتوح تر وعظیم تر کے ہوگی جیساکہ حدیث مین آیا ہی کہ اقضاکم علی یعنے کہ قاضی ترتم لوگون کا علی ہے اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ یہ حدیث ابی الصلت عبد السلام بن صلاح ہروی سے ہی کہ شیعی ہے مگر صدوق ہی اور تعظیم اصحاب مین تقصیر نہین کرتا تھا فقط دیگر صحابیون مین بھی جو کچھ علم ہو سو اوسمین کچھ عذر نہین ہو سکتا ہی مگر بات اسقدر ہی کہ حضرت علی بمقابلہ دیگر صحابیون کے عالم تر تھے چنانچہ ستر گین مورخ انگریزی دہریہ لکھتا ہی کہ علی عالم اور شاعر اور بہادر اور ولی تھے مگر باوجود اسکے سنی لوگ علی کو آخر درجہ مین قرار دیتے ہین یعنے کہ یہ مورخ شمار ہونے سے حضرت علی کے درجہ آخر مین سنیون پر اعتراض کرتا ہی اور چونکہ اس حدیث مین حضرت علی کے علم کا ذکر ہے اسواسطے جو کچھ مثالین آپکے علم کی اوسوقت سرسری مین یاد آئی ہین سو ہم اوسکو لکھتے ہین ۔ ایک یہ کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ ہم لوگ تین آدمی بحساب نصف وسوم ونہم حصہ کے شریک سترہ اونٹ

کے ہین اور حساب تقسیم کا درست نہین بیٹھتا ہی تب حضرت علی نے فوراً واسطی تسکین سائل کے ایک اونٹ اپنا ملا کرکے اٹھارہ اونٹ قرار دیا اور اوسمین سی نصفی حصہ دار کو نو اونٹ اور سوم حصہ کی شریک کو چھ اونٹ اور نہم حصہ کی شریک کو دو اونٹ یعنی کل سترہ اونٹ دیکر کے اپنا اونٹ پھیر لیا اور حساب تقسیم شتران کا اسطرح پر بخوبی درست ہوگیا کہ ہر شخص نے سترہ اونٹ کی حساب سی اپنا حصہ زیادہ پایا اسواسطے کہ سترہ کا آدھا ساڑھے آٹھ ہوتا تھا کہ بجای اوسکے نو اونٹ پایا اور حصہ سیوم والے کو چھ سی کم اور حصہ نہم والے کو دو سے کم سترہ کا نہم حصہ ہوتا تھا کہ بجاے اوسکے پورا چھ اور پورا دو پایا اور وجہ اوسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے ماخذ مشترک کسرات نصف اور ثلث اور تسع یعنی نہم کا اٹھارہ حساب کرکے تقسیم کر دیا کہ مجموعہ ان سب کسرات کا وہی سترہ ہوتا ہی اور یہ فیصلہ آپ کا از قسم معجزہ اور خرق عادت کی معلوم ہوتا ہی کہ اس قصہ کو بارہ سو برس سے اوپر ہوا مگر اس قسم کا فیصلہ عین وقت پر کسی دوسرے عالم کا دیکھا نہین جاتا ہی۔ دوم یہ کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ مخرج مشترک کسور تسعہ کا کیا ہی یعنی وہ کون عدد ہی کہ جس سے نصف سی لیکر کے نہم حصہ تک سب عدد پورا نکلے تب آپ نے فوراً فرمایا کہ ضرب دو اپنے ہفتہ کی سات دن کو ۱۲ بارہ مہینے مین اور اوسکو سال بھر کے تین سو ساٹھ دن مین اور اوسکو تقسیم کرو دو پر یعنی کہ ۱۵۱۲۰ مخرج مشترک کسور تسعہ کا ہی سوم یہ کہ حضرت عمر نے ایک عورت حاملہ پر بعلت زنا کے حکم سنگسار کرنے کا دیا تب حضرت علی نے کہا کہ لڑکا جننے تک مہلت دیجای ورنہ ایک زانیہ کی سزا مین دو جانین تلف ہونگین چنانچہ حضرت عمر نے وہ حکم سنگسار کرنے کا تا پیدا ہونے لڑکا کی ملتوی رکھا اور یہ کہا لولا علی لہلک عمر یعنی کہ اگر نہوتا علی تو ہر آئینہ ہلاک ہوتا عمر کہ اس قصہ سی صاف دلی حضرت عمر

کی بہی ظاہر ہی اور شاہ عبد الحق اپنی شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ حضرت عمر بے مشورہ حضرت علی کے کچھ کام نہین کرتے تھی اور اسی بنیاد پر یہ حدیث ہی کان عمر یتعوذ باللہ من زمان لیس فیہ علی یعنی تھے عمر کہ خدا سے پناہ مانگتے تھے ایسے ایک زمانہ سے کہ جسوقت مین علی نہون یعنے حضرت عمر کو آرزو تہی کہ حضرت علی عالم حیات مین اونکی نہ مرین ۔ چہارم یہ کہ کثرت علم اور کثرت قضا آپکی اس درجہ کی ہی کہ یہ قول قضیۃ و لا ابا حسن لہا ایک عربی ضرب المثل ہو گیا کہ قضیہ ہے مگر کوئی ابو الحسن یعنے علی واسطے فیصلہ کرنے اوسکے نہین ہے ۔ پنجم یہ کہ ایک دہریہ منکر خدا کا حضرت علی سے بحث کرنے لگا تب حضرت علی نے اوس سے کہا کہ ہم خدا کو مانتے ہین پس اگر حقیقت مین خدا وجود نہ رکھتا ہو تو اس سے ہمارا کیا ضرر ہے اور تم خدا کے منکر ہو پس اگر خدا وجود رکھتا ہے تو تمہارا کیا حال ہو گا سو اس کلام کا ایسا اثر ہوا کہ وہ دہریہ فوراً ایمان لایا ۔ ششم یہ کہ امر بمقتضائے کمال علمی کے تھا کہ حضرت علی زیادہ تر مصروف اور مشغول یاد الہی مین تھے اور خطبہ شقشقیہ آپکا جو ہی سو اس بات کی خبر دیتا ہے کہ آپ فی الحقیقت فنا فی اللہ کے درجہ مین تھے یعنی متصل مع اللہ ہو کر کے آپ نے اوس خطبہ مین فرمایا انا الحنان انا المنان انا الرازق فی الارحام اور دیگر فقرات اوس خطبہ کے بہی اسی قسم کے ہین اور خدا کو معلوم ہے کہ آپکا درجہ خداشناسی مین کس حد تک پہونچا تھا کہ آپ فرماتے ہین کہ لو کشفت الغطاء لما ازددت یقینا یعنی اگر اوٹھ جاتا پردہ تو نہ بڑھتا میرا یقین فقط یعنی کوئی حالت منتظرہ واسطے ترقی مدارج خداشناسی کے آپکو باقی نہین تہی اور یہ بات اوس درجہ کی ہے کہ جسکو ہم لوگ نہین سمجھ سکتے ہین اور اسیواسطے بہ تمسک حدیث نبوی کے ہم اس بات پر اکتفا کرتے ہین کہ حضرت علی وہ شخص ہین کہ جو خدا اور رسول خدا کو

دوست رکھتے تھے اور اونکو خدا ورسول خدا دوست رکھتے تھے اور حضرت علی خدا کے پاس محبوب ترین خلائق تھے ہفتم کشف امورات غیبی کا آپکے یہ حال تھا کہ عین زمان جنگ مین معاویہ کو حضرت علی کی زبان سے اس بات کا دریافت کرنا منظور ہوا کہ حضرت علی پہلے مرینگے یا کہ خود معاویہ پہلے مریگا سو اس حیلہ سے متواتر تین آدمی اوسکی طرف کی تین روز پیہم خبر لائے کہ معاویہ مرگیا اور دو روز تک ہمارے علی نے اس بات پر کچھ التفات نہین کیا اور آخر تیسرے روز لوگون کے اصرار پر صرف اسقدر فرمایا کہ معاویہ نہین مرسکتا ہی جب تک ڈارھی علی کے مخضب بخون ہو اور شک نہین ہے کہ معاویہ کو اس جواب کی خبر پاکرکے ایک قسم کی خوشی ہوئی ہوگی کہ حضرت علی اوسکے سامنے مرینگے مگر اسی بات سی یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اوسکو آپکے علو درجہ اور مراتب کشف پر بخوبی اطلاع تھی اور یہی وجہ تھی کہ معاویہ نے اپنے مرض الموت مین یزید اپنے بیٹا کو افسوس کرکے کہا تھا کہ ہمنے اپنی عاقبت تیری محبت مین خراب کی۔ ہشتم یہ کہ حال ترقیات کشف کا آپکے ایک اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ جب ابن ملجم آپکے پاس ایک تلوار تذر لایا تو آپ نے اوس تلوار کو دیکھ کرکے اور متبسم ہوکرکے واپس دیا اور فرمایا کہ اس تلوار کو اپنے پاس رکھو اسی تلوار سے تم ہمکو قتل کروگے تب اس بات پر ابن ملجم بہت گھبرایا اور آخر بمقتضای تقدیر کے حُب قطامہ مین مبتلا ہوکر اوسی تلوار سے آپکو ضرب لگایا اور جب آپکے پاس لوگ شربت پینے کو لائے تب آپ نے اشارہ کیا کہ اول وہ شربت اوس قاتل کو دیا جاے اور جب اوس قاتل نے انکار کیا تو آپ نے اوسکے حال پر افسوس کھا کرکے کہا کہ اگر یہ قاتل اس شربت کو پیتا تو ہم اسکی شفاعت کرلیتے اور بعد اسکے یہ فرمایا کہ اگر ہم مرجائین تو اس قاتل کو صرف ایک

ضرب لگاتا یعنی جیسا کہ اوسنے ایک ضرب لگایا ہی سو اوسیطرح پر ایک ضرب بمقتضای عدل شرعی کے لگایا جاے اور دو چار ضرب نہو کہ ایک ضرب سے وہ قاتل نہ مرے سو اس قصہ سے حال درجہ کشفت آپکا اور رحم بر دشمن آپکا اور عدل آپکا اور صبر و رضا آپکا بخوبی تمام ظاہر ہوتا ہی اور کچھ شک نہین ہے کہ حضرت علی اس اسلام مین تمامتر نمونہ حضرت مسیح کے تھے۔ نہم یہ کہ آپنے ایک بار اپنی خلافت مین فرمایا کہ ہم ابوبکر اور عمر اور عثمان سے کسی طرح پر کم رتبہ نہین ہین پس کیا وجہ ہی کہ ہماری خلافت مین اسقدر خلفشار ہی سو بجواب اس بات کی ہماری عرض بحضور شاہ مردان علی کے یہ ہی کہ آپکے علم سے کوئی بات مخفی نہین ہے مگر حیا اور وفاداری آپکی ایسی ہے کہ اوس سبب سی آپ اسبات کو زبان پر نہین لاتے ہین کہ یہ سب فساد و فتور آپکی خلافت مین در اصل بہ اہتمام خاص حضرت عائشہ کے تھا کہ بعلت دعوی بے بنیاد مطالبہ خون عثمان کے طلحہ اور زبیر کو اپنی طرف ملا کر کے جنگ جمل مین آپ سی خود لڑین اور صرف اسپر اکتفا نکر کے کرتہ خون آلودہ حضرت عثمان کا دمشق مین معاویہ کے پاس بھیج کر کے اوسکو برانگیختہ کیا اور تمام عمر آپکی اسی اختلافات خانگی سے مکدر کٹی اور حال یہ ہی کہ حضرت عثمان سے حضرت عایشہ خود ملول اور اونکی جان لینے کی فکر مین تھین اور اسی نظر سے جواب حضرت علی کا کیا خوب تھا کہ خون عثمان کا تم لوگون کے دامن سے ٹپکتا ہی اور مطالبہ خون کا ہمسے کرتے ہو۔ دہم یہ کہ بذکر فضائل علمی حضرت علی کے اس بات کا بھی ذکر مناسب مقام ہے کہ اشعار آپکے نہایت عمدہ خیالات کے ہوتے تھے اور ایک دیوان عربی آپکا مرتب ہی اور اس مقام مین چند اشعار آپکے تیمناً و تبرکاً کتاب مجالس علویہ

تصنیف جناب مولوی سید علی صاحب سے مع ترجمہ نقل کیے جاتے ہین - اشعار

اذا عاش امرء ستین عاماً | فنصف العمر یمحوہ اللیالی

یعنی جب کوئی شخص دنیا مین ساٹھ برس زندہ رہے تو آدھی عمر اوسکی تو راتون مین
گذر جاتی ہے و نصف النصف یمضی لیس یدری لغفلتہ یمیناً عن شمال
اور آدھی کا آدھا یعنی پندرہ برس ایام تا بلوغ کے اسطرح گذر جاتے ہین کہ بسبب
نادانی کے داہنے اور بائین ہاتھ مین فرق نہین کرتا ہے - و ثلث النصف آمال و حرص
و شغل بالمکاسب و العیال اور آدھے کی تہائی یعنی دس برس آرزو اور حرص
مین اور کسب معیشت اور عیال داری مین گذرتے ہین - و باقی العمر اسقام و
شیب × و ھم بارتحال و انتقال اور باقی عمر بیماری اور پیری اور رنج کوچ و مرگ مین گذرتی
ہے یحب المرء طول العمر جھلاً وقسمتہ علی ھذا المثال دوست رکھتا ہے
آدمی طول عمر کو بوجہ جہالت کے حالانکہ تقسیم اوسکی اس مثال پر ہے - دیگر و فدت
علی الکریم بغیر زاد × من الحسنات و القلب السلیم وارد ہوا مین دروازہ پر کریم کے
اور کچھ زاد میرے پاس نہین ہے اور نہ کچھ حسنات ہے اور نہ قلب سلیم ہے فحمل الزاد
اقبح کل شیء × اذا کان الوفود علی الکریم پس توشہ لیجانا قبیح تر ہر چیز کا ہے جبکہ ہو
ایک آدمی مہمان اوپر دروازہ شخص کریم کے دیگر لک الحمد یا ذالجود و المجد و العلی
تبارکت تعطی من تشاء و تمنع تجکو حمد ہے اے صاحب جود اور مجد اور علا کا
مبارک ہے تو اور عطا کرتا ہے تو جسکو چاہیے اور روکتا ہے تو جسکو چاہے الٰہی نجنی من
عذابک اننی × اسیر ذلیل خائف لک اخضع ای اللہ میرے نجات دے مجکو
اپنے عذاب سے اسلیئے کہ مین تیرا قیدی ہون اور ذلیل اور خوفناک ہون اور تیرے سامنے
زیادہ تر عاجزی کرنیوالا ہون - الٰہی لان عذبتنی الف حجۃ × فحبل رجائی منک لا یتقطع

اے خدا میرے اگر تو ہزار برس مجھکو عذاب کریگا تو جب بھی رشتہ امید کا میرے تجھسے قطع نہوگا الٰہی وانسنی بتلقین حجتی × اذا کان لی فی القبر مثوی و مضجع بارالہا تو میرا مونس ہو تلقین کرنے مین میرے حجت اور دلیل کے جبکہ ہو میری لیئے قبر مین ٹھکانا اور لیٹنا الٰہی اذقنی طعم عفوک یوم لا بنون ولا مال ہنالک ینفع اے میرے خدا چکھا تو مزہ عفو کا اپنے جسدن کہ نہ اولاد اور نہ مال وہان پر نفع دیگا۔ دیگر تخیر خلیلا من فعالک انما × قرین الفتی فی القبر ما کان یفعل اختیار کر تو ایک دوست کو اپنے اعمال اور افعال سے اسواسطے کہ رفیق آدمی کا بیچ قبر کے وہی ہے جو وہ کام کرتا ہی ولا بد بعد الموت من ان تعدہ لیوم ینادی المرء فیہ فیقبل اور ضرور ہی بعد مرنے کے یہ بات کہ حساب لیا جای تجھسے بابت اوس کام کے ایک دن کو کہ وہ مرد پکارا جایگا پس سامنے حاضر ہوگا وہ مرد فان کنت مشغولا بشئ فلا تکن + بغیر الذی یرضی بہ اللہ تشغل پس اگر ہو تو مشغول ساتھ کسی شی کے پس ہرگز نہ مشغول ہو تو ساتھ غیر اوس چیز کے کہ جس سے راضی ہو اللہ۔ فلن یصحب الانسان من بعد موتہ × ومن قبلہ الا الذی کان یعمل پس ہرگز نہ بہونچیگا انسان کو بعد مرنے کے اور قبل اوس موت کے مگر وہ جو کہ کام کرتا تھا وہ آدمی۔ الا انما الانسان ضیف لاہلہ یقیم قلیلا بینہم ثم یرحل خبردار رہو کہ انسان ایک مہمان ہی اپنے گھر والون مین اور صرف تھوڑے روز رہتا ہی اون لوگون مین تب کوچ کر جاتا ہی۔ یازدہم ایک بار صحابیون نے حضرت رسول خدا کے پاس شکایت کی کہ کلام علی کا مقفے و مسجع ہوتا ہی یعنی کلام مین تکلف کرتا ہی حالانکہ بول چال سیدھی اور بے تکلف چاہی تب حضرت رسول خدا نے حضرت علی اور دیگر صحابیون سے پوچھا کہ کس شخص کو کیا چیز مرغوب ہی سب صحابیون نے

اپنے اپنے پسند کو کہا اور جب حضرت علی کی باری آئی تب حضرت علی نے کہا کہ ہم پسند کرتے ہین اکرام الضیف والسیف فی الصیف کو یعنی عزت مہمان اور تلوار چلانے کو گرمی مین تب رسولخدا نے صحابیون کو کہا کہ یہ مقفی و مسجع بولنا علی کا براہ تکلف نہین ہے۔ دوازدہم یہ کہ تحریرات نثر آپکی بھی اکثر صنعت تجنیس وغیرہ سے خالی نہین ہوتی تھی چنانچہ حضرت علی نے معاویہ کو یہ نامہ لکھا جو کہ تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر مین ہے غرّک عزّک فصار قصار ذلک ذلّک فاحش فاحش فعلک فعلّک تهدی بهذا یعنی مغرور کیا تجھکو عزت نے تیرے لیس ہو گیا انجام اوس بات کا یہ ڈر تو فاحش فعل کو اپنے لیس شاید کہ ہدایت پاوے تو ساتھ اس نصیحت کے اور یہ امر قابل ملاحظہ کے ہے کہ یہ نامہ تمام تر صنعت تجنیس مین یہ لکھا علے قدری علے قدری یعنے اوپر قدر و منزلت میرے جوش کھایا میرے دیگ نے۔ سو اگرچہ یہ دو لفظ کا جواب معاویہ کا بھی اسی صنعت تجنیس مین ہے مگر این الودم این اللحم یعنی کہان درم اور کہان گوشت۔ اور پستی خیال معاویہ کی اس جواب سے بھی ظاہر ہے اور یہ قول مفصلہ ذیل حضرت امیر علیہ السلام کا بھی کسقدر بلیغ و لطیف واقع ہے الدین و الدنیا کالمشرق و المغرب فاذا قربت الی احدهما بعدت عن الاخر یعنی دین و دنیا مثل پورب و پچھم کے ہے پس جب تو نزدیک ہوا کوئی ایک سے اونکے تو دور ہوا تو دوسرے سے فقط دیکھنا چاہیے کہ کیا تشبیہ حکیمانہ اور کیا عمدہ مقابلہ لف و نشر کا ہے

فصل ۲۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی ؑ وعن جابر قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیا یوم طائف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ

رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ بولایا آنحضرت علی کو بروز غزوہ طائف کی پس راز مین بات کیا ساتھ اوسکی پس کہا لوگون نے ہر آئینہ تحقیق کہ طول ہوا راز مین بات کرنا اوس نبی کا ساتھ پسر عم اپنے پس کہا رسول اللہ نے کہ ہمنے راز مین بات نہین کی اوس سے لیکن اللہ نے راز مین بات کی اوس سے روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط اسجگہ سے معاویہ راز و نیاز کا درمیان پیغمبر خدا اور حضرت علی کے اور چون و چرا کرنا لوگون کا خوب سمجھا جاتا ہے۔

فصل ۲۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی لا یحل لاحد یجنب فی ہذا المسجد غیری وغیرک قال علی بن المنذر فقلت لضرار بن صرد ما معنی ہذا الحدیث قال لا یحل لاحد یستطرقہ جنبا غیری وغیرک رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی ابی سعید سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو کہ نہین جائز ہے واسطے کسی شخص جنب کے بیچ اس مسجد کے سوائے میرے اور سوائے تیرے گذر کرنا کہا ابن منذر نے کہ پوچھا مینے ضرار ابن صرد سے کہ کیا معنی اس حدیث کے ہین تب کہا اوس ضرار نے کہ نہین جائز ہے واسطے کسی شخص کے کہ راہ بتاوے اوس مسجد کو درحالت جنب کی سوائے میرے اور سوائے تیرے روایت کیا اوسکو ترمذی نے فقط شاہ صاحب لکھتے ہین کہ علی ابن منذر نے پچپن ۵۵ حج کیا اور شیعی محض ہے ولیکن ثقہ اور صدوق یعنی نہایت سچا ہے

فصل ۲۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ام عطیۃ قالت بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیشا فیہم علی قالت فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وھو رافع یدیه یقول اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیاً رواہ الترمذی ترجمه اور روایت ہی ام عطیه صحابیه سے که روانه کیا پیغمبر خدا نے ایک فوج کو که اوسمین علی تھے اور کہتے ہین ام عطیه که ہمنے سُنا پیغمبر خدا کو دو ہاتھ کو اوٹھا کر کے کہتے ہوے که ای میرے خدا مت مار مجھکو یہان تک که دکھلا وے تو مجھکو علی کو روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یه سب خصوصیت راز و نیاز مندرجه فصل بالا کے اور یه تعلق پیغمبر خدا کا ساتھ حضرت علی کے اور دیگر حالات شرف مراتب حضرت علی کے صرف زمانه حیات رسول الله تک تھا ورنه ابتدای مرض الموت پیغمبر خدا سے رنگ یاروں کا بدل گیا

فصل ۲۵

مشکوة المصابیح باب مناقب علی عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم لا یحب علیاً منافق ولا یبغضه مؤمن رواہ احمد والترمذی

ترجمه روایت ہی ام سلمه زوجه رسولخدا سے که کہا اوسنے که فرمایا پیغمبر خدا نے که نہین دوست رکھیگا علی کو کوئی منافق اور نہین بغض رکھے گا اوس علی سے کوئی مومن روایت کی اوسکو احمد و ترمذی نے فقط یه حدیث بتائید حدیث مندرجه فصل ۱۷ کے ہی که اوسکا مضمون یه ہی که نہین دوست رکھیگا علی کو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا علی سے مگر منافق غرضکه محبت علی کی شرط ایمان بلکه عین ایمان ہے ۔

فصل ۲۶

مشکوة المصابیح باب مناقب علی عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من سب علیاً فقد سبنی رواہ احمد ترجمه روایت ہے ام سلمه زوجه پیغمبر خدا سے که کہا اوسنے که فرمایا رسول خدا نے که جس شخص نے که گالی دی علی کو گالی دی اوس شخص نے مجھکو فقط روایت کی اوسکو احمد نے

اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مین وجہ اسکی یہ لکھتے ہین کہ گالی دینے سے حضرت علی کے گالی دینا خود پیغمبر خدا کو لازم آتا ہے یعنی کہ اس توجیہ کرنے سے ایک بو ادر کس سنت کی بخوبی تمام پائی جاتی ہے کہ جس سے یہ بات مستنبط ہوتی ہی کہ گالی دینا علی کا خود کوئی امر سنگین نہین ہی مگر چونکہ وہ گالی منجر بدشنام ہی پیغمبر خدا بوجہ برادر عم زادہ ہونے کے ہوتی ہے سو اسواسطے گالی دینا حضرت علی کا عین گالی دینا پیغمبر خدا کا ہے اور اگر شاہ صاحب کو جوش محبت با علی ہوتا تو کیا یہ توجیہہ ممکن نہین تھی کہ علی و نبی مین کچھ فرق نہین ہے کہ حدیث مین لحمک لحمی ودمک دمی وانت منی و انا منک واقع ہے یعنی کہ تیرا گوشت میرا گوشت اور تیرا خون میرا خون ہی اور تو مجھ سے ہی او مین تجھ سے ہون اور سنیان زمانہ کی خدمت مین یہ عرض ہے کہ ہرگاہ معاویہ اونکے خلیفہ برحق نے حضرت علی پر دشنام و لعن منبر پر جاری کیا تو بوجہ تعمیل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے یہ سنیان بھی بے تکلف حضرت علی پر گالی و لعن دے سکتے ہین اور سنی صاحبان خطای اجتہادی معاویہ کے قائل ہین سو یہ نسبت اس بات کے کیا فرما دینگے کہ حضرت علی پر گالی اور لعنت بحکم معاویہ کے منبر پر زمانہ دراز تک ہوتی رہی واہ واہ کیا خوب خطاے اجتہادی ہے اور کیا معاویہ پر یہ الزام عائد نہین ہو سکتا ہی کہ بوجہ دشنام دینے علی کے معاویہ نے دشنام دہی خود رسول پر کی اور اسوجہ سے معاویہ کیا کافر مطلق نہین ہوا اور کیا مرتد ہونا کسی صحابی کا واقع نہین ہوا ہی جیسا کہ عبید اللہ بن جحش شوہر سابق ام حبیبہ خواہر معاویہ کا مرتد ہو کر نصرانی ہو گیا اور افسوس ہے کہ کسی کتاب اہلسنت مین بمقابلہ اس دشنام علی کے کچھ نفرت سنیون کی معاویہ سے پائی نہین جاتی ہی اور حدیث ہٰذا اور حدیث ہای مندرجہ فصلون بالا کے جو کچھ کہ حضرت ام سلمہ سے

روایت ہی سو حال اس زوجہ رسول اللہ کا یہ ہی کہ یہ بی بی تمامتر راہ راست پر اور بطرف اہل بیت کی ہین اور حال انکا ساتھ حضرت عائشہ کے قیاس نہین کیا جا سکتا ہی

فصل ۲۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال قال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیك مثل من عیسی ابغضته الیهود حتی بهتوا امه واحبته النصاری حتی انزلوه بالمنزلة التی لیست له ثم قال یهلك فی رجلان محب مفرط یقرطنی بما لیس فی ومبغض یحمله شنآنی علی ان یبهتنی رواه احمد ترجمہ اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سی کہ کہا اوسنے کہ کہا مجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تجھ مین ایک مثل ہے عیسی کی کہ بغض رکھا اوس سے یہودی یہانتک کہ بہتان دیا اوسکی ماے کو اور دوست رکھا اوسکو نصاری نے یہان تک کہ اوتار لائے اوسکو اوس درجہ تک کہ جو نہین ہے اوسکو اور بعد اوسکے فرمایا علی نے کہ ہلاک ہونگے ہماری وجہ سے دو مرد ایک محب مفرط کہ جو تعریف کرے ہماری ساتھ اوس بات کی کہ جو نہین ہے مجھ مین اور دوسرا بغض رکھنے والا کہ جو باعث ہوتی ہے عداوت میری اوپر بہتان کرنے میرے روایت کی اوسکو احمد نے فقط شاہ عبد الحق صاحب لکھتے ہین کہ سرمایہ سعادت دو چیز ہے محبت خاندان نبی اور تعظیم اصحاب اسطرح پر کہ یہ دونون باتین جمع ہون ساتھ اعتدال کے اور یہ راے شاہ صاحب کی بہت درست ہی اور یہ مثال حضرت علی کی ساتھ حضرت مسیح کے بہت واقعی ہے کہ جسطرح پر قوم نصاری نے حضرت مسیح کو درجہ خدا تک قرار دیا سو اوسیطرح پر اس امت محمدی مین بہی ایک فرقہ نصیری کا ہوا کہ جو حضرت علی کو خدا جاننے لگا اور حضرت علی کو جو تمام اطوار اور اخلاق مین مشابہت بہت ساتھ حضرت مسیح کے ہی سو اس کتاب سے جابجا وہ مشابہت بہت پائی جائیگی

فصل ۲۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن بریدۃ قال خطب ابوبکر وعمر فاطمۃ رضی اللہ عنہم فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انہا صغیرۃ فخطبہا علی فزوجہا منہ رواہ النسائی ترجمہ اور روایت ہے بریدہ سے کہ خواہش کی ابوبکر اور عمر نے فاطمہ کی تب فرمایا رسول اللہ نے کہ وہ فاطمہ چھوٹی ہے تب خواہش کی اوسکی علی نے پس بیاہ دیا رسول خدا نے اوس فاطمہ کو اوس علی سے روایت کی اوسکو نسائی نے فقط اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مین لکھتے ہین کہ روایت مین آیا ہے کہ کہا ام ایمن نے علی سے کہ تم کسواسطے خواہش فاطمہ کی نہین کرتے ہو حالانکہ تم عم رسول خدا کے بیٹا ہو تب کہا علی نے کہ ہمکو شرم آتی ہے کہ ہم اس بات کو مقابلہ مین کہین تب پیغمبر خدا نے سنا اس بات کو اور راضی ہوے اور جب حضرت علی کو مرضی آنحضرت کی دریافت ہوئی تب حضرت علی نے اپنی خواہش کو ظاہر کیا اور آنحضرت نے حضرت فاطمہ کا بیاہ ساتھ حضرت علی کے کر دیا فقط اور یہ صفت حیا کی حضرت علی مین ایک خصوصیات سے اونکی ہے کہ باوصف صلاح دینی ابن عباس کے حضرت علی نے بوجہ حیا کے مرض الموت مین رسول خدا کے آنحضرت سے اجازت خلافت کی طلب نہین کی اور حضرت عمر کو جو خواہش شادی ساتھ حضرت فاطمہ کے تھی سو انجام یہ ہوا کہ واسطے عقد اپنے ساتھ ام کلثوم دختر فاطمہ کے حضرت عمر نے بقوت خلافت اپنی بہت کچھ اصرار بعد وفات فاطمہ کے کیا کہ تصریح اسکی آئندہ اپنے مقام پر کیجائیگی ۔

فصل ۲۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلے

اللہ علیہ و آلہ وسلم امر بسد الابواب الا باب علی رواہ الترمذی ۔
ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ نے حکم دیا واسطے بند کرنے
دروازون کے کہ جو بطرف مسجد شریف کے تھے سواے دروازہ علی کے روایت کی اسکو
ترمذی نے فقط اور شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ شرح اس
حدیث کی اوس حدیث کی شرح مین بیان کیگئی کہ جو بہ نسبت حضرت ابو بکرؓ کے ہی
اور وہ حدیث حسب ذیل ہے لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر رض
یعنے کسی شخص کے دیوار مین کوئی روزن بطرف مسجد کے نہین چھوڑا جاے سواے
روزن دیوار ابو بکر کے سو ہمارے نزدیک ان دونون حدیثون مین کچھ اختلاف
نہین ہے اسواسطے کہ حدیث نسبت علی کی بابت دروازہ کے ہی اور حدیث
ابو بکر کی بہ نسبت روزن دیوار کے ہی تو درمیان دروازہ اور روزن کے کیا اختلاف
ہو سکتا ہی اور سواے اسکی حدیث نسبت دروازہ علی کے اوس زمانہ کی ہی کہ جس وقت
مین حضرت حمزہ زندہ تھے کہ جو جنگ اُحد مین شہید ہوے تھے اور حدیث
روزن دیوار ابو بکر کی دو چار روز قبل انتقال حضرت پیغمبر خدا کے ہی ۔

فصل ۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال کانت لی منزلۃ
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لم تکن لاحد من الخلائق اتیہ باعلی سحر فاقول
السلام علیک یا نبی اللہ فان تنحنح انصرفت الا دخلت علیہ رواہ النسائی
ترجمہ اور روایت ہی حضرت علی سے کہ کہا اونے کہ تھی واسطے میرے ایک منزلت
رسول اللہ کے پاس کہ نہ تھی وہ منزلت واسطے کسی ایک شخص کے خلائق مین سے
کہ جاتا تھا مین اوس رسول کے پاس تڑکے قبل صبح کے اور کہتا مین السلام علیک یا

یا نبی اللہ پس اگر کہا سنے کرتے آپ تو مین پھر آتا و اگر نہ مین آپکے پاس حاضر ہوتا اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مین اقرار کرتے ہین کہ یہ مرتبہ کسی شخص کو نہین تھا کسواسطے کہ حضرت علی قریب تھے آنحضرت سے مکان مین اور اختلاط اور مصاحبت اور اخوت مین بجہت نسبت فاطمہ کے مگر ہم دیکھتے ہین کہ زمان مرض الموت حضرت رسولخدا ؐ سے کچھ درجہ اور منزلت حضرت علیؑ کو باقی نہین رہا کہ جسکی تفصیل آیندہ ہوگی۔

فصل ۳۱

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعنہ قال کنت شاکیا فمر بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا اقول اللھم ان کان اجلی قد حضر فارحنی وان کان متاخرا فارفعنی وان کان بلاء فصبرنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیف قلت فاعاد علیہ ما قال فضربہ برجلہ وقال اللھم عافہ اذا شفہ شک الراوی فما اشتکیت وجعی بعد رواہ الترمذی ۔ ترجمہ اور روایت ہی حضرت علی سے کہ ہم بیمار تھے پس گذرے حضرت رسول میری طرف ہوکر کے اور مین کہہ رہا تھا کہ اے میرے خدا اگر میری موت پہونچی ہو تو راحت دی مجھکو یعنی ہم مرجائین اور اگر اوس موت مین دیر ہو تو آسان کر زندگی میری اور اگر وہ بیماری ایک امتحان ہو واسطے میرے پس صبر دی تو مجھکو پس پوچھا آنحضرت نے کہ کیا کہا تونے تب اعادہ کیا حضرت علی نے اوس بات کو جو کہ کہا تھا پس مارا آنحضرت نی اوس علی کو اپنے پاؤن سے اور فرمایا کہ ای میرے خدا عافیت دی تو اوس علی کو یا راوی شک کرتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ شفا دے تو اوس علی کو پس حضرت علی کہتے ہین کہ ہمکو وہ شکایت درد کی نہین ہوئی

بعد اسکے کبھو روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط معلوم ہوتا ہی کہ حضرت علی اوس وقت مین ایک ایسی کیفیت رضا اور تسلیم مین تھے کہ مرنا اور شفا اور امتحان ہر بات مین راضی تھے مگر آنحضرت کی شفقت کا یہ حال تھا کہ تحمل خیال مرگ کا حضرت علی کے بسبب کمال جوش محبت کے آپ کو نہین تھا یہانتک کہ حدیث مندرجہ فصل ۲۴ سے ظاہر کہ جب حضرت علی کو ایک لڑائی پر بھیجا تھا تو آنحضرت دونون ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگتے تھے کہ اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیاً یعنی نہ مار تو مجھکو بغیر اسکے کہ دکھلا دے تو مجھے علی کو اور اس حدیث سے ایک تعلیم اس بات کی بہی معلوم ہوئی کہ بندہ کو حالت بیماری مین صرف صحت اور شفا کی دعا مانگنی چاہیے۔

فصل ۳۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت ع وعن عائشۃ قالت کنا ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عندہ فاقبلت فاطمۃ ما تخطی مشیتہا من مشیۃ رسول اللہ فلما رأھا قال مرحبا یا بنتی ثم اجلسہا ثم سارھا فبکت بکاء شدیداً فلما رای حزنہا سارھا الثانیۃ فاذا ھی تضحک فلما قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سألتہا عما سارک قالت ما کنت لافشی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرہ فلما توفی قلت عزمت علیک بما لی علیک من الحق لما اخبرتنی قالت اما الآن فنعم اما حین سارنی فی الامر الاول فانہ اخبرنی ان جبرئیل کان یعارضنی القرآن کل سنۃ مرۃ وانہ عارضنی بہ العام مرتین ولا اری الاجل الا قد اقترب فاتقی اللہ واصبری فانی نعم السلف انا لک فبکیت فلما رای جزعی سارنی الثانیۃ قال یا فاطمۃ الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء اہل الجنۃ او نساء العالمین وفی روایۃ فسارنی انہ یقبض فی وجعہ فبکیت ثم سارنی فاخبرنی انی اول اہلبیتہ اتبعہ فضحکت متفق علیہ۔

ترجمہ روایت ہی حضرت عائشہ سی کہ کہا اونھنے کہ ہم لوگ بیبیان رسولخدا کی اوس رسول کے پاس تھین پھر
کہ آئین فاطمہ جو کہ چال اونکی جدا و ممتاز نہ تھی چال سے رسول اللہ کے پس جب دیکھا اوس رسول
نے فاطمہ کو کہا رسول نے خوش ہوا میری بیٹی تب بٹھایا حضرت رسول نے اوس فاطمہ کو اور کچھ
پوشیدگی سے بات کی اوس سے تب روئین وہ بہت رونا پس جب دیکھا پیغمبر خدا
نے حزن و ملال کو اوس فاطمہ کے تو راز مین بات کی اوس سے بار دوم تب ناگاہ
ہنس پڑین وے تب جب کہ پیغمبر صاحب اوٹھ گئے اوس مجلس سے تو پوچھا ہمنے اوس
فاطمہ سے کہ کیا وہ بات راز کی پیغمبر صاحب نے تجھسے کی تو فاطمہ نے کہا کہ ہم تو
نہین ہین کہ راز نبی صلعم کو افشا کرین پس جب مرگئے رسولخدا تو ہمنے کہا فاطمہ سے کہ
تجھکو قسم ہے ہماری حق مادری کی کہ خبر دی تو مجھکو تب کہا فاطمہ نے ہان اب ہم
کہین گے سو بار اول جو پیغمبر خدا نے ہمسے سخن راز کہا تھا سو ہمسے دیہ بات کہی
کہ جبرئیل ہمسے مقابلہ کیا کرتے تھے قرآن کو ہر سال ایک مرتبہ اور اس سال
مقابلہ کیا اوسنے دو مرتبہ اور ہم نہین دیکھتے ہین موت کو مگر یہ بات کہ تحقیق کہ وہ موت
نزدیک ہوگئی پس خدا سے تقوی کر تو اے فاطمہ اور صبر کر تو پس تحقیق ہم اچھی سلف
سے ہین واسطے تیرے تب ہم روئے اور جب دیکھا پیغمبر خدا نے بیقراری کو میرے
تب کہا پیغمبر خدا نے کہ اے فاطمہ کیا تم راضی نہین ہو اس بات سے کہ تم سردار ہوگی
عورتین اہل بہشت کی یا اور عورات تمام عالم کی اور ایک روایت مین ہے کہ
کہا فاطمہ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے پوشیدگی مین کہ قبض روح اونکا ہوگا اوسی درد
مین اور اوسی پوشیدگی مین ہمکو خبر دی کہ ہم اول اہلبیت کی ہین جو پیچھے جاینگی
اوس پیمبر کے تب ہنسے ہم متفق علیہ جیسا کہ سنیون کی عادت ہی کہ جہان پر کچھ
فضیلت اور خصوصیت علیؑ اور فاطمہؓ کی پائی جائیگی تو وہان پر سنی لوگ اپنی حضرت

ابو بکرؓ اور عائشہ کو ضرور یاد کرینگے چنانچہ موافق اوسی عادت کے شاہ عبد الحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین فضل عائشہ کا بھی ذکر کیا مگر شکر ہے کہ کسی طرح پر افضلیت حضرت فاطمہ کو قبول کیا ہے۔

فصل ۳۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن المسور بن مخرمۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم قال فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی وفی روایۃ یریبنی ما ارابہا ویوذینی ما اذاہا متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہے مسور ابن مخرمہ سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ فاطمہ پارہ گوشت ہے مجھسے پس جس شخص نے کہ غصہ دلایا اوس فاطمہ کو غصہ دلایا مجھکو۔ اور ایک روایت مین ہے کہ ناخوش کرتی ہے مجھکو وہ چیز کہ جو ناخوش کرتی ہے اوس فاطمہ کو یا ایذا دیتی ہے مجھکو وہ چیز جو کہ ایذا دیتی ہے اوس فاطمہؓ کو متفق علیہ فقط شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت علی نے عوزاء دختر ابو جہل سے شادی اپنی چاہی تھی اور حضرت رسول خدا سے مشورہ چاہا تب آنحضرت نے یہ حدیث فرمائی اور حضرت علی نے معذرت کی رسول سے اور کہا کہ ہم ہرگز وہ کام نکرینگے کہ جس سے تو ناخوش ہوا ای رسول خدا کے مگر شاہ صاحب نسبت اس امر کے کیا فرماوینگے کہ حضرت فاطمہؓ نے دعویٰ باغ فدک وغیرہ کا حضرت ابو بکرؓ کے پاس پیش کیا اور حضرت ابو بکرؓ نے جو نوشتہ واگذاشت باغ مذکور کا حضرت فاطمہؓ کو دیا تھا سو حضرت عمر وہ کاغذ فاطمہ سے لیکے حضرت ابو بکر کے پاس لائے اور وہ کاغذ چاک کر دیا گیا کہ بعد اس قصہ کے حضرت فاطمہؓ نے عہد کیا کہ حضرت ابو بکرؓ سے تا حیات اپنی بات نکرینگے اور وصیت کی کہ اونکے جنازہ پر ابو بکر نماز کو نہ آوین اور ویسا ہی ہوا سو اس قصہ سے تمادی خفگی حضرت

فاطمہ کا تمامتر عیان ہی اور علاوہ اسکے بھی جو جو حالات بے پروائی نسبت حضرت فاطمہ
کے پیش آئے سو بمقام ذکر خلافت حضرت ابوبکرؓ کے مذکور ہونگے۔

فصل ۳۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن زید ابن ارقم قال قام رسول الله صلے الله علیه و آله وسلم یوما فینا خطیبا بماء یدعی خما بین مکة والمدینة فحمد الله واثنی علیه ووعظ وذکر ثم قال اما بعد الا ایها الناس انما انا بشر یوشك ان یاتینی رسول ربی فاجیب وانا تارك فیکم الثقلین اولهما کتاب الله فیه الهدی والنور فخذوا بکتاب الله واستمسکوا به فحث علی کتاب الله ورغب فیه ثم قال واهل بیتی اذکرکم الله فی اهل بیتی اذکرکم الله فی اهل بیتی وفی روایة کتاب الله هو حبل الله من اتبعه کان علی الهدی ومن ترکه کان علی الضلالة رواه مسلم

ترجمہ اور روایت ہی زید ابن ارقم سے کہ کہا اوسنے کہ اوٹھے رسول اللہ ہم لوگون مین خطبہ پڑھتے ہوی اوپر ایک مقام پانی کے کہ بولا جاتا ہی خم کرکے درمیان مکہ اور مدینہ کے پس حمد اور ثنا پڑھی آنحضرت نے خدا کی اور وعظ فرمایا اور یاد الٰہی دلایا اور بعد اسکے فرمایا کہ بعد حمد و ثنا کے خبردار ہو اے لوگو کہ ہم صرف ایک آدمی ہین کہ قریب ہی یہ کہ آوے ایک بھیجا ہوا ہمارے رب کا اور ہم قبول کرین اوس پیغام کو یعنی کہ ایک فرشتہ جان لینے کو آوے اور ہم انتقال کرین اور چھوڑنے والے ہین تم لوگون مین دو بھاری اور نفیس چیزون کو کہ اول اون دونون کا کلام اللہ ہی کہ جسمین ہدایت و نور ہے پس لو تم لوگ کلام اللہ کو اور مضبوط پکڑو اوسکو اور برانگیختہ کیا رسولخدا نے اوپر کلام اللہ کے اور ترغیب دلایا اوسے اور بعد اسکے کہا رسول نے کہ دوسری چیز اہلبیت میری ہی کہ یاد دلاتے ہین ہم تم لوگون کو خدا کو بیچ حق اہلبیت میرے یاد دلاتے ہین ہم تم لوگون کو خدا کو بیچ حق اہلبیت اپنے کے

اور ایک روایت مین ہی کہ کلام اللہ وہ رسی خدا کی ہے کہ جو شخص تابعداری کرے اوسکی سو ہوگا وہ ہدایت پر اور جو شخص کہ ترک کرے اوس کلام اللہ کو سو ہوگا وہ شخص اوپر گمراہی کے اور روایت کی اوسکو مسلم نے فقط اس حدیث سی معلوم ہوا کہ آنحضرت نے دو چیز بزرگ واسطے ہم لوگون کے چھوڑی ہے ایک قرآن شریف اور دوسرا اہلبیت مع سُنّی لوگ اس اہلبیت کی معنی بتانے مین کیا قصور کرینگے چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب لکھتے ہین کہ اہلبیت سے اشارہ واسطے اخذ سُنّت کی ہے سو یہ بات ہمکو صرف براہ اخذ سنیت کی معلوم ہوتی ہے ورنہ اصل معنی صرف اسقدر ہی کہ قرآن اور اہلبیت دونون ایک ساتھ ہین یعنے کہ اعمال و اخلاق اہلبیت سی معنی قرآن کا سمجھا جاتا ہے کہ جیسا اہلبیت اور رسول کے ہین تو وہی لوگ معنی قرآن کا بھی خوب سمجھتے ہونگے اور برخلاف اونکے دوسرے لوگون کا سمجھنا اور سمجھانا کوئی چیز نہین ہے۔

فصل ۳۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن البراء قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والحسن بن علی علی عاتقہ یقول اللّٰھم انّی احبّہ فاحبّہ متفق علیہ وعن ابی ھریرۃ قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی طائفۃ من النّہار حتی اتی خباء فاطمۃ فقال اثم لکع اثم لکع یعنی حسنًا فلم یلبث ان جاء یسعی حتی اعتنق کل واحد منہما صاحبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللھم انّی احبّہ واحبّ من یحبّہ متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہے براء سے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا مینے پیغمبر خدا کو درحالیکہ حسن ع ابن علی اوپر دوش اوس رسول کے تھے کہتے تھے وہ رسول کہ اے اللہ میرے تحقیق کہ مین دوست رکھتا ہون اوس حسن کو پس دوست رکھ تو اوس حسن کو متفق علیہ اور روایت ہے

ابوہریرہ سی کہ کہا اوسنے کہ نکلے ہم ساتھ رسول خدا کے ایک حصہ مین دن کے یہانتک کہ
پہونچے وہ رسول گھر کو فاطمہ کے پس پوچھا اوس رسول نے آیا وہان ہی چھوٹا بچا آیا وہان ہی
یعنی حسنؑ پس دیر نہین ہوئی کہ آئے حسنؑ دوڑتے ہوئے یہانتک کہ گلے لگا لیا ایک نے
دوسرے کو پس فرمایا رسولخدا نے کہ ای میرے خدا تحقیق کہ مین دوست رکہتا ہون اوس کو
پس دوست رکھ تو اوسکو اور دوست رکھ تو اوس شخص کو جو دوست رکھی اسکو متفق علیہ
فقط سنیون کو ساتھ حضرت امام حسن علیہ السلام کے کچھ خصوصیت نہین ہی بلکہ ایک طرح پر
شیعون کو اونکی طرف سی فراغ خاطر ہے کہ امام حسنؑ نے خلافت اپنی معاویہ کو تسلیم کی مگر معاویہ
جسقدر کہ امام حسنؑ کو دوست رکہتا تھا سو بہی ایک امر سے ظاہر ہوگا کہ تاریخ خمیس عربی
چھاپہ مصر مین ہے کہ جب معاویہ نے خبر فوت امام حسنؑ کی سُنی تو مارے خوشی کے اللہ اکبر
اللہ اکبر تکبیر خوشی کی کہنے لگا تب فاختہ اوسکی بی بی نے تعجب سی پوچھا کہ کیا تم فوت
پسر فاطمہ پر خوشی کرتے ہو تب معاویہ نے کہا ما کبرت شماتۃ ولکن استراح قلبی
یعنے مینے تکبیر خوشی کی براہ شماتت نہین کی ہے ولیکن اس خبر سے دل کو میرے چین
ہوا یعنی دل کو ٹھنڈک ہوئی سبحان اللہ کیا دل ہے آپکا کہ فوت حسنؑ ابن فاطمہ زہرا سے
آپکے دل کو راحت پہونچی ہے تف ولعنت ہے ایسے دل پر اور اوسوقت مین عموماً لوگون
کا دل اہلبیت کی طرف سی اسقدر پھر گیا تھا کہ حضرت امام حسنؑ نے بوقت مرنے کے
یہ وصیت کی کہ ہماری لاش کو روضہ رسولخدا کے پاس لیجائیو اور اگر لوگ خفا ہون
تو قریب اوس روضۂ مبارک کے دفن کرو ورنہ دوسری جگہ دفن کرو چنانچہ لاش امام
معصوم کی حسب وصیت کے قریب روضۂ مبارک کے رکھی گئی اور لوگون کی طرف سے
اوس لاش پر خوب بارش تیرون کی ہوئی اور آخرکار حضرت عائشہ کا فتوی براہ
خلافت وعداوت سابق ایام حیات امام حسنؑ کے یہ ہوا کہ زمین ملک اونکی ہے سو وہ

راضی نہین ہین کہ اوس جگہہ ہین حسنؑ ابن علی دفن ہوون اور انجام یہ ہوا کہ وہ لاش مبارک وہانسے اوٹھاکر کے جنت البقیع مین دفن ہوئی واہ واہ کیا خوب تعمیل حکم دوستی حسنؑ ابن فاطمہ کی ہوئی اور فن تاریخ سے کوئی دوسرا ایک قصہ ایسا پایا نہین جاتا کہ لاش پر بوچھا تیرون کی ہوا اور حضرت امام حسنؑ کے حلم کا یہ حال ہے کہ جب آپ جعدہ بنت اشعث سے زہر کھلائے گئے اور پارہای دل وجگر آپکے ٹکرے ہوکر نکلنے لگے تو حضرت امام حسینؑ نے پوچھا کہ شبہہ زہر دینے کا آپکو کس شخص پر ہے تب آپ نے فرمایا کہ ہم اپنا شبہہ نہین کہہ سکتے ہین کہ اگر میرا شبہہ نادرست ہو تو بار اوسکا ہمپر ہوگا اور اگر درست ہو تو معاملہ اوسکا ساتھ خدا کے ہی اور ایک روز کی نقل ہے کہ آپ اپنے خادم کو پکارتے رہی مگر وہ خادم نہین بولا تب آپ خود اوٹھکر کے اوس خادم کے پاس گئے اور وجہ نہین جواب دینے کی پوچھی تب اوس خادم نے کہا کہ ہمکو آپکے حلم پر اعتماد تھا اسواسطے ہم نہین بولے اور آپ نے یہ جواب سنکر کے کچھہ نہین کہا اور اپنے مقام پر چلے آئے اور ایک روز کی نقل ہے کہ ایک غلام کے ہاتھہ سے کھولتا ہوا گرم پانی آپکے بدن پر گر پڑا تب آپنے نظر اوٹھاکر کے اوس غلام کی طرف دیکھا اور اوس غلام نے ایک ٹکڑا آیت قرآن کا پڑھا والکاظمین الغیظ یعنی اور گھونٹنے والے غصہ کے تب آپ نے فرمایا کظمت یعنی گھونٹا ہمنے غصہ کو تب غلام نے پڑھا دوسرا ٹکڑا آیت کا والعافین عن الناس یعنی معاف کرنے والے آدمیون کے تب آپ نے فرمایا عفوت یعنی معاف کیا ہمنے اسپر اوس غلام نے پڑھا ایک تیسرا ٹکڑا آیت کا واللہ یحب المحسنین یعنی اللہ دوست رکھتا ہی احسان کرنے والون کو تب آپ نے اوس غلام کو آزاد کیا اور چار سو دینار دیا اور یہ تمام آیت ۱۲۸ سورہ آل عمران کی ہے کہ مسٹر جارج سیل اپنے ترجمہ انگریزی مین قرآن شریف کے صفحہ ۱۵ مین لکھتا ہی کہ یہ ایک عمدہ مثال حلم وفیاضی حسنؑ کی ہی اور آپکی ایثار اور

سخاوت کا یہ حال ہی کہ آپ نے اپنی عمر مین تین بار تخلیہ کلی اپنے مال اور دولت سے کیا
یعنی تین بار ایسا اتفاق ہوا کہ آپ بالکل مال اور اسباب اور گھر بار اپنا بیراہ خدا
دیکر کے خود الگ ہو گئے سبحان اللہ کیا شان اہلبیت کی ہے اور جلد اول ترجمہ اردو
تاریخ ابو الفدا حاکم حماۃ ملک شام صفحہ ۳۴۳ تا ۳۴۵ مین مذکور ہے کہ امام حسنؑ نے
ماہ ربیع الاول اور بقول بعضے ماہ ربیع الثانی اور بقول بعضے ماہ جمادی الاول ۴۱ھ
مین خلافت معاویہ کو تسلیم کیا اور بعد دریافت خبر انتقال حضرت امام حسنؑ کے معاویہ
سجدہ شکر کا بجالایا اور خوش ہوا اور تاریخ خمیس عربی چھاپہ مصر جلد ثانی صفحہ ۲۹۱
تا صفحہ ۲۹۲ مین مذکور ہی کہ بتاریخ ۲۵ ربیع الاول ۴۱ھ کے تسلیم خلافت معاویہ کی
ہوئی اور حضرت عائشہ نے وعدہ دفن ہونے امام حسنؑ کا روضہ آنحضرت مین خود امام حسنؑ
سے کیا تھا اور بعد وفات امام حسنؑ کے امام حسینؑ سے بھی اپنی منظوری بیان کی تھی مگر
انجام یہ ہوا کہ حضرت عائشہؓ نے بدلیل ملکیت اپنی بشمول مروان کے حضرت امام حسنؑ کو
اوس روضۂ مبارک مین دفن ہونے نہ دیا۔

فصل ۳۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن ابی بکرۃ قال رأیت النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی المنبر والحسن بن علی الی جنبہ وھو یقبل علی الناس مرۃ
وعلیہ اخری ویقول ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین
من المسلمین الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی ابی بکر سے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا مینے پیغمبر خدا کو اوپر منبر کے اور
حسن ابن علی اوس رسولخدا کے پہلو مین تھے اور وہ رسول کبھو متوجہ ہوتے تھے آدمیونکی
طرف اور فرماتے تھے کہ تحقیق کہ یہ بیٹا میرا سید ہی اور امید ہی کہ خدا اوسکے وسیلہ سے

صلح کرادے درمیان دو جماعت عظیم مسلمانون کے کہ خلافت میری تیس برس ہی روایت کی اسکو بخاری نے فقط شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ اس حدیث سے پیشین گوئی متفرق ہونے مسلمانون کی دو فرقہ مین ہے کہ ایک فرقہ بطرف امام حسنؑ اور دوسرا فرقہ بطرف معاویہ کے تھا کہ بوجہ باقی رہنے چھ مہینان بعد انتقال حضرت علی منجملہ تیس برس خلافت راشدہ کے حق بطرف امام حسنؑ کے تھا سو یہ بات واقعی درست ہی اسواسطے کہ انتقال پیغمبر خدا کا ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری مین ہوا تھا کہ تیس برس کامل ماہ ربیع الاول سنہ ۴۱ھ مین ہوتا ہے اور انتقال حضرت علی علیہ السلام کا بماہ رمضان سنہ ۴۰ھ کے واقع ہوا پس اوس ماہ رمضان سے ماہ ربیع الاول تک تیس برس کامل ہونے کو فی الواقع پانچ چھ مہینان باقی تھا کہ وہ زمانہ طی کرکے حضرت امام حسنؑ نے خلع خلافت کیا مگر شاہ صاحب یہ بات جو لکھتے ہین کہ صلح امام حسنؑ کا دلیل صحت امارت معاویہ کی ہے سو یہ بات صرف براہ تعصب سنیت کے معلوم ہوتی ہے اسواسطے کہ ہرگاہ معاویہ بعد تیس برس خلافت راشدہ کے ملک عضوض یعنے بادشاہ گزندہ ہوا تو اوسکی صحت امارت مین گفتگو کرنی فضول ہے اسواسطے کہ شقاوت معاویہ کی اس درجہ تک کی ہے کہ صلحنامہ خلع خلافت مین جو حضرت امام حسنؑ نے ایک شرط یہ چاہا تھی کہ حضرت علی اونکے باپ پر گالی دینا بند کیا جاے سو اس شرط کو معاویہ نے منظور نہین کیا اور آخر حضرت امام حسنؑ نے مجبور ہو کر یہ شرط چاہی کہ اونکے سامنے علی اونکے باپ پر گالی نہو سو تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ معاویہ نے اس شرط کو منظور کیا مگر اس شرط کو بھی معاویہ نے پورا نہین کیا اور دار ابجرد کے خراج دینے کی شرط تھی سو معاویہ نے وہ خراج کبھو امام حسنؑ کے پاس نہین بھیجا اور شاہ صاحب جو یہ بات لکھتے ہین کہ دونون فرقون کا مسلمان ہونا ظاہر ہوتا ہی سو اس بات پر کیا نازش سنیون کو ہی کہ جب کوئی لڑائی نہین ہوئی تو دونون

فرقہ کے مسلمان ہونے مین کیا عذر ہو سکتا ہی مگر کاش اگر لڑائی واقع ہوتی تو اوسوقت یہ بات قابل لحاظ کرنے کے تھی کہ فرقہ معاویہ پر اطلاق مسلمان ہونے کا باقی رہتا یا نہین اور شاہ صاحب کو امارت معاویہ کی صحیح قرار دینی کیا مشکل ہے کہ خلافت دوازدہ گانہ مین خود یزید کو بھی شاہ صاحب نے ایک خلیفہ قبول کیا ہی کہ جسکی تفصیل آیندہ ہوگی

فصل ۳۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت عن جابر قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حجتہ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصوی یخطب فسمعتہ یقول یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی رواہ الترمذی وعن زید ابن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا ابدا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھا رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اونسے کہ دیکھا مینی پیغمبر خدا کو حجۃ الوداع مین اپنی بروز عرفہ کے وہ اپنی اونٹنی قصوا پر خطبہ پڑھ رہی تھے پس سنا ہمنے اوس رسول کو کہتے ہوی کہ اے لوگو ہمنے چھوڑی ہی تم لوگون مین وہ چیز کہ اگر پکڑو تم لوگ اوس چیز کو تو ہرگز نہ گمراہ ہو گے تم لوگ یعنی کلام اللہ اور عترت میری اور اہلبیت میری روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت ہی زید ابن ارقم سے کہ کہا اونسے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ تحقیق کہ ہم چھوڑنے والے ہین تم لوگون مین اوس چیز کو کہ اگر مضبوط پکڑو اوسکو تو ہرگز نہ بھٹکو گے بعد میرے کہ ایک اون دونون کا بزرگ تر ہی دوسرے سے یعنی ایک کتاب خدا کی ایک رسی ہے کھنچی ہوئی آسمان سے زمین تک اور عترت میری اور اہلبیت میری اور یہ

دونون چیزین آپس سے کبھی جدا ہونگی یہانتک کہ پہونچین وے دونون اوپر حوض کے اس خیال رکھو کہ کسطرح سے معاملہ کروگے تم لوگ میرے ساتھ اون دونون امرون مین روایت کی اسکو ترمذی نے فقط لغت مین عترت کے معنی خویشان اور نزدیکان کے ہین اور اہلبیت سی علیؑ اور فاطمہ و حسنؑ حسینؑ مراد ہین یعنی کہ عترت اور اہلبیت ایک چیز ہے اور تفصیل اوسکی اوپر کی فصلون مین ہو چکی ہے مگر شاہ صاحب کی دلیری قابل لحاظ کے ہے کہ باوصف اقرار کرنے معنی اولاد و ذریت رسول اس حدیث کی شرح مین بھی اوسی بات کو اعادہ کرتے ہین کہ عترت اور اہلبیت اشارہ بطرف اخذ سنت کے ہے پس جبکہ اہلبیت سی اخذ سنت مراد لیا تو اب بیچارے شیعہ لوگ کیا کرینگے ۔

فصل ۳۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعنہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعلیؑ وفاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربہم وسلم لمن سالمہم رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے اوس جابر سے کہ تحقیق کہ رسولخدا نے کہا واسطے علی اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ کے کہ ہمکو جنگ ہے اوس شخص سے کہ جو جنگ کرے اون لوگون سے اور ہمکو صلح ہے اوس شخص سے کہ جو صلح رکھے اون لوگون سے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط معاویہ جو ساتھ حضرت علی کے برابر لڑتا رہا سو سنّی صاحبان اس حدیث کو ملاحظہ کرکے بہ نسبت معاویہ کے کیا فرماوینگے ۔

فصل ۳۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عبد المطلب ابن ربیعۃ ان العباسؓ دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغضبا وانا عندہ

فقال ما اغضبك قال یا رسول اللہ ما کنا ولقریش اذا تلاقوا بینہم تلاقوا بوجوہ مبشرۃ واذا لقونا لقونا بغیر ذلك فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی احمر وجہہ ثم قال والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب الرجل الایمان حتی یحبکم اللہ ولرسولہ ثم قال ایہا الناس من اذی عمی فقد اذانی فانما عم الرجل صنو ابیہ رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی عبد المطلب ابن ربیعہ سے کہ تحقیق کہ عباس پہونچے رسولخدا کے پاس غضب آلودہ اور ہم نزدیک اوس رسول کے تھے پس پوچھا حضرت رسول نے کس چیز نے غصہ دلایا تجھکو تب کہا عباس نے ای رسولخدا کے کیا حال ہی درمیان ہملوگ ہاشمیون کے اور درمیان قریش کے کہ جب ملاقات کرتے ہین وی قریش لوگ آپسمین تو ملاقات کرتے ہین وے لوگ ساتھ خوش چہرون کے اور جب ملاقات کرتے ہین وے لوگ ہملوگ ہاشمیون سے تو ملاقات کرتے ہین وی لوگ ہم لوگ ہاشمیون سے ساتھ غیر اوس چہرہ کے پس غضب مین آئے پیغمبر خدا یہانتک کہ سرخ ہوگیا چہرہ آپکا تب فرمایا آپ نے کہ قسم ہے اوس شخص کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ مین ہے کہ نہین داخل ہوگا دل کو آدمی کے ایمان یہانتک کہ دوست رکھے وہ شخص تم لوگون کو واسطے خدا اور رسول اوس خدا کے بعد اسکے فرمایا آپ نے کہ اے لوگون جو شخص ایذا دے چچا کو میرے پس تحقیق کہ ایذا دی اوسنے مجھکو کیونکہ چچا آدمی کا ایک ہمشاخ اوسکے باپ کا ہی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط حضرت عباس اور ابن عباس وغیرہ ہاشمیون سے سنیون کو کچھ خصومت نہین ہے مگر غرض نقل کرنے اس حدیث کی یہ ہے کہ حال قریش وغیرہ کا دکھلایا جاے کہ اون لوگون کو کیا معاملہ کشمکش اور تفرقہ کا ساتھ ہاشمیون کے تھا یہانتک کہ حدیث مندرجہ فصل ۲۲ سے بھی ظاہر ہوتا ہی کہ جب حضرت رسول خدا نے کچھ دیر تک مشورہ راز ساتھ

حضرت علیؑ کے کیا تو لوگون نے کہا کہ مشورہ رسولخدا کا ساتھ چچیرے بھائی اوسکے طول ہوا کہ اوسکے جواب مین پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ مشورہ ساتھ حضرت علی کے ہمنے نہین کیا بلکہ خود خدا نے ساتھ اوسکے مشورہ کیا پس جب حالت قریش کی ساتھ حضرت علی اور تمام بنی ہاشم کے یہ تھی تو بیعت خلافت کرنا اون وحوش عرب کا اوپر حضرت ابوبکر ایک قریشی کے بلا انتظار موافقت رائے حضرت علیؑ کی خود قرین قیاس ہے

فصل ۴۰

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عمر رضی اللہ عنہ انہ فرض لاسامۃ فی ثلثۃ الاف وخمسمائۃ وفرض لعبد اللہ بن عمر فی ثلثۃ الاف فقال عبد اللہ بن عمر لابیہ لم فضلت اسامۃ علی فواللہ ما سبقنی الی مشہد قال لان زیدا کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ابیک وکان اسامۃ احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منک فاثرت حُبّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی حبّی رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق کہ اوسنے مقرر کیا واسطے اُسامہ ابن زید کے تین ہزار پانچ سو درہم اور مقرر کیا واسطے عبد اللہ ابن عمر کے تین ہزار درہم پس پوچھا عبد اللہ ابن عمر نے اپنے باپ یعنی حضرت عمرؓ سے کہ کسواسطے تفضیل دی تو نے اسامہ کو اوپر ہمارے حالانکہ قسم خدا کی نہین سبقت لیگیا اُسامہ اوپر میرے کسی جہاد مین تب کہا حضرت عمر نے کہ بدینوجہ کہ زید باپ اُسامہ کا محبوب تر تھا رسولخدا کے پاس باپ سے تیرے یعنی ہمسے اور اُسامہ محبوب تر تھا رسولخدا کے پاس تجھسے پس ترجیح دی ہمنے حُب رسول خدا کو اوپر حُب اپنی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط احادیث مندرجہ فصل ۲۲ سے ظاہر ہوا کہ محبوب ترین خلق خدا

کے حضرت علی تھے اور اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہی کہ باقرار حضرت عمرؓ کے زید باپ اسامہ کے محبوب تر رسول خدا کے حضرت عمرؓ سے تھی پس حضرت عمرؓ کو حضرت علی سے کیا مقابلہ ہے۔

فصل ۴۱

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن ابی ذر قال وھو اخذ بباب الکعبۃ سمعت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا ھلک رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہی ابی ذر سے کہ کہا اوسنے درحالیکہ پکڑے ہوئے تھا دروازہ کعبہ کو کہ سنا ہمنے حضرت نبی کو کہتے ہوئے کہ خبردار رہو کہ تحقیق کہ مثل اہلبیت کے میرے تملوگون مین مثل کشتی نوح کے ہی کہ جو شخص چڑھا اوس کشتی نوح کو تو نجات پائی اوسنے اور جو شخص کہ سوار نہ ہوا اوس کشتی نوح مین تو ہلاک ہوا وہ فقط یہ حدیث بتائید حدیث مندرجہ فصل ۳۷ کے ہی۔

فصل ۴۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ازواج النبیؐ وعن عائشۃ قالت ما غرت علی احد من نساء النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما غرت علی خدیجۃ وما رایتہا ولکن کان یکثر ذکرھا وربما ذبح الشاۃ ثم یقطعہا اعضاء ثم یبعثہا فی صدائق خدیجۃ فربما قلت لہ کان لم تکن فی الدنیا امرءۃ الا خدیجۃ فیقول انہا کانت وکانت وکان لی منہا ولد متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ کہا اوسنے کہ ہمنے نہین رشک کیا اوپر کسی زوجات نبی کے جیسا کہ رشک کیا ہمنے اوپر خدیجہ کے حالانکہ ہمنے نہین دیکھا اوس خدیجہ کو اور لاکن رسول اللہ اکثر ذکر اوس خدیجہ کا

کیا کرتی تھے اور اکثر ذبح کرتے تھے بکری کو اور ٹکرے ٹکرے کرتے تھے اوسکو تب بھیجتے تھے اون ٹکرون کو عورات دوستان خدیجہ کو تب اکثر ہم کہتے تھے رسولخدا کو کہ گویا نتھے دنیا مین کوئی عورت مگر خدیجہ پس کہتے تھے وہ رسول کہ ہان وہ ایسی تھی اور ایسی تھی اور ہمکو اوس سے اولاد ہوئی متفق علیہ فقط اول اور اصل بی بی حضرت پیغمبر خدا کی خدیجہ بنت خویلد تھین کہ انکی حیات مین آپنے کوئی دوسری بی بی نہین کی اور خدیجہ ایک بیوہ دولتمند تھین کہ اونکے کارخانہ تجارت مین حضرت پیغمبر خدا نوکر ہوے اور مال تجارت کا اونٹون پر لدا کے ملک شام کو گئے اور واسطے اوس بی بی کے فائدہ کثیر حاصل کیا اور رفتہ رفتہ آپکی دیانت اور ہوشیاری سے راضی ہوکر کے حضرت رسول نے اسے نکاح بڑے تکلف سے کیا اور بہت کھانا لوگون کو کھلایا اور اوسوقت مین اونکا سن چالیس برس کا اور پیغمبر خدا کا سن پچیس ۲۵ برس کا تھا اور بہت روز تک زندہ رہکر کے تین سال قبل سنہ ہجری کے انتقال کیا اور اوس وقت مین سن شریف حضرت رسول خدا کا درمیان پینتالیس ۴۵ اور پچاس برس کے تھا اور حضرت خدیجہ کی زندگی تک آپنے کوئی دوسری بی بی نہین کی اور آپنے عنقریب سب تمام مال اور دولت حضرت خدیجہ کا راہ خدا مین خرچ کر ڈالا اور اس مقام مین مسٹر گبن وغیرہ مورخان انگریزی براہ انصاف تمام تر تعریف وفاداری حضرت رسولخدا کی اسطرح پر کرتے ہین کہ باوصف اختلاف مقدور و اختلاف سن کے حضرت رسول نے آخر عمر خدیجہ تک بڑے وفاداری سے کام کیا کہ حضرت خدیجہ کو کبھو اتفاق ملال کرنے کا اپنی پسند پر نہین ہوا اور واقعی یہ معاملہ تا آخر عمر خدیجہ کا زاید از حد قیاس بشری دیکھا جاتا ہی کہ ایسی وفاداری اور پاس شکرگذاری امکان عام بشری سی خارج ہی اور بعد انتقال خدیجہ کے جو کثرت زوجات اور سراری یعنی لونڈیون کی ہوئی کہ اوسکے

شمار قطار بیبیون کا بڑھتا گیا اور حضرت رسول حضرت خدیجہ کو اور اوسکے حسن سلوکات کو یاد کرتے رہے سو اس سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جو تسکین آپکو حضرت خدیجہ سے تھی سو وہ بات کسی بی بی سے حاصل نہین ہوئی اور یہ امر کسقدر نشان محبت و وفاداری کا ہے کہ خدیجہ ایک مری ہوئی بی بی کے یاد مین بکری ذبح کر کے گوشت اوسکا درمیان اون عورتون کو تقسیم کیا کرتے تھے کہ جن عورتون کو اوس مری ہوئی بی بی سے محبت تھی اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ بیبیان جسقدر عدد مین بڑھین سو بڑھین مگر حضرت رسولخدا کے دل سے کبھو یاد اونکی محو سہو نہین ہوئی اور حضرت عائشہ کو جو کچھ کہ رشک خدیجہ سے تھا سو اوسکو حضرت عائشہ نے اپنی آخر عمر تک خوب نباہا اور مسٹر گبن مورخ دہریہ خوب لکھتا ہے کہ علی کو حصول خلافت مین بوجہ سازش کاری عائشہ کے تین بار شکست ہوئی اور لکھتا ہے کہ اگرچہ خلافت حضرت علی کو درجہ چہارم مین ملی مگر اوسکا بھی انجام بوجہ سازش کاری عائشہ کے یہ ہوا کہ حضرت عائشہ طلحہ اور زبیر رض کو لیکر کے حضرت علی سے خود لڑین اور کرتہ خون آلودہ حضرت عثمان غنی کا دمشق مین معاویہ کے پاس بھیجا اور حضرت امام حسن ع کو باوصف وعدہ سابق کے قریب روضہ مبارک حضرت رسول کے دفن ہونے نہین دیا مگر حیا اور وفاداری حضرت علی کی قابل یاد رکھنے کے ہے کہ جنگ جمل مین مقابلہ طلحہ اور زبیر کے حضرت علی نے فرمایا کہ تم لوگون کو شرم نہین آتی ہے کہ تم لوگون کی بیبیان تو پردہ مین ہون اور پیغمبر خدا کی بی بی میدان جنگ مین بے پردہ آوے اور آخر اوس لڑائی مین جب حضرت عائشہ اونٹ پر سے اوتاری گئین تو حضرت عائشہ کو عزت اور آبرو کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ کردیا اور اس لڑائی مین جسقدر لوگ کہ بطرف عائشہ کے مارے گئے سو اون لوگون پر حضرت علی نے نماز بھی پڑھی سو اوس سطح پر ہمکو بھی ادب ساتھ

حضرت عائشہ

حضرت عائشہ کے ہی اور شک نہین ہی کہ حضرت عائشہ بھی ایک محبوب بی بی حضرت رسولخدا کی تھین اور بنظر رفع وحشت مسلمانان انگریزی وان کے یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بعد حضرت خدیجہ کے جو اسقدر بیبیان اور لونڈیان ہوئین سو بلاحظہ دیگر حالات اور صفات نبوت حضرت رسولخدا کے اس تعدد ازواج کو ویسا ہی سمجھنا چاہئے کہ جسطرح حضرت ابراہیمؑ اور یعقوبؑ اور موسیٰؑ اور داؤدؑ اور سلیمانؑ کو تعدد ازواج اور لونڈیون کا تھا مگر شک نہین ہے کہ یہ تعدد ازواج در اصل باعث جملہ فسادات خانگی کا ہوا چنانچہ ایک حدیث مین خود حضرت عائشہ سے روایت ہی وَقَالَتْ اِنَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُنَّ حِزْبَیْنِ فَحِزْبٌ فِیْہِ عَائِشَۃُ وَصَفِیَّۃُ وَحَفْصَۃُ وَسُوْدَۃُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَۃَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ کہا اوس عائشہ نے کہ تحقیق کہ بیبیان رسول خدا کی دو گروہ تھین کہ ایک گروہ مین عائشہ اور صفیہ و حفصہ سودہ تھین اور دوسرے گروہ مین ام سلمہ اور باقی عورتین رسولخدا کی تھین پس حضرت ام سلمہ کا بطرف اہلبیت کے ہونا بمقابلہ حضرت عائشہ کے عین قرین قیاس ہے چنانچہ یہ حال آخر فصل ۲۶- مین بھی مذکور ہوا ہے اور ہرگاہ بعد انتقال حضرت رسولخدا کے عائشہ بیٹی ابوبکر کی اور حفصہ بیٹی حضرت عمرؓ کی زمانہ مکان مین موجود تھین تو خلیفہ قرار پایا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا برخلاف وصیت خم غدیر نسبت حضرت علی کے کہ جنکی ساس خدیجہ قریب پندرہ برس پیشتر کے مر چکی تھین اور اونکا وسیلہ ٹوٹ چکا تھا کچھ محل تعجب نہین ہے -

فصل ۳۴

بیت - ہی ضرورت کہ کرون ذکر عدو   کہ جہان گل ہے وہان خار بھی ہے

یعنی کہ اس فصل مین لبضرورت مقام کچھ ذکر معاویہ دشمن اہل بیت کا ہی اسطرح کہ فن حدیث ایک بہت پریشان طور پر ہے کہ جسکی ترتیب درمیان سنہ ۱۴۰ھ او سنہ ۲۰۰ھ کے بہت طور ہوئی ہی مثلاً فلانے نے سنا فلانے سے کہ اوسنے سنا مثلاً اپنے دادا سے کہ اوسنے سُنا حضرت رسول اللہ سے کہ فرمایا رسول نے کہ ان الحسنات یذھبن السیئات یعنی نیکیاں محو کر دیتی ہین برائیون کو غرض کہ فن حدیث کی بنا بالکل سُنی سنائی باتون پر قریب ڈیڑھ سو دو سو برس بعد حضرت رسولؐ کے ہی اور یہی وجہ ہی کہ کوئی طریقہ معمولی پنج وقتی نماز کا بھی اوسوقت تک متعین نہین ہے اور اسیطرح پر کوئی دوسرا مسئلہ بھی بوضع متعین کے نہین ہے کہ یہی امر باعث اختلافات ائمہ اربعہ ابو حنیفہ و شافعی و مالک و حنبل وغیرہم کا ہوا یہانتک کہ تاریخ انتقال حضرت رسولؐ کی بھی اسوقت تک صاف و بلا اختلاف طرح پر معلوم نہین ہے اور بمجرد انتقال حضرت رسول کے [illegible] خلافت حضرت ابو بکر سے اختلاف شروع ہوا اور حضرت علی و [illegible] متفرق ہو گئے اور امارت معاویہ پر قائم کر کے نوبت قتل امام حسینؑ [illegible] حکومت بنی امیہ و مروانیون کے زمانہ حکومت عباسیان کا ہوا ایسی ایسی حالت مین جو کچھ احادیث کہ لبشان معاویہ و یزید وغیرہ کے وضع کیجائین سو بہت تھوڑا ہی اور حالت یہ پہونچی کہ نسائی محدث کو لوگون نے بعلت روایت کرنے احادیث مناقب لبشان علی علیہ السلام اور نہین روایت کرنے کوئی حدیث لبشان معاویہ کے خصیہ کوٹ کوٹ کر کے مار ڈالا مگر باوصف ان سب حالات کے بہت غنیمت ہی کہ احادیث مناقب معاویہ کے بہت کم ہین اور جو کچھ ہین سو بوضع حدیث موضوع کے ہین چنانچہ اونہین سے ایک حدیث موضوع حسب ذیل ہے **مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب**

وعن عبدالرحمن ابن عمیرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انہ قال المعاویۃ اللھم
اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ رواہ الترمذی وتمکن لہ فی
البلاد ۔ ترجمہ اور روایت ہی عبدالرحمن ابن عمیرہ سے حضرت نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت نبی نے بحق معاویہ کے کہ ای میرے خدا بنا تو اوس
معاویہ کو ہادی اور مہدی یعنی راہ دکھلانے والا اور راہ پایا ہوا اور ہدایت کر تو لوگون
کو بذریعہ اوسکے روایت کی اسکو ترمذی نے اور متمکن کر اوسکو شہرہای اسلام مین
فقط سو اس حدیث کی موضوع ہونے مین کچھ شک نہین ہے چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب
اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ راوی اس حدیث کا عبدالرحمن صحابیون
مین ثابت نہین ہے اور اس راوی کو مضطرب الحدیث لکھا ہی اور شاہ صاحب
لکھتے ہین کہ بعضون نے کہا ہی کہ یہ راوی ایک صحابی ہے کہ اوس سے ترمذی نے
صرف یہی ایک حدیث روایت کی ہے اور شاہ صاحب بروایت سیوطی اور صاحب
سفر السعادت کے لکھتے ہین کہ محدثون نے کہا ہی کہ فضل معاویہ مین کوئی حدیث
صحیح نہین ہے اور جامع الاصول مین مذکور ہے کہ معاویہ نے کتابت یعنی منشی گری
پیغمبر خدا کی کی ہے مگر کتابت وحی یعنی لکھنا قرآن شریف کا ثابت نہین ہے اور
اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ معاملہ معاویہ کا ساتھ حضرت علی اور امام حسنؑ کے تمام مکر و
فریب سے معمور ہے اور یہ شخص یقینی دشمن علی اور تمام اہلبیت کا ہی تو ایسے شخص کے
حق مین ایسی دعا نہین ہو سکتی ہے اور اگر فی الحقیقت یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اسکی
مثال ساتھ جودس اسقراطی کے بہت درست ہی کہ وہ ای[illegible]
مین سے حضرت مسیح کے تھا کہ جن حواریون کو حضرت مسیح نے اپنا [illegible] کر [illegible]
مردہ جلانے وغیرہ کا دیا تھا کہ اونمین سے اس [illegible] اسقراطی [illegible]

مسیح کو پکڑوا دیا پس اسطرح پر معاویہ بہی بطور ایک صحابی مرتد کے خیال کیا جا سکتا جیساکہ عبداللہ ابن جحش شوہر سابق ام حبیبہ خواہر معاویہ کا مرتد ہوگیا ہی اور ہمکو معلوم نہین ہوتا کہ سُنی لوگ باوصف اقرار ہونے معاویہ بر سر ناحق کے کس مصلحت سے معاویہ کی حمایت کرکے صرف خاطی یاغی پر اکتفا کرتے ہین مگر شاید یہ مصلحت ہو کہ جب معاویہ پر زبان بند کی جاسے تو آگے بڑھکر خلفاء ثلثہ کا حال نہین کُھلیگا غرض تمام اہتمام اہل سنت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معاویہ بے شک ایک [illegible] انونکا ہے اور یہ قول سنیون کا کہ معاویہ پر کف اللسان یعنی زبان بند ہوا ور مشاجرات یعنی اختلافات صحابہ کا نہین دیکھا جاسے سو ظاہرا یہی مصلحت سے ہوگا کہ اندھے بگلے کیطرح پر بے دیکھے بھالے اصل حالات کے قول افضل البشر بعد النبی ابوبکر رض ثم عمر رض ثم عثمان رض ثم علی رض کو ہم لوگ بطور آمنا و صدقنا کے مان لین اور مثنوی مولانا روم مین جو قصہ معاویہ کا لکھا ہی کہ شیطان نے اوسکو واسطے نماز صبح کے اوٹھا دیا سو خود ذات شریف راوی اس قصہ کے ہونگے اور اگر یہ قصہ درست ہو تو ایک لطف خاص اس قصہ مین یہ ہی کہ ہم لوگ یعنی شیطان کے صرف اسقدر جانتے ہین کہ الذی یوسوس فی صدور الناس یعنے وہ خناس جو کہ آدمیون کے دلون مین وسوسہ ڈالتا ہی سو معاویہ صاحب کو شیطان سے ہمچشمی کی ملاقات ہے اور لقب خال المومنین یعنی ماموں کا خطاب جو بوجہ بھائی ہونے حضرت ام حبیبہ مادر مومنین کے دیا جاتا ہی سو کیا ضرورت اس بات کی ہی اور اس رشتہ سے تو وہ یہودی باپ حضرت صفیہ کا بہی نانا ایسے لوگون کا ہوا اور شاید یہی مناسبت ہوگی کہ سنیان معاویہ شاہی کو بہت مشابہت صفات یہود کی ہے اور قوم سادات بنی فاطمہ بنت خدیجۃ الکبریٰ کو خصوصاً ایسے سوتیلے ماموں سے پرہیز کرنا چاہیے

کہ سادات کے واسطے تو معاویہ صرف ایک سانپ ماموں کہا جا سکتا ہے۔

حکیم سنائی

پسر ہند اگرچہ خال من است
دوستی دیدم بکارے نیست

ور نوشت او خطے زبہر رسولؐ
بر خطش نیز افتخارے نیست

درمقامے کہ شیر مردانند
از خط و خال اعتبارے نیست

انوری

دوستدار پسر ہندہ نیم اگرچہ نیست
کہ از و دو سہ کس او بہ پیغمبر چہ رسید

پدر او لب و دندان پیغمبر بشکست
مادر او جگر عم پیغمبر بمکید

او بناحق حق داماد پیغمبر بگرفت
پسر او سر فرزند پیغمبر ببرید

مؤلف این رسالہ

معاویہ کہ نبود آن سواے مکر و فریب
چرا روم پے تاویل ہاے دور و غریب

نہ من خطاے و اجتہاد او گویم
بغاوتی است صریح و حیاے او بہ شیب

دیگر از مؤلف مذکور

بحب شاہ ولایت کہ حب او مقصود
ہزار بار بگویم معاویہ مردود

فصل ۴۴

مشکوة المصابیح باب جامع المناقب عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ان لکل نبی سبعة نجباء و رقباء و اعطیت انا اربعة عشر قلنا من ھم قال انا و ابنای و جعفر و حمزة و ابوبکر و عمر و مصعب ابن عمیر و بلال و سلمان و عمار و عبد اللہ بن مسعود و ابوذر و المقداد رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہے حضرت علی سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا

کہ تحقیق کہ واسطے ہر ایک نبی کے ہین سات نجیب اور رقیب لوگ اور دیئے گئے مجھکو چودہ نجیب اور رقیب تب ہم لوگون نے پوچھا کہ کون ہین وے لوگ تب فرمایا اوس رسول نے کہ ہم اور دو بیٹے میرے یعنی حسن اور حسین اور جعفر اور حمزہ اور ابوبکر اور عمر اور مصعب ابن عمیر و بلال و سلمان و عمار و عبد اللہ ابن مسعود و ابوذر و مقداد روایت کی اسکو ترمذی نے فقط غرض نقل سے اس حدیث کی یہ ہے کہ چودہ صحابہ کا جو منتخب ہونا اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے سو اوس مین سے حضرت علی و امام حسنؑ و امام حسینؑ و جعفر و حمزہ و سلمان فارسی اور عمار ابن یاسر و ابوذر و مقداد دونہ کسان یقیناً شریک بیعت حضرت ابوبکر کے نہین تھے اور علاوہ انکے زبیر اور براء وغیرہم اجلہ صحابہ جو کہ شریک بیعت حضرت ابوبکرؓ کے نہین ہوے تھے سو تفصیل اونکی بذکر بحث خلافت کے کیجائی گے ۔

فصل ۴۵

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اقتدوا بالذین من بعدی من اصحابی ابی بکر و عمر و اهتدوا بهدی عمار و تمسکوا بعهد ابن ام عبد و فی روایة حذیفة ما حدثکم ابن مسعود فصدقوه و تمسکوا بعهد ابن ام عبد رواه الترمذی

ترجمہ روایت ہی ابن مسعود سے کہ تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ اقتدا کرو تم لوگ ساتھ اون لوگون کے جو میرے بعد ہونگے اصحاب سی میرے یعنی ساتھ ابوبکر اور عمرؓ کے اور ہدایت پاؤ تم لوگ ساتھ ہدایت عمار کے اور تمسک پکڑو تم لوگ ساتھ قول و عہد ابن ام عبد یعنی عبد اللہ ابن مسعود کے اور روایت من حذیفہ کے ہی کہ جو کچھ حدیث بیان کرے تم لوگون سے ابن مسعود پس تصدیق کرو اوسکو

اور تمسک پکڑو ساتھ عہد اور پیمان ابن ام عبد یعنی عبد اللہ ابن مسعود کے روایت کیے اسکو ترمذی نے فقط حضرت ابو بکر اور عمر رض کے فضائل خاص سے کچھ انکار نہین ہوسکتا ہی مگر یہ حدیث بمقابلہ حدیث خم غدیر کے کچھ دلیل حقیقت خلافت بلافصل کے نہین ہوسکتی ہے کہ اقتدا کرنا ساتھ ایک آدمی کے ایک بات ہی مگر مولی ہونا دوسری بات ہی اور اقتداے تو لفظ ابتدا کی بڑھ کرکے ہی پس اگر لفظ اقتدا کی دلیل حقیت خلافت ابو بکر و عمر رض کی ہو تو اس سے زیادہ تر دلیل خلافت عمار ابن یاسر کی ہوسکتی ہے اور جو ارشاد راہ چلنے کا ہے سو عمار ابن یاسر شریک خلافت حضرت ابو بکر کے نہین ہوے بلکہ لطرف حضرت علی کے ہوکرکے بمقابلہ معاویہ کے شہید ہوئے اور شاید قاتل عمار نے اپنا افسوس معاویہ سے کہا کہ قاتل عمار کا کافر ہے تو معاویہ نے اوسکے جواب مین کہا کہ قاتل عمار کا خود علی ہے کہ اوسنے عمار کو لڑائی مین بھیجا اور اوسپر حضرت علی نے فرمایا کہ اگر ہم قاتل عمار کے ہون تو حضرت رسول قاتل حضرت حمزہ کے ہونگے کہ جنکو حضرت رسول نے جنگ مین ابو سفیان پدر معاویہ کے بھیجا تھا۔

فصل ۴۶

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الجنۃ تشتاق الی ثلثۃ علی وعمار وسلمان رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا کہ تحقیقکہ رسول اللہ نے فرمایا کہ تحقیقکہ جنت مشتاق ہی تین آدمی کی یعنے علی اور عمار اور سلمان کی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط سو یہ تینون آدمی کہ جنت مشتاق اونکی ہے شریک بیعت خلافت حضرت ابو بکر رض کے نہین تھے۔

فصل ۴۷

مشکوة المصابیح باب جامع المناقب وعن بریدة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ والہٖ وسلّم ان اللّٰه تبارك وتعالی امرنی بحبّ اربعة واخبرنی انّہ یحبّهم قیل یارسول اللّٰه سمّهم لنا قال علیّ منهم یقول ذلك ثلثا وابوذر والمقداد وسلمان امرنی بحبّهم واخبرنی انہ یحبّهم رواه الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی بریدہ سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولِ خدا نے کہ تحقیق کہ اللّٰہ تعالیٰ نے حکم دیا مجھکو محبت کرنے کو ساتھ چار آدمی کے اور خبر دی مجھکو اس بات کی کہ تحقیق کہ وہ اللّٰہ دوست رکھتا ہی اون سبھون کو تب پوچھا گیا حضرت رسول سے کہ آپ نام تبلائیں اون لوگون کا واسطے ہم لوگون کے تب آپ نے فرمایا کہ علی اونمین سے ہی اور اس قول کو تین بار فرمایا اور کہا کہ ابوذر و مقداد و سلمان ہی سو اللّٰہ نے حکم دیا ساتھ محبت اون لوگون کے اور یہ کہ وہ انکو دوست رکھتا ہی اون سبھون کو روایت کی اسکو ترمذی نے فقط سو یہ چار بزرگان شریک بیعت خلافت حضرت ابوبکرؓ کے نہیں تھے اور نہ کچھ خصوصیت محبت حضرت علی کی بعد انتقال حضرت رسول کے دیکھی جاتی ہے

فصل ۴۸

مشکوة المصابیح باب جامع المناقب وعن جابر قال کان عمر یقول ابوبکر سیّدنا واعتق سیّدنا یعنی بلالاً رواه البخاری ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اونے کہ عمر اس بات کو کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ سید یعنی سردار ہم لوگون کا ہے اور آزاد کیا اونے سردار کو ہم لوگون کے یعنی بلال کو روایت کی اسکو بخاری نے فقط اس حدیث سے جو حضرت عمرؓ کا سید سردار قبول کرنا حضرت بلال کا ظاہر ہوتا ہی سو یہ امر اوسپر خوبی مزاج حضرت عمر کے دلالت کرتا ہی اور اسی طرح سے

حدیث مندرجہ فصل ۴۰ کے بھی خوبی حضرت عمرؓ کی دکھلاتی ہے کہ جسمین حضرت عمرؓ نے قبول کیا ہے کہ زید باپ اُسامہ کے محبوب تر نزدیک رسولخدا کے بہ نسبت خود اونکے تھے اور شک نہین ہے کہ حضرت عمر بہت ایک صاف اور پاک آدمی عام معاملات مین تھے مگر افسوس ہے کہ تفرقہ قریش اور ہاشمی کا جو کہ حدیث اوسکی فصل مندرجہ ۳۹ مین مندرج ہے سو یہ صفت تفرقہ کی حضرت عمرؓ کو جو ایک قریشی تھے حضرت علیؑ ہاشمی سے برابر رہی یعنے حضرت علی کو جو بروز خم غدیر کے مولیٰ قبول کر کے مبارکباد دی تھی سو بعد انتقال حضرت رسول کے حضرت علی کو تمامتر بھول گئے اور کبھو انکو سیّد یعنی سردار اپنا قبول نہین کیا بلکہ درخصوص بیعت خلافت ابوبکر اور دعوے باغ فدک اور عقد ام کلثوم وغیرہ کے جو جو طرح سے کہ حضرت عمر نے بدرخی ساتھ حضرت علیؑ کے کی ہے سو یہ حال سب آیندہ اپنے اپنے مقام پر دکھلایا جائیگا۔ **بیت**

اے ابر تو مکۂ و منا مین برسا
افسوس کہ تو نہ کربلا مین برسا

فصل ۴۹

بیت

حسن یوسف ید بیضا دم عیسیٰ داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

ہم نہین سمجھتے ہین کہ واسطے اثبات حقیت خلافت خلفاء ثلاثہؓ کے سنیون کو اوپر احادیث مناقب قریش و مہاجرین و صحابہ و عشرہ مبشرہ کے کیا نازش ہے کہ یہ سب صفت تو حضرت علی مین بھی موجود ہے بخلاف صفات خاص حضرت علی کے کہ اونکی صفات ہاشمی ہونے مین و اخوت با رسول و زوجیت بتول وغیرہ مین کوئی دوسری صحابہ شریک نہین ہین اور سنیان جو اصحاب کو بدلیل حدیث من سلک علی طریقی فہو آلی کے داخل آل سمجھتے ہین سو خود آل ہونا ایک بات ہے اور

بوجہ خوبی اعمال کے داخل آل ہونا ایک دوسری بات ہی اور کیا مفہوم آل اور داخل آل کا کبھو ایک ہوسکتا ہی بلکہ خود اس بات سے کہ اصحاب بوجہ خوبی اعمال کے داخل آل سمجھے جائین کسقدر بزرگی خود آل کی ترقی کرتی ہے بہرحال اب کچھ احادیث مناقب قریش وغیرہم کے مذکور ہوتے ہین کہ اوس شرف وکمال مین حضرت علی بدرجہ اعلی داخل ہین مشکوۃ المصابیح باب مناقب قریش عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الناس تبع لقریش فی ھذا الشان مسلمھم تبع لمسلمھم وکافرھم تبع لکافرھم متفق علیہ ترجمہ روایت ہی ابوہریرہ سے کہ آدمی لوگ تابع ہین قریش کے اس امر مین مسلمان قریش کے تابع ہین مسلمان قریش کے اور کافر قریش کے تابع ہین کافر قریش کے متفق علیہ فقط ۲۵ برس قبل اسکے اس مقام مین شرح مشکوۃ شریف کے حاشیہ پر جو رائے ہماری بقلم خاص ہمارے حسب ذیل لکھی ہوئی ہے سو ابتک ہم ساتھ اپنی رائے سابق کے متفق ہین۔

حضرت علی علیہ السلام و امامین علیہما السلام درین شرف قریشی بودن نیز شریک اند علاوہ دیگر صفات خاصہ آنہا کہ دیگرے شریک بدان نیست اور جب صحابی انصار نے امیر منا و امیر منکم کہکر کے چاہا تھا کہ ایک خلیفہ انصار مین سے اور ایک خلیفہ قریش مین سے ہو تو مہاجرین قریش بدلیل قرابت قریشی ہونے کے انصار پر غالب آگئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ قرار دیا تو کیا خوب قول معقول حضرت علی رض نے اپنی طلب حق خلافت مین فرمایا کہ تم لوگون نے بمقابلہ انصار کے بدلیل قرابت قریشی ہونے کے انصاف بنایا یا تو وہی انصاف ہمکو دو کہ علاوہ ہمارے قریشی ہونے کے ہمکو جزئیت رسول سے ہی اور قرآن شریف ہمارے گہر مین نازل ہوا اور اوسکی احکام سے ہم عالم ترین

فصل ۵

بیت

آفاقہا گردیده ام مهر بتان ورزیده ام | بسیار خوبان دیده ام لیکن تو چیزی دیگری

اگر حضرت علی کو خلافت ظاہری سی سالہ کی بلا فصل نہین ہوئی تو اس سے کچھ نقصان شان آپکا نہین ہے کہ یہ خلافت دوازدہ گانہ دوازدہ امام کی جو ہی سو قیامت تک ہی اور اوسمین آپ اول امام ہین اور اوس سلسلہ مین کچھ فاصلہ اور دخلہ غیر لوگون کا نہین ہے اور اس سلسلہ مین حکومت آپکی دل وجان پر ہے کہ ایمان آپکی محبت مین منحصر ہے وعن جابر بن سمرۃ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لا یزال الاسلام عزیزًا الی اثنی عشر خلیفۃ کلھم من قریش وفی روایۃ لا یزال امر الناس ماضیًا ما ولیھم اثنا عشر رجلًا کلھم من قریش وفی روایۃ لا یزال الدین قائمًا حتے تقوم الساعۃ او یکون علیھم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی جابر ابن سمرۃ سے کہ کہا اونہونے کہ سنا مینے حضرت رسولؐ کو کہتے ہوی کہ ہمیشہ رہیگا اسلام معزز بارہ خلیفہ تک کہ کل اونکے قریش سے ہونگے اور ایک روایت مین ہی کہ ہمیشہ رہیگا معاملہ آدمیونکا جاری جبتک کہ والی ہون اون لوگون کے بارہ آدمی کہ کل اونکے قریش سے ہونگے اور ایک روایت مین ہے کہ ہمیشہ رہیگا دین اسلام قائم جب تک کہ قائم ہو قیامت یا ہون اوپر اون لوگون کے بارہ خلیفہ کہ کل اونکے قریش سے ہون متفق علیہ فقط ہمارے نزدیک خلافت حقیقی دوازدہ امام کی اس حدیث سے بخوبی تمام ثابت ہی کہ جو حضرت علیؑ سے حضرت امام مہدی تک سلسلہ پہونچتا ہے — حسب ذیل حضرت علی ۱ حضرت امام حسن ۲ حضرت امام حسینؑ ۳ حضرت امام

امام زین العابدین حضرت امام محمد باقر۔ حضرت امام جعفر صادق۔ حضرت امام موسی کاظم۔ حضرت امام علی رضا حضرت امام جواد تقی۔ حضرت امام نقی حضرت امام عسکری۔ حضرت امام مہدی علیہم السلام۔ چنانچہ مطابق اسی ترتیب دوازدہ امام کے ایک درود بھی درمیان سنیون کے حسب ذیل جاری ہی کہ تقریبات عرس وغیرہ مین پڑھا جاتا ہے اللھم صل علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد النبی الامی الطاہر الذکی الذی کان علیا فی درجاتہ حسنا فی صفاتہ شہیدا فی تجلیاتہ زین العابدین باقر علم الاولین و الاخرین صادقا فی اقوالہ کاظما فی جمیع احوالہ متمکنا فی مقام الرضاء جوادا کفہ عند العطاء ھادیا الی سبیل النجاۃ عسکریا مع الغزات مہدیا الی الطریق النفین غیاث المستغیثین صلوات اللہ علیہ علیہم اجمعین اور اگر یہ حدیث بشان دوازدہ امام کے قائم نہ کیجاے تو پھر بنیاد اقرار دوازدہ امام کی سنیون کے نزدیک کیا چیز ہے مگر سنیون پر اس حال مین ایک مصیبت یہ ہوگی کہ خلافت سی سالہ ظاہری حضرت ابوبکر سے چھ مہینان زمانہ خلافت حضرت امام حسن تک ختم ہوئی اور اس حدیث سی خلافت حقیقے حضرت مولیٰ علی سے حضرت امام مہدی تک پہونچتی ہے تو اونکے معاویہ کسی قسم خلافت مین شمار نہین ہوے اور اونکے معاویہ بعد تیس ۳۰ برس خلافت ظاہری کے صرف ایک ملک عضوض یعنی بادشاہ گزندہ باقی رہے اور دوسری قباحت یہ ہی کہ حضرت علی خلافت سی سالہ مین خلیفہ چہارم اور خلافت باطنی تا قیامت مین خلیفہ اول قرار پاتے ہین اور اس حال مین حضرت علی دونون قسم خلافت مین وارد ہین سو خود سنی لوگ حضرت علی کو علاوہ رضی اللہ عنہ خطاب عام خلفاء ثلثہ رضم کے خطاب کرم اللہ وجہ کا دیتے ہین پس جیسا کہ دوہرا خطاب دیتے ہین سو اسیطرح پر

اگر خلافت بھی دوہری ہوئی تو کیا مضائقہ ہے اور حدیث مین النظر الی وجہ علی ع
لمحبتہ عبادۃ واقع ہے یعنے کہ نظر کرنا طرف چہرہ علی ع کے محبت سے عبادت ہے پس جسکے چہرہ کو
محبت سے دیکھنا بروایت خود حضرت ابوبکر رض کے عبادت ہو تو دوہری خلافت کا ہونا ایک
ایسے شخص کو کیا بیجا ہے اور سینون کو اس بات سے تحمل و تسکین کر لینا ضرور ہے کہ مجبوری
مین کیا کرنا ہوگا اسواسطے کہ جو کچھ کوشش علماے اہلسنت کی واسطے اس بات کی ہو کہ
تاویل اس حدیث کی کوئی دوسری طور پر کیجاے سو وہ تمام کوشش رایگان ہوتی
ہے اور کوئی بات درست نہین بن پڑتی ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ اس حدیث مین
لفظ خلافت کی ہے کہ حکومت ظاہری اوسکی دوازدہ امام کو نہین تھی سو یہ خیال
بھی محض فضول ہے اسواسطے کہ بمقابلہ حکومت حقیقی متعلق ایمان کے جو کہ دوازدہ
امام کو حاصل ہے حکومت ظاہری معاویہ وغیرہ کی کیا چیز ہے اور کتب عہد عتیق
مین جو پیشین گوئی حضرت مسیح ع کی بہ نشان بادشاہ یہودان کے ہے تو کیا بوجہ
نہین ہونے حکومت ظاہری کے وہ پیشین گوئیان نسبت حضرت مسیح کے باطل
ہو سکتی ہین سو اوسیطرح پر یہ خلافت دوازدہ امام کی بھی کچھ محتاج حکومت ظاہری
کی نہین ہے۔ اور شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین جو کچھ پیچ وتاب
کھایا ہے سو تفصیل اوسکی یہ ہے کہ شاہ صاحب لکھتے ہین کہ بعض طرق مین آخر
حدیث کی آیا ہے وابوبکر لا یلبث الا قلیلا یعنی ابوبکر نہین ٹھہریگا مگر تھوڑے روز
مگر خود شاہ صاحب اس قول پر یہ اشکال وارد کرتے ہین کہ اس حدیث سے بارہ
خلیفہ ہونا چاہیے کہ جنسے امر دین مستقیم ہو سو اگر حضرت ابوبکر رض ان بارہ خلیفون مین
داخل ہوں تو امراے جور و فساد کے داخل ان بارہ خلیفون کے ہوتے ہین اور
حالانکہ حدیث مین الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر ملکا عضوضا واقع ہے یعنی

کہ خلافت بعد ہمارے تیس برس ہے اور بعد اوسکے بادشاہ گزندہ ہوگا اور اس حاشیہ کے حاشیہ پچیس برس قبل اسکے جو ہمارا حاشیہ مفصلہ ذیل لکھا ہی سو اس راے پہونچی ہیں اب تک قائم ہین ہرگاہ باجماع علماء اہل سنت مدار خلافت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بر اجماع است نہ بر نص پس عبارت و ابوبکر لا یلبث الا قلیلا ضمیمہ حدیث نتوان شدہ اگر باشد یزید ہم دران داخل خواہد بود اور شاہ صاحب نے جو امراے جور و فساد کی مثال بنی مروان کی لکھی ہے تو اوسپر حاشیہ ہمارا حسب ذیل ہے آیا یزید وغیرہ از بنی امیہ از اہل خلافت نبودند کہ شارح رحمۃ اللہ علیہ صرف بذکر بنی مروان اکتفا فرمودند - اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ توجیہہ مین اس حدیث کے چند قول ہے اول یہ کہ مراد بارہ آدمی سے ہی کہ جنکی سلطنت بی نزاع اور اختلاف کے ہو سو اس حساب سے ولید ابن یزید ابن عبد الملک ابن مروان بارہوان خلیفہ ہوتا ہی کہ اوسکے وقت مین فتنہ ہوا اور اوسکو مار ڈالا اور شاہ صاحب اس توجیہہ مین خارج ہونا بعض خلیفون کا دائرہ عدل و احسان سے روا رکھتے ہین مگر یہ ایک عجب طرح کی توجیہہ ہے کہ حضرت علیؑ کی خلافت مین ہزارون آدمی جنگ جمل اور صفین اور نہروان مین مارے گئے مگر شاہ صاحب اسکو کچھ نزاع اور اختلاف نہین سمجھتے ہین اور یہ ایک عجب حساب ہی کہ جس سے یزید بھی یکے از خلفاے دوازدہ گانہ کے قائم ہوتا ہے کہ جسکے سبب سے شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہوئی اور بجاے قائم کرنے دین کے ایک اتنا بڑا سردار دین کا قتل ہوا کہ اوسکی

تاریخ شہادت کی حسب ذیل ہے ؎

سال قتلش بگفت غمگینے + + سر دین را برید بے دینے [illegible]

بہرحال چونکہ خود شاہ صاحب اس توجیہ کو نامعقول سمجھتے ہین تو اسواسطے کچھ

زیادہ تر حاجت تردید اس توجیہ کی نہیں ہے دوم یہ کہ مراد خلفاے عادل و امراے صالح سے ہے کہ جو مستحق اسم خلافت کے ہوں مگر شاہ صاحب نام بتلانے سے ایسے خلفاے عادل کے تماماً عاجز ہیں۔ سوم یہ کہ بارہ خلیفہ بعد موت امام مہدی کے ہونگے کہ اون بارہ میں سے پانچ اولاد امام حسنؑ کے اور پانچ اولاد امام حسین شہید کے اور بعد اونکے پھر دو اولاد امام حسنؑ کی ہیں اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اگر حدیث اس بات کی صحیح ہو تو یہ توجیہ [illegible] خلاف ظاہر سیاق اس حدیث کا ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ بعد زمانہ حضرت امام مہدیؑ کے ایسے بارہ خلیفہ ہوں۔ چہارم یہ کہ مراد بارہ خلیفوں سے یہ ہے کہ وہ بارہ خلیفہ ایک وقت میں ہوں مگر شاہ صاحب کچھ نشان نہیں دیتے ہیں کہ ایسے بارہ خلیفہ کس زمانہ میں اور کہاں پر ہوے افسوس ہے اسقدر توجیہات پریشان شاہ صاحب نے لکھا مگر اس توجیہ سے برابر فرق رہے کہ ان بارہ خلیفہ سے دوازدہ امام حضرت علی سے حضرت امام مہدی تک مراد ہیں اور کیونکر اس توجیہ کی طرف شاہ صاحب مائل ہوتے کہ اس توجیہ میں مزید خصوصیات حضرت علیؑ اور اونکے اولاد کی ثابت ہوتی ہے مگر صاف بات یہ ہے کہ ان بارہ خلفا سے یہی دوازدہ امام مراد ہیں۔

فصل ۵۱

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب قریش وعن عمران ابن حصین قال مات النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یکرہ ثلثۃ احیاء ثقیف و بنی حنیفۃ و بنی امیۃ رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے عمران ابن حصین سے کہ کہا اونسے کہ مرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم درحالیکہ کراہت رکھتے تھے تین

قبیلوں سے قریش کے لئے ثقیف و بنی حنیفہ اور بنی امیہ سے روایت کیا اسکو
شیخ نے فقط معلوم ہو کہ حجاج ابن یوسف ظالم مشہور قبیلہ ثقیف سے تھا
اور مسیلمہ کذاب بنی حنیفہ میں سے تھا اور حال بنی امیہ کی شارح
عبد الحق نے یہ زیادہ کی ہے کہ یزید قاتل امام حسین علیہ السلام کا تھا اور
اوسپر شاہ عبد الحق صاحب کو تعجب ہے کہ اوس راوی نے یزید کو کس واسطے
شمار نہیں کیا اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ باقی بنی امیہ نے بھی اس کام میں
قصور نہیں کیا یزید اور عبد اللہ بن زیاد موقوف نہیں مگر ہمکو تعجب ہے کہ شاہ صاحب
نے صراحۃ معاویہ کو کیوں نہیں یاد کیا کہ معاویہ تو یزید کا بھی باپ ہے اور
شاہ صاحب اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت رسول نے خواب میں دیکھا
کہ بندرے اوپر منبر شریف آپ کے کھیل کر رہے ہیں اور آپ نے تعبیر
بندروں کی بنی امیہ سے کی ۔

فصل ۵۲

اب کچھ حدیث مناقب صحابہ کی مذکور ہوتی ہے کہ اوسمین بھی حضرت علیؑ
داخل ہین مشکوۃ المصابیح باب مناقب صحابہ عن ابی سعید
الخدری قال قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تسبوا اصحابی فلو ان
احدکم انفق مثل احد ذہبا ما بلغ مد احدہم ولا نصیفہ متفق علیہ
ترجمہ اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے
کہ مت گالی دو تم لوگ اصحاب کو میرے کسواسطے کہ اگر یہ بات ثابت ہو کہ تحقیق کہ
کوئی ایک نے تم مین سے راہ خدا مین خرچ کیا سونا مثل پہاڑ اُحد کے تو نہین
پہونچا وہ شخص پیمانہ کو اون صحابیوں کے اور نہ نصف اوس پیمانہ کو متفق علیہ

فقط مگر معاویہ نے اوپر حضرت علیؑ کے لعن وگالی بے تکلف جاری کیا اور شاہ صاحب صحابی اوسکو کہتے ہین کہ جسنے صحبت پیغمبر علیہ السلام کی حالت ایمان مین پائی اور مرا دین اسلام پر اگرچہ درمیان مین مرتد بھی ہوا ہو جیسا کہ اشعث ابن قیس کو کہتے ہین اور ہمارے نزدیک بھی اصحاب کی یہ تعریف درست ہے مگر شرط یہ ہے کہ ایمان بغیر محبت اہلبیت کے نہین ہو سکتا ہے اور اس تعریف مین اصحاب کے یہ دو شعر میر حسن دہلوی کا بہت درست اور واجب ہے ۔ اشعار

سلام اونپہ جو اونکے اصحاب مین ۔ وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین
خدا اونسے راضی رسول اونسے خوش ۔ علی اونسے راضی بتول اونسے خوش

ظاہر ہے کہ اگر ایک شخص ایمان ظاہری اقرار رسالت کا رکھتا ہو اور اہلبیت رسول سے عداوت رکھتا ہے تو وہ شخص درحقیقت منافق ہے کہ بتاکید محبت اہلبیت کے بہت حدیثین اوپر مذکور ہو چکی ہین اور واقعہ کربلا مین جو ہزارون آدمی نمازی اور حافظ اور قاری وغیرہ تھے تو بحالت اسقدر اہتمام قتل حسینؑ کربلا کے کیا۔ وہی لوگ مسلمان باقی رہے اور اس مقام مین جو ہمارا حاشیہ اوپر شرح مشکوۃ شریف کے ۲۵ برس قبل کا لکھا ہوا ہے سو حسب ذیل ہے

شارح رحمۃ اللہ علیہ خود بارتکاب ردت نسبت اصحاب قائل است تا بارتکاب صغائر وکبائر چہ رسد کہ آنچہ تاویل آیت تطہیر اہلبیت گفتہ شود شک نیست کہ حضرت علی علیہ السلام بہر معنی داخل آنست خصوص درین حال کہ حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم جناب امیر را اندرون کلیم آوردہ انحصار اہلبیت بر انہا فرمودہ باشد تا اینکہ بنظر طہارت مطلقہ اہلبیت بحالت جنب ہم باذون بدخول مسجد بودند و دیگر بسیارے احادیث درشان علی ست وخود اہلسنت نیز خلافت رابعہ علی را حق میگویند

پس با اینهمه حالات جنگ معاویه با حضرت امیر علی علیه السلام و [illegible]
کشت و خون بودن هزاران مسلمانان انکار از نص یا ارتکاب کبیره [illegible]
خواهد بود یا نه و حدیث صفحه ۷۰ یعنی حدیث مندرجه فصل ۳۹ رساله هذا که
حرب با علی حرب با من است این همه یا موکرده بحمایت معاویه در آمدن چه معنی
دارد و ظاهر که امیر معاویه از مهاجرین یا انصار یا اصحاب بدر هم نبوده اند که
چندان اهتمام درکار باشد و نه از بهشتیان قطعی اند که تا دلیل مزید را حاجتی باشد
غایت اینکه از عوام صحابی بوده اند که در سال هشتم از هجرت بشمول ابوسفیان و عکرمه
بن ابی جهل ایمان آورده اند امتداد صحبت هم میسر شده بود و نه اینکه عکرمه
بن ابی جهل بحکم رسول الله علیه السلام بعد فتح که قتیل کرده شد الغرض از اهل
انصاف میخواهم که اگر این محاربات معاویه روبروی حضرت رسول صلی الله علیه
وسلم میشد آن حضرت کدام جانب می بود فاعتبروا یا اولی الابصار نمیدانم که چه چیز
در شان معاویه گفته آید مگر می پرسم که هر حمایت و محبت را آیا ناصبی [illegible]
که تولای معاویه را آخر سبب چیست سفینه نوح را که عبارت از اهل بیت است گذاشتن
چه مناسب است

قطعه

[illegible]	[illegible]
[illegible] رسول	[illegible] آل رسول

[illegible]

فصل ۵۰

مشکوة المصابیح باب مناقب صحابه وعن جابر رض عن النبی صلی الله علیه وآله
وسلم قال لا تمس النار مسلما رآنی او رأی من رآنی رواه الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی جابر سے حضرت نبی سے کہ فرمایا حضرت نبی نے کہ نہین
چھوئیگی آگ کسی مسلمان کو کہ جسنے دیکھا مجکو یا کہ دیکھا اوسنے اوس شخص کو کہ دیکھا
مجھکو روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط اگر یہ حدیث عموماً اوپر اون لوگون کے
جاری ہو کہ جسنے ساتھ اقرار رسالت کے دیکھا ہو اور کچھ محبت اہلبیت کی شرط ایمان
نہو تو سنیون کو بڑی وسعت ہے کہ اگر چاہین تو یزید کو بھی داخل بہشتیان
سمجھین اور اوسکو ایک تابعین مین سے شمار کرین کہ اس یزید نے بھی معاویہ
ایک صحابی کو دیکھا ہے۔ خاک پڑے ایسے صحابی پر اور ایسے تابعی پر۔

فصل ۵۴

مشکوة المصابیح باب مناقب صحابہ وعن عمر بن الخطاب رض
قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم یقول وسألت
ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابک عند
بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضہا اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بشئ مما ہم علیہ
من اختلافہم فہو عندی علی ہدی والہ وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ
وسلم اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم رواہ رزین

ترجمہ اور روایت ہی عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوسنے کہ سنا مینے
رسولخدا کو کہتے ہوئے کہ سوال کیا مینے رب سے اپنے اختلاف سے صحابیون کے
بعد میرے تب وحی کیا گیا طرف میرے کہ اے محمد تحقیق کہ اصحاب تیرے نزدیک
میرے بمنزلہ ستارہای آسمان کے ہین کہ بعض اونکا قوی تر ہے بعض سے اور ہے
واسطے ہر ایک کے نور پس جس شخص نے اخذ کیا ساتھ ایک شی کے کہ جسمین صحابی
لوگ مختلف ہین پس وہ شخص نزدیک ہمارے اوپر ہدایت کے ہے کہا اوس عمر نے

نے فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین پس اونمین سے جسکے ساتھ اقتدا کروگے تم لوگ ہدایت پاوگے تم لوگ روایت کی اسکو رزین نے فقط جب یہ حدیث وہ حضرت عمر سے ہے تو شاید اسی بنیاد پر ہے پروانیان حضرت عمر کی ساتھ حضرت علی سے ہونگین مگر یاد رہے کہ یہ حدیث ہی خود حضرت عمر سے ہے کہ خود نسبت جبر کرکے عقد ام کلثوم دختر حضرت علی کے ساتھ کیا تھا کل نسب واسبب وصہر ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی وسببی وصہری یعنی فرمایا رسولخدا نے کہ کل نسب اور سبب اور رشتہ وصل وپیوند کا منقطع ہوگا بروز قیامت کے مگر نسب ہمارا اور سبب ہمارا اور وصل وپیوند ہمارا فقط اور ہم کہتے ہین کہ شرح مین اس حدیث کے شاہ صاحب نے براہ راست بازی اس بات کو قبول کیا ہے کہ اگر بعض مقام مین بجہت بشریت اور خطا کے کوئی صحابی اوپر راہ صواب کے نہو جیسا کہ بغاوت اور خلاف امام برحق کا اختیار کیا ہو تو اقتدا ساتھ اوس صحابی کے درست نہین ہے اور ہدایت ساتھ اوس صحابی کے درست نہوگی اور وہ صحابی مستثنے اور خارج از بحث ہے پس صاف صاف یہ اشارہ بطرف معاویہ کے ہے اور ہرگاہ تشبیہ اصحاب کے ساتھ ستارون کے ہے تو ایک مسلمان آدمی کہ جسکو [illegible] ہو البتہ خاصۃ ہدایت اپنی بذریعہ جناب مشکل کشا مولی علی ایک آفتاب جہانتاب یعنی حیدر کرار غیر فرار کے چاہیگا اور اہل تصوف اولیاء اللہ جو تمامتر دریوزہ گری درگاہ حضرت علی کی کرتے ہین سو البتہ یہ لوگ تمامتر راہ راست پر ہین ہان ایک طریقہ نقشبندیہ کا ابوبکر رض سے تھا سو طریقہ فقرا مین وہ طریقہ ایک سوخت طریقہ کہلاتا ہے اور اسی سبب سے خاتمہ طریقہ نقشبندیہ کا بذریعہ کسی خانوادہ کے حضرت علی تک ہوتا ہے ۔

فصل ۵۵

اب کچھ بیان اصحاب عشرہ مبشرہ کا ہوتا ہے سو تفصیل اوسکی یہ ہی کہ حضرت
ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد ابن ابی وقاص و عبد الرحمن
ابن عوف و ابو عبیدہ ابن الجراح و سعید ابن زید یہ دس شخص خاص کرکے عشرہ
مبشرہ کہلاتے ہین کہ جنکے واسطے بشارت جنت کی ہے حسب قول [illegible] و [illegible] و بار
بہشتی اند قطعی) مگر کوئی بنیاد خاص اس بات کی نہین معلوم ہوتی ہی کہ کس سبب
سے یہ رتبہ ان آدمیون کو [illegible] کہلاتے ہین چنانچہ خود شاہ صاحب بھی
اپنی شرح میں لکھتے ہین کہ یہ بشارت جنت کی خصوصیت ساتھ ان دس آدمیون کے
نہین ہے کہ بشارت جنت کی حق اہلبیت اولاد و ازواج و دیگر صحابہ کے بھی ہے
مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن عمر رضی اللہ عنہ
قال ما احد احق بهذا الامر من هؤلاء النفر الذين توفي رسول الله صلعم وهو
عنهم راض فسمى عليا وعثمان والزبير وطلحة وسعد وعبد الرحمن رواه البخاري
ترجمہ اور روایت ہی عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوسنے کہ نہین کوئی مستحق تر ہے
اس امر خلافت کو ان لوگون سے جو کہ انتقال کیا رسول اللہ نے درحالیکہ وہ
راضی تھے ان لوگون سے پس نام بتلایا عمر نے علی و عثمان و زبیر و طلحہ و سعد
ابن ابی وقاص و عبد الرحمن ابن عوف کا روایت کی اسکو بخاری نے فقط اور
پورا قصہ اس قول حضرت عمر رض کا یہ ہے کہ حضرت عمر رض نے قریب انتقال
اپنے نام ان چھہ شخصون کا بتلا کے یہ کہا کہ ان چھہ شخصون مین سے پانچ آدمی
جس شخص پر اتفاق کرین سو وہ شخص خلیفہ قرار دیا جاوے اور وہ چھٹا شخص جو
خلاف کرے قتل کیا جاوے یعنی مقتضا اس حکمت عملی کا یہ تھا کہ خوب معلوم تھا

که یه پانچ شخص قریش ہرگز حضرت علی ہاشمی کو اختیار نہین کرینگے تو اسی مین حضرت علی کا کام بھی ختم ہو جایگا چنانچہ یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ اگرچہ حضرت عمر نے ان چھ شخصون مین نام حضرت علی کا داخل کیا تھا مگر ساتھ اسکے حضرت علی محروم ہوکر کے حضرت عثمان خلیفہ مقرر ہوے اور آخر مجبوری یہ ہوئی کہ حضرت علی نے بھی بیعت کر لی ورنہ اونکے مارے جانے مین کیا شک تھا اور یہ کیا مقام حیرت کا ہے کہ یہ بات کہ حضرت رسول صلعم نے بحالت رضامندی [illegible] حضرت علی کی [illegible] کیا تھا محتاج تصدیق حضرت عمر کے ہوا اور یہ حضرت عمر وہ بزرگ ہیں جو قریب دو ماہ قبل انتقال حضرت رسول کے مبارکبادی وصیت خم غدیر کے حضرت علی کو دیکر کے کہا تھا کہ انت مولی کل مؤمن ومؤمنة سواے حالات مذکورہ حضرت علی کی یہ بات کہ تصدیق رضامندی حضرت رسول کی نسبت اونکے حضرت عمر کے منحصر کر رکھی ہے اور اگر یہ نام لینا علی کا سچے دل سے ہوتا تو جیسا کہ حضرت ابو بکر نے حضرت عمر رض کو استخلاف کیا تھا سو اس سنت پر حضرت عمر رض کا استخلاف حضرت علی کا کرنا کیا ضرور تھا اور اگر حضرت عمر رض بڑے سچے تھے تو بھول جانا اپنے مبارکبادی روز وصیت خم غدیر کا اور خلاف اوسکی امر خلافت کو درمیان چھ شخص کے نامزد کرکے حکم قتل کرنے شخص ششم کا کیا معنی رکھتا ہے اور کیا اس حکم سے حضرت عمر رض کے خون اوس شخص کا کہ جس سے حضرت رسول راضی مرے ہون حلال ہو جاتا۔ اور عبد اللہ بن عمر رض اپنے بیٹے کو جو حضرت عمر رض نے استخلاف نہین کیا سو تقریر اوسکی حضرت عمر رض نے جو کچھ کی ہو مگر اصل بات صرف اسقدر ہے کہ جس بہاو سے خلافت پایا تھا سو اوسی بہاؤ سے خلافت سے رخصت ہونا بھی ضرور تھا اسواسطے کہ حضرت عمر رض صدر مقام مدینہ مین تھے اور تمام قریش اہل قوت لوگ موجود تھے تو درحقیقت کچھ

موقع استخلاف اپنے بیٹا کا اونکو نہین تھا خلاف معاویہ کے کہ اوسکو سابق سے سلطنت مستقل دمشق کی حاصل تھی سو اوسنے بے تکلف استخلاف یزید اپنے بیٹا کا کیا اور خلافت یزید کی بے تکلف جاری ہوکر کے استیصال خاندان نبوی کا کربلا مین بخوبی تمام ہوگیا کہ سواے امام سجاد حضرت امام زین العابدین کے کوئی مرد خاندان نبوت کا نہین بچا۔

فصل ۵

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن ابن ابی ملیکۃ قال سمعت عائشۃ وسئلت من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستخلفًا لو استخلفہ قالت ابو بکر فقیل ثم من بعد ابی بکر قالت عمر قیل من بعد عمر قالت ابو عبیدۃ بن الجراح رواہ مسلم ترجمہ اور روایت ہے ابن ابی ملیکہ سے کہ کہا اوسنے کہ سنا مینے عائشہ سے کہ پوچھا گیا عائشہ سے کہ کون شخص وہ تھا کہ جسکو حضرت رسول خلیفہ بناتے تب کہا حضرت عائشہ رض نے کہ ابوبکر رض تب پوچھا گیا کہ بعد ابوبکر رض کے تب کہا عائشہ نے کہ عمر تب پوچھا گیا کہ بعد عمر رض کے تب کہا عائشہ نے کہ ابو عبیدۃ بن الجراح روایت کی اسکو مسلم نے فقط اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ حضرت رسولخدا نے خود کسی شخص کو خلیفہ نہین بنایا بلکہ یہ رائے حضرت عائشہ رض کی ہے کہ اگر حضرت رسول کسی کو خلیفہ بناتے تو حضرت ابوبکر رض کو اور بعد اونکے حضرت عمر کو اور بعد اونکے ابو عبیدۃ بن جراح کو خلیفہ بناتے اور اس حدیث سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ حضرت عثمان رض اور حضرت علی یہ دونون شخص بہ تجویز حضرت عائشہ رض کے قابل ذکر خلافت کے نہین تھے اور کیون نہو کہ یہ دونون شخص داماد حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے تھے پس حضرت عائشہ ان دونون

شخصون کو کیونکر یاد کر سکتی تہین مگر شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھے ہین کہ حضرت ابو بکر اونکے باپ نے بوقت خلیفہ ہونے کے کہا کہ ہمکو خلافت سے کیا علاقہ ہے کہ یہ خلافت حق علی اور حق عمر اور حق ابو عبیدہ کا ہے —

فصل ۵۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ عن عبد الرحمن ابن عوف ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ابو بکر فی الجنۃ وعمر فی الجنۃ وعثمان فی الجنۃ وعلی فی الجنۃ وطلحۃ فی الجنۃ والزبیر فی الجنۃ وعبد الرحمن بن عوف فی الجنۃ وسعد بن ابی وقاص فی الجنۃ وسعید بن زید فی الجنۃ وابو عبیدۃ بن الجراح فی الجنۃ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہے عبد الرحمن ابن عوف سے کہ تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ابو بکرؓ جنت مین ہے اور عمر جنت مین ہے اور عثمانؓ جنت مین ہے اور علیؑ جنت مین ہے اور زبیر جنت مین ہے اور عبد الرحمن ابن عوف جنت مین ہے اور سعد ابن ابی وقاص جنت مین ہے اور سعید ابن زید جنت مین ہے اور عبیدہ جنت مین ہے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ ذکر خلفاے اربعہ کا احادیث مین کلاً وجزءاً اسی ترتیب سے ہے کہ اسی امر سے ایک استیناس یعنی لگاؤ مذہب اہل السنت کا پایا جاتا ہے مگر یہ تقریر شاہ صاحب کی درست نہین ہے کہ حدیث مین فصل ۵۵ اس رسالہ کی نام حضرت علیؑ کا بالاے نام حضرت عثمانؓ کے ہے فقط اور ترتیب کا حال یہ ہے کہ فن حدیث کا بعد سو ڈیڑھ سو برس زمان خلافت اربعہ کے مرتب ہوا ہے پس جس طرح پر کہ ترتیب خلافت کی ہو گئی سو ویسی ترتیب سے حدیث مین مذکور ہونا نام ان خلفاے اربعہ کا عین قرین قیاس ہے جیسا کہ بحث انبیاء بنی اسرائیل مین البتہ ذکر حضرت موسی وداود

وسلیمان وغیرہ کا اوپر ذکر حضرت مسیحؑ کے مقدم ہوگا ہر چند کہ اون انبیا کو حضرت
مسیح پر کچھ ترجیح و تفضیل نہو یعنی کہ مجرد ترتیب زمانی کچھ دلیل فضیلت اوس
شخص مقدم الذکر کی نہین ہے بلکہ درجہ ہر شخص کا باعتبار الفاظ مخصوصہ
اوس شخص کے سمجھا جاویگا جیسا کہ حدیث مین فصل ۲۰ کے نسبت حضرت علی
کے ذکر اس بات کا ہی کہ حق ساتھ علیؑ کے ہو اور اسیطرح پر تمام احادیث مین
الفاظ بشان حضرت علیؑ کے بمقابلہ خلفاءؓ کے ایک خاص قسم کے ہین کہ
جس سے تمامتر ممتاز ہوتا حضرت علیؑ کا خلفاے ثلثہؓ سے ظاہر ہوتا ہی بہرحال
شاید یہی حدیث منشاء انحصار عشرہ [illegible] کا ہو مگر یہ بات نہین معلوم ہوتی ہے
کہ اسطرح پر جو کہ ایک ایک آدمی کا [illegible] کے لفظ فی الجنۃ [illegible] ہر نام کے تکرار
کیگئی سو کیا منشاء اس قسم تقریر کا تھا

فصل ۵۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ عن علی رضی اللہ عنہ
قال قیل یا رسول اللہ من نؤمر بعدک قال ان تؤمروا ابا بکر تجدوہ امینا زاہدا
فی الدنیا راغبا فی الاخرۃ وان تؤمروا عمر تجدوہ قویا امینا لا یخاف فی اللہ لومۃ
لائم وان تؤمروا علیا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ہادیا مہدیا یاخذ بکم الصراط
المستقیم رواہ احمد ترجمہ اور روایت ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونے
کہ پوچھا گیا اے رسول اللہ کس شخص کو ہم امیر بناوین بعد تیرے تب فرمایا
رسولخدا نے کہ اگر امیر بناؤ تم لوگ ابوبکر کو تو پاؤگے تم لوگ اوسکو امین زاہد
امور دنیا مین اور راغب طرف آخرت کے اور اگر امیر بناؤ تم لوگ عمرؓ کو تو پاؤ
تم لوگ اوسکو قوی اور امین جو کہ نہ خوف کرے امور خدا مین ملامت کو

کرنے والے کا اور اگر امیر بناؤ تم لوگ علیؑ کو اور ہم نہین دیکھتے ہین کہ تم لوگ اس بات کو کروگے تو پاؤگے تم لوگ اسکو ہادی اور مہدی جو لے راہ مستقیم پر لیجاوے تمکو روایت کی اسکو احمد نے فقط شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت رسولخدا نے تنصیص وتعیین خلافت کی کسی شخص کے حق مین نہین کی سو یہ بات ہمکو بھی درست معلوم ہوتی ہے اسواسطے کہ خلافت حضرت ابوبکرؓ کی درحقیقت باعتقاد اہل سنت از روے اجماع کے ہوئی تھی اور اس حدیث سے حال انحراف لوگون کا حضرت علیؑ کی طرف سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول نے فرمایا کہ ہم نہین دیکھتے ہین تم لوگون کو کہ علی کو امیر بناؤگے۔

فصل ۵۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ارحم امتی بامتی ابو بکر واشدھم فی امر اللہ عمر واصدقھم حیاء عثمان وافرضھم زید بن ثابت واقرءھم ابن ابی کعب لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب واعلمھم بالحلال والحرام معاذ بن جبل ولکل امۃ امین وامین ھذہ الامۃ ابو عبیدۃ بن الجراح رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح وروی عن معمر بن قتادۃ مرسلا وفیہ واقضاھم علی ترجمہ اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحیم تر میری امت کا ساتھ امت میرے ابوبکرؓ ہے اور شدید تر انکا امر خدا مین عمرؓ ہے اور صادق تر ان لوگون کا از روی حیا کے عثمانؓ ہے اور عالم تر علم فرائض کا زید بن ثابت ہے اور قاری تر ان لوگون کا ابی ابن کعب ہے کہ آیت لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب کی حضرت رسول نے ابن ابی کعب کے پاس پڑھی اور عالم تر ان لوگون کا ساتھ حلال وحرام کے معاذ ابن جبل ہے اور

ہر امت کو ایک امین ہی اور امین اس امت کا ابو عبیدہ ابن الجراح ہے روایت کی اسکو احمد ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت ہی معمر بن قتادہ سے ابطویہر [illegible] کے اور اوس روایت مین ہی کہ قاضی تر اون لوگون کا علیؑ ہے فقط اس حدیث مین ذکر حضرت علی کا سب کے آخر مین ہے بہرحال شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت عمرؓ نے مشاورت حضرت علیؑ کے حکم نہین دیتے تھے اور اگر حضرت علی حاضر نہوتے تو حضرت عمرؓ توقف کرتے اور کہتے کہ قضیۃ ولا ابا حسن لہا یعنی کہ مقدمہ ہے مگر ابو الحسن یعنی علیؑ واسطے فیصلہ کرنے اوسکے نہین ہین اور شک نہین ہے کہ حضرت علی کو بوجہ اصابت رائے و قوت علمی کے حضرت عمر کے پاس بہت دخل تھا کہ وہ حضرت علیؑ کو اپنے کام کا آدمی جانتے تھے مگر افسوس ہے کہ صراحتہً حضرت علی کو اپنا خلیفہ نہین بنایا۔

فصل ۶۰

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحم اللہ ابابکر زوجنی ابنتہ وحملنی الی دار الہجرۃ وصحبنی فی الغار واعتق بلالا من مالہ رحم اللہ عمر یقول الحق لو کان مرا ترکہ الحق وما لہ صدیق رحم اللہ عثمان یستحییہ الملائکۃ رحم اللہ علیا اللہم ادر الحق معہ حیث دار رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب

ترجمہ اور روایت ہی اوس انس سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ رحم کرے اللہ ابو بکرؓ پر جو کہ بیاہ دیا ساتھ میرے اپنی بیٹی کو اوٹھا لیگیا مجکو دار الہجرہ تک اور ساتھ دیا میرا غار مین اور آزاد کیا بلال کو اپنے مال سے اور رحم کرے اللہ عمرؓ پر کہ بولتا ہی وہ حق بات کو اگرچہ تلخ ہو اور امر حق نے چھوڑ دیا ہی اوسکو اس حال

ہین کہ اوسکو کوئی دوست نہین ہے اور رحم کرے اللہ عثمانؓ پر کہ اوس سے شرم کرتے ہین فرشتہ لوگ اور رحم کرے اللہ علیؑ پر اے میرے خدا گردش دے حق کو ساتھ اوسکے جہان پر کہ وہ پہرے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے فقط اور شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین بروایت جمع الجوامع سیوطی کے لکھتے ہین کہ القرآن مع علی وعلی مع القرآن یعنی کہ قرآن ساتھ علیؑ کے ہے اور علیؑ ساتھ قرآن کے ہے۔

فصل ۶۱

بیت۔ کہے یون جو چاہے کوئی بغیر سے * یہ نسبت علیؑ کو نہین غیر سے

اب کچھ احادیث مناقب حضرت ابوبکرؓ کے بیان ہوتے ہین سو اس بات مین کچھ شک نہین ہے کہ حضرت ابوبکرؓ ایک نہایت عمدہ اور بزرگ اور نیک صفات آدمی اور حضرت رسولخدا کے ایک یار غار تھے اور ساتھ حضرت رسول کے اونکو اپنی جان و مال تک کچھ دریغ نہین تھا اور حدیث مندرجہ فصل ۵۸ مین جو بروایت حضرت علی سے زاهدًا فی الدنیا راغبًا الی الآخرۃ انکی شان مین واقع ہے سو یہ بات بہت حسب حال ہے اور ہم دیکھتے ہین کہ اونکو ساتھ حضرت علیؑ و فاطمہؑ و امامین علیہم السلام کے بہت ادب تھا غرضکہ انکے فضائل خاص مین ہمکو کچھ عذر نہین ہے مگر بات یہ ہے کہ بقول رشتہ دیگر جگر جگر است کے اونکے فضائل کو ساتھ فضائل حضرت امیر علیہ السلام کے کچھ مقابلہ نہین ہے کہ حضرت علی اونکے مولی اوسیطرح پر تھے کہ جسطرح پر خود حضرت رسول اونکے مولی تھے اور خطبہ ہای جمعہ و عیدین مین جو ذکر حضرت ابوبکرؓ کا بعبارت افضل الصحابہ بالصدق والتحقیق کے ہوتا ہے سو ہماری اعتقاد مین یہ بات ایکطرح پر بہت درست ہے کہ بیشک حضرت ابوبکرؓ تمام

صحابہ سے افضل تھے اسواسطے کہ حضرت علی اوس قسم صحابہ مین داخل نہین ہین بلکہ ایک قسم جداگانہ از قسم اہلبیت وآل وعترت کے تھے اور یہی وجہ ہے کہ حضرت رسول نے جو مواخات اور بھائی چارا درمیان اصحابون کے لگا دیا سو اوس برادری صحابہ سے حضرت نبی نے حضرت علیؑ کو علیحدہ رکھکر کے کہا کہ تو میرا بھائی ہے دنیا و آخرت مین اور خلافت کا ملجانا اونکو بعد انتقال حضرت رسول کے ایک قضیہ اتفاقی ہے کہ حضرت عائشہ بیٹی اونکی زمانہ مین بطرف اونکے تھین اور ہر باہر مین حضرت عمرؓ خاص کرکے اونکے خلیفہ بنانے مین مصروف ہوئی ورنہ فصل ۲۵ مین اس رسالہ کے ذکر ہوچکا ہے کہ ابوبکر نے وقت خلیفہ ہونے کے کہا تھا کہ ہمکو خلافت سے کیا علاقہ ہے کہ یہ خلافت حق علی اور حق عمرؓ اور حق ابوعبیدہ کا ہے اور مثال اونکے خلیفہ قرار پانے کی ویسی ہی معلوم ہوتی ہے کہ جیسے سپاہیان سرکاری نے بغاوت سرکار کرکے دہلی مین شاہ ابوالظفر ایک گوشہ نشین دہلی کو زبردستی سے بادشاہ بنالیا مگر فرق اسقدر ہے کہ انجام بادشاہ بنانے ابوالظفر کا بخیر نہین تھا اور انجام اس خلافت حضرت ابوبکرؓ کا بخیر ہوا کہ خود حضرت علی نے بیعت کرلی اور اجراے دین بخوبی ہوا مگر یاد رہے کہ جیسا کہ خلافت حضرت ابوبکرؓ کی چل گئی سو اوسیطرح بہت سی احادیث مبالغہ التعریف کے بھی موضوع ہوے چنانچہ شاہ صاحب بھی موضوع ہونے احادیث بشان ابوبکرؓ کے مقر ہوکر کے چند موضوع حدیثین اپنی شرح مشکوٰۃ مین حسب ذیل نقل کرتے ہین - اول ان اللہ یتجلی للناس عامۃ وابی بکر خاصۃ یعنی تجلی خدا کی آدمیون پر عموماً ہوتی ہے اور ابوبکر پر خاص کرکے دوم ما صبّ اللہ فی صدری الا وصببتہ فی صدر ابی بکر یعنی حضرت رسول نے فرمایا کہ نہین ڈالا خدا نے ہمارے سینہ مین مگر یہ کہ ڈالا ہمنے اوسکو

سینہ مین ابوبکرؓ کے سے ؑ کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اشتاق الی
الجنۃ قبّل شیبۃ ابی بکر یعنی کہ حبیب خدا اشتیاق جنت ہوتے تھے تو بوڑھاپے
کو ابوبکر کے بوسہ دیتے تھے ۔ ہے آہ ثم ان اللہ ما اختار الا دراج اختار روح ابی بکر
ہے تو تمہیں کہ حبیب خدا سے ۔ [illegible] کیا [illegible] کر تو اختیار کیا [illegible] ابوبکرؓ تو [illegible]
اور یہ امر بھی قابل لحاظ رکھنے کے ہی کہ ہرگاہ حضرت رسولخدا نے برخلاف وصیت
غدیر خم لشان علیؑ کے یقیناً کسی دوسرے شخص کو خلیفہ نہین بنایا تو جو کچھ حدیث
مشعر خلیفہ بنانے کے ہو سو بے شک وہ حدیث بھی موضوع ہی چنانچہ فصل ۵۸
مین اس رسالہ کے ذکر اسباب کا ہو چکا ہی کہ شاہ صاحب بھی اپنی شرح مین
اس بات سے مقر ہین کہ حضرت رسول نے کچھ تنصیص و تعیین بحق کسی شخص کے
نہین کی ہے **مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ** عن ابی سعید
الخدری عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان من امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابوبکر
وعند البخاری ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن اخوۃ الاسلام
ومودتہ لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر وفی روایۃ لو کنت متخذا خلیلا غیر ربی
لاتخذت ابابکر خلیلا متفق علیہ ترجمہ روایت ہی ابوسعید خدری سے
حضرت رسولخدا سے کہ فرمایا اوس رسول نے کہ تحقیق کہ معتمد علیہ ترین آدمیون مین سے
اوپر ہمارے بیچ صحبت اپنی اور مال اپنے ابوبکرؓ ہے اگر ہم بناتے کسی کو دوست
خالص تو ہم بناتے ابوبکرؓ کو دوست خالص ولیکن برادری اسلام کی اور دوستی
اسلام کی ہے اور نہ باقی رہے مسجد مین کوئی روزن دیوار کا مگر روزن دیوار ابوبکرؓ
کا اور ایک روایت مین ہی کہ اگر بناتے ہم کسی شخص کو خلیل یعنی دوست خالص
تو ہم بناتے ابوبکرؓ کو دوست خالص متفق علیہ فقط اس حدیث کی صحت مین ہمکو

کچھ عذر نہین ہے کہ فی الواقع حضرت ابوبکرؓ ایک نہایت دوست دلی حضرت رسولؐ کے تھے اور فصل ۲۹ مین ذکر ہوچکا ہے کہ سب دروازہ جو بطرف مسجد کے تھے بند کیے گئے سوائے دروازہ مکان علیؑ کے اور یہ حکم زمان حیات حضرت حمزہ کا ہی اور یہ حکم روزن دیوار چہوڑنے کا حضرت ابوبکرؓ کے وقت مرض الموت کا ہی پس کجا دروازہ اور کجا روزن یعنی کہ اس حدیث مین اور حدیث فصل ۲۹ مین کچھ مخالفت نہین ہے مگر حضرت عمرؓ جو ایک بڑے حوصلہ کے آدمی تھے سو شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ جب حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین روزن دیوار ابوبکرؓ کے چہوڑنیکا حکم دیا تو حضرت عمرؓ نے بہی درخواست کی کہ انکی دیوار مین بہی روزن چہوڑا جاے مگر آنحضرت نے فرمایا کہ بقدر ایک ناکہ یعنی سوراخ سوئی کے بہی نہین چہوڑا جاے اور اس حدیث کے حاشیہ پر ایک حاشیہ ہمارا ۲۵ برس سابق کا فارسی حسب ذیل ہے کسی از اصحاب در آیت تطہیر اہلبیت وحدیث ثقلین ومثل سفینہ نوح ومن کنت مولاہ وغیر ذلک از قسم زوجیت بتول وہاشمیت وغیرہ شریک علی علیہ السلام نمیتوان شد وآنکہ حضرت ابوبکرؓ را خلافت با جماع شد ہیچ مضائقہ نیست در آن چہ مضائقہ کہ نظر بہ بعض مصالح ملکی آن وقت وبزرگی ونیک خوئی حضرت ابوبکرؓ را اختیار کردند بالجملہ چون خلافت حضرت شان را حضرت امیر علیہ السلام خود روا داشتند مارا چہ میرسد کہ گفتگو در آن کنیم۔

فصل ۶۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عبد اللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا ولکنہ اخی وصاحبی اخی فی الدین وصاحبی فی الغار وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا رواہ مسلم

ترجمہ — اور روایت ہی عبد اللہ ابن مسعود سے حضرت نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ اگر بناتے ہم کسی شخص کو خلیل تو بناتے ہم ابوبکرؓ کو خلیل لاکن وہ ابوبکرؓ بھائی میرا اور ساتھی میرا ہے اور روایت مین احمد کے ہے بھائی میرا دین مین ہے اور رفیق میرا غار مین ہے اور تحقیقکہ بنایا خدا نے رفیق کو تم لوگون یعنی ہمکو اپنا خلیل روایت کی اسکو مسلم نے فقط اور یہ حدیث بتائید فصل بالا کے ہے اور اسمین ہمکو کچھ عذر نہین ہے —

فصل ۶۳

مشکوة المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عائشۃ قالت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ ادعی لی ابا بکر اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا ولا ویابی اللہ والمؤمنون الا ابا بکر رواہ مسلم وفی کتاب الحمیدی انا اولی بدل انا ولا ترجمہ اور روایت ہی عائشۃ الناسہ کہا اوسنے کہ فرمایا مجھکو رسولخدا نے اپنی بیماری مین کہ بلا تو میرے لیئے ابوبکرؓ اپنے باپ کو اور بھائی کو تاکہ لکھون مین ایک نوشتہ کسواسطے کہ تحقیقکہ مین خوف کرتا ہون اس بات کو کہ آرزو کرے کوئی آرزو کرنے والا کہ مین مستحق ہون اور نہ کوئی دوسرا اور انکار کرتا ہی اللہ اور مسلمان لوگ مگر ابوبکرؓ کو روایت کی اسکو مسلم نے اور کتاب حمیدی مین ہے کہ انا اولی یعنے مستحق تر ہون بجاے انا ولا کے ہی فقط مقدمہ خلافت مین ہم حضرت عائشہ کو خوب پہچانتے ہین سو یہ حدیث صریح ساختہ اور موضوع ہے اسواسطے کہ جب قریب دو ماہ قبل انتقال اپنے حضرت رسولخدا کے از روے وصیت خم غدیر کے حضرت علیؑ کو وصی اپنا قرار دے چکے تھے تو خلاف اوسکے کوئی نوشتہ بھی حضرت ابوبکرؓ کے کرتا کچھ معنی نہین رکھتا اور اگر فی الحقیقت کوئی

نوشتہ بحق ابو بکرؓ کے کرنا منظور ہوتا تو حضرت عمرؓ کسواسطے عذر کرتے کہ یہ بات تو خود انکے مطلب کی تھی اور یہ بات بھی قابل ملاحظہ اور غور کے ہی کہ اس حدیث سے صرف تیاری حضرت ابو بکرؓ پدر عائشہ کی نہین ہے بلکہ ایک تیاری واسطے برادر عائشہ کے بھی پائی جاتی ہے۔

فصل ۶۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن جبیر بن مطعم قال اتت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امرأة فکلمته بشیء فامرها ان ترجع الیه قالت ارأیت ان جئت ولم اجدك کانها ترید الموت قال فان لم تجدانی فأتی ابا بکر متفق علیه

ترجمہ

اور روایت ہے جبیر ابن مطعم شاگرد حضرت ابو بکرؓ سے کہ آئی حضرت رسول کے پاس ایک عورت پس کچھ بات کی اوسنے حضرت رسول سے کسی چیز مین پس فرمایا رسولخدا نے اوسکو کہ پھر دوسری دفعہ آنا تب کہا اوس عورت نے یا رسول اللہ آیا دیکھا تو نے کہ ہم آوین اور نپاوین تجھکو گویا کہ وہ ارادہ کرتی ہے موت کو تب فرمایا رسولخدا نے کہ اگر نپاوے تو مجھکو پس آ تو ابو بکرؓ کے پاس متفق علیہ فقط اس راوی شاگرد حضرت ابو بکرؓ نے اپنے جانتے خوب حق شاگردی کا ادا کیا ہے کہ جس سے خلیفہ بنانا حضرت ابو بکرؓ کا نکلتا ہے مگر یہ حدیث بھی صریح موضوع ہے اسواسطے کہ کیا قرینہ اس بات کا ہی کہ ایک عورت کسی بات کے واسطے آوے اور حضرت پیغمبر خدا اوس سے کہین کہ دوسری بار آنا اور اسپر وہ عورت ذکر موت حضرت رسولؐ کو واسطے ایک ایسی امر خفیف کے درمیان مین لاوی کہ یہ بات بالکل بے معنی اور بیہودہ ہی اور شاہ صاحب بھی اس حدیث کی شرح مین

اقرار کرتے ہین که خلافت ابوبکر رضؓ کی بذریعه اجماع کے ہے نه بذریعه نص قطعی استخلافت کے

فصل ٦٥

مشکوة المصابیح باب مناقب ابی بکر رضؓ وعن عمرو ابن العاص ان النبیؐ صلے الله علیه واله وسلم بعثه علی جیش ذات السلاسل قال فاتیته فقلت ایّ الناس احبّ الیک قال عائشة قلت من الرجال قال ابوها قلت ثم من قال عمر فعدّ رجالا فسکتّ مخافة ان یجعلنی فی اخرهم متفق علیه

ترجمه اور روایت ہے عمرو ابن العاص سے که تحقیق که نبی صلے الله علیه وسلم نے بھیجا اوس عمرو عاص کو اوپر لشکر ذات السلاسل کے اور کہا اوس عمرو عاص نے که آئے ہم اوس رسول کے پاس اور پوچھا ہمنے کون شخص آدمیون کا محبوب تر ہے تیرے پاس تب کہا اوس نبی نے که عائشهؓ تب ہمنے پوچھا مردون مین سے تب فرمایا نبی نے باپ اوس عائشه کا تب پوچھا ہمنے اوسکے بعد کون محبوب تر ہے تب فرمایا پیغمبر خدا نے که عمر رضؓ اور اوسکے بعد گنا چند مردون کو پس چپ رہے ہم بخوف اس بات کے که ٹھہرا دے وه نبیؐ مجکو آخر مین اون لوگون کے متفق علیه فقط سو یه حدیث صریح ساخته اور موضوع ہے اسواسطے که راوی اسکے عمرو ابن عاص ہین که جو مقابله مین حضرت امیر علیه السلام کے بطرف معاویه کے یه ایک فریب کا بندوبست کیا تھا که معاویه کی طرف سی حکم مقرر ہو اور حضرت امیر کی طرف سے حضرت موسیٰ اشعری حکم ہون اور اونکو اپنے سازش مین لاکرکے یه فریب کیا که ابو موسیٰ اشعری نے اپنے ہاتھ کی انگلی سے انگوٹھی نکالکرکے کہا که اسیطرح پر ہمنے علی اور معاویه دونون کو خلافت سی نکالا تب عمرو عاص نے انگوٹھی اپنی انگلی مین پہناکرکے کہا که اسیطرح پر ہمنے معاویه کو خلافت مین قائم کیا

اور اوسیوقت ابو موسی اشعری نے غل وفساد کیا کہ فریب کیا فریب کیا غرضکہ اس راوی نے معاویہ کے پاس اختیار پاکرکے مالک اشتر وغیرہ بہت لوگون کا خون ناحق کرایا پس ایک ایسے آدمی کی روایت حدیث کی ہرگز قابل التفات کے نہین ہے خصوص اس حال مین کہ یہ حدیث صریح مخالف حدیث مندرجہ فصل ۱۴ کے ہی کہ جسمین زبانی حضرت عائشہ رض کے حضرت فاطمہ اور حضرت علی ع محبوب ترین خلائق کے تھے۔

فصل ۶۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رض وعن محمد ابن الحنفیۃ قال قلت لابی ای لناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال ابو بکر قال قلت ثم من قال عمر رض وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین رواہ البخاری ترجمہ اور روایت ہی محمد ابن حنفیہ یعنی ایک پسر حضرت علی سے کہ کہا اونے کہ پوچھا مین نے اپنے باپ سے کہ کون شخص بہترین مردم ہے بعد نبی ص کے تب کہا اوس باپ نے کہ ابو بکر رض ہے تب کہا اوس راوی نے کہ پوچھا ہمنے کون شخص اوسکے بعد ہے تب فرمایا حضرت علی ع نے عمر رض ہے اور ڈری ہم اس بات کو کہ کہینگے حضرت علی ع حضرت عثمان رض کو تب پوچھا ہمنے کہ بعد عمر رض کے تم ہو تب فرمایا حضرت علی نے کہ ہم تو اور کچھ نہین ہین مگر یہ کہ ایک مرد ہین مسلمانون مین سے روایت کی اسکو بخاری نے فقط حضرت علی کا یہ کہنا کہ ہم ایک آدمی ہین مسلمان مین سے کسقدر اوپر بزرگی اونکے دلالت کرتا ہی کہ اپنے کو کسی درجہ مین نہین لگایا اور یہ ایک امر واقعی بھی ہے کہ حضرت علی ایک جزو رسول کو موازنہ ساتھ اصحاب کے کیا ہو سکتا ہے اور حدیث ہذا اور حدیث مندرجہ

فصل بالا سے کسقدر تفاوت مزاج درمیان عمرو ابن عاص اور حضرت علیؑ کے ظاہر ہوتا ہے کہ عمرو ابن عاص نے باقرار اپنے پوچھنا اپنے درجہ کا حضرت سے سے چھوڑ دیا بایں خوف کہ وہ عمرو ابن عاص کہیں آخر درجہ مین نہیں گنے جاوین اور یہان حضرت علیؑ کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے شہود سے کچھ درجہ اپنا نہین لگاتی ہین بیت

از مردمک دیدہ بباید آموخت ÷ دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را

اور چونکہ حضرت علی ایک نمونہ حضرت مسیح کے ہین سو یہ کہنا حضرت علیؑ کا کہ ہم ایک آدمی ہین مسلمانون مین سے کسقدر مشابہ ساتھ اوس قول حضرت مسیح کے ہے کہ جب شاگردون نے حضرت مسیح کو کہا اچھا استاد تب حضرت مسیحؑ نے کہا کہ ہمکو مت کہو اچھا کہ اچھا وہ ایک خدا ہے -

فصل ۷

مشکوة المصابیح باب مناقب ابی بکر رضؓ عن ابن عمر رضؓ قال کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لا نفاضل بینہم رواہ البخاری و فی روایۃ لابی داؤد قال نقول و رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حی افضل امۃ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعدہ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان رض

ترجمہ اور روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ کہا اوسنے کہ تھے ہم لوگ زمانہ حیات مین نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کہ نہین برابر ٹھہراتے تھے ہم لوگ ساتھ حضرت ابو بکرؓ کے کسیکو اور اوسکے بعد عمرؓ کو اور بعد اوسکے عثمانؓ کو سمجھتے تھے کہ اونکے برابر کوئی نہین ہے تب چھوڑ دیتے تھے ہم لوگ اصحاب نبیؐ کو کہ نہین فضیلت دیتے ہم لوگ کسی ایک صحابی کو دوسرے پر روایت کی اسکو بخاری نے اور روایت

ابو داؤد مین ہے کہ کہا اوس ابن عمرؓ نے کہ ہم لوگ اس بات کو بزبان حیات حضرت رسول کے کہتے تھے کہ افضل امت نبی کے بعد اوس نبی کے ابو بکرؓ ہین اور بعد اوسکے عمرؓ اور بعد اوسکے عثمانؓ فقط حضرت رسولؐ نے جو دو ماہ قبل انتقال اپنے حضرت علیؑ کو وصی اپنا قرار دیکر کے فرمایا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنے کہ جسکے ہم مولا ہین سو اوسکے مولا علیؑ ہین سو خلاف اوسکے بمجرد انتقال حضرت نبیؐ کے جب تک کہ حضرت علی و ابن عباس کفن و دفن مین حضرت رسولؐ کے مصروف تھے باہتمام خاص حضرت عمرؓ کے حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے اور اوسی بنیاد پر خلافت حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی ہوتی گئی تو اب سنیون کو بضرورت اثبات حقیت خلافت ثلثہؓ کے حاجت اس بات کی ہوئی کہ کسیطرح سے حضرت علے کا مرتبہ گھٹایا جاوے چنانچہ یہ حدیث بھی بہ تیاری اوسی بات کی ہے اور یہ تمام بلیغ قابل ملاحظہ کے ہے کہ اس حدیث مین مطلق ذکر حضرت علیؑ کا نہین ہے اور اس حدیث کی رو سے حضرت علیؑ تو ایک عوام صحابی مین داخل ہین کہ اس حدیث کی رو سے تو معاویہ پر بھی اونکو کچھ فضیلت نہین ہے مگر خیریت یہ ہے کہ اس حدیث مین کچھ قول خود حضرت نبی کا مذکور نہین ہے بلکہ یہ حدیث صرف ایک قول ابن عمرؓ پسر حضرت عمرؓ کا ہے تو متروک ہونا ذکر حضرت علی کا ایک ایسے صاحبزادہ سے حضرت عمرؓ کے عین قرین قیاس ہے اور یہ حدیث صریح خلاف حدیث مندرجہ فصل ۵۶ کے ہے کہ اوسمین بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ کے بروایت حضرت عائشہ کے ابو عبیدہ جراح مذکور ہین بہرحال شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین خود اسی ابن عمرؓ سے بروایت اہل بدر وغیرہ کے روایت کرتے ہین کہ ابن عمرؓ راوی اس حدیث نے کہا کہ ہم لوگ خیر الناس ابو بکرؓ کو اور اوسکے

بعد عمرؓ کو جانتے تھے اور یہ نسبت حضرت علیؑ کے کہا کہ علیؑ کو تین باتین ایسی تھین کہ اگر اونمین سے ایک بات بھی ہمکو ہوتی تو ہم اوسکو تمام دنیا و ما فیہا سے بہتر سمجھتے ایک یہ کہ حضرت رسولؐ نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کو ساتھ حضرت علیؑ کے بیاہ دیا دوم یہ کہ حضرت رسولؐ نے سب لوگون کا دروازہ بند کیا سوا دروازہ علیؑ کے سوم یہ کہ حضرت رسولؐ نے بروز جنگ خیبر کے علم یعنی نشان جنگ کا حضرت علی کو دیا اور اوسکے بعد ابن عمرؓ ۔ راوی اس حدیث نے کہا کہ نسبت علیؑ کے ہمسے کچھ مت پوچھو اور کسی شخص کو علیؑ پر قیاس مت کرو کہ حضرت رسولؐ نے سب لوگون کا دروازہ بند کیا سوا دروازہ علی کے سو یہ بات ابن عمرؓ کے منھ سے آخر کو ایسی نکلی کہ جسکو کہتے ہین حق بر زبان جاری اور سوای اسکے یہ گستاخی ابن عمرؓ کی قابل لحاظ کرنے کے ہے کہ اوسنے اپنی تین آرزؤن مین سے ذکر تزویج حضرت علیؑ با فاطمہ کا بھی کیا ہے اور یہ کیا رذالت حوصلہ ابن عمرؓ کی ہے کہ یہ تینون حوصلہ اپنا اسطرحپر ذکر کرتا ہے کہ اگر ان تین باتون مین سے کوئی ایک بات بھی اوسکو حاصل ہوتی تو اوسکو تمام دنیا ما فیہا سے بہتر سمجھتا پس معاملہ و حوصلہ اس شخص کا صرف دنیوی امورات تک معلوم ہوتا ہے اور بہتری عاقبت کی طرف اس شخص کا خیال نہین جاتا ہے حالانکہ محبان و غلامان علی کے پاس تو تمنائے حصول دنیا کی کوئی چیز ہی نہین ہے اور یہ حال حضرت علیؑ کا اس مقام مین زیادہ اس سے کیا لکھین کہ یہ ایک عجب شان حضرت مولی علی کی ہے کہ قبائل بنی ثقیف و بنی حنیفہ و بنی امیہ سے جو حضرت رسولؐ کراہت حسب حدیث مندرجہ فصل ۱۵ کے رکھتے تھے سو حضرت علی ان تینون قبیلے سے علیحدہ تھے اور خلاف اوسکے تمام اوصاف محامد مین داخل ہین جیسے اکثر خلفائے ثلثہ داخل اوصاف قریش و اصحاب عام و عشرہ مبشرہ و خلفاء اربعہ یعنی چاریار کے ۱۹۱

تھے تو ان سب صفتون مین حضرت علیؑ بھی داخل ہین اور علاوہ اوسکے صفات خاص
جو حضرت علیؑ کے ہین سو اوسمین خلفاے ثلثہؓ داخل نہین ہین جیسے ہاشمی ہونا
اور پوتا عبد المطلب کا ہونا کہ اس صفت مین حضرت علی شامل حضرت نبی کے ہین
اور اسیطرح لقب پنجتن پاک اہلبیت یعنی نبیؐ و حضرت علیؑ و حضرت فاطمہؑ و حضرت امام حسنؑ
و حضرت امام حسینؑ کا جو ہے سو اوسمین بھی حضرت علیؑ شامل حضرت نبی کے ہین اور
لقب دوازدہ امام کا جو ہے سو حضرت علی اوسمین اول امام ہین اور چہاردہ معصوم
کا لقب جو کہ یہ بارہ امام اور حضرت نبی اور حضرت فاطمہ ملا کر کے ہے سو اوس لقب مین
حضرت علیؑ شریک حضرت نبی کے ہین پس باوصف ان سب حالات کے جو سُنی لوگ
حضرت علیؑ کو بدلیل خلافت ظاہری کے ایک آدمی اخیر رتبہ کا سمجھتے ہین سو یہ کیسا بگاڑ ہے

فصل ۶۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ما لاحد عندنا یدٌ الا وقد کافیناہ ما خلا ابی بکر فان له
عندنا یدًا یکافیہ اللہ بہا یوم القیامۃ وما نفعنی مال احدٍ قطّ ما نفعنی
مال ابی بکر ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا الا وان صاحبکم خلیل
اللہ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا اونہے کہ فرمایا
رسولخداؐ نے کہ ہمپر نہین نیکی اور احسان کسی شخص کا ہے کہ جسکا بدلا ہمنے نہین دیا ہو
سوا ابو بکرؓ کے کہ اوسکو ہمارے ساتھ نیکی ہے کہ جسکا بدلا اوسکو خدا دیگا بروز قیامت
کے اور ہمکو نہین نفع دیا مال نے کسی شخص کے اب تک جیسا کہ نفع دیا مجھکو مال نے ابوبکرؓ
کے اور اگر ہم بناتے کسی شخص کو دوست تو ہم بناتے ابو بکرؓ کو دوست خبردار رہو
کہ ساتھی تملوگون کا (یعنی کہ مین) دوست خدا کا ہے فقط اس حدیث کی صحت مین کچھ

عذر نہین ہوسکتا ہی کہ فی الواقع حضرت ابوبکرؓ بڑی جان نثار اور یار غار حضرت نبی کے تھی

فصل ۶۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عمرؓ قال ابوبکرؓ سیدنا و خیرنا و احبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی حضرت عمرؓ سے کہ کہا اونہی کہ ابوبکرؓ سردار ہمارے ہین اور نیک ترین ہمارے ہین اور محبوب ترین ہمارے رسول اللہ کے پاس روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اس حدیث مین کوئی قول حضرت رسولؐ کا مذکور نہین ہے بلکہ یہ ایک مجرد رائے حضرت عمرؓ کی ہے اور یہ رائے اونکی تو ضرور ہونی چاہیے کہ اونہین کے اہتمام خاص سے تو حضرت ابوبکر خلیفہ بنائے گئے اور یہ قول حضرت عمرؓ کا موافق اوس مثل مشہور کے ہے کہ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو۔ چنانچہ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا سو اوسکا انعام بھی حضرت ابوبکرؓ سے پایا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ کیا ورنہ احادیث مندرجہ فصل ۱۴ سے محبوب تر ہونا حضرت علیؑ کا رسول خداؐ کے پاس بروایت انس اور خود حضرت عائشہ کے ثابت ہو چکا ہی

فصل ۷۰

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن ابن عمرؓ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لابی بکر انت صاحبی فی الغار و صاحبی علی الحوض رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمرؓ سے حضرت رسولؐ سے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ تو ساتھی میرا ہے غار مین اور ساتھی میرا ہے حوض کوثر پر روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ اس حدیث مین گفتگو کرنا کچھ زیادہ تر ضرور نہین ہے مگر یہ امر قابل ذکر کے ہی کہ حدیث مندرجہ فصل ۳۷ سے ظاہر ہو چکا ہی کہ حضرت رسول خدا نے دو چیز بھاری چھوڑی

آیاتِ قرآن ۔ اور دوسرے اہلبیت اور فرمایا کہ یہ دونون چیزین آپس سے جدا نہونگین تا وقت وارد ہونے اوپر حوض کوثر کے سوا اوسی تو ٹیر ابن عمرؓ راوی اس حدیث نے ظاہر حضرت ابوبکرؓ کو حوض کوثر تک پہونچایا ہے اور اگر اس ابن عمرؓ سے عبداللہ ابن عمر مراد ہو تو یہ وہ ذات بزرگ ہین جو کہ بطرف معاویہ کے ہوکر کے مالک اشتر جانب حضرت علی سے لڑے تھے ۔

فصل ۱۷

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان یؤمہم غیرہ رواہ الترمذی ھذا حدیث غریب ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا اونسے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ نہین سزاوار ہے واسطے ایک قوم کے کہ جسمین ابوبکرؓ ہو یہ بات کہ امامت کرے اوس قوم کی کوئی شخص سواے اوس ابوبکرؓ کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط ہرگاہ حضرت ابوبکرؓ سن مین زیادہ تر اور نیک خو اور بزرگ تر قبیلہ قریش کے تھے اور حضرت علی اوسوقت کچھ اوپر تیس برس کے تھے تو امامت نماز کرنا حضرت ابوبکرؓ کا خود بجا ہے مگر یہ اجازت امامت کی ہماری نزدیک کوئی دلیل خلافت کی نہین ہوسکتی ہے کہ اگر حضرت علیؑ خلیفہ اول ہوتے تو اوس حالت مین بھی امامت نماز حضرت ابوبکرؓ کی بطور موذنی حضرت بلال کے روا ہوتی جیسا کہ حدیث مندرجہ فصل ۱۲ سے ظاہر کہ حضرت رسولؐ نے حضرت علی کو تشبیہ حضرت ہارون کی دیکر کے بوقت جانے غزوۂ تبوک کی خلافت خبرگیری اہل وعیال کی اور اجازت امامت نماز کی ابن ام مکتوم کو دی تھی تو اگر ابن مکتوم کو بذریعہ امامت نماز کے حضرت علی پر تفضیل نہو تو اوسیطرح پر یہ اجازت امامت نماز ابوبکرؓ کی بھی تحقیقہ کی دلیل

افضلیت حضرت ابو بکرؓ کی نہین ہو سکتی ہے اور شاہ صاحب جو اس مقام مین قول حضرت علیؓ کا ذکر کرتے ہین کہ جب حضرت رسول نے ابو بکرؓ کو امر دین مین ترجیح دیا ہے تو کون شخص ہے کہ امر دنیا یعنی خلافت مین ترجیح نہین دیگا سو یہ روایت صریح خلاف طلب خلافت کرنے حضرت علیؓ کے ہے چنانچہ خود شاہ صاحب نے بھی اس قول کو ایک مقام مین بطرف عبد اللہ ابن مسعود کے منسوب کیا ہے۔

فصل ۲۷

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عمر قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان نتصدق ووافق ذلک عندی مالا فقلت الیوم اسبق ابابکر ان سبقتہ یوما قال فجئت بنصف مالی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما ابقیت لاھلک فقلت مثلہ واتی ابوبکر بکل ما عندہ فقال یا ابابکر ما ابقیت لاھلک فقال ابقیت لھم اللہ ورسولہ قلت لا اسبقہ ابدا رواہ الترمذی وابوداود

ترجمہ اور روایت ہے حضرت عمرؓ سے کہ کہا اونسے کہ حکم دیا ہم لوگون کو رسولخداؐ نے کہ خیرات کرین ہم لوگ اور موافق اس بات کے تھا میرے پاس مال پس کہا مینے دلمین کہ آج کے روز ہم سبقت لیجائینگے ابو بکرؓ پر اگر کوئی روز ہم سبقت کر سکینگے اوسپر کہا اوس عمرؓ نے کہ لائے ہم آدھا مال اپنا پس پوچھا رسولخدا نے کہ کیا باقی چھوڑا تونے واسطے اہل وعیال اپنے کے تب کہا مینے کہ برابر اوسکے یعنی آدہا مال ہم لائے اور آدہا مال واسطے اہل وعیال کے چھوڑ دیا اور لے آئے ابو بکر کل مال اپنا جو اونکا تھا تب پوچھا رسولخدا نے کہ ای ابو بکرؓ چھوڑا تونے واسطے اہل وعیال اپنے تب کہا ابو بکرؓ نے کہ باقی چھوڑا ہمنے وسطے اون لوگون کے خدا اور رسولخدا کو تب ہمنے اپنی دلمین کہا کہ ہم کبھو سبقت نکرینگے ابو بکر پر یہ روایت کی اسکو ترمذی اور

ابوداود

ابی داؤد نے فقط البتہ یہ خیرات دونون بزرگون کی اوپر فضل اور بزرگی اون لوگون کے گواہ ہین مگر اس خیرات کو کیا مقابلہ ہے ساتھ خیرات حضرت علیؑ کے کہ جو تین روزہ بتقریب شکریہ صحت امامین علیہما السلام کے رکھا تھا اور حضرت علیؑ کے پاس واسطے افطار کرنے روزہ کے کچھ نہین تھا تو حضرت علیؑ ایک صاع جو شمعون یہودی سے قرضہ لائے اور حضرت فاطمہ اور حضرت فضّہ لونڈی نے اوس جو کو کوٹ پیسکر کے شام تک پانچ ٹکیری روٹی کی بحساب پانچ آدمی گھروالون یعنے حضرت علی اور حضرت فاطمہ بی بی اور حضرت فضّہ لونڈی اور دو صاحبزادگان یعنی امام حسنؑ و امام حسینؑ کے تیار کی مگر اتفاق یہ ہوا کہ عین افطار کے وقت ایک مسکین سائل پہونچا اور حضرت علیؑ نے وہ پانچون ٹکیری روٹی کی اوس سائل مسکین کو دیا اور خود آپ مع تمام گھر والے پانی سے روزہ افطار کرکے فاقہ رہے اور باقی دو روز بھی یہی اتفاق ہوا کہ ایک روز ایک یتیم آیا اور دوسرے روز ایک قیدی آیا اور اوسیطرح پر وہ دونون روز پانچون ٹکیری روٹی کی دے دیا غرض اسطرح سے تین روزہ برابر تین فاقہ کا رکھا کہ جسکی شکرگذاری قرآن شریف مین بآیت ۸۔ سورۃ الانسان وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا کے مندرج ہے اور ظاہر ہے کہ اسطرح کا تین تین روزہ فاقہ کا گھر بھر کے اور ہر روز ساتھ ایک امتحان تازہ کے اور قرضہ کی روٹی فقیرون کو دیکر کے فاقہ اختیار کرنا صرف خیرات و روزہ ہائے حضرت مسیحؑ سے مشابہ ہو سکتا ہے مگر بات یہی کہ حضرت عمرؓ وغیرہ راویان حدیث اہل سنت کو کیا ضرورت اس بات کی ہے کہ فضل اہلبیت کو یاد کرین

فصل ۳۷

اس فصل مین مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ سے تین حدیثین

یکجائی مع ترجمہ اور راے راقم کے لکھے جاتے ہین ۔

حدیث نمبر ۱ ۔ وعن عائشۃ ان ابابکر دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال انت عتیق اللہ من النار فیومئذ سمی عتیقا رواہ الترمذی ۔

ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ تحقیقکہ ابوبکرؓ آئے حضرت رسولخداؐ کے پاس لیس فرمایا رسولخداؐ نے کہ تو آزاد کیا ہوا خدا کا ہے آگ سی لیس اوس دن سے نام حضرت ابوبکرؓ کا عتیق ہوا روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ یہ حدیث بحق ابوبکرؓ بروایت حضرت عائشہ خود بیٹی اونکی ہے مگر اس حدیث مین جاے عذر نہین ہے اور شاہ صاحب جو اس حدیث کی شرح مین بروایت بعض لوگون کے لکھتے ہین کہ نام عتیق کا رکھا ہوا اونکی ماں کا ہے سو بطرف اس روایت کے کچھ التفات کرنا ضرور نہین ہے ۔

حدیث نمبر ۲ ۔ وعن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا اول من تنشق عنہ الارض ثم ابوبکرؓ ثم عمرؓ ثم اتی اہل البقیع فیحشرون معی ثم انتظر اہل مکۃ حتی احشر بین الحرمین رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمرؓ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ ہم اول اون لوگون کے ہین کہ زمین پھٹ کر لوگ نکلینگے تب ابوبکرؓ اوٹھینگے تب عمرؓ تس پیچھے ہم آوینگے مردگان اہل بقیع کو پس اوٹھائے جاوینگے وہ لوگ ساتھ میرے تب انتظار کرینگے اہل مکہ کو یہانتک کہ اوٹھائے جائین ہم درمیان دونون حرم مکہ و مدینہ کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ حدیث صریح موضوع اور اسلئے ہے اسواسطے کہ انبیاء سابق کا کچھ ذکر نہین ہے کہ اونکا حشر کس ترتیب سی ہوگا اور اس حدیث مین ذکر حضرت علی کا بھی نہین ہے اور خصوصاً حضرت علیؑ کا ذکر چھوڑ دینا

عین قرین قیاس ہے اسواسطے کہ یہ ابن عمر اگر عبد اللہ ابن عمر مراد ہون تو یہ وہ ذات شریف ہین کہ جو بطرف معاویہ کی ہو کر کے جنگ صفین مین مقابلہ حضرت علیؑ کے لڑتے تھے

حدیث نمبر ۴۳ — وعن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتانی جبرئیل فاخذ بیدی فارانی باب الجنۃ الذی یدخل منہ امتی فقال ابوبکر یا رسول اللہ وددت انی کنت معک حتی انظر الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اما انک یا ابا بکر اول من یدخل الجنۃ من امتی رواہ ابوداؤد

ترجمہ اور روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ آئے ہمارے پاس جبرئیل پس پکڑا ہاتھ کو میرے اور دکھلایا مجکو وہ دروازہ جنت کا کہ جس دروازہ ہوکر کے داخل ہوگی امت میری پس کہا ابوبکرؓ نے کہ اے رسولخدا کے ہم چاہتے ہین کہ ہم ہوتے ساتھ تیرے کہ دیکھتے ہم اوس دروازہ کو پس فرمایا رسولخدا نے کہ خبردار رہو اے ابوبکرؓ کہ تم اول اون لوگون کے ہو کہ جو داخل ہونگے جنت کو میری امت سے روایت کی اسکو داؤد نے فقط یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی نہین ہے اور سوائے اسکے راوی اس حدیث کے ابوہریرہ ایک راوی ضعیف ہین اور مضمون اس حدیث کا بے سیاق اور بے ربط ہے اسواسطے کہ از روی اس حدیث کے تمنا حضرت ابوبکرؓ کی یہ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ بھی ساتھ حضرت رسول کے وہ دروازہ جنت کا دیکھتے کہ جس دروازہ ہوکر کے مسلمان لوگ داخل ہونگے پس یہ جواب کہ تم اول ہماری امت کے ہو کہ تم داخل ہو گے جنت کو بالکل خارج از سوال ہے

فصل ۴۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ عن عمرؓ ذکر عندہ ابوبکرؓ فبکی وقال وددت ان عملی کلہ مثل عملہ یوما واحدا من ایامہ ولیلۃ واحدۃ

من لياليه اما ليلته فليلة سار مع رسول الله صلى الله عليه واله وسلم الى الغار فلما انتهيا
اليه قال والله لا تدخله حتى ادخل قبلك فان كان فيه شيء اصابني دونك
فدخل فكسحه ووجد في جانبه ثقبا فشق ازاره وسدها به وبقي منها اثنان
فالقمهما رجليه ثم قال لرسول الله صلى الله عليه واله وسلم ادخل فدخل رسول
الله صلى الله عليه واله وسلم ووضع راسه في حجره ونام فلدغ ابو بكر في رجله
من الجحر ولم يتحرك مخافة ان ينتبه رسول الله صلى الله عليه واله وسلم
فسقطت دموعه على وجه رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقال ما لك يا
ابا بكر قال لدغت فداك ابي وامي فتفل رسول الله صلى الله عليه واله وسلم
فذهب ما يجده ثم انتقض عليه وكان سبب موته واما يومه فلما قبض
رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ارتد العرب وقالوا لا نؤدي زكوة
فقال لو منعوني عقالا لجاهدتهم عليه فقلت يا خليفة رسول الله
تالف الناس وارفق بهم فقال لي اجبار في الجاهلية وخوار
في الاسلام انه قد انقطع الوحي وتم الدين
اينقص وانا حي رواه رزين

ترجمہ روایت ہی حضرت عمرؓ سے کہ ذکر ہوا اونکے پاس ابوبکرؓ کا پس روئے عمرؓ
اور کہا کہ ہم یہ بات چاہتے ہین کہ کل عمل ہمارا ہوتا مثل عمل اونکے بابت ایک روز
کے اونکے روزون مین سے اور بابت ایک رات کے اونکی راتون مین سے لیکن
رات اونکی پس وہ ایک رات ہی کہ گئے وہ ابوبکرؓ ساتھ حضرت رسولخدا کے غار تک
پس ہرگاہ پہونچے وہ دونون آدمی اوس غار کو تب کہا اوس ابوبکرؓ نے حضرت رسولؐ
کو کہ قسم خدا کی مت اندر جا تو اوس غار کے جبتک کہ در آوین ہم اوس غار مین پہلے

کہ اگر ہو اوسمین کوئی چیز تو اوسکا نقصان ہمکو پہونچے نہ تجھکو پس اندر گئے ابوبکرؓ
اور جھاڑ دیا اوس غار کو اور پایا اوسکے کنارہ مین سوراخون کو پس پھاڑا اپنے
پائجامہ کو اور بند کیا اوس کپڑے سے اون سوراخون کو اور باقی رہ گئے دو سوراخ
پس ڈالدیا ابوبکرؓ نے اپنے پاؤن کو اون دو سوراخون مین تب کہا حضرت رسولؐ
کو کہ اندر آئیے تب اندر گئے حضرت رسول اور رکھا اپنے سر کو اوس ابوبکرؓ کے
گود مین اور سو گئے حضرت رسول تب کاٹے گئے ابوبکرؓ اپنے پاؤن مین اوس
سوراخ سے اور نہین جنبش کی اوس ابوبکرؓ نے بخوف اس بات کی کہ کہین جاگ
اوٹھین حضرت رسول تب آنسو سب ابوبکرؓ کے گرے اوپر چہرہ حضرت رسولؐ کی
تب کہا حضرت رسولؐ نے کیا ہوا تجھکو ای ابوبکرؓ کہا اوس ابوبکرؓ نے کہ کاٹے گئے
ہم فدا ہون تجھپر باپ اور مائی میرے پس تھوک لگا دیا حضرت رسول نے اور چلا گیا
وہ درد جو حضرت ابوبکرؓ اپنے مین پاتے تھے اور بعد اوسکے وہ زخم پھر لوٹ گیا اور
وہی زخم سبب موت ابوبکرؓ کا ہوا اور لیکن عمل ایک دن کا اوسکے یہ ہے کہ جب
انتقال کیا حضرت رسولؐ نے تو مرتد ہو گئے عرب لوگ اور کہا اون لوگون نے کہ
نہین دینگے ہم لوگ زکوٰۃ کو تب کہا ابوبکرؓ نے کہ اگر روک رکھین وی لوگ زکوٰۃ کو
ایک بکری یا ایک سالہ اونٹ کے تو ہر آئینہ اوس بات پر ہم جہاد کرینگے اون
لوگون سے پس کہا ہمنے ای خلیفہ رسول خدا کے تالیف قلوب کرو اون آدمیون سے
اور نرمی کرو ساتھ اون لوگون کے تب جواب دیا ابوبکرؓ نے مجکو ایا جبار تھی جاہلیت
مین اور ذلیل رہو گے اسلام مین تحقیق کہ بات یہ ہی کہ منقطع ہوئی وحی اور پورا
ہوا دین سو کیا ناقص ہو گا وہ دین درحالیکہ مین زندہ ہون روایت کی اسکو
رزین نے فقط شک نہین کہ یہ قصہ حضرت ابوبکرؓ کے رفاقت غار کا ایک امر عظیم

ہے اور ایک تصرف عجیب اس قصہ کا ابتک موجود ہے کہ راقم کو منشی اشرف عالم مرحوم و شیخ بشارت اللہ وغیرہ چند آدمیون سے اطلاع ہے کہ وہ لوگ اسی قرب و جوار منیر وغیرہ کے رہنے والے تھے اور وہ لوگ صدیقی شیخ لبعد غاری کہلاتے ہین سو اونکو اثر سانپ کاٹنے کا کچھ نہین ہوتا ہے اور اونکا چھوٹا چھوٹا لڑکا بھی سانپ سے نہین ڈرتا ہے مگر فصل ۴۱ سے اس فصل ۵۶ تک جو سولہ حدیثین مناقب خاص حضرت ابوبکرؓ کی ذکر ہوئین سو اوس سے کچھ مقابلہ حضرت ابوبکرؓ کا ساتھ حضرت علی کے نہین پایا جاتا ہے اور حال یہ ہے کہ عمرو ابن عاص اور ابن عمرؓ اور حضرت عمرؓ اکثر راویان احادیث مناقب لبشان ابوبکرؓ کے وہی لوگ ہین کہ جنکے اہتمام سے برخلاف وصیت خم غدیر اور تشبیہ ہارونؑ و سفینۂ نوح و حدیث ثقلین وغیرہ کے حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے مصرعہ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ * اور عرب لوگ جو مرتد ہوکر زکوۃ نہین دیا چاہتے تھے اور حضرت ابوبکرؓ نے نیتہ لڑائی کرنے کا ظاہر کیا سو البتہ یہ بات اونکے عزم اور پُردلی کو دکھلاتی ہے مگر یہ عزم و استقلال بمقابلہ اوس عزم و استقلال حضرت علی کے کیا چیز ہے کہ جنگ احد مین سب صحابہ لوگ بھاگ گئے تھے اور صرف حضرت علی اور دوسرے دو آدمی ساتھ حضرت رسول کے رہ کر کے لڑتے رہے کہ اوسی روز سے لقب حضرت علی کا کرار غیر فرار ہوا اور قول لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار کا اونکی شان مین کہا گیا اور اگر یہ کہا جاسے کہ سُنّی کا اصل مذہب یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ قطعاً اور حضرت عثمانؓ ظناً حضرت علیؓ سے افضل تھے اور یہ کہ معاویہ و یزید وغیرہ تا ولید ابن عبد الملک خلفای دوازدہ گانہ کے لوگ ہین اور یہ کہ اصل سُنّی کوئی شخص نہین ہو سکتا ہے جبتک کہ حضرت علی اور اولاد فاطمہ سے کچھ عداوت نہین

رکھتا ہو اور یہ کہ سنی پر لازم ہے کہ جہانتک ہو سکے توہین شان علی مین کوشش کرے تو اوسکے جواب مین ہم یہ کہینگے کہ ایسا سنی ہونا اور روح پاک نبی سے روز قیامت مین شرمندگی لینا ہمکو منظور نہین ہے اور باظہار جوش اعتقاد ساتھ حضرت علی کے اس مقام مین ایک غزل راقم کی لکھی جاتی ہے۔

غزل منقبت حضرت علی علیہ السلام لراقمہ

علی مرتضی داری ازین بہتر چہ میخواہی ‏ وصی مصطفی داری ازین بہتر چہ میخواہی
محب مرتضی ہستی ز جام فیض او مستی ‏ گذشتی از ہمہ پستی ازین بہتر چہ میخواہی
دلت بر مرتضی مائل شدے از غیر او غافل ‏ ترا ایمان شد کامل ازین بہتر چہ میخواہی
علی باشد ترا رہبر رساند او بہ پیغمبر ‏ بگیرد دست در محشر ازین بہتر چہ میخواہی
علی افضل وہم اولی الیقین ان از ہمہ اعلی ‏ کہ او شد بر ہمہ مولی ازین بہتر چہ میخواہی
بحب پنجتن دائم تو باشی ثابت و قائم ‏ برین سیرے ہمین ائم ازین بہتر چہ میخواہی
تو آزادی چہ آسائش شہ گوئی قول بالا اشیر ‏ علی باشد بہ بخشایش ازین بہتر چہ میخواہی

فصل ۷۵

اس فصل مین کچھ احادیث مشکوۃ المصابیح باب مناقب عمرؓ کے مذکور ہوتے ہین مگر قبل نقل کرنے اون حدیثون کے اس بات کا ذکر مناسب ہے کہ احادیث مندرجہ فصل ۷۴ سے احب خلق اللہ ہونا حضرت علیؑ کا ثابت ہو چکا ہے اور شاہ عبد الحق صاحب اون حدیثون کے شرح مین لکھتے ہین کہ درمیان احب خلق اللہ ہونے اور افضلیت بنظر کثرت ثواب کے کچھ منافات نہین ہے یعنی کہ علمائے اہل سنت کو بڑا تکیہ اس بات پر ہے کہ ہرچند حضرت علی احب خلق اللہ ہون مگر

حضرت ابوبکر و عمر بنظر کثرت ثواب کے حضرت علی سے افضل ہین سو احادیث متعلق مناقب حضرت ابوبکرؓ سے کچھ افضلیت حضرت ابوبکر کی پائی نہین جاتی ہے پس افضل ہونا حضرت عمرؓ کا جو یقیناً درجہ اونکا بعد حضرت ابوبکرؓ کے ہے کیونکر ثابت ہوگا اور یہ دعوی افضلیت بنظر کثرت ثواب کا محض ایک تہیہ باطل ہے اسواسطے کہ افضلیت اون لوگون کی جو حضرت علی پر ہو سو واسطے اوس بات کے کچھ اسباب ضرور ہے مثلاً نسب کا عالی ہونا سو اوس نسب کا حال یہ ہے کہ یہ دونون صاحب اگر قریشی تھے تو حضرت علی کو اوس قریشی ہونے مین خصوصیت زیادہ تر یہ ہے کہ حضرت علی ہاشمی بھی تھے اور مثلاً اسباب افضلیت مین سے قرابت با رسولؐ البتہ ایک شرف خاص ہے سو اوس شرف مین حضرت علیؑ تمام صحابہ سے مخصوص تر تھے کہ حضرت علی اپنے چچازاد بھائی حضرت رسولؐ کے تھے اور حضرت فاطمہؑ دختر عزیز رسولؐ کا بیاہ ساتھ حضرت علی کے ہوا اور ایک سبب عمدہ افضلیت کا علم بھی ہے کہ اسمین حضرت علی ازروی حدیث انا مدینۃ العلم و علی بابہا مندرجہ فصل ۲۱ کے دیگر تمام صحابی سے تمام تر ممتاز تھے اور اسباب افضلیت مین سے مثلاً عبادت در روزہ و نماز اور صبر و حلم و سخاوت و شجاعت وغیرہ اوصاف ذاتی ہے سو ان اوصاف ذاتی مین کون شخص مقابل علیؑ کا ہوسکتا ہے پس افضلیت خیالی بنظر کثرت ثواب کے جو ایک مضمون طبعزاد سنیون کا ہے کس جانور کا نام ہے اور کیا قصور حضرت علیؑ کا دیکھا گیا کہ وصیت خم غدیر اور تشبیہ ہارون و موسی اور سفینہ نوح اور آیت تطہیر اور آیت مباہلہ و حدیث ثقلین وغیرہ کی تہ و بالا کر دیگئی اور ہم چاہتے ہین کہ اس مقام مین ایک کیفیت مجمل حضرت عمرؓ کی لکھی جاے کہ جس سے معلوم ہو کہ دراصل وہ کس قسم کے آدمی تھے سو اس بات کی لکھنے مین ہم بہت متحیر ہین

کہ کیا لکھین اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سختی اور خودسری اونکی ایک صفت خاص ہے
جیسا کہ روزۂ رمضان پر نماز تراویح کو لازم کر دیا سو اگرچہ بقول مشہور رمضان میکشد
تراویح میکشد کے یہ التزام تراویح کا سختی سے خالی نہین ہے مگر اس فعل سے ایک
رغبت خاص عبادت کی پائی جاتی ہے اور یہ امر باعث رواج حفظ قرآن کا ہوا
کہ اسی سبب سے حُفّاظ قرآن عموماً درمیان سنیون کے پائے جاتے ہین اور اسیطرح
حرام کرنا متعہ کا بھی بلفظ وانا احرمہا کے کہ بہ نسبت اوسکے قرآن مین کوئی آیت
ناسخ نہین ہے خالی از سختی نہین ہی اسواسطے کہ خود حضرت عمرؓ کو درحقیقت کچھ اختیار
حلال کرنے حرام کا اور حرام کرنے حلال کا نہین تھا اور بات یہ معلوم ہوتی ہے
کہ بنظر حضر اور سفر مجاہدین عرب کی جو متعہ یعنی نکاح موقت و میعادی جائز ہوا تھا
سو وہ ضرورت حضرت عمرؓ کے وقت مین باقی نہین رہی ہوگی اور البتہ ایسے نکاح
میعادی کا مسدود ہونا کہ جسمین کچھ حد چار عورت مثنیٰ و ثلاث و رباع کی بھی نہین ہے
بہت مناسب معلوم ہوتا ہے اور کاش اگر اسیطرح پر بدلیل آیت فان خفتم الا
تعدلوا فواحدۃ کے یعنی کہ اگر خوف کرو کہ عدل نہ کرسکوگے تو ایک جورو کرو و بدلیل
آیت خلقنا کم ازواجا کے یعنی کہ خدا نے بنایا جوڑا جوڑا حضرت عمر تعدد ازواج
کو بھی حرام کردیتے تو بہت خوب ہوتا کہ درحقیقت تعمیل عدالت درمیان متعدد
جوروؤن کے بہت دشوار ہے اور اگر ایسا ہوتا تو تمام فسادات خانگی سے نجات
ہوجاتی اور نسل اُمراے مسلمانان کی پست ہمت و تنگ حوصلہ نہین ہوتی اور
حضرت عمرؓ کی خودسری سے یہ ایجاب بھی کچھ دور نہین تھی اور کتب خانہ اسکندریہ مصر
کا جلا دینا بھی ایک فعل وحشیانہ ہے کہ اگر بعد اوسکے بزمان خلافت عباسیہ کے
عربی مین زبان لاطینی و یونانی سے علم نہین پہونچتا تو کیا حال جہالت مسلمانون کا

ہوتا اور اسیطرح پر دیگر احکام حضرت عمرؓ سے بھی انپر اپنے موقع پر سختی پائی جاتی ہی
اور زیادہ تر یہ ہی کہ زمان مرض الموت حضرت نبی سے حضرت عمر تمام تر اہلبیت نبی سے
علیحدہ و سرخود ہو گئے کہ جب حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین کاغذ و قلم واسطے
لکھنے وصیت کے طلب کیا اور غالبًا وہ وصیت واسطے تحریر کردینے وصیت زبانی
خم غدیر نسبت حضرت علی کے ہوگی کہ اوس بات کو حسبکم کتاب اللہ کہکر
ٹال دیا اور اگر حضرت عمرؓ بڑے سچے تھے تو صرف حسبکم کتاب اللہ نہین کہتے
بلکہ حسبکم کتاب اللہ و عترۃ الرسول کہتے اسواسطے کہ قرآن و عترت اہلبیت ازروے
حدیث مندرجہ فصل ۳۷ کے ایک ساتھ ہین اور جبتک حضرت علی کفن و دفن مین
حضرت رسول کے مصروف تھے تو اسی عرصہ مین فرصت پاکر حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنادیا
اور بہ تحکم حضرت علی کو واسطے بیعت کرنے کے طلب کیا اور رسم التعزیت ماتم پرسی کی ساتھ
دختر رسولؐ کے کچھ بجا نہین لائے اور حسب مضمون ایک روایت تاریخ ابوالفدا حاکم
شام کے کہ جسپر کچھ احتمال شیعی ہونے کا نہین ہوسکتا ہی یہ بات معلوم ہوتی ہے
کہ حضرت عمرؓ واسطے جلانے گھر فاطمہؑ کے ہاتھ مین آگ لیکر گئے تھے اور حضرت ابوبکرؓ
سے یہ حکم پایا تھا کہ اگر علی بیعت نکرین تو علی اور ہمراہیان کو اونکے فاطمہ کے گھر سے
نکالدیا جاے تو یہ فعل گویا وہی ہاروت و ماروت کی تعلیم کا کام ہے کہ جس سے
زن و شو مین جدائی کراتے تھے اور سب سے زیادہ تر یہ بات ہی کہ واسطے عقد کلثوم
شش سالہ دختر حضرت علی کے بہت جبر کیا اور کلثوم کو ہوا کرکے اپنے زانو پر بٹھلایا
اور بوسہ لیا اور اوس چھ برس کے لڑکی کو سکھلایا کہ وہ یہ بات کہے کہ وہ واسطے
بیاہ کے عمرؓ سے راضی ہے اور اس بات کا بھی بندوبست ہوا کہ باوصف موجود
رہنے حضرت علی باپ اوس دختر شش سالہ کے ابن عباس چچیرے چچا اوس لڑکی کے

ولی بنکر کے اپنی وکالت سے نکاح اوس لڑکی کا پڑھا دین اور علاوہ اسکے حضرت ابوبکر نے جو ایک نوشتہ واگذاشت باغ فدک کا حضرت فاطمہ کو دیا تہا سو وہ کاغذ بھی حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہ سے لیکر کے چاک کرا دیا غرض اگر ایسی ہی اعمال پر افضلیت بنظر کثرت ثواب کے حضرت علی پر ہو تو اس بات کا کیا جواب ہی مگر بات اسقدر ہے کہ جب حضرت علی نے طوعاً وکرہاً بیعت حضرت عمرؓ کی کسی طرح پر کر لی اور خلافت عمرؓ مین مشیر و وزیر رہے اور اونکے پیچھے نماز پڑھا کئے اور تقیہ ہمارے نزدیک درست نہین ہے تو خاص صحت خلافت حضرت عمر مین ہمکو کچھ عذر نہین ہو سکتا ہے کہ یہ خلافت درحقیقت واسطے اجرای دین وجہاد واخذ زکوٰۃ وغیرہ کے تہی سو فی الحقیقت حضرت عمرؓ واسطے اس کام کے بہت موزون تھے کہ فتوحات دہ سالہ اونکے وقت کے تا شام ومصر وایران وغیرہ کے ایسی ہوے کہ جو باقرار مورخان انگریزی کے رومیون نے پانچ سو برس مین بھی ایسے فتوحات متواتر ووسیع حاصل نہین کئے تھے اور حضرت علی نمونہ حضرت مسیحؑ کے اگر خلیفہ ہوتے تو راے مسٹر گبن مورخ دہریہ کے بہت درست معلوم ہوتی ہے کہ دین اسلام عرب کا تھوڑے روز مین عرب ہی مین ختم ہو جاتا اسواسطے کہ حضرت علیؑ پر کیفیت فقر و ریاضت وغیرہ کی بہت غالب تھی اور علاوہ اسکے وحوش عرب جو کہ زیر حکم خالد سیف اللہ وابو عبیدہ بن جراح کے حضرت عمرؓ کو ہاتھ لگے سو یہ سب لوگ جو قبیلہ ہاشمی سے بالطبع گریزان تھے حضرت علی ہاشمی سے حسب تصریح مندرجہ فصل ۳۹ کے علیحدہ ہو جاتے۔ **بیت**

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز ؛ کبوتر با کبوتر باز با باز +

اور سب دروازے اور لوگون کے بند ہو کر کے صرف دروازہ مکان حضرت علی جانب مسجد نبوی کا کھلا رکھا گیا اور حضرت ابوبکرؓ کو اجازت کھلے رکھنے ایک

روزن دیوار کے ہوئی اور حضرت عمرؓ کی درخواست کرنے پر حکم نبوی ہوا کہ دیوار عمرؓ مین ایک روزن بقدر ایک ناکہ سوئی کے بھی نہین چھوڑا جاے تو اس حال سے بھی فرق مراتب ہر ایک شخص کا ظاہر ہوتا ہے اور اصل حال یہ ہے کہ اگر ہم شیعی ہوتے تو سختیاں وغیرہ حالات حضرت عمرؓ کے دکھلا کر کے اونکی سب بے حقیقتی ثابت کرنے ہمیں بہت آسان ہوتی مگر مشکل یہ ہے کہ اونکی خلافت کو باوصف ان سب سختیون کے ہم تسلیم کیا چاہتے ہین اور اس بات کی معذرت مین سواے اسکے ہم کیا کہسکتے ہین کہ عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو۔ سو حال اوسکا یہ ہے کہ حضرت عمرؓ بغیر مشورہ حضرت علی کے کوئی فصل خصومات نہین کرتے تھے اور یہ قول حضرت عمرؓ کا ہے کہ قضیۃ ولا ابا حسن لہا یعنی کہ مقدمہ ہے اور ابوالحسن یعنی علی واسطے فیصلہ اوسکے نہین ہے اور یہ بھی ایک قول حضرت عمرؓ کا ہے لولا علی لھلک عمر یعنی اگر نہوتے علی تو ہلاک ہوتا عمرؓ اور ایک قول یہ ہے کہ کان عمر یتعوذ باللہ من زمان لیس فیہ علی یعنے پناہ مانگتے تھے عمر ایسے ایک زمانہ سے کہ جسمین علی نہون اور حضرت علی کا ہم عجب حال دیکھتے ہین کہ طلب حق خلافت اپنا بخوبی کیا جو شرعی حکم ہے اور جب لوگون نے اوس طلب حق کو ٹال ٹول دیا تو حضرت علی اپنے کار عبادت مین مصروف ہو گئے اور ابوسفیان نے جو وعدہ بھر دینے وادی عرب کا حمایت علی مین سواران و پیادہ سے کیا تو حضرت علیؑ نے صاف کہدیا کہ تم ایام جاہلیت مین فتنہ انگیزی کرتے تھے اور اب اسلام مین بھی فتنہ انگیزی کیا چاہتے ہو سو ہم ابوبکرؓ کو شائستہ اس کام کا جانتے ہین اور بعد قتل حضرت عثمان کے طلحہ و زبیر سے کہا کہ تم دونون مین سے جو کوئی چاہے خلیفہ ہو کہ ہمکو خلافت سے کچھ غرض نہین ہے بہرحال اب چند احادیث بشان حضرت عمرؓ حسب تفصیل ذیل مع ترجمہ اور راے راقم کے لکھے جاتے ہین۔

حدیث نمبر ١

عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من
الامم محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر متفق علیہ

ترجمہ روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا اوس ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسولخدا نے
کہ ہر آئینہ تحقیق کہ امتہائے سابق مین محدث لوگ یعنی الہامی لوگ تھے پس اگر کوئی شخص
محدث ہو میری امت مین تو وہ عمرؓ ہے متفق علیہ فقط البتہ حضرت عمرؓ ایک بڑے
صاحب حوصلہ آدمی تھے مگر ہر بار رائے صائب کا ہونا کچھ ضرور نہین ہے
اسواسطے کہ حدیث مندرجہ فصل ہذا سے ظاہر کہ جب عرب لوگ نے ابتدائے
خلافت حضرت ابوبکرؓ مین مرتد ہو کر زکوٰة کا ادا کرنا بند کیا تھا تو حضرت عمرؓ نے
صلاح دی کہ تالیف قلوب کیجاے مگر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اگر عقال یعنی گوسپند
یا شتر ایک سالہ کی بھی زکوٰة نہین ادا ہوگی تو جہاد کیا جائیگا اور اتفاقاً وہی رائے
حضرت ابوبکرؓ کی صواب پر تھی کہ اوسی تقریب مین استیصال مسیلمہ کذاب
وغیرہ تمام سرکشان عرب کا ہوگیا۔

حدیث نمبر ٢

وعن سعد بن ابی وقاص قال استاذن عمر بن الخطاب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم وعندہ نسوة من قریش یکلمنہ ویستکثرنہ عالیة اصواتہن فلما
استاذن عمر قمن فبادرن الحجاب فدخل عمر ورسول اللہ یضحک فقال عمر اضحک
اللہ سنک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ
وسلم عجبت من ہولاء اللاتی کن عندی فلما سمعن صوتک ابتدرن الحجاب
قال عمر یا عدوات انفسہن اتہبننی ولا تہبن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

قلن نعم انت افظ واغلظ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایہ یا ابن الخطاب
والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطان سالکا فجا قط الا سلک فجا غیر فجک متفق
علیہ وقال الحمیدی زاد البرقانی بعد قولہ یا رسول اللہ ما اضحکک

ترجمہ اور روایت ہے سعد ابن ابی وقاص سے کہ کہا اونے
کہ اجازت چاہی عمر ابن خطاب رضؓ نے حضرت رسول کے پاس آنے کی
اور اوس رسول کے پاس عورتین تہین قریش کی جو کہ بات کر رہی تہین اوس رسول
سے اور زیادہ مانگتی تہین حضرت سے بلند کئے ہوے اپنی آوازون کو پس جبکہ
اندر جانے کو چاہا عمرؓ نے تو اوٹھ کہڑی ہوئین وہ عورتین اور دوڑ گئین اندر
پردہ کے پس پہونچے عمرؓ اور حضرت رسولؐ ہنس رہے تھے پس کہا عمرؓ نے خندان
رکھے اللہ تیرے دانتون کو اے رسول اللہ پس کہا حضرت نبی نے کہ ہمکو تعجب
ہوا ان عورتون سے جو کہ میرے پاس تھین کہ جب سُنا اونہون نے تیری
آواز کو تو بھاگ گئین پردہ مین تب کہا عمرؓ نے ای دشمنان اپنی ذاتون کی آیا
ہیبت رکہتی ہو تم سب مجہسے اور نہین ہیبت رکہتی ہو رسول سے تب کہا اون
عورتون نے کہ ہان کہ تو درشت خوتر اور سخت تر ہے پس کہا رسول خدا نے ہان
زیادہ کر اے ابن خطاب قسم ہے اوس شخص کی کہ جان ہماری اوسکے ہاتھ مین ہے
کہ نہین ملاقات کیا تجہسے شیطان نے کہ جاتا ہو تو ایک رستے کو اتباک مگر یہ کہ چلا
گیا شیطان ایک راستے کو تیرا راستا چھوڑ کر متفق علیہ اور کہا حمیدی ذ کہ زیادہ
کیا برقانی نے بعد قول عمرؓ یا رسول اللہ کے ما اضحکک کو یعنی کس چیز نے ہنسایا تجھکو
فقط اس حدیث سے کوئی بات فضیلت حضرت عمرؓ کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے
بلکہ ایک درشت خوئی ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ اوپر اس فصل مین مذکور ہوا اور اگر حضرت

رسول کے ایام صحت تک حضرت عمرؓ تمامتر راہ راست پر ہون تو عین قرین قیاس ہے
اسواسطے کہ تغیر حضرت عمرؓ کا زمان مرض الموت حضرت نبی سے دیکھا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۳

وعن جابر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دخلت الجنۃ فاذا انا بالرمیصاء امرأۃ ابی طلحۃ وسمعت خشفۃ فقلت من ہذا قالوا ہذا بلال ورایت قصرا بفنائہ جاریۃ فقلت لمن ہذا قالوا لعمر بن الخطاب فاردت ان ادخلہ فانظر الیہ فذکرت غیرتک فقال عمر بابی انت وامی یا رسول اللہ اعلیک اغار متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہے جابر سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ داخل ہوے ہم جنت مین پس ناگاہ ملاقات ہوئی رمیصا زن ابو طلحہ سے اور سنا ہمنے ایک آواز پاؤن کو پس پوچھا ہمنے یہ کون شخص ہے لوگون نے کہا یہ بلال ہے اور دیکھا ہمنے ایک کوٹھے کو کہ جسکے صحن مین ایک لونڈی تھی پس پوچھا ہمنے کہ کسکے لئے یہ مکان ہے تب لوگون نے کہا کہ واسطے عمر ابن الخطابؓ کے ہے پس چاہا ہمنے کہ اندر جائین اوس مکان کے اور دیکھین اوس مکان کو پس یاد کیا ہمنے غیرت یعنی رشک کو تیرے پس کہا عمرؓ نے میرے ماباپ سے تجھپر فدا ہون اے رسول اللہ کیا تجھپر ہم رشک کرتے متفق علیہ

فقط اس حدیث سے صرف بشارت جنت کی واسطے حضرت عمرؓ کے ظاہر ہوتی ہے مگر اس سے کوئی فضیلت حضرت عمر کی حضرت علیؑ پر پائی نہین جاتی کہ حدیث مندرجہ فصل ۵ ہم سے تو مشتاق ہونا خود جنت کا واسطے حضرت علیؑ اور عمار اور سلمان کے معلوم ہوتا ہے اور اس حدیث سے بھی رشکی مزاج ہونا حضرت عمرؓ کا ظاہر ہے۔

حدیث نمبر ۴

وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بینما انا نائم رایت
الناس یعرضون علیّ وعلیہم قمیص منہا ما یبلغ الثدی ومنہا ما دون ذلک
وعرض علی عمر ابن الخطاب وعلیہ قمیص یجرہ قالوا فما اولت ذلک یا رسول اللہ
قال الدین متفق علیہ۔ ترجمہ اور روایت ہے ابو سعید سے کہ کہا اونٹے کہ فرمایا رسولخدا
نے کہ درحالیکہ مین سوتا تہا کہ دیکہا مین نے آدمیون کو پیش کئے جاتے ہمارے پاس
اور اون لوگون پر قمیص ہے کہ بعض اونکے سینہ تک پہونچتے ہین اور بعض اونکے
اوس سے نیچے ہین اور پیش کئے گئے میرے پاس عمر ابن الخطاب اور اونپر قمیص
تہی کہ جو زمین تک کہنچی ہتی تب لوگون نے پوچہا کہ کیا تاویل کی آپ نے
اس بات کی اے رسولخدا ؐ کے تب فرمایا اوس رسولخدا نے کہ دین متفق علیہ
فقط بہ نسبت اس حدیث کے کچہ حاجت راے دینے کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۵

وعن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول بینما انا نائم اتیت بقدح
لبن فشربت حتی انی لاری الری یخرج فی اظفاری ثم اعطیت فضلی عمر ابن الخطاب
قالوا فما اولتہ یا رسول اللہ قال العلم متفق علیہ
ترجمہ اور روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ کہا اونے کہ سنا مین نے رسولخدا ؐ کو کہتے ہوے
کہ درحالیکہ مین سوتا تہا دیا گیا مجھکو ایک پیالہ دودہ کا پس پیا ہمنے اوس دودہ
کو یہانتک کہ دیکہتا ہون مین سیرابی کو نکلتے ہوے میرے ناخنون تک تب عطا
کیا ہمنے فاضل دودہ کو اپنے عمر ابن الخطابؓ کو تب پوچہا لوگون نے کہ کیا تاویل
اوسکی آپ نے کی اے رسولخدا کے تب فرمایا آپ نے کہ علم متفق علیہ فقط یہ حدیث

ابن عمر

ابن عمرؓ یعنی پسر حضرت عمرؓ سے ہی کہ جنکا حال اوپر کچھ لکھا گیا ہی بہر حال اس حدیث کے صحت مین کچھ جاے عذر نہین ہی مگر یہ بات قابل لحاظ رکھنے کی ہے کہ یہ حدیث نسبت علم حضرت عمرؓ کی مقابل حدیث علم نسبت حضرت علی بعبارت انا مدینۃ العلم وعلی بابہا وحدیث القرآن مع علیؑ وعلی مع القرآن کے نہین ہے۔

حدیث نمبر ۶

وعن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول بینا انا نائم رایتنی علی قلیب علیہ دلو فنزعت منہا ما شاء اللہ ثم اخذہا ابن ابی قحافہ فنزع منہا ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ضعفہ ثم استحالت غربا فاخذہا ابن الخطاب فلم ار عبقریا من الناس ینزع نزع عمر حتی ضرب الناس بعطن وفی روایۃ ابن عمر ثم اخذہا ابن الخطاب من ید ابی بکر فاستحالت فی یدہ غربا فلم ار عبقریا یفری فریہ حتی روی الناس وضربوا بعطن متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی ابوہریرہ سے کہ کہا اونے کہ سُنا مین نے رسولخدا کو کہتے ہوے کہ درحالیکہ مین سوتا تھا دیکھا مین نے اپنی کو اوپر ایک کوئے کے کہ اوپر اوسکے ایک دلو یعنی ڈول تھا پس نکالا مین نے اوس کوئے سے جسقدر کہ چاہا خدا نے تب لیا اوس ڈول کو ابن ابی قحافہ نے پس نکالا اونے اوس کوئے سے ایک ڈول یا دو ڈول پانی درحالیکہ اوسکے پانی نکالنے مین ایک ضعف تھا اور اللہ معاف کرے اوسکے ضعف کو تب ہوگیا وہ ڈول ایک موٹ پانی کھینچنے کا تب لیا اوسکو ابن خطابؓ نے پس نہین دیکھا ہمنے کسی قوی آدمی کو کہ پانی کھینچتا ہو بطور پانی کھینچنے عمرؓ کے یہانتک کہ لوگ درست بیٹھے گھاٹ پر اوس کرنے سے اور روایت مین ابن عمر کے ہی کہ بعد اوسکے لے لیا اوس ڈول کو ابن خطاب نے ہاتھ سے ابوبکرؓ کے پس ہوگیا

وہ ڈول ہاتھ مین اوس ابن خطاب کے ایک موٹ بس نہین دیکھا مینے کسی قوی آدمی کو کام کرتے ہوئے مثل کام کرنے اوس ابن خطاب کے یہانتک کہ سیراب ہوگئے آدمی لوگ اور درست بیٹھے آب خور یعنی گھاٹ پر اوس کنوئیں کے متفق علیہ فقط حدیث نمبر ۳ سے اس حدیث نمبر ۶ تک سب روایات خواب حضرت رسولخدا صلعم کے ہین اور راوی حدیث ہذا کے ابوہریرہ ایک راوی ضعیف اور ابن عمر خود صاحبزادہ حضرت عمرؓ کے ہین اور ان احادیث سے کچھ فضیلت ذاتی حضرت عمرؓ کی حضرت علی پر ظاہر نہین ہوتی ہے مگر صرف یہ امر کہ حضرت عمر بالطبع قوی المزاج تھے سو بملاحظہ حالات زمانہ خلافت اونکی اس بات مین کچھ عذر نہین ہوسکتا ہے اسواسطے کہ اونکی خلافت مین ظاہری دین اسلام خوب قوی ہوا اور ایران اور مصر اور شام تک ظاہری دین اسلام خوب پہیل گیا اور قید ظاہری دین اسلام کی بدین غرض ہے کہ تو مسلمان لوگون نے مصر اور عراق اور شام کے جو کچھ فسادات کہ قتل عثمان اور جنگ جمل اور صفین وغیرہ مین کیا سو خود کفار مطلق سے بہی وہ سب فسادات نہین ہوسکے

حدیث نمبر ۷

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ جعل الحق علے لسان عمر وقلبہ رواہ الترمذی وفی روایۃ ابی داود وعن ابی ذر قال ان اللہ وضع الحق علے لسان عمر یقول بہ ترجمہ روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ کہا اونسے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ اللہ نے جاری کیا حق کو اوپر زبان عمر اور دل اوس عمرؓ کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت مین ابوداؤد کے ابوذر سے ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ اللہ نے رکھا حق کو اوپر زبان عمرؓ کے جو خدا بات کرتا ہے ساتھ اوس زبان عمرؓ کے فقط ہر چند یہ حدیث بروایت ابن عمر

پسر خود حضرت عمرؓ کے ہی کہ جنکا حال اوپر کچھ لکھا گیا ہی مگر چونکہ اس کتاب سے صرف غرض اسقدر ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو کچھ تفضیل حضرت علی پر نہین ہے اور فضائل خاص حضرت ابوبکر و عمرؓ سے کچھ انکار نہین ہو سکتا اسواسطے صحت مین اس حدیث کے کچھ حاجت عذر کرنے کی نہین ہے مگر اسقدر قابل یاد رکھنے کے ہی کہ حدیث مندرجہ فصل ۶۰ سے دعا حضرت رسولؐ کی بحق حضرت علی کے اس بات کی ہے کہ اے اللہ گردش دے حق کو ساتھ علی کے جہان پر کہ وہ پہرے اور حدیث فصل ۵۰ مین حدیث النظر الی وجہ علی المحبۃ عبادۃ بروایت حضرت ابوبکرؓ واقع ہے یعنی کہ محبت سے نظر کرنا بطرف چہرہ علیؑ کے عبادت ہی پس کسی فضیلت دیگر صحابی کو حضرت علیؑ سے کچھ مقابلہ نہین ہو سکتا اور حسب فحوائے اس حدیث کے

شعر ناسخ کا کیا خوب ہے **بیت**

ہم اوس صنم کی پرستش مین محو ہین زاہد خدا کا جسپہ بشر اشتباہ کرتے ہین

حدیث نمبر ۸

وعن علی رضی اللہ عنہ قال ما کنا نبعد ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ ترجمہ اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونسے کہ نہین دور سمجھتے تھے ہم لوگ اس بات کو کہ کلمہ تسکین کا نطق کرتا ہی اوپر زبان عمرؓ کے روایت کی اسکو بیہقی نے دلائل النبوۃ مین فقط اگر یہ حدیث حضرت علی سے صحیح ہو تو اس بات کے تسلیم کرنے مین کیا عذر ہے کہ ہمکو تقلید جملہ اقوال و افعال حضرت علیؑ کی واجب ہی اور حضرت عمر عام معاملات مین جو درست رو تھے سو اس بات مین کچھ عذر نہین ہو سکتا مگر درشت خوئی بھی ایک صفت خاص اونکی تھی یہانتک کہ جب حضرت علیؑ نے ابوبکرؓ کو بعد انتقال حضرت فاطمہ کیواسطے

بیعت لینے کے گھر مین بلایا تو ساتھ اوسکے یہ بات بھی کہلا بھیجی کہ ساتھ اپنے کسیکے عمرؓ نہ آوین کہ اوس عمرؓ سے ہمکو کراہت ہے سو اوس سطح پر تھا حضرت علی ع کے وہ ارشاد کراہت کا بھی پیش نظر رکھنا چاہیے اور ہرگاہ حدیث بین اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم واقع ہے یعنی کہ اصحاب رسولخدا کے مثل ستارون کے ہین کہ جس سے اقتدا کیجاے سو اوس سے روشنی مل سکتی ہے پس اگر راقم حروف کو تمامتر اقتدا ساتھ حضرت علیؓ کے ہے تو کچھ سنیون کو جاے تعرض ہمسے نہین ہے اور شعر ناسخ کا بہت موافق اعتقاد راقم کے ہے — بیت

اسد اللہ ہین کونین مین کافی ناسخ ؛ ایک سے کام ہے دو چار سے کچھ کام نہین

حدیث نمبر ۹

وعن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اللھم اعز الاسلام بابی جہل بن ہشام او بعمر بن الخطاب فاصبح عمر فغدا علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاسلم ثم صلی فی المسجد ظاھرا رواہ احمد والترمذی ترجمہ ہے اور روایت ہے ابن عباس سے حضرت نبی سے کہ فرمایا اوس نبی نے کہ ای میرے اللہ عزت دے تو اسلام کو ساتھ ابی جہل ابن ہشام کے یا ساتھ عمر ابن خطابؓ کے پس صبح کی حضرت عمر نے اور سویرے آئے حضرت نبی کے پاس اور مسلمان ہوئے تب نماز پڑھی مسجد مین ظاہر طور پر روایت کی اسکو احمد و ترمذی نے فقط حضرت عمرؓ بالطبع ایک قوی دل آدمی تھے اور شک نہین ہے کہ اونکے اسلام سے قوت دین اسلام کی بڑھنے لگی —

حدیث نمبر ۱۰

وعن جابر قال قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ابو بکر اما انک ان قلت ذلک فلقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

یقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب
ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اوسنے کہ کہا عمرؓ نے ابوبکر کو اے بہترین
آدمیان بعد رسول خدا کے تب کہا ابوبکرؓ نے خبردار رہ کہ تحقیقکہ اگر تو اس بات کو
کہتا ہی تو ہمنے سُنا ہی پیغمبر خدا کو کہتے ہوے کہ نہین طلوع کیا آفتاب نے اوپر کسی
ایک مرد کے کہ جو بہتر ہو عمرؓ سے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث
غریب ہی فقط چونکہ خود ترمذی نے اس حدیث کو غریب لکھا ہے تو کچھ حاجت
زیادہ رد وکد کرنے کی اس حدیث مین نہین ہے ورنہ اصل حال یہ ہی کہ جب
حضرت عمرؓ نے کو دکر کے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا اور لطرف کفن دفن حضرت رسولؐ
کے متوجہ نہین ہوے اور حضرت عمر کو خلیفہ ابوبکرؓ نے اوسکے عوض مین اپنے بعد
خلیفہ کیا تو اسطرح سے ایک کا دوسرے کے حق مین کلمہ خیر کا کہنا عین قرین قیاس ہے
حسب قول مشہور تو مرا حاجی بگو من ترا حاجی بگویم اور ظاہر ہے کہ یہ مضمون
قول حضرت ابوبکرؓ کا کہ آفتاب نے کسی ایک آدمی پر طلوع نہین کیا کہ جو حضرت عمرؓ
سے بہتر ہو صریح ایک قول لغو ہے کہ تمام انبیاء مرسلین سے بھی بہتر ہونا حضرت عمرؓ
کا ظاہر ہوتا ہے اور جب وصیت حضرت علی کی محو سہو کرکے خلافت لے لیگئی تو
واسطے بناء اوس بات کے ثنا خوانی ایک کی دوسرے کو تو خود ضروری ہی اور البتہ
احادیث مناقب شان ابوبکرؓ و عمر کے بہت کچھ ترتیب دی گئے ہین مگر خود افعال
و اقوال حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے کچھ ایسے نہین دیکھے جاتے ہین کہ جس سے کچھ فضیلت
ذاتی اون لوگون کی حضرت علی پر ظاہر ہو اور شملہ بمقدار علم زیبا ہوتا ہی اسواسطے
یہ سب احادیث مبالغہ کی زیبندہ نہین ہین اور افسوس ہی کہ اوپر لفظ احب خلق اللہ
مندرجہ فصل ۱۴ نسبت حضرت علیؑ کے شاہ عبد الحق صاحب نے بہت کچھ چڑھائی کی

مگر اس حدیث کی شرح مین شاہ صاحب نے اوپر لغویت اس حدیث کی کچھ التفات نہین کیا کہ اصل معنی اس حدیث کے کیا ہین یعنی اس حدیث کے معنے تو یہ ہین کہ جبسے آفتاب نکلا ہے کوئی آدمی بہتر حضرت عمر سے نہین ہوا حالانکہ کوئی آدمی ایک امت کا کسی ادنیٰ نبی کے بھی برابر نہین ہوسکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱

وعن عقبة بن عامر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم لو کان بعدی نبیّ لکان عمر بن الخطاب رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب

ترجمہ اور روایت ہے عقبہ ابن عامر سے کہ کہا اونسے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ اگر کوئی شخص نبی ہوتا بعد میرے تو وہ عمر ابن خطاب ہوتا روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے فقط بہ نسبت اس حدیث کے کچھ حاجت عذر کی نہین ہے اسواسطے کہ خودسری حضرت عمرؓ کی اسی قسم کی دیکھی جاتی ہے کہ جس سے نبی ہونا یا دعوی نبی ہونے کا کرنا کچھ دور نہین ہے۔

حدیث نمبر ۱۲

وعن بریدة عنہ قال خرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم فی بعض مغازیہ فلما انصرف جاءت جاریة سوداء فقالت یا رسول اللہ انی کنت نذرت ان ردک اللہ صالحا ان اضرب بین یدیک بالدف واتغنی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ان کنت نذرت فاضربی والا فلا کذا قالو فجعلت تضرب ثم دخل ابو بکر وھی تضرب ثم دخل علی وھی تضرب ثم دخل عثمان وھی تضرب ثم دخل عمر فالقیت الدف تحت استھا ثم قعدت علیھا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ان الشیطان لیخاف منک یا عمر انی کنت جالسا وھی تضرب فدخل ابو بکر وھی تضرب

ثم دخل علی و هے تضرب ثم دخل عثمان وهی تضرب فلمّا دخلت انت یا عمر القت الدف رواه الترمذی و قال هذا حدیث صحیح حسن غریب

ترجمہ اور روایت ہی بریدہ سے کہ کہا اوسنے کہ باہر گئے رسولخدا بعض جہادون مین اپنے پس جبکہ پھرے وہ رسول تو آئی اونکے پاس ایک سیاہ لونڈی اور کہا کہ اے رسولخدا ہمنے اس بات کی نذر مانی تھی کہ اگر خدا تجھکو خیریت سی پھیر لاوے تو تیرے سامنے ہم دف بجائین اور گیت گائین تب جواب دیا رسولخدا نے کہ اگر تو نے نذر مانی ہو تو دف بجاؤ ورنہ نہین ایسا راویون نے کہا پس دف بجانے لگے وہ عورت پس آپہونچے ابوبکرؓ اور وہ باجا بجاتی رہی تب پہونچے علی اور وہ باجا بجاتی رہی تب پہونچے عثمان اور وہ باجا بجاتی رہی تب آئے عمرؓ تب پھینک دیا اوس لونڈی نے اوس دف کو نیچے چوتڑ اپنے اور بیٹھ گئی اوس دف پر تب فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ شیطان ہرآئینہ خوف کرتا ہے تجھسے اے عمر کہ ہم بیٹھے تھے اور بجا رہی تھی تب آئے ابوبکر اور وہ بجا رہی تھی تب آئے عثمان اور وہ بجا رہی تھی پس جبکہ تو داخل مجلس ہوا اے عمر تب گرا دیا اوس عورت نے اوس دف کو روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہی فقط اس حدیث سے تو مکارم اخلاق حضرت نبیؐ و ابوبکرؓ و علیؓ و عثمانؓ کے اور درشت خوئی کا معلوم عام ہونا نسبت حضرت عمرؓ کے ظاہر ہوتا ہی اور جبکہ باقرار ترمذی کے یہ حدیث غریب ہی تو کچھ حاجت ردوکد کی نہین ہے ورنہ یہ نسبت اس بات کی کہ شیطان حضرت عمرؓ سے خوف کرتا ہے یہ بات قابل تحقیق تھی کہ بوقت طلب ہونے کاغذ و قلم از طرف حضرت رسول واسطے لکھنے وصیت کے جو کہ اوس بات کو حضرت عمرؓ نے روک دیا اور بوقت ارادہ جلانے گھر حضرت فاطمہؓ کی اور بوقت

عورت نکال دینے حضرت علیؑ کے فاطمہ کے گھر سے اگر یہ روایتیں درست ہوں
تو شیطان کی مدد و رفاقت ساتھ حضرت عمرؓ کے ثابت ہیں -

حدیث نمبر ۱۱

وعن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم جالسا فسمعنا لغطا وصوت صبيان فقام رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاذا حبشية تزفن والصبيان حولها فقال يا عائشة تعالي فانظري فوضعت لحيي على منكب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فجعلت انظر اليها ما بين المنكب الى راسه فقال لي اما شبعت اما شبعت فجعلت اقول لا لانظر منزلتي عنده اذ طلع عمر فارفض الناس عنها فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اني لانظر الى شياطين الجن والانس قد فروا من عمر قالت فرجعت رواه الترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح غريب

ترجمہ اور روایت ہی حضرت عائشہ سے کہ کہا اوس عائشہ نے کہ حضرت رسول خدا بیٹھے ہوئے تھے کہ سنا ہم لوگوں نے شور و غل کو اور آواز کو لڑکوں کے پس اٹھے حضرت رسول پس ایکناگاہ حبشیہ عورت تھی کہ ناچ رہی تھی اور لڑکے لوگ گرد اوس کے تھے پس کہا حضرت رسول نے کہ اے عائشہ آؤ اور دیکھو پس گئے ہم اور رکھا ہم نے اپنی ٹھڈیوں کو اوپر کاندھے پیغمبر خدا کے پس دیکھنے لگے ہم اوس عورت حبشی کو کاندھے پر سے حضرت رسول کے سر تک اوسکی پس پوچھا حضرت رسول نے مجھسے کہ کیا آسودہ نہوئی تو کیا آسودہ نہوئی تو اور ہم کہنے لگے کہ نہیں بدین غرض کہ دیکھوں میں اپنے مرتبہ کو نزدیک اوس رسول کے کہ ناگاہ پہونچ گئے عمرؓ اور متفرق ہوگئے آدمی لوگ خوف سے پس فرمایا رسول خدا نے کہ ہم دیکھ رہے ہیں شیطانوں کو جن اور آدمی کے کہ بھاگ گئے وہ لوگ عمرؓ سے کہا عائشہ نے کہ ہم پھر گئے گھر کو روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح

غریب ہی فقط اس حدیث سی بھی خوبی اخلاق حضرت رسول اور وحشت لوگون کی حضرت عمرؓ سے ظاہر ہوتی ہے ورنہ اصل حال یہ ہے کہ شیطان کا بھاگنا حضرت عمرؓ سے اور نہین بھاگنا حضرت نبی سے خود ایک بے معنی بات ہی اسواسطے کہ جب حضرت رسول اصل شارع اس دین اسلام کے تھی تو سب فعل اونکا مشروع تھا اور شیطان سے کچھ علاقہ نہین تھا بہرحال اس حدیث غریب کو خود ترمذی نے غریب قبول کیا ہی

حدیث نمبر ۱۴

عن انس وابن عمر قال وافقت ربی فی ثلث قلت یا رسول الله لو اتخذنا من مقام ابراهیم مصلی فنزلت اتخذوا من مقام ابراهیم مصلی وقلت یا رسول الله یدخل علی نساءك البر والفاجر فلو امرتهن ان یحتجبن فنزلت اية الحجاب واجتمع نساء النبی صلی الله علیه واله وسلم فی الغیرة فقلت عسی ربه ان طلقکن ان یبدله ازواجا خیرا منکن فنزلت کذلك وفی روایة لابن عمر قال عمر وافقت ربی فی ثلث فی مقام ابراهیم وفی الحجاب وفی اساری بدر متفق علیه ترجمہ روایت ہی انس اور ابن عمرؓ سے کہ تحقیق کہ عمرؓ نے کہا کہ موافقت ہوئی رب کو میرے مجھسے تین بات مین اول یہ کہ کہا ہمنے ای رسولخدا کاش لیتے ہم لوگ مقام ابراہیم سے مصلے پس اتری یہ آیت کہ لو تم لوگ مقام ابراہیم سے مصلے کو دوم یہ کہ کہا ہمنے ای رسولخدا آتے ہین تیری عورتون کے پاس نیکوکار اور بدکار لوگ پس کاش حکم کرتا تو اون عورتون کہ حجاب کرین وے عورتین پس اوتری آیت پردہ کی اور تیسری بات یہ کہ اتفاق کیا بیبیون نے حضرت نبی کے بیچ غیرت یعنی بیچ قصہ کہانی شہد کے پس کہا ہمنے قریب ہی کہ رب اوس نبی کا اگر طلاق دے تم عورتون کو یہ بات کرے کہ بدل دیوے رب واسطے اوس نبی کے جورون کو جو بہتر ہون تم سبھون سے پس اوتری ایک آیت

ویسے ہی اور ایک روایت مین ابن عمرؓ کے ہی کہ کہا اوس ابن عمرؓ نے کہ کہا عمرؓ نے کہ موافقت ہوئی رب کو میرے مجھ سے تین باتون مین مقام ابراہیم مین اور پردہ مین و قیدیان بدر مین متفق علیہ فقط حضرت عمرؓ کے صاحب رای ہونے مین کیا عذر ہوسکتا ہی اور قیدیان بدر کا قصہ یہ ہی کہ حضرت رسول نے بمشورہ حضرت ابوبکرؓ کے قیدیون کو فدیہ لیکر کے رہا کیا مگر حضرت عمرؓ کی راے یہ تھی کہ وہ قیدی سب قتل کیے جائین غرض سختی مزاج عمرؓ کی ہر جگہ سے ظاہر ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۵

وعن ابن مسعود قال فضل الناس عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ باربع بذکر الاساری یوم بدر امر بقتلہم فانزل اللہ تعالی لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم وبذکر الحجاب امر نساء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یحتجبن فقالت لہ زینب وانک علینا یا ابن الخطاب والوحی ینزل فی بیوتنا فانزل اللہ واذا سألتموهن متاعا فاسألوهن من وراء حجاب وبدعوة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہم اید الاسلام بعمر وبرایہ فی ابی بکر کان اول ناس بایعہ رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہی ابن مسعود سے کہا اوسنے کہ تفضیل دی گئی آدمیون پر عمر ابن الخطاب کو چار باتون سے اول ساتھ ذکر قیدیان بدر کے کہ حکم کیا اوس عمرؓ نے واسطے قتل اون قیدیون کے پس اوتاری خدا نے یہ آیت کہ اگر نہین کتاب خدا کی پہلے آتی تو مس کرتا تم لوگون کو اوس بات مین جو کہ لیا تم لوگون نے ایک عذاب عظیم اور دوم ساتھ ذکر حجاب عورتون کے کہ حکم کیا عمرؓ نے بیبیون کو حضرت رسولؐ کے وہ لوگ پردہ کرین پس کہا عمرؓ کو زینب نے کہ کیا تو حکم چلاتا ہی اوپر ہم سبھون کے اے ابن خطاب حالانکہ وحی اوترتی ہے ہم لوگون کے گھرون مین پس اوتاری

خدا نے یہ آیت کہ جب مانگو تم لوگ اون عورتون سے کوئی چیز تو مانگو تم لوگ اون عورتون سے پردہ کی اوٹ سے۔ سوم ساتھ دعا نبی کے کہ اے اللہ میرے تائید دے تو اسلام کو ساتھ عمرؓ کے اور چہارم ساتھ رائے اوسکے دربارہ ابوبکرؓ کے کہ تھے وے عمرؓ اول اون آدمیون کے کہ جو بیعت کی ابوبکر پر روایت کی اسکو احمد نے فقط چوتھا امر یعنے خلیفہ بنانا عمرؓ کا ابوبکر کو ایسا امر عظیم ہے کہ جسکی تفصیل بحث خلافت مین کیجائیگی کہ کسطرح پر حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے۔

حدیث نمبر ۱۶

وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذلک الرجل ارفع امتی درجۃ فی الجنۃ قال ابو سعید واللہ ما کنا نری ذلک الرجل الا عمر ابن الخطاب حتی مضی بسبیلہ رواہ ابن ماجۃ ترجمہ اور روایت ہے ابوسعید سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ وہ مرد بلند ترین امت کا میرے ہے از روی درجے کے جنت مین کہا ابوسعید نے کہ قسم خدا کی نہین دیکھتے ہم لوگ اوس مرد کو مگر عمرؓ ابن خطاب کو یہانتک کہ گذر گیا وہ عمرؓ اپنے راستے کو روایت کی اسکو ابن ماجہ نے فقط اس حدیث سے ظاہر کہ خود حضرت رسولؐ نے نام اوس شخص کا جو بلند تر ہو از روی درجے کے نہین ذکر کیا مگر یہ قول ابوسعید راوی کا ہے کہ ہم لوگ یعنی صحابی لوگ اوس شخص سے عمر ابن خطاب کو مراد لیتے ہین اور اگر یہ مراد لینا صحیح ہو تو حضرت عمرؓ کا بلند تر ہونا درجہ مین حضرت ابوبکرؓ سے بھی لازم آتا ہے چنانچہ یہ تردد خود شاہ صاحب کو بھی اس حدیث کی شرح مین ہوا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷

وعن اسلم قال سالنی ابن عمر عن بعض شانہ فاخبرتہ فقال ما رایت احدا قط

بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من حین قبض کان اجد واجود حتی انتہی من عمر رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی اسلم سے کہ کہا اوسنے کہ پوچھا مجھسے ابن عمرؓ نے بعض حالات عمرؓ کو پس خبر دی ہمنے اوس ابن عمرؓ کو کہا اوسنے کہ نہین دیکھا مینے کسی شخص کو ہرگز بعد رسول اللہ کہ انتقال کیا اوس رسول نے زیادہ تر کوشش اور نیک تر انتہا سے عمرؓ تک عمرؓ سے روایت کی اسکو بخاری نے فقط

اس حدیث مین بھی کوئی قول خود حضرت رسولؐ کا نہین ہے۔

حدیث نمبر ۱۸

وعن المسور ابن مخرمة قال لما طعن عمر جعل یالم فقال له ابن عباس وکانه یجزّعه یا امیر المؤمنین ولا کل ذلک لقد صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاحسنت صحبته ثم فارقك وهو عنك راض ثم صحبت ابا بکر فاحسنت صحبته ثم فارقك وهو عنك راض ثم صحبت المسلمین فاحسنت صحبتهم ولان فارقتهم لتفارقنّهم وهم عنك راضون قال اما ما ذکرت من صحبة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضاه فانما ذلك من منّ اللہ منّ به علیّ واما ما ذکرت من صحبة ابی بکر ورضاه فانما ذلك من منّ اللہ منّ به علیّ واما ما تری من جزعی فهو من اجلك ومن اجل اصحابك واللہ لو ان لی طلاع الارض ذهبًا لافتدیت به من عذاب اللہ قبل ان اراه رواه البخاری

ترجمہ اور روایت ہی مسور ابن مخرمہ سے کہ کہا اوسنے کہ جب زخمی کئے گئے عمر تو وے بے صبری کرنے لگے عمرؓ پس کہا اوسکو ابن عباس نے درحالیکہ حالت جزع مین سمجھتے تھے اوس عمرؓ کو کہ اے امیر المومنین یہ سب بے صبری کرنی نہین چاہیے کہ ہر آئینہ صحبت اوٹھائی تو نے حضرت رسولؐ کی پس نیک ہوئی تجھکو صحبت اوس رسول کی تب مفارقت کی اوس رسول ۲۰

نے تجھسے درحالیکہ وہ رسول تجھسے راضی تھے تب اوسکے بعد صحبت ہوئی تجھکو ابوبکرؓ سے
پس نیک ہوئی صحبت تیری اوس ابوبکر سے تب مفارقت کی اوس ابوبکرؓ نے تجھسے
اور وہ تجھسے راضی تھے تب صحبت ہوئی تجھکو مسلمانون سے پس نیک ہوئی صحبت
تیری اون لوگون سے اور اگر مفارقت کرے تو اون لوگون سے تو ہر آئینہ مفارقت
کریگا تو اون لوگون سے درحالیکہ وہ لوگ تجھسے راضی ہین کہا اوس عمرؓ نے کہ جو کچھ
ذکر کیا تو نے صحبت رسول سے اور رضامندی سے اوسکے سو یہ بات احسانات خدا سے
ہی کہ جو احسان کیا مجھپر ساتھ اوسکے اور لیکن جو ذکر کیا تو نے صحبت ابوبکرؓ اور رضامندی سے
کو اوسکے پس یہ بات احسانات سی خدا کے ہی جو احسان کیا اوسنے مجھپر ساتھ اوسکے
اور لیکن جو کہ تو دیکھتا ہے جزع یعنے بیقراری کو میرے سو وہ بیقراری واسطے تیری ہے
اور واسطے اصحاب تیرے قسم خدا کی اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو ہر آئینہ فدیہ
کرتے ہم اوسکو بدلے مین عذاب خدا کے قبل اس بات کے دیکھتا مین اوس عذاب
کو روایت کی اسکو بخاری نے فقط شک نہین ہے کہ حضرت عمرؓ ایک بڑے مصاحب
خاص حضرت رسول کے تھے مگر جب حضرت رسولؐ نے کاغذ و قلم واسطے لکھنے وصیت کے
مانگا تو اوس بات کو حضرت عمرؓ نے حسبکم کتاب اللہ کہکے ٹال دیا یہانتک کہ
حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ ہمکو اس بات کا خوف نہین ہے کہ تم لوگ شرک کروگے بعد
میرے ولیکن خوف یہ ہی کہ رغبت کروگے تم لوگ دنیا کی طرف اور اوٹھ جاؤ تم لوگ
میرے پاس سی اور چھوڑ دو مجھکو کہ جس حال مین کہ مین ہون وہ بہتر ہے اوس حال سے
کہ جسمین تم لوگ ہو فقط اور تفصیل اس قصہ کی بذکر وفات حضرت رسولؐ کیجائیگی
بہرحال یہ تمام اٹھارہ ۱۸ حدیثین جو بشان حضرت عمرؓ کے مذکور ہوئین سو اس سے
بھی کچھ افضلیت حضرت عمر کی حضرت علی سے پائی نہین جاتی ہے بلکہ ادنی توجہ سے

بطرف احادیث حضرت علی کے وابوبکر وعمر کے یہ ثابت معلوم ہوتی ہے کہ کسیکو کچھ مقابلہ حضرت علی سے نہیں ہے اور یہ کہ حب علی اور اہلبیت کا عین ایمان ہے چنانچہ موافق اسکے ایک غزل راقم کی اس مقام میں لکھی جاتی ہے ۔

غزل منقبت حضرت امیر علیہ السلام از مؤلفہ

حب علی بیگمان ماحی عصیان من — اشک تر او روان باعث غفران من
آن کہ بہ مسکین بداد سرور عالی نژاد — فاقہ او ہست یاد این سروسامان من
جود وکرم شان او عفو بدامان او — بود مرا نان او کاش بدامان من
حیدر کرار ما صفدر جبار ما — شاہ علم دار ما وے ایمان من
شان علی لافتی آیت او انما — جملہ مرض را شفا عیسی دوران من
ہادی عرش برین کیست جز او بہر دین — حب علی ع بالیقین حاصل عرفان من
بندہ آزادہ ام راست رو وسادہ ام — داو محب دادہ ام حب علی جان من

فصل ۶ ے

اب احادیث شریف باب مناقب ابی بکر وعمر کے مشکوۃ المصابیح سے مذکور ہوتی ہیں

حدیث نمبر ۱

عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال بینما رجل یسوق بقرۃ اذ اعیی فرکبہا فقالت انا لم نخلق لہذا انما خلقنا لحراثۃ الارض فقال الناس سبحان اللہ بقرۃ تکلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانی اومن بہ انا وابوبکر وعمر وما ہما ثم وقال بینما رجل فی غنم لہ اذ دخل الذئب علی شاۃ منہا فاخذہا فادرکہا صاحبہا فاستنقذہا فقال لہ الذئب فمن لہا یوم السبع یوم لا راعی لہا غیری فقال الناس سبحان اللہ ذئب یتکلم فقال اومن بہ انا وابوبکر وعمر وما ہما ثم متفق علیہ

ترجمہ روایت ہی ابی ہریرہ سے حضرت رسولخدا سے کہ فرمایا اوس رسول نے درحالیکہ ایک آدمی ہانکے لیئے جاتا تھا ایک گائی کو جبکہ تھک گیا تھا وہ آدمی پر سوار ہوا اوس گائی پر پس کہا اوس گائی نے کہ تحقیق کہ ہم لوگ نہین پیدا کئے گئے ہین واسطے اس کی اور صرف پیدا کئے گئے واسطے جوتنے زمین کے پس کہا لوگون نے سبحان اللہ ایک گائی بات کرتی ہے تب فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق کہ مین ایمان لاتا ہون ساتھ اس بات کے اور ابوبکر اور عمر درحالیکہ نہ تھے وے لوگ وہان پر اور ایک دوسرا قصہ کہا کہ درحالیکہ ایک مرد اپنی بکریون کے گلہ مین تھا کہ ناگاہ آپہونچا ایک بھیڑیا اوپر ایک بکری کے اوس گلہ مین سے پس پکڑ لیا اوسکو تب پیچھے سے پہونچا مالک اوس بکری کا اور چھوڑایا اوس بکری کو تب کہا اوس بھیڑیئے نے پس کون شخص چرواہا اوس بکری کا ہے روز سبع کا یعنی وہ روز کہ چرواہا ہوا یا روز یہ ہے کہ نہین کوئی چرواہا اوس بکری کا ہوتا ہی سواے میرے پس کہا لوگون نے سبحان اللہ بھیڑیا بات کرتا ہی پس کہا رسولخدا نے کہ ایمان لاتا ہون مین اور ابوبکر اور عمر ایمان لاتے ہین ساتھ اوسکے درحالیکہ نہ تھے وے سب اوس جگہ پر متفق علیہ اس سے صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابوبکر اور عمر بڑے تصدیق کرنے والے کلام حضرت رسول کے تھے اور اسطرح کی خراج داری مین اونکے کیا عذر ہو سکتا ہی —

حدیث نمبر ۲

وعن ابن عباس قال انی لواقف فی قوم فدعوا اللہ لعمر وقد وضع علی سریرۃ اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقه علی منکبه یقول یرحمك انی لا رجوان یجعلك اللہ مع صاحبك لانی کثیرا ما کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم یقول کنت وابوبکر وعمر وفعلت وابوبکر وعمر وانطلقت وابوبکر وعمر ودخلت وابوبکر

وعمر وخرجت وابوبکر وعمر فالتفت فاذا علی ابن ابی طالب متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے کہ کہا اونسے کہ تحقیقکہ مین کہڑا تہا ایک قوم مین کہ دعا کرتے تہی وے لوگ خدا سے واسطے عمر کے اور تحقیقکہ رکہی ہوے تہی عمر اوپر تختہ کے اپنی واسطے غسل لاش اونکے کہ ناگاہ ایک مرد ہمارے پیچھے سی تحقیقکہ رکہا اوسنی کہنی کو اپنے اوپر کاندھے ہمارے کہتا ہوا اس بات کو کہ رحم کرے اللہ تجہپر تحقیقکہ ہم ہر آئینہ امید کرتے ہین اس بات کو کہ کرے وہ اللہ تجہکو ساتھ دونون ساتھیون تیرے سو واسطے کہ ہم بیشتر سنتے تہی رسول اللہ کو کہتے ہوی کہ تھے ہم اور ابوبکر اور عمر اور کیا ہمنے اور ابوبکر اور عمر نے اور چلے ہم اور ابوبکر اور عمر اور پہونچے ہم اور ابوبکر اور عمر اور باہر نکلے ہم اور ابوبکر اور عمر اور پیچھے دیکہا ہمنے تو ناگاہ وہ شخص تھے علی ابن ابی طالب متفق علیہ فقط اس حدیث سی صرف اسقدر ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت ابوبکر اور عمر بڑے مصاحبان خاص مین سے حضرت رسول کے تہی اور اس بات مین کیا عذر ہو سکتا ہے مگر اسی حدیث سی ایک درجہ خاص ملکی صفات ہونے حضرت علی کا ظاہر ہوتا ہے کہ وہ واسطے حضرت عمر کے دعا کرتے ہین حالانکہ حضرت عمر سے بہت کچھ بدسلوکی پائے ہوے تھے اور کیون نہو کہ حضرت علی ایک نمونہ حضرت مسیح کے تھے

اور یہ شعر اس مقام مین بہت حسب حال ہے ؎

دوستانرا کجا کنی محروم ٭ توکہ با دشمنان نظر داری

اور جیسا کہ حضرت علی نے بیچ حضرت عمر کے فرمایا کہ وہ امید کرتے ہین کہ حضرت عمر ساتھ اپنے دونون ساتھیون کے کئے جائین سو ویسا ہی اتفاق ہوا کہ متصل مزار شریف حضرت رسولخدا کے قبر حضرت ابوبکر کے اور متصل اوسکے قبر حضرت عمر کی ہوئی کہ اونکے ہمنشین گوئی مین کیا فرق آسکتا ہی کہ حضرت کی شریک نبوت مثل ہارون و موسی کی تھے مبت

حدیث نمبر ۳

عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اهل الجنة لیتراؤن اهل علیین کما ترون الکوکب الدری فی افق السماء وان ابا بکر وعمر منهم وانعما رواه فی شرح السنة وروی نحوه ابوداود والترمذی وابن ماجة

ترجمہ روایت ہی ابی سعید خدری سے یہ بات کہ تحقیقکہ حضرت نبی نے فرمایا کہ تحقیقکہ جنت کے لوگ ہر آئینہ دیکھتے ہین علیین کو جیسا کہ دیکھتے ہو تم لوگ ستارہ گوہردار کو بیچ کنارہ آسمان کے اور تحقیقکہ ابوبکر اور عمر ہین اون لوگون مین سے اور اس سے بھی زیادہ ہین روایت کی اسکو شرح سنت مین اور روایت کی مثل اوسکے ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے فقط اس حدیث سے صرف اہل جنت ہونا حضرت ابوبکر وعمر کا ظاہر ہوتا ہی مگر کچھ فضیلت اونکی حضرت علی پر نہین پائی جاتی ہے کہ بہ نسبت حضرت علیؑ کے تو ایک حدیث فصل ۶ ۴ مین یہ مذکور ہوئی ہے کہ جنت مشتاق ہے تین شخصون کی علی اور عمار ابن یاسر اور سلمان کی —

حدیث نمبر ۴

وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر وعمر سیدا کهول اهل الجنة من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین رواه الترمذی ورواه ابن ماجة عن علی رضی اللہ عنہ ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا اونسے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ ابوبکر اور عمر دو سردار سیانہ عمر والی اہل جنت کے ہین اولین اور آخرین مین سی سوائے انبیا اور مرسلین کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت کی اسکو ابن ماجہ نے علی رضی اللہ عنہ سے فقط اس حدیث کے معنے صرف اسقدر ہین کہ ادھیڑ یعنے میانہ عمر کے

لوگ جو اہل جنت مین سو حضرت ابوبکر اور عمر اونکے سردار ہین اور یہ حدیث اسیطرح کی ہی کہ جیسا حدیث مین وارد ہی کہ الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ یعنی کہ حسن اور حسین سرداران نوجوانان اہل بہشت کی ہین مگر چونکہ سنیدن کو ایک کمبختی اس بات کی ہے کہ جہان تک ہوسکے توہین و تنقیص شان اہلبیت کی کیجاے سو شاہ عبد الحق صاحب نے بمقتضاے شان تعصب اور کسنیت کے اس حدیث مین یہ نکتہ لگا دیا کہ جب ابوبکر اور عمر سردار بوڑھون کے ہون تو سردار جوانون کے بھی ہونگے غرضکہ اہتمام سے وہ سیدہ شباب امام حسن حسین کی خرد برد ہوگئے حالانکہ یہ حدیث کہ ابوبکر اور عمر دونو سردار کہن سالان اہل جنت کے ہین صحیحین یعنے صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہے اور اس حدیث کا مبالغہ بھی قابل ملاحظہ کے ہی کہ ابوبکر اور عمر کو سرداران اہل جنت کا اولین سے لیکر آخرین تک بنا دیا حالانکہ زبیدی اور پطرس اور شمعون وغیرہ حواریان حضرت عیسیٰ کے اس درجہ اعلی کے ہوئے ہین کہ اونکے صفات عمدہ صبر وغیرہ کے کتاب اعمال حواریان ضمیمہ اناجیل اربعہ سے معلوم ہوسکتے ہین کہ حضرت ابوبکر و عمر کو اونسے کیا مقابلہ ہے مگر یہ شان دوازدہ امام کی حضرت امام عسکری تک البتہ ہے کہ یہ لوگ بھی واسطے برداشت ظلم کے پیدا ہوئے تھے خصوصاً صبر اور حلم اور سکون و وقار حضرت امام حسین علیہ السلام کا ایسا ہوا کہ اونکے حق مین یہ کلام البتہ راست ہوسکتا ہی کہ کوئی شخص اولین مین سے برداشت ظلم مین مقابل حضرت امام حسین کا نہین ہوا اور نہین ہوگا اور اس حدیث کو بروایت ابن ماجہ کے جو حضرت علی کیطرف منسوب کیا سو سنیون کو اسطرح کی نسبت لغو کردینا کچھ مشکل نہین ہے ورنہ حضرت علی کے منہ سے ایسا کلام مبالغہ کا بلفظ اولین و آخرین کے نہین نکل سکتا ہی۔

حدیث نمبر ۵

وعن حذیفہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی لا ادری ما بقائی فیکم
فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے حذیفہ
سے کہا اونہوں نے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق کہ مین نہین سمجھتا ہون کہ کسقدر بقا ہمارا
تم لوگون مین ہے پس اقتدا کیجیو تم لوگ بعد ہمارے ساتھ ابوبکر اور عمر کے روایت کی
اسکو ترمذی نے فقط یہ وہی حدیث ہے جو حدیث مندرجہ فصل ۴۵ کے ہے مگر اوس حدیث
مین ذکر عمار یاسر وغیرہ کا بھی ہے اور یہ دونون حدیثین صحیح بخاری اور صحیح مسلم
سے باہر ہین اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ وصیت خم غدیر کی بحق حضرت علی کے ہوچکی
تھی تو خلاف اوسکے کوئی دوسری حدیث بحق کسی شخص آخر کے نہین ہوسکتی ہے
اور لفظ اقتدا سے تو لفظ اہتدا کی بہ نسبت عمار یاسر کے ہی بڑھکر کے ہے -

حدیث نمبر

وعن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دخل المسجد لم یرفع
احد راسہ غیر ابی بکر و عمر کانا یتبسمان الیہ و یتبسم الیہما رواہ الترمذی و قال ہذا حدیث
غریب ترجمہ اور روایت ہے انس سے کہ تھے رسول خدا کہ جب داخل مسجد ہوتے تھے
تو نہین کوئی شخص سر اوٹھاتا تھا سواے ابوبکر اور عمر کے کہ جب رسول خدا کا یہ حال تھا
کہ اونکو دیکھ کرکے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر تبسم کرتے تھے اور اون دونون کو دیکھکر کے
حضرت رسول خدا تبسم کرتے تھے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے
فقط اگرچہ یہ حدیث غریب ہے مگر اس حدیث کی صحت مین کچھ جاے عذر نہین ہے
کہ فی الواقع حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بہت مصاحبات خاص سے حضرت رسول کی تھے

حدیث نمبر

وعن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرج ذات یوم دخل المسجد وابوبکر و عمر احدہما

عن یمینہ والآخر عن شمالہ وھو آخذ بایدیھما فقال ھکذا نبعث یوم القیامۃ رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب ترجمہ اور روایت ہی ابن عمر سے کہ تحقیقکہ حضرت نبی باہر نکلے ایک روز اور داخل ہوے مسجد شریف مین اور ابو بکر اور عمر ساتھ تھے کہ ایک اونمین سے داہنی طرف اوس رسول کے تھا اور دوسرا بائین طرف اوس رسول کے اور انحضرت ہاتھون کو اون دونون کو پکڑے ہوے تب کہا حضرت رسول نے کہ اسیطرح سے اوٹھائے جائینگے ہم لوگ بروز قیامت کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ حدیث غریب ہی فقط ہرگاہ یہ حدیث خود ایک حدیث غریب ہے تو کچھ حاجت زیادہ عذر کی نہین ہے ۔

حدیث نمبر ۸

وعن عبد اللہ بن حنطب ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رای ابابکر وعمر فقال ھذان السمع والبصر رواہ الترمذی مرسلاً ترجمہ اور روایت ہے عبد اللہ ابن حنطب سے یہ بات کہ تحقیقکہ حضرت نبی نے دیکھا ابو بکر اور عمر کو پس کہا کہ یہ دونون کان اور آنکھ ہین روایت کی اسکو ترمذی نے بطور حدیث مرسل کی یعنے کہ اس حدیث کا سلسلہ درمیان سے منقطع ہے فقط یہ تشبیہ حضرت ابو بکر اور عمر کی ساتھ کان اور آنکھ کے اوسیطرح پر ہی کہ جیسا کہ تشبیہ حضرت علی کی ایک دوسری حدیث مین ساتھ دل وجان کے دیگئی ہے اور بہرحال یہ حدیث مقابل حدیث دمك دمی ولحمك لحمی وانت منی وانا منك کے نہین ہو سکتی ہے کہ جسمین بحق حضرت علی کے ارشاد ہوا ہی کہ خون تیرا میرا خون اور گوشت تیرا میرا گوشت ہی اور تو مجھسے ہی اور مین تجھسے ہون ۔

حدیث نمبر ۹

وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما من نبی
الا ولہ وزیران من اهل السماء ووزیران من اهل الارض فاما وزیرای من اهل السماء
فجبرئیل ومیکائیل واما وزیرای من اهل الارض فابو بکر وعمر

ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید خدری سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ نہین
کوئی نبی ہے مگر حال یہ ہی کہ ہین اوسکے دو وزیر اہل آسمان سے اور دو وزیر اہل زمین سے
پس لیکن دو وزیر ہمارے اہل آسمان سے پس جبرئیل اور میکائیل ہین اور دو وزیر
میرے اہل زمین سے ابوبکر اور عمر ہین روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ یہ حدیث
صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہے مگر اسکی صحت مین کچھ عذر نہین ہی کہ حضرت ابوبکر
اور حضرت عمر بیشک بطور وزراے حضرت رسول کے تھے مگر حضرت علی ایک دوسری چیز ہین

بیت

خدا نفس پیغمبرش خوانده است   دگر را فضیلت بکس مانده است

حدیث نمبر ۱

وعن ابی بکرة ان رجلا قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رایت کان میزانا
نزل من السماء فوزنت انت وابو بکر فرجحت انت ووزن ابو بکر وعمر فرجح ابو بکر
ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فاستاء لها رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
فساءه ذلك فقال خلافة نبوة ثم یؤتی اللہ الملك من یشاء رواه الترمذی وابو داود

ترجمہ اور روایت ہی ابی بکرہ سے یہ بات تحقیق کہ ایک مرد نے کہا پیغمبر خدا سے کہ دیکھا مینے گویا کہ ایک ترازو
اوتری آسمان سے تب تولا گیا تو اور ابوبکر پس وزن تیرا بھاری ہوا اور تولے گئے ابوبکر و عمر پس
بھاری ہوے ابوبکر اور تولے گئے عمر اور عثمان پس بھاری ہوے عمر تب اوٹھا لیا گیا ترازو پس
برا لگا یہ قصہ پیغمبر خدا کو پس کہا پیغمبر خدا نے کہ یہ قصہ خلافت نبوت کا ہی اور اوسکے بعد
دیگا خدا ملک کہ جسکو چاہی روایت کی اسکو ترمذی اور ابو داود نے فقط یہ حدیث بھی

صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہے اور یہ حدیث صراحۃً موضوع اور غیر اصلی ہی اسواسطے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو سنیون کو کیا حاجت اس بات کی ہوتی کہ خلافت حضرت ابوبکر کو بہ بنیاد اجماع کے قرار دیتے اور پریشانی اس حدیث کی قابل ملاحظہ کے ہے کہ ابوبکرہ کوئی صحابی نامی سے نہیں ہے اور کچھ نہین کہتا ہی کہ کس شخص نے یہ خواب دیکھا تھا مگر خیریت یہ ہی کہ اس خواب مین حضرت عثمان اور حضرت علی وزن نہین کیئے گئے اور اسوجہ سی معلوم ہوتا ہے کہ اصل راوی اس حدیث نے قبل زمان خلافت حضرت علی کے یہ حدیث بیان کی ہوگی ۔

حدیث نمبر ۱۱

عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یطلع علیکم رجل من اہل الجنۃ فاطلع ابوبکر ثم قال یطلع علیکم رجل من اہل الجنۃ فاطلع رواہ الترمذی و قال ھذا حدیث غریب ترجمہ روایت ہی ابن مسعود سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی نے فرمایا کہ آویگا تم لوگون کے پاس ایک مرد اہل جنت سی پس پہونچے ابوبکر بعد اوسکے فرمایا حضرت رسول نے کہ آویگا تم لوگون کے پاس ایک مرد جنت سی پس پہونچے عمر روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی فقط اگرچہ یہ حدیث غریب ہے مگر اسکی صحت مین ہمکو کچھ عذر نہین ہے اسواسطے کہ اس حدیث سی کچھ فضیلت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے کہ حدیث مندرجہ فصل ۱۲ کی اس حدیث پر بہت غالب ہی کہ جسکا منشا یہ ہی کہ پیغمبر خدا کے پاس ایک مرغ بریان رکھا ہوا تھا کہ آپ نے یہ دعا کی کہ بارخدایا لا میرے پاس ایک شخص کو جو محبوب ترین خلق ہو تیرے پاس کہ آکر کے وہ اس مرغ کباب کو میرے ساتھ کھاتا پس آگئے علی ؑ اور کھایا اوس کباب کو ساتھ حضرت رسول کے ۔

حدیث نمبر ۱۲

وعن عائشۃ قالت بینا راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی حجری فی لیلۃ ضاحیۃ اذا قلت یا رسول اللہ ھل یکون لاحد من الحسنات عدد نجوم السماء قال نعم عمر قلت فاین حسنات ابی بکر قال انما جمیع حسنات عمر لحسنۃ واحدۃ من حسنات ابی بکر رواہ رزین

ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ درحالیکہ سر پیغمبر خدا کا ہماری گود مین تھا ایک چاندنی رات مین کہا ہمنے کہ اے رسول اللہ آیا ہی واسطے کسی کے حسنات بہ تعداد ستارہ ہاے آسمان کے تب کہا حضرت نبی نے کہ ہان وہ شخص عمر ہے ہمنے کہا کیا ہوگے حسنات ابوبکر کے تب فرمایا رسولخدا نے کہ ہر آئینہ سب نیکیان عمر کی مثل نیکی واحد کے ہے نیکیون سے ابوبکر کے روایت کی اسکو رزین نے فقط اگرچہ ہمکو اس بات سے کچھ کام نہین ہے کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر سے افضل تھے یا نہین مگر یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ حضرت عائشہ نے بہت کچھ قول حد مبالغہ تک لشان حضرت ابوبکر کے بیان کیا ہے اور اس مقام تک جو سولہ ۱۶ حدیثین لشان حضرت عمر اور بارہ حدیثین مشترک ان دونون صاحبون کی کل چھیالیس ۴۶ حدیثین مذکور ہوئین سو ان سب حدیثون سے کچھ فضیلت ان لوگون کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے اور جو کچھ کہ عقیدہ ہمارا ساتھ حضرت علی کے ہی سو تمامتر بتائید اسکے اشعار مفصلہ ذیل ہین جو کہ قصیدہ حضرت خواجہ حافظ شیراز لسان الغیب سی انتخاب کئے جاتے ہین ۔

اشعار خواجہ حافظ شیراز لشان حضرت علی ع کرم اللہ وجہہ

مقدرے کہ ز آثار صنع کرد اظہار — سپہر و مہر و مہ و سال و ماہ و لیل و نہا
بہ دوستی نبی و ولی اساس نہاد — جہان و ہرچہ درو ہست خالق جبا
نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا — نبی رسول و ولی عہد حیدر کرا

امام جنی و انسی علی بود کہ علیؑ — ز کل خلق فزون است از صغار و کبار
علی ز بعد محمدؐ ز ہر چہ ہست بہست — اگر تو مومن پاکی بکن برین اقرار
کسیکہ نیست وین ہدی را بقول پاک رسولؐ — امام غیر علیؑ بعد احمد مختار
بدین مسلمان منشین حافظا تولا کن — نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار
حرام زادہ و بدفعل و شوم و بی بنیاد — بمدح شاہ کجا کی نماید او اقرار
مشابہت بمنافق چہ میکنی بگذر — زیادہ گفتن نامش ہزار استغفار

فصل ۷

اس فصل مین کچھ احادیث مشکوۃ المصابیح باب مناقب عثمان رضؓ کے مذکور ہوتے ہین سو ہمارا حال ساتھ اونکے یہ ہی کہ اگرچہ وہ بنی امیہ مین سے ہین مگر ہمکو خاص ادب ساتھ اونکے اس بات کا ہی کہ وہ بھی بطور حضرت مولی علیؑ کے داماد حضرت خدیجہ الکبری کے ہین کہ دو بیٹیان اونکی یکے بعد دیگرے ساتھ اونکے بیاہی گئین اور اسیوجہ سے لقب اونکا ذوالنورین ہوا اور اپنے سنیون کیطرف سے اونکی فضیلت اسطرح پر کہی جاسکتی ہے کہ اگرچہ وہ داماد حضرت خدیجہ الکبری کے ہین مگر غنیمت ہی کہ وہ بنی امیہ سے ہین کہ جو تائید اور حمایت بنی امیہ کی سنیون پر لازم ہے غرض کہ اونکے بزرگی اور فضائل خاص مین ہمکو کچھ عذر نہین ہے ہرچند افضلیت اونکی حضرت علی پر نہو اور ہم دیکھتے ہین کہ خود اپنے سنیون کو بھی کچھ اہتمام خاص افضلیت حضرت عثمان کا نہین ہی اور احادیث مناقب اونکی اس رسالہ مین حسب ذیل ہین

حدیث نمبر ۱

عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مضطجعا فی بیتہ کاشفا فخذیہ او ساقیہ فاستاذن ابوبکر فاذن لہ وھو علی تلک الحال ـــــ

فتحدث ثم استاذن عمر فاذن له وهو كذ لك فتحدث ثم استاذن عثمان فجلس
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وسوّی ثیابه فلمّا خرج قالت عائشة
دخل ابو بکر فلم تهتشّ له ولم تبالِه ثم دخل عمر فلم تهتشّ له ولم تبالِه ثم دخل عثمان
فجلست وسوّیت ثیابك فقال الا استحیی من رجل تستحیی منه الملائکة وفی
روایة قال ان عثمان رجل حیی وانی خشیت ان اذنت له علی تلك الحالة ان لا یبلغ
الیّ فی حاجته رواه مسلم ترجمہ روایت ہی عائشہ
سے کہ کہا اونسے کہ تھے رسولخدا لیٹے ہوے اپنے گھر مین لے ہوی اپنی رانون
یا دونون ٹانگون کو اپنے پس اذن چاہا ابو بکر نے واسطے اندر آنے کے اور
اذن دیا آپ نے اونکو اور خود آپ اوسی حال پر رہی اور بات چیت کرتے
رہے ابو بکر اور بعد اسکے اندر آنے کو چاہا عمر نے پس اذن دیا آپ نے اوس
عمر کو اور خود آپ اوسی طرح پر رہے اور بات چیت کرتے رہے عمر تب اذن چاہا
عثمان نے پس اوٹھ بیٹھے رسول خدا اور درست کیا کپڑون کو اپنے پس جب
حضرت عثمان باہر گئے تو پوچھا عائشہ نے کہ اندر آئے ابو بکر اور نہین حرکت
کی تو نے واسطے اوسکے اور نہین پروا کی اوسکی اور اوسکے بعد پہونچے عمر
پس نہین حرکت کی تو نے واسطے اوسکے اور نہین پروا کی اوس کی تب آ پہونچے
عثمان اور تو اوٹھ بیٹھا اور درست کیا کپڑون کو اپنے پس کہا حضرت رسول
نے کہ کیا مین حیا نکرون ایک ایسے آدمی سے کہ حیا رکھتے ہین اوس سے
فرشتہ لوگ اور ایک روایت مین ہی کہ تحقیق کہ عثمان ایک مرد حیادار ہے اور
مین اس بات کو ڈرا کہ اگر مین اجازت آنے کی دون اوسکو اوسی حال مین تو شاید
نہ پہونچے وہ مجھ تک اپنی حاجت مین یعنی شاید عرض حال اپنا نکری روایت کی

اسکو مسلم نے فقط اس حدیث سے کامل الحیا ہونا حضرت عثمان کا ظاہر ہوتا ہے اور یہ بات واقعی بھی ہے کہ حضرت عثمان بڑے صاحب حیا تھے مگر کچھ تعجب نہین ہے کہ یہ حدیث فضیلت عثمان کی حضرت عائشہ نے بعد قتل اونکے بیان کی ہوگی کہ جب یہ بہانہ مطالبہ ناحق خون عثمان کے ساتھ حضرت علی ؑ کے فساد مچایا تھا ورنہ عثمان سے تو حضرت عائشہ خود ملول تھین اور ایک قرینہ قوی اس بات کا یہ ہے کہ حدیث آئندہ فضیلت حضرت عثمان رض کی بروایت طلحہ کے ہے کہ جو اوس فساد عائشہ مین بڑے سرغنہ تھے

حدیث نمبر ۲

عن طلحۃ بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکل نبی رفیق ورفیقی یعنی فی الجنۃ عثمان رواہ الترمذی وابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ وقال الترمذی ہذا حدیث غریب ولیس اسنادہ بالقوی وہو منقطع

ترجمہ روایت ہے طلحہ ابن عبد اللہ سے کہ کہا اونھے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ ہر نبی کو ایک رفیق ہے اور رفیق ہمارا یعنے جنت مین عثمان ہے، روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت کی اسکو ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے اور کہا ترمذی نے کہ یہ ایک حدیث غریب ہے اور اسناد اس حدیث کا قوی نہین ہے اور وہ اسناد منقطع ہے فقط اس حدیث مین کچھ جاے عذر نہین ہے اور اس حدیث کو جو ترمذی نے اسقدر ضعیف کر دیا ہے سو ظاہرا یہ امر بنظر حفظ درجہ شیخین یعنی حضرت ابو بکر و حضرت عمر کے ہوگا کہ سنیون کو بیان فضیلت حضرت عثمان مین کچھ بڑا اہتمام نہین ہے —

حدیث نمبر ۳

وعن عبد الرحمن بن خباب قال شہدت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہو یحث علی جیش العسرۃ فقام عثمان فقال یا رسول اللہ علی مائۃ بعیر باحلاسہا

واقتابها فی سبیل اللہ ثم حث علی الجیش فقام عثمان فقال علی مائتا بعیر باحلاسها
واقتابها فی سبیل اللہ ثم حث علی الجیش فقام عثمان فقال علی ثلث مائة
بعیر باحلاسها واقتابها فی سبیل اللہ فانا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ینزل علی المنبر وهو یقول ما علی عثمان ما عمل بعد هذه ما علی عثمان ما عمل بعد هذه

رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی عبد الرحمن ابن خباب سے کہ کہا اونے کہ حاضر ہوا مین حضرت
نبی کے پاس اور وہ ترغیب دیرہے تھے اوپر فوج عسرت یعنی جنگ تبوک کے
تب اوٹھے عثمان پس کہا اونے کہ اے رسول اللہ ہمارے ذمہ سو اونٹ ہے
ساتھ کملون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب ترغیب دی حضرت نبی نے
اور طیاری لشکر کی تب اوٹھے عثمان اور کہا کہ ہمارے ذمہ ہے دو سو اونٹ ساتھ
کملون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب اور ترغیب دی حضرت نبی نے اوپر
طیاری لشکر کے تب اوٹھے عثمان اور کہا کہ ہمارے ذمہ ہے تین سو اونٹ ساتھ
کملون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب مین نے دیکھا حضرت رسولؐ کو
اوترتے ہوے منبر سے اور کہتے تھے اس بات کو کہ نہین جوابدہی بذمہ عثمان کے
ہے جو کام کہ وہ کرے بعد اوسکے نہین جوابدہی بذمہ عثمان کے ہی جو کام کہ وہ
کرے بعد اوسکے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ جنگ عسرت یعنی تکلیف کا
وہی غزوہ تبوک ہی کہ جسمین حضرت نبی تشبیہ ہارون اور موسی کی حضرت علی کو
دیکر کے اور حضرت علی کو اہل و عیال پر اپنے خلیفہ بنا کرکے اس لڑائی مین خود
آپ تشریف لیگئے اور حدیث اوسکی فصل ۱۶ مین اس رسالہ کے مذکور ہے اور
اس حدیث سے نہایت سخاوت حضرت عثمان کی ظاہر ہوتی ہے اور اسی وجہ سے
شہرت کا کتب اونکی ساتھ عثمان غنی کو بہت درست ہی اور یہ ارشاد حضرت رسول

بحق حضرت عثمان کے کہ کوئی جوابدہی آئندہ عثمان کو نہین ہوگی اپنے مقام پر عقلاً بہت درست ہے اس اعتبار سے کہ ایک شخص جو اس درجہ کی سخاوت رکھتا ہو سو آئندہ پر ایسے شخص سے کیا برا کام ہو سکتا ہے اور سوائے اسکے ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ بخشش سخاوت کا [illegible] راہ خدا مین دینا کفارہ ہے دوسری برائیون کا ۔ ان الحسنات یذھبن السیئات یعنی کہ نیکیاں دفع کرتی برائیون کو **بیت**

سخاوت مس عیب را کیمیا ست ٭ سخاوت ہمہ دردہا را دواست

حدیث نمبر ۴

وعن عبد الرحمن بن سمرۃ قال جاء عثمان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالف دینار فی کمہ حین جھز جیش العسرۃ فنثرھا فی حجرہ فرایت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقلبھا فی حجرہ ویقول ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہے عبد الرحمن ابن سمرہ سے کہ کہا اوسنے کہ آئے حضرت عثمان نبی کے پاس ایک ہزار دینار اپنی آستین مین کہ جسوقت حضرت رسول طیاری کر رہے تھے فوج عسرت یعنی جنگ تبوک کی پس حضرت عثمان نے پھیلا دیا اون دینارون کو گود مین اوس حضرت رسول کے پس دیکھا ہمنے حضرت نبی کو اولٹ پلٹ کر رہے تھے اون دینارون کو اپنی گود مین اور کہہ رہے تھے کہ نہین ضرر کریگا عثمان کو کہ جو کام کہ وہ کرے بعد آج کے اور اس بات کو فرمایا دو مرتبہ روایت کی اسکو احمد نے فقط یہ حدیث اور حدیث بالا قریب یکدیگر اور متعلق جنگ تبوک کے ہین ۔

حدیث نمبر ۵

وعن انس قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ببیعۃ الرضوان کان عثمان ارسلہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم الی مکۃ فبایع الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ ..

واله وسلم ان عثمان فی حاجة الله وحاجة رسوله فضرب باحدی یدیه علی الاخری فکانت
ید رسول الله صلی الله علیه واله وسلم لعثمان خیرا من ایدیهم لانفسهم
رواه الترمذی ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا اوس انس نے
کہ جب حکم دیا حضرت رسول نے ساتھ بیعت رضوان حدیبیہ کے تو تھے عثمان اوس وقت
مین فرستادہ رسولخدا کے طرف مکہ کے پس بیعت کی حضرت رسول نے آدمیون
کو تب کہا حضرت رسول نے کہ تحقیقکہ عثمان حاجت خدا اور حاجت رسولخدا مین
ہے پس مارا حضرت رسول نے ایک ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر پس تھا ہاتھ
رسولخدا کا واسطے عثمان کے بہتر ہاتھون سے اون صحابیون کے واسطے خود اون
لوگون کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اس حدیث سی یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ
حضرت رسولخدا صلعم نے حضرت عثمان رض کی طرف سے اپنی ایک ہاتھ سی دوسرے ہاتھ پر بیعت کی —

حدیث نمبر ۶

وعن ثمامة ابن حزن القشیری قال شهدت الدار حین اشرف علیهم عثمان فقال
انشدکم الله والاسلام هل تعلمون ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قدم المدینة
ولیس بها ماء یستعذب غیر بیر رومة فقال من یشتری بیر رومة یجعل دلوه مع
دلاء المسلمین بخیر له منها فی الجنة فاشتریتها من صلب مالی وانتم الیوم تمنعونی
ان اشرب منها حتی اشرب من ماء البحر فقالوا اللهم نعم فقال انشدکم
الله والاسلام هل تعلمون ان المسجد ضاق باهله فقال رسول الله صلی الله
علیه واله وسلم من یشتری بقعة آل فلان فیزیدها فی المسجد بخیر له منها فی
الجنة فاشتریتها من صلب مالی فانتم الیوم تمنعونی ان اصلی فیها رکعتین فقالوا
اللهم نعم قال انشدکم الله والاسلام هل تعلمون انی جهزت جیش العسرة من

مالی قالوا اللهم نعم قال نشدتکم الله والاسلام هل تعلمون ان رسول الله صلی
الله علیه وآله وسلم کان علی ثبیر مکة ومعه ابو بکر وعمر وانا فتحرک الجبل حتی تساقطت
حجارته بالحضیض فرکضه برجله قال اسکن ثبیر فانما علیک نبی وصدیق وشهید
ان قالوا اللهم نعم قال الله اکبر شهدوا ورب الکعبة انی شهید ثلاثا
رواه الترمذی والنسائی والدار قطنی

ترجمہ اور روایت ہی ثمامہ ابن حزن قشیری سے کہ کہا اوسنے کہ حاضر ہوئے ہم
اوس مکان کو جسوقت کہ اوپر سے جھانکا اوپر اون مفسدان مصری کے عثمان
نے پس کہا اوس عثمان نے یاد دلاتا ہون تمکو خدا اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ
اس بات کو کہ تحقیقکہ رسولخدا آئے مدینہ کو اور اوس مدینہ مین نہین تھا کوئی میٹھا
پانی سواے چاہ رومہ کے پس کہا اوس رسول نے کون شخص مول لیگا کنوان کو
رومہ کے کہ کردے وہ شخص ڈول کو اپنے ساتھ ڈولون مسلمانون کے بدلہ مین
ایک نیکی کے جو کہ اوسکو اوس کوے سے حاصل ہوگی جنت مین پس مول لیا مینے
اوس چاہ رومہ کو خاص مال سے اپنے حالانکہ تم لوگ آج کے روز منع کرتے مجھکو اس بات
سے کہ پیون مین اوس چاہ رومہ سے یہانتک پیتا ہون مین آب شور دریا کو پس
کہا اون ہنگامہ کرنے والون نے کہ بارخدایا ہان تب کہا عثمان نے یاد دلاتا ہون
مین تم لوگون کو خدا اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ اس بات کو کہ مسجد نبوی تنگ
تھی اپنے لوگون کو پس فرمایا رسولخدا نے کہ کون شخص مول لیگا جگہہ کو آل فلان انصار
کے اور بڑھاوے اوس جگہہ کو مسجد مین بدلے مین ایک نیکی کے جو اوسکو ملیگی بعوض
اوسجگہہ کے جنت مین کہ جو مول لیا مینے اوسکو خالص مال سے اپنے پس تم لوگ آجکے روز
منع کرتے ہو مجھکو اس بات کو کہ نماز پڑھون مین اوسمین دو رکعت پس کہا اون

ہنگامیون نے کہ بار خدایا ہان کہا اوس عثمان نے کہ یاد دلاتا ہون مین تم لوگ کو خدا کو اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ کہ رسولخدا تھے اوپر پہاڑ ثبیر مکہ کے اور ساتھ اوس رسول کے ابوبکر اور عمر تھے اور مین تھا پس جنبش مین آیا پہاڑ یہانتک کہ گری پتھر اوسکے پستی زمین کو پس مارا رسولخدا نے اوس پہاڑ کو ایک پانون سے اپنے اور کہا کہ قرار پکڑ اے ثبیر کہ تجہپر اور کچھ نہین مگر یہ کہ ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہین تب کہا اون بلوائیون نے کہ بارخدایا ہان تب کہا عثمان نے کہ اللہ اکبر گواہی دی ان بلوائیون نے قسم ہے رب کعبہ کی اس بات کی کہ تحقیقکہ مین شہید ہون اور اس بات کو کہا حضرت عثمان نے تین دفعہ روایت کی اسکو ترمذی اور نسائی اور دارقطنی نے فقط یہ حدیث اوسوقت کی ہے کہ جب بلوائیان مصر نے حضرت عثمان کے گھر کو محاصرہ کرلیا تھا اور آخرکار حضرت عثمان کو عین تلاوت قران شریف مین شہید کیا اور سر خون آلودہ آپکا اوپر آیت سیکفیکھم اللہ کے گرا کہ جو پوری آیت اوسکی ۱۳۱ و ۱۳۲ - سورہ لبقر کی حسب ذیل ہے فان امنوا بمثل ما امنتم بہ فقد اھتدوا وان تولوا فانما ھم فی شقاق فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہ عابدون پس اگر ایمان لاوین وے لوگ ساتھ مثل اوسکے جو ایمان لائے تم لوگ ساتھ مثل اوسکے پس تحقیقکہ راہ پائی اون لوگون نے اور اگر روگردان ہون وہ لوگ پس سوا اسکے نہین کہ وے لوگ ایک پھوٹ مین ہین پس قریب ہے کہ کفایت کریگا تجھکو اون لوگون سے خدا اور وہ سنتا جانتا ہے رنگ پکڑو تم لوگ رنگ کو خدا کے اور کون بہتر ہے خدا کے رنگ سے اور ہم لوگ اوسکی عبادت کرنے والے ہین فقط اور مخفی نہین کہ یہ سب فساد بلوائیان مصر کا بسبب [illegible] اتی اور مکر و فریب مروان کے ہو کہ جو بوقت حضرت ابوبکر اور حضرت

عمرؓ کے مردود تھا اور حضرت عثمانؓ کے وقت مین سرفراز ہوا اور اوسکی معذرت مین شاہ عبد العزیز صاحب نے جو کچھ کہ تحفہ اثنا عشریہ مین عذر صلہ رحم وغیرہ کا کیا ہے سو وہ سب عذر ناکافی ہے اور اصل بات اسقدر ہے کہ حضرت عثمان ایک نیک آدمی مگر ضعیف الراے تھے کہ حضرت علی کی راے پر اگر مروان کو حضرت عثمان نکال دیتے تو فساد دب جاتا مگر بوجہ ضعیف الراے ہونے کے مروان کو نہین نکال سکے اور آخر اوسی فساد مین شہید کیے گئے ـ

حدیث نمبر

وعن مرّة بن كعب قال سمعت من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وذكر الفتن فقربها فمر رجل مقنّع في ثوب فقال هذا يومئذ على الهدى فقمت اليه فاذا هو عثمان بن عفان قال فاقبلت عليه بوجهه فقلت هذا قال نعم رواه الترمذي و ابن ماجه وقال الترمذي هذا حديث حسن صحيح

ترجمہ اور روایت ہی مرہ ابن کعب سے کہ کہا اوسنے کہ سنا مینے رسولخدا کو درحالیکہ ذکر کرتے تھے فتنون کو پس نزدیک ٹھہرایا اوس رسول نے اون فتنون کو پس گذرا ایک مرد کہ سر پر سے ایک کپڑا اوڑھے ہوسے تھا پس کہا حضرت رسول نے کہ یہ شخص اوسدن ہدایت پر ہوگا پس کہا اوس راوی نے کہ اوٹھ کر گئے ہم اوس شخص کے پاس پس ناگاہ وہ عثمان ابن عفان تھے کہا اوس راوی نے کہ ہمنے سامنے کر دیا چہرہ عثمان کا اور کہا ہمنے کہ یہ شخص ہوگا ہدایت پر تب کہا حضرت رسول نے کہ ہان روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی فقط اس حدیث مین کچھ حاجت راے دینے کی نہین ہے

حدیث نمبر ۸

وعن عائشة ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال انه لعل الله يقمصك قميصا فان

ارادوك علی خلعہ فلا تخلعہ لھم رواہ الترمذی وابن ماجہ وقال الترمذی فی الحدیث قصۃ طویلۃ ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ تحقیق کہ حضرت رسول صلعم نے فرمایا کہ اے عثمان شاید کہ اللہ پہراوے تجھکو ایک قمیص پس اگر چاہین لوگ تجھکو اوپر نکال دینے اوس قمیص کے پس مت نکال تو اوس قمیص کو واسطے اون لوگون کے روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ اس حدیث مین ایک قصہ طویل ہے فقط قیاس ہوتا ہی کہ حضرت عائشہ نے یہ حدیث بعد شہادت عثمان کی بیان کی ہو اسواسطے کہ شہادت حضرت عثمان تک تو حضرت عائشہ کو حضرت عثمان سے کچھ ملال تھا اور حضرت عائشہ کو حسب مصلحت وقت کی ایک حدیث بیان کرنے مین خوب مشاقی ہے

حدیث نمبر ۹

وعن ابن عمر قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتنۃ فقال یقتل فیہا مظلوماً عثمان رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن غریب ترجمہ اور روایت ہی ابن عمر سے کہ کہا اوسنے کہ ذکر کیا رسول خدا نے ایک فتنہ کو پس کہا اوس رسول نے کہ قتل کیا جائیگا یہ شخص اوس فتنہ مین مظلوم اور کہا اس قول کو حق مین عثمان کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہی کہ غریب ہی اسناد اوسکا فقط ہرگاہ راوی اس حدیث کے ابن عمر ہین تو اسناد اس حدیث کا غریب ہونا کچھ بعید از قیاس نہین ہے۔

حدیث نمبر ۱۰

وعن ابی سہلۃ قال قال لی عثمان یوم الدار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد عہد الی عہداً وانا صابر علیہ رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح ترجمہ اور روایت ہی ابی سہلہ سے کہ کہا اوسنے کہ کہا مجھکو عثمان نے بروز حاصرہ

گھر اوسکے یہ بات کہ تحقیقکہ رسول خدا نے عہد کیا مجھسے ایک عہد کو درحالیکہ مین صابر ہون
اوپر اوس عہد کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا اوسنے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی
اس حدیث مین کچھ حاجت راے دینے کی نہین ہے ۔

حدیث نمبر ۱۱

وعن عثمان ابن عبد الله بن موهب قال جاء رجل من اهل مصر يريد حج البيت فرأى قوما جلوسا فقال من هولاء القوم قالوا هولاء من قريش قال فمن الشيخ فيهم قالوا عبد الله بن عمر قال يا ابن عمر انى سائلك عن شئ فحدثنى هل تعلم ان عثمان فر يوم احد قال نعم قال هل تعلم انه تغيب عن بدر ولم يشهدها قال نعم قال تعلم انه تغيب عن بيعة الرضوان قال نعم قال الله اكبر قال بن عمر تعال ابين لك اما فراره يوم احد فاشهد ان الله عفا عنه اما تغيبه عن بدر فانه كان تحته رقية بنت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وكانت مريضة فقال له رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان لك اجر رجل ممن شهد بدرا وسهمه واما تغيبه عن بيعة الرضوان فلو كان احد اعز ببطن مكة من عثمان لبعثه فبعث رسول الله صلى الله عليه واله وسلم عثمان الى مكة وكانت بيعة الرضوان بعدما ذهب عثمان الى مكة فقال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم بيده اليمنى هذه يد عثمان فضرب بها على يده وقال هذه لعثمان ثم قال ابن عمر اذهب بها الآن معك رواه البخاری

ترجمہ روایت ہی عثمان ابن عبد اللہ ابن موہب سے کہ کہا اوسنے کہ آیا ایک مرد اہل مصر سے کہ ارادہ کرتا تھا حج بیت اللہ کا پس دیکھا اوسنے ایک قوم کو بیٹھے ہوے تب پوچھا اوسنے کون ہین یہ لوگ لوگون نے کہا کہ یہ لوگ قریش سے ہین کہا اوس مرد نے کہ کون سردار ہے اون لوگون مین لوگون نے کہا کہ عبد اللہ ابن عمر تب کہا

اوس مردنے کہا اے ابن عمر مین کچھ پوچھا چاہتا ہون تجھسے پس بیان کر تو مجھسے اوس بات کو آیا تو جانتا ہے اس بات کو کہ عثمان بھاگے تھے بروز احد کے کہا اوس ابن عمر نے کہ ہان کہا اوس مردنے آیا جانتا ہی تو اس بات کو کہ غائب رہے عثمان جنگ بدر سے اور نہین حاضر ہوے اوس لڑائی کو کہا ابن عمر نے کہ ہان تب کہا اوس مردنے کہ آیا جانتا ہی تو اس بات کو کہ عثمان غائب رہے بیعۃ الرضوان سے کہا ابن عمر نے کہ ہان تب کہا اوس مردنے اللہ اکبر کہا ابن عمر نے کہ آگے آو میرے پاس کہ حال بیان کرون مین تجھسے سو بھاگنا عثمان کا بروز احد کے پس گواہی دیتا ہون مین اس بات کی کہ تحقیقکہ اللہ نے معاف کیا اوس عثمان سے اور غایب رہنا اوس عثمان کا بدر سے اسواسطے تھا کہ رقیہ بیٹی رسولخدا کی اونکے علاقہ مین تھین اور بیمار تھین سو فرمایا رسولخدا نے کہ ہر آئینہ تجھکو مزدوری ایک آدمی کی ہوگی اون لوگون مین سے جو حاضر ہون بدر کو اور حصہ ملیگا اوس شخص حاضر کا اور لیکن غایب رہنا عثمان کا بیعۃ الرضوان سے سو اگر ہوتا کوئی شخص عزیز تر عثمان سے اندر مکہ کے تو بھیجتے رسولخدا اوس شخص کو پس بھیجا رسولخدا نے عثمان کو طرف مکہ کے پس فرمایا رسولخدا نے اپنے داہنے ہاتھ سے کہ یہ ہاتھ ہی ہاتھ عثمان کا پس ضرب دیا ساتھ اوس ہاتھ کے اپنے ہاتھ پر اور کہا کہ یہ ضرب بیعت ہی عثمان کی طرف سے تب کہا ابن عمر نے کہ لیجا تو ان کلمات کو اب ساتھ اپنے روایت کی اسکو بخاری نے فقط یہ قصہ جنگ احد کا اسطرح پر ہے کہ یہ جنگ احد سنہ ۳ ہجری مین بعد فتح جنگ بدر کے واقع ہوا اور حضرت رسولخدا نے ایک پچھلی گھاٹی پر پچاس آدمی تعینات کیا کہ بغیر حکم حضرت نبوی کے اپنے جگہ سے نہ ہٹین اور کچھ آثار فتح مسلمانون کے نمود ہوے مگر بطمع مال لوٹ کے

لوگ اپنی جگہہ پر نہ رہے اور یہ موقع پا کر کے کفار قریش نے پھر حملہ کیا یہانتک کہ سب صحابی لوگ بھاگ گئے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ایک کونے مین جا کر چھپے اور تین روز کے بعد یہ صاحب لوگ حضرت رسول کے پاس حاضر ہوئے اور حضرت عثمان بھی بھاگ کر تین روز کے بعد حاضر ہوئے اور جب یہ سب لوگ بھاگے تھے تو اوسوقت حضرت رسول کے پاس سوائے حضرت علی اور ابو دجانہ اور سہل ابن ابو حنیف کل تین شخصون کے کوئی چوتھا آدمی باقی نہین تھا سو ابو دجانہ اور سہل ابن ابی حنیف حضرت رسول کے حفاظت مین تھے اور حضرت علی حضرت رسول کے پاس سے میدان معرکہ مین جا کر کے ایک ایک نامی کافر قریش کو قتل کر کے حضرت رسول کے پاس اطلاع دینے کو آتے تھے اور اوسی لڑائی مین ایک آواز غیب کی سُنی گئی کہ لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار یعنی نہین کوئی جوانمرد ہے مگر علی اور نہین کوئی تلوار ہے مگر ذوالفقار اور حضرت نبی نے حضرت علی سے کہا کہ یہ آواز حضرت جبرئیل فرشتہ کی ہے اور لقب آپکا حیدر کرار غیر فرار اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب اوسی روز سے ہوا غرض اس لڑائی مین حضرت علی نے بہت بہادرانہ کام کیا اور حق وفاداری کا انجام تک پہونچایا اور حضرت ابوبکر وغیرہ صحابی لوگ جو بھاگ گئے تھے سو اونپر اصل مین کچھ الزام نہین ہو سکتا ہے اسواسطے کہ جب لڑائی بگڑ جاتی ہے تو اوسوقت پانون ٹھہرجانا بہت مشکل ہے اور معاف ہونا قصور ان سب بھاگنے والون کا براہ انصاف بہت درست ہے اور حضرت علی جو اکیلے لڑتے رہے سو یہ ایک دوسری بات ہے اسواسطے کہ حضرت نبی اور علی ایک جان دو قالب تھے یہانتک کہ جب حضرت علی نے عین لڑائی مین سُنا کہ حضرت نبی مارے گئے تو حضرت علی نے کہا کہ اگر حضرت نبی

مارے گئے تو یہی بہتر ہے کہ ہم بھی مارے جائین اور اس تقریر پر حضرت نبی نے فرمایا کہ انا منک و انت منی یعنے کہ ہم تجھسے نکلے ہین اور تو مجھسے نکلا ہے مگر خیریت ہی کہ اوپر سنیان متعصبین کے کہ بمقابلہ حضرت علی ایک بہادر اور جان نثار ابن عم و داماد و وصی رسول کے پہر بھی اپنی ٹر بکے جائینگے کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ حضرت علیؓ سے افضل ہین مگر ہم پوچھتے ہین کہ کیا بھاگنے والا لڑنے والے سے بہتر ہو سکتا ہے اور سنی کا ایک مذہب ترتیبی یعنے ترتیب دیا ہوا معلوم ہوتا ہے یعنی جیسا کہ خلافت لے لیگئی سو اوسی بناہ کے واسطے بہت حدیثین بھی ترتیب دیگئین کہ جس سے افضلیت اونکی ظاہر ہو مگر ایسی گھڑ بھوسیل اور لوٹی پھائی حدیثون سے کیا ہوتا ہے اور کسی شخص کو دربارہ معاف ہونے قصور صحابیان فراری جنگ احد کے کچھ عذر نہین ہو سکتا ہے کہ آیت ۱۴۹ - سورہ آل عمران پارہ ۴ - لن تنالوا البر کی واسطے اوس معافی کے حسب ذیل ناطق ہے -

انّ الّذین تولّوا یوم التقی الجمعان انما استزلّھما الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور رحیم ؕ اور ترجمہ اردو اوسکا شاہ عبد القادر صاحب دہلوی نے حسب ذیل کیا ہے جو لوگ تم مین ہٹ گئے جبدن بھڑین دو فوجین سو اونکو ڈگا یا شیطان نے کچھ اونکے گناہ کی شامت سے اور اونکو بخش چکا اللہ اللہ بخشنے والا ہی تحمل رکھتا فقط اور یہ جنگ احد اور [illegible] معافی قصور فراریون کی ایک بڑے امتحان کی چیز ہے اور گویا ایک محک یعنی ایک کسوٹی ہے کہ جس سے بہت حالات ظاہر ہوتے ہین ایک یہ کہ حضرت رسولخدا نے جو ابودجانہ کو ایک تلوار اور ایک عصابہ یعنی سربند دیا تھا سو تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر صفحہ ۴۲۴ و ۴۲۵ - مین ہے کہ اس تلوار کے ایک کنارہ پر

یہ شعر کھدا ہوا تھا۔ شعر

فی الجبن عار وفی الاقبال مکرمۃ ؛ والمرء بالجبن لا ینجو من القدر

یعنے کہ نامردی مین ننگ ہی اور سامنا کرنے مین عزت ہی اور حال یہ ہے کہ مرد بسبب نامردی کے نہین نجات پاتا ہی تقدیر سے اور اوس عصابہ کے ایک طرف مین لکھا تھا الجبانۃ فی الحرب عار یعنے کہ نامردی مین ننگ ہے اور دوسری طرف لکھا تھا ومن فر لم ینج من النار کہ جو شخص بھاگا لڑائی سے سو نہین نجات پائی اوسنے آتش دوزخ سے اور واقعی ابو دجانہ نے اپنی بہادری و وفاداری کو خوب نباہا کہ ایسی بلا کے وقت مین کہ سب لوگ بھاگ گئے تھے ابو دجانہ برابر حفاظت رسولخدا مین مصروف رہی۔ دوم یہ کہ اس آیت معافی سے قصور فرار کے حال ساختگی چند حدیثون کا خوب ثابت ہوتا ہے اسواسطے کہ اس ایت مین صاف یہ عبارت ہی کہ بھاگ گئے والے صحابیون کو شیطان نے بسبب بعض شامت گناہ اونکے ڈیگا دیا تھا سو پھر اون احادیث پر کیا اعتماد ہو سکتا ہی کہ حضرت عمر سے شیطان بھاگتا تھا اور اس حدیث کا کیا حال ہو کہ ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر یعنی کہ آفتاب نے کبھو طلوع نہین کیا اوپر ایک ایسے آدمی کے جو کہ بہتر ہو عمر سے سو اس جنگ احد مین تو ابو دجانہ بھی حضرت عمر سے بہتر نکلے۔

حدیث نمبر ۱۲

وعن ابی سہلۃ مولی عثمان قال جعل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسر الی عثمان ولون عثمان یتغیر فلما کان الیوم الدار قلنا ان لا نقاتل قال لا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عہد الی امرا فانا صابر نفسی علیہ ترجمہ اور روایت ہی ابی سہلہ غلام عثمان سے کہ کہا اوسنے کہ حضرت نبی کچھ راز مین بات کرتے تھے عثمان سے

اور رنگ عثمان کا متغیر ہوتا تھا پس جبکہ ہوا وہ روز محاصرہ خانہ عثمان کا تب ہم لوگون نے کہا کہ کیا ہم لوگ قتال نہ کرینگے تب حضرت عثمان نے کہا کہ نہین اسواسطے کہ حضرت رسولخدا نے عہد کیا ہے مجھسے ایک بات کو پس مین صبر کرونگا اپنی ذات کو اوسپر

حدیث نمبر ۱۴۳

وعن ابی حبیبة انه دخل الدار وعثمان محصور وانه سمع اباهریرة یستاذن عثمان فی الکلام فاذن له فقام فحمد الله واثنی علیه ثم قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول انکم ستلقون بعدی فتنة واختلافا او قال اختلافا وفتنة فقال له قائل من الناس فمن لنا یا رسول الله او ما تامرنا به قال علیکم بالامیر واصحابه وهو یشیر الی عثمان بذلك رواهما البیهقی فی شعب الایمان ترجمہ

اور روایت ہے ابی حبیبہ تابعی سے کہ وہ اندر گیا اوسی گھر مین عثمان کے اور اوسنے سنا کہ ابوہریرہ اجازت مانگتے ہین عثمان سے بات کرنے کی پس عثمان نے اجازت دی ابوہریرہ کو بات کی تب اوٹھ کھڑے ہوے ابوہریرہ اور حمد وثنا پڑھی خدا کی تب کہا ابوہریرہ نے کہ مین نے سنا رسولخدا کو کہتے ہوئی کہ تم لوگ ڈالے جاوٴگے ہماری بعد ایک فتنہ اور اختلاف مین یا کہ حضرت رسول نے کہا کہ ایک اختلاف و فتنہ مین ڈالے جاوٴگے تب لوگون مین سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تب کون سردار ہم لوگ کا ہوگا اسے رسول خدا یا کیا تو حکم کرتا ہے ہم لوگون کو ساتھ اوس بات کے تب فرمایا حضرت رسولخدا نے کہ تم لوگون کو تابعداری چاہیے امیر کی اور اصحاب کی اوسکے اور وہ ابوہریرہ اشارہ کرتے تھے عثمان کیطرف ساتھ اس لفظ امیر کے روایت کی ان دونون حدیث ہذا اور حدیث بالا کو بیہقی نے شعب الایمان مین فقط تمامتر ظاہر کہ تمام ان ۱۴۳- حدیثون سے جو اس مقام تک مذکور ہوئین کوئی فضیلت حضرت عثمان کی حضرت

علی پر پائی نہین جاتی بلکہ افضلیت حضرت علی کی بہ سبب مقابلہ کے خوب عیان تر ہوتی جاتی ہے اور حال یہ ہے کہ حضرت نبی اور حضرت علی اور حضرت فاطمہؑ اور امام حسن اور امام حسینؑ یہ پانچ آدمی پنجتن پاک کہلاتے ہین اور موافق اسی اعتقاد کے ایک شعر عربی کا بحق پنجتن پاک کے اکثر وبا وغیرہ مین لکھ کرکے دروازہ پر ساٹا جاتا ہے۔

شعر

لی خمسۃ اطفی بہا حر الوباء الحاطمۃ | المصطفی والمرتضی وابناہما والفاطمۃ

ترجمہ ہمارے واسطے پانچ آدمی ہین کہ جنکے نام سے حرارت وباے سوزندہ کی ہم دفع کرتے ہین اور وہ پانچ آدمی مصطفی و مرتضی و دو پسران اونکے اور فاطمہ ہین اور اس شعر کے وزن پر راقم نے بھی دو شعر تیمناً و تبرکاً اپنی طرف سے موزون کیا ہین

لراقمہ

یا مصطفی یا مرتضی یا ملجئے آل العبا | اترقب من جودکم کاسا لحسن الخاتمۃ

ترجمہ اے مصطفی اے مرتضی اے جاے پناہ میرے آل عبا امیدوار ہون جود سے تم لوگون کے ایک پیالہ کو واسطے نیکی خاتمہ کے۔ ایضاً ؎

انی لعبد مذنب استغفر اللہ العلی | من شر سوء الخاتمۃ من خوف نار لازمہ

ترجمہ تحقیق کہ مین ہر آئینہ ایک بندہ گنہگار ہون طلب مغفرت کرتا ہون مین اللہ یعنی خداے عالی سے فساد سے بدی خاتمہ کے اور خوف سے آتش لازم کے۔

فصل ۸

اب کچھ احادیث مشکوۃ المصابیح متعلق مناقب مشترک خلفاے ثلثہ کے مذکور ہوتے ہین

حدیث نمبر ۱

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صعد احدا وابوبکر وعمر وعثمان فرجف بہم

فضربه برجله فقال اثبت احد فانما علیك نبی وصدیق وشهیدان رواه البخاری — ترجمہ روایت ہی انس سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی چڑھے اُحد پہاڑ کو اور ابو بکر اور عمر اور عثمان پس جنبش مین آیا وہ پہاڑ بسبب اون سبھون کے پس مارا اوس پہاڑ کو حضرت رسول نے اپنے پاؤن سے اور کہا کہ ثابت رہو اے اُحد اسواسطے کہ نہین تجھپر ہے مگر ایک نبی اور صدیق اور دو شہید روایت کی اسکو بخاری نے فقط ظاہرا یہ حدیث حدیث نمبر ۲- مناقب عثمان فصل ۱ سے مختلف ہی اسواسطے کہ اوس حدیث مین یہ قصہ پہاڑ چڑھنے کا اور پہاڑ کے لرزنے کا اور حضرت رسول کے کہنے کا بہ نسبت پہاڑ ثبیر کے ہی جو مکہ کے پاس ہے اور یہ حدیث بہ نسبت پہاڑ اُحد کے ہی جو کہ مدینہ کے پاس ہے اور درمیان دونون پہاڑون کے چودہ پندرہ منزل کا فرق ہے اور راوی حدیث اول کے ثمامہ ابن حزن ہین کہ جو ایک تابعی دوسرے طبقہ کے ہین اور حضرت رسول کو نہین دیکھا تھا اور سوا ے اسکے ایسا ایک قصہ پہاڑ کے لرزنے کا چار آدمی کے چڑھنے سی محض ایک خیال شاعرانہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر معجزہ کے واسطے ایک سبب خاص اور فرمایش اظہار معجزہ کی چاہیے اور کوئی سبب خاص یا فرمایش ایسے معجزہ کی کچھ مذکور نہین ہے —

حدیث نمبر ۳

وعن ابی موسی الاشعری قال کنت مع النبی صلی الله علیه واله وسلم فی حائط من حیطان المدینة فجاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی الله علیه واله وسلم افتح له وبشره بالجنة ففتحت له فاذا ابوبکر فبشرته بما قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فحمد الله ثم جاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی الله علیه واله و

افتح له وبشره بالجنة ففتحت له فاذا عمر فاخبرته بما قال النبي صلى الله عليه واله وسلم فحمد الله ثم استفتح رجل فقال لي افتح له وبشره بالجنة على بلوى تصيبه فاذا عثمان فاخبرته بما قال النبي صلى الله عليه واله وسلم فحمد الله ثم قال الله المستعان متفق علیہ ترجمہ روایت ہے ابو موسی اشعری سے کہ کہا اوسنے کہ مین تھا ساتھ حضرت نبی کے ایک باغ مین باغون مین سے مدینہ کے پس آیا ایک مرد پس چاہا کہ دروازہ کھولے پس فرمایا حضرت نبی نے کہ کھول دروازہ اوسکے واسطے پس کھول دیا ہمنے دروازہ کو واسطے اوسکے پس ناگاہ وہ مرد ابوبکر تھے پس خوشخبری دی ہمنے اوس ابوبکر کو ساتھ اوس چیز کے جو فرمایا رسولخدا نے پس حمد کیا ابوبکر نے خدا کو تب آیا ایک مرد اور دروازہ کھولنے چاہا اور فرمایا حضرت نبی نے کہ دروازہ کھولدو اوسکے واسطے اور خوشخبری دو اوسکو ساتھ جنت کے پس کھولا ہمنے دروازہ کو واسطے اوسکے پس ناگاہ وہ عمر تھے پس خبر دی ہمنے اوسکو ساتھ ارشاد حضرت نبی کے پس حمد کیا اوسنے خدا کو تب اوسکے بعد دروازہ کھولنے چاہا ایک مرد نے تب فرمایا حضرت نبی نے مجھکو کہ دروازہ کھول دو اور خوشخبری دو اوسکو ساتھ جنت کے اوپر اوس مصیبت کے کہ جو پہونچیگی اوسکو پس ناگاہ وہ مرد عثمان تھے پس خبر دی ہمنے اوسکو ساتھ ارشاد حضرت نبی کے پس حمد کیا اوسنے اللہ کو اور بعد اوسکے کہا اللہ المستعان متفق علیہ فقط اس حدیث مین کچھ حاجت رای دینے کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۳

عن ابن عمر قال كنا نقول ورسول الله صلى الله عليه واله وسلم حي ابوبكر وعمر وعثمان رضي الله عنهم رواه الترمذ ـــــ ترجمہ روایت ہے

ابن عمر سے کہ کہا اوسنے کہ ہم لوگ کہتے تھے درحالیکہ حضرت رسول خدا زندہ تھے ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم یعنے راضی ہو اللہ اون لوگون سے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط ایک دوسری حدیث بھی قریب قریب اس مضمون کے اسی ابن عمر سے روایت ہی کہ جو فصل ۷ ۲ مین اس رسالہ کے مذکور ہوئی ہے اور اوسکی شرح مین کچھ حال اس ابن عمر کا لکھا گیا ہی اور یہ ذات شریف خوب شخص ہین کہ حیات رسول مین ان تینون صحابیون کو رضی اللہ عنہم بھی کہتے تھے کہ جو یہ فقرہ دعائیہ بعد مرنے کے استعمال ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۴

عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم قال اری اللیلۃ رجل صالح کان ابابکر نیط برسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نیطا ونیط عمر بابی بکر ونیط عثمان بعمر قال جابر فلما قمنا من عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم قلنا اما الرجل الصالح فرسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم واما نوط بعضہم ببعض فہم ولاۃ الامر الذی بعث اللہ بہ نبیہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم رواہ ابو داؤد ترجمہ روایت ہی جابر سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ آجکی رات کو ایک مرد صالح کو خواب مین دکھلایا گیا اسطرح پر کہ گویا کہ حضرت ابوبکر لٹکائی ہوئی تھے ساتھ حضرت رسول کے لٹکالی کر کے اور لٹکائے گئے عمر ساتھ ابوبکر کے اور لٹکائے گئے عثمان ساتھ عمر کے کہا جابر نے کہ جب ہم لوگ اوٹھے رسولخدا کے پاس سے تو ہم لوگون نے کہا کہ اوس مرد صالح سے خود حضرت رسول مراد ہین اور لٹکنا بعض کا ساتھ بعض کے پس وہ لوگ والیان ہین اوس امر کے کہ جسکے واسطے خدا نے اپنے نبی کو بھیجا روایت کی اسکو ابوداؤد نے فقط بری خیریت کی بات ہی کہ بارے اس حدیث مین حضرت علی ساتھ عثمان کے نہین لٹکائے گئے۔

غرض یہانتک ۱۲ حدیثین خاص حضرت عثمان کی اور چار حدیثین مشترک خلفاے ثلثہ کی کل سترہ
حدیثین اس فصل ۷۷ و ۷۸ مین علاوہ ۴۶ ۔ حدیثین متعلق حضرت ابوبکر و عمر کے کل ۶۳
حدیثین ان خلفاے ثلثہ کی مذکور ہوئین ۔ اور اوسی پر اکتفا کیا جاتا ہی اور اب آئندہ آیات
قرآنی بہ نسبت حضرت علی اور خلفاے ثلثہ اور حالات بیماری حضرت رسولخدا وغیرہ
امور متعلق خلافت وغیرہ کے مذکور ہونگے سو اس جگہ پر لکھا جاتا چند امرونکا مناسب معلوم ہوتا ہی

اول

یہ کہ بیان مناقب مین حضرت علی اور خلفاے ثلثہ کے شروع احادیث سی کیا گیا اسواسطے
کہ سنیون کو بڑا تکیہ حدیثون پر ہے اور حدیثین مشکوۃ المصابیح کی بدین نظر اختیار
کی گئین کہ یہ کتاب حدیث کی سنیون مین بعد صحاح ستہ صحیح بخاری وغیرہ کے مرتب
ہوئی ہے سو تمام حدیثین اصل الاصول سنیون کی اس مشکوۃ المصابیح مین موجود
ہین اور یہ کتاب مشکوۃ المصابیح کی مقبولہ سنیون کی ہے اور ہمنے کوئی حدیث
یا قول کسی کتب شیعون سے نقل نہین کی ہے کہ نقل کتاب شیعون سی کچھ
اتمام حجت اوپر سنیون کے نہین ہوتا اور علاوہ اسکے جو کچھ تنقیص شان حضرت علی
وغیرہ کی پیش کیجاے سو وہ محض لیچ و لچر ہے اور کچھ قابل استدلال کسی فریق کے
نہین ہے ۔

دوم

یہ کہ بملاحظہ ۶۳ ۔ حدیثین خلفاے ثلثہ کے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بغرض ثابت
کرنے افضلیت خلفاے ثلثہ اوپر حضرت علی کے بڑا اہتمام کیا گیا ہی اور ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ مکڑی کا جالا بہت سا پھیلا رکھا ہی مگر ان اوهن البیوت لبیت العنکبوت
یعنی کمزور ترین گھرون کا بر آئینہ گھر مکڑی کا ہے اور اسی قسم کے احادیث طیار ہوے
ہین کہ اگرچہ سنیان خلافت ابوبکر کی خاص سبب بنیاد اجماع کے قرار دیتے ہین مگر یہ سب

حدیثین اگر صحیح ہون تو کچھ حاجت اجماع کی نہین ہے بلکہ یہ خلافت خلفا
ثلثہ کی خود ازروے نص صریح کے ثابت ہوگی اور سنیون کو ان حدیثون
جو کچھ دلجمعی ہو مگر ایک آدمی حق جو کی تلاش مین یہ سب حدیثین افضلیت خلفا
ثلثہ کی صرف ایک بندش اور بندوبست کی حدیثین معلوم ہونگی اسواسطے
اکثر حدیثین بہ بنیاد خواب اور تعبیر خواب کی ہین اور اکثر ایسی حدیثین ہین
راوی اونکے وہی حضرت عائشہ اور ابن عمر اور عمر ابن عاص وغیرہ ہین کہ
اہتمام سے یہ سلسلہ خلافت خلفاے ثلثہ کا قائم ہوا اور کتنی حدیثین غریبہ
ہین اور اسناد اونکا منقطع ہے اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ حضرت علی ازروی
من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے وصی رسول قریب دو ماہ قبل انتقال حضرت نبی
مقرر کیے گئے اور اقرار عام اس بات کا صحابیون سے لیا گیا تو اب اونکے خلافت
مین جو کچھ حدیث ہو سو وہ حدیث صریح موضوع اور ساختہ ہے اور سواے اسکے
آیت تطہیر و آیت مباہلہ و عطاے علم بروز جنگ خیبر اور ثبات قدمی حضرت علی
بروز جنگ اُحد و تشبیہ سفینہ نوح و تشبیہ ہارون با موسی و حالت جنب مین مسجد
ہونا حضرت علی کا بدخول و استطراق مسجد نبوی اور حدیث انی تارک فیکم الثقلین
اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی اور سب دروازہ دوسرے لوگون کا بند
ہوکر کے دروازہ مکان حضرت علی کا کھلا رکھنا اور حضرت ابوبکر کو اجازت روزن
رکھنے کی اور حضرت عمر کو بقدر ناکہ سوئی کے بھی اجازت نہوئی اور دیگر تمام صفات
ذاتی حضرت علی کے ایسے ہین کہ کیا کسی دوسرے شخص کو مقابلہ ساتھ اونکے ہوسکتا ہے

سوم

یہ کہ اب آیندہ فصلون مین مناقب حضرت علی وغیرہ جو ازروی قرآن کے مذکور ہونگے

سو قرآن بطور میدان جنگ اُحد و خیبر کے ایک میدان خاص حضرت علی کا ہے کہ اوسمین کوئی شخص مقابل حضرت علی کا نہین ہو سکتا ہی اور نہ اوسمین روایات حضرت عائشہ و عمرو ابن عاص وغیرہ کو دخل ہے بلکہ یہ حدیث بہت بجا و درست ہے کہ القرآن مع علی و علی مع القرآن یعنی قرآن ساتھ علی کے ہے اور علی ساتھ قرآن کے ۔

چہارم

یہ کہ ہمارے نزدیک مغز اسلام کا سلسلہ اولیاء اللہ مقامات شریفہ اجمیر و کچھوچھہ وغیرہ کا ہے کہ قصہ زید و بکر سے فارغ رہکر یاد الٰہی و محبت اہلبیت مین غرق ہین اور نجات اپنی بذریعہ دامن عاطفت حضرت مولیٰ مشکلکشا علیؑ کے چاہتے ہین نقل ہے کہ ایک شخص نے کسی صاحبدل سے پوچھا کہ حضرت علی کو علیہ السلام کہہ سکتے ہین یا نہین جواب دیا کہ جواز ناجواز کو مولویون سے پوچھو کہ ہم فقرا ہین تو حضرت علی کو جل جلالہ کہتے ہین اور بعد سلسلہ تصوف کے ہمارے نزدیک شیعہ لوگ اقرب الی الاسلام ہین کہ قرآن و اہلبیت پر فدا ہین اور جب حضرت علی نے اس خلافت ثلثہ کو قبول کر لیا تو پھر خلفاے ثلثہ کے ساتھ کاوش کرنی وہی بات ہی کہ مدعی سست اور گواہ چست اور سنیان متعصب تو البتہ ابعد عن الاسلام معلوم ہوتی ہین کہ رسول کو ماننا اور ذریات رسول سے فرق رہنا خود اسلام سے باہر ہے اور حق یہ ہے کہ یہ شعر مولانا روم کا بہت حق و واجب ہے ۔ ؎

تو بتاریکی علیؑ را دیدۂ ❊ زین سبب غیرے برو بگزیدۂ ❊

اور اس راہ سے وہی لوگ واقف ہین کہ جنکو مزہ فقر کا دیا گیا ہی آنرا کہ سینہ دہند سینہ دہند و آنرا کہ نمی دہند از وی ستانند ۔

اشعار مولانا روم

علم ظاہر سر بسر قیل است و قال پاے استدلالیان چوبین بود گر باستدلال کار دین بُدے	نہ درو کیفیتے حاصل نہ حال پاے چوبین سخت بے تمکین بود فخر رازی رازدار دین بُدے

پنجم

یہ کہ اصل اسلام ایک بہت عمدہ دین توحید کا ہے اور آیت مفصلہ ذیل سے صرف فرمایش ہر نوع شرک کی معلوم ہوتی ہے پارہ ۳ - تلک الرسل سورۃ النساء آیت ۶۴ قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ ترجمہ کہہ تو اے رسول کہ اے اہل کتاب آگے آؤ ایک کلمہ کیطرف جو برابر ہے درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے اس بات پر کہ نہ عبادت کریں ہم لوگ مگر خدا کو اور نہیں شریک ٹھہراویں ساتھ اوسکے کسی شی کو اور نہ قبول کرے کوئی ہم لوگوں کا کسیکو ارباب سواے خدا کے فقط مگر سنی شیعہ کے مولویوں نے تعصب کر کے اس دین میں بہت خرابی ڈالی اور متقدمین کا حال یہ تھا کہ شیعہ لوگ سنی کے پیچھے اور سنی لوگ شیعہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے یہانتک کہ علی ابن المنذر کہ جسنے پچپن حج کیا تھا اور ابو الصلت یہ دونوں بزرگوار شیعے مذہب کے تھے مگر ان لوگوں سے مشکوۃ المصابیح میں حدیثیں مروی ہیں اور شاہ صاحب نے بھی ان لوگوں کو ثقہ و عدول قبول کیا ہے مگر ہوتے ہوتے اب تو فرق کفر و اسلام کا ہو گیا کہ طرفین کے مولویوں نے درمیان سنی و شیعہ کے نکاح بھی حرام ٹھہرا دیا حالانکہ ان مولویوں کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے کہ ہرگاہ یہودیہ اور نصرانیہ عورت سے نکاح بلا تبدیل مذہب جائز ہے تو درمیان زن و شو سنی و شیعہ کے کیوں نہ جائز ہوگا کہ تکفیر اہل قبلہ کی کسیطرف سے نہیں ہو سکتی ہے

ہان اگر بنظر اختلاف طریقہ سنی و شیعہ کے لحاظ ناموافقت باخود ہا زن و شو کا ہو تو وہ دوسری بات ہی۔

ششم

یہ کہ تعصب کا یہ حال ہوا ہے کہ سنیون مین طریقہ آمین بالجہر و رفع یدین دو ہابیت کا اسطرح پر پھیلا ہی کہ وہ بھی گویا ایک دوسرا مذہب ہو گیا حالانکہ ہمکو اونکے پیچھے نماز پڑھنے مین یا شیعون کے پیچھے نماز پڑھنے مین کچھ عذر نہین ہے کہ غرض عبادت سے ہے اور چنے کا لڈو ہر شکل کا میٹھا ہوتا ہے اور شیعہ کے مولویون نے امامت نماز مین اسقدر شرائط قربانی بقرعید کے مقرر کیے کہ نماز جماعت کی ملنی دشوار ہو گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ شیعہ کی مسجد گویا ہیر آدمی کی ہو گئی جمعہ و جماعت سی حسب خواہ آباد نہین ہو سکتی ہے اور تاکید قرت کی جو کچھ درمیان طریقہ شافعی و شیعون کے ہے سو حتی الوسع قرت کا درست ہونا بہت مناسب ہی مگر نہ اس شدت سے کہ بلا صحت قرت کے نماز ادا ہی نماز کی درست نہو سو یہ سب زیادتی بہ سبب تعصب کے ہے ورنہ حضرت بلال کا اسہد بجای اشہد کے تھا۔

ہفتم

یہ کہ قطع نظر احادیث ترتیب دادہ سنیون کے ہمارے نزدیک واسطے اثبات مجرد فضیلت و بزرگی حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے یہ بات خود کیا کم ہے کہ قبر ان دونون بزرگون کی متصل مزار شریف حضرت رسول کے ہوئی ہرچند کہ یہ امر بتوسط حضرت عائشہ کے ہو مگر شک نہین کہ یہ قرب مزار مبارک کی ایک بڑے شرف کی بات ہے کہ اگر یہ لوگ کسی طرح پر عند اللہ مردود ہوتے تو یہ قربت روضہ مبارک کی ممکن نہوتی کہ ایک ہی روضہ نبی کا مورد ثواب عظیم و مطرح عقاب الیم کا تصور کرنا خود ایک سخت بے ادبی ہی اور یہ قربت روضہ نبوی کی وہ شرف ہی کہ جسکی آرزو حضرت امام حسنؑ کو تھی پس صاف بات یہ ہی کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر جسطرح پر کہ حیات حضرت رسول مین

سے صاحبان خاص سے تھے سو اوسیطرح پر بعد ممات کے بھی ایک ساتھ ان صحابیون کو کچھ سو نہین ہی ہرچند کہ حضرت علیؑ سے اونکو کچھ مقابلہ نہین ہو۔

لراقمہ

عداوت با صحابہ گو مرا نیست ؛ یقین دان جز علی باکس ولا نیست

حاصل کلام یہ ہی کہ خلافت حضرت ابو بکر کی جو برخلاف وصیت خم غدیر کے لے لیگئی سو اوس سے کئی طریقے نکلے ایک یہ کہ خلفاے ثلثہ از قسم منافق و دشمن اہلبیت کے سمجھے جائین اور یہ طریقہ شیعہ لوگون کا ہے مگر یہ امر تمامتر خلاف انصاف ہی کہ حضرت ابو بکر کا یار غار ہونا اور عاشق رسول اور تمامتر مرد نیک اور سخی اور عابد اور زاہد ہونا اونکا فراموش کیا جاے اور حضرت عمر کو کہ جنکے جد و جہد سے ایران و شام و روم و مصر مسلمان کیا جاے سو خود اونکو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنا بالکل بے انصافی ہے اور حضرت عثمان کو جو کہ ایک شہید مظلوم اور بذات خود ایک نیک اور سخی مرد تھے اور ساتھ اہلبیت کے کچھ انحراف اونکو نہین تھا خارج از اسلام سمجھنا کیا معنی رکھتا ہے دوم یہ کہ واسطے بناء اس بات کی کہ یہ خلافت ثلثہ حق تھی فضیلت خلفاے ثلثہ اور تنقیص و توہین شان علی مین اہتمام کیا جاے سو یہ مذہب اصل سنیان متعصب کا ہی مگر اس طریقہ مین مشکل یہ ہے کہ آفتاب کے مقابلہ مین کچھ روشنی ستارون کی ٹھہر نہین سکتی ہے اور اسیوجہ سے تمام اہتمام سنیون کا رایگان ہو جاتا ہے۔ سوم یہ کہ بمقابلہ رفعت شان حضرت علیؑ کے اصل خلافت ظاہری کا درجہ فروتر سمجھا جاے سو یہ طریقہ اہل تحقیق اولیاء اللہ و علماے درست فہم کا ہے اور راقم اسی طریقہ مین ہے اور یہ امر واقعی یہی ہے کہ اس خلافت ظاہری سے جو واسطے اجراے دین ظاہری کے تھی فضیلت ذاتی کسی شخص کی نہ بڑھ سکتی ہے

اور نہ کچھ گھٹ سکتی ہے اور راہ نجات کی جو محبت علی و تمام اہلبیت اور تمسک مین ساتھ عترت رسول کے منحصر ہے سو وہ شرف اپنی جگہ مین بجال و قائم ہے اور اس مقام مین ایک غزل ہماری حسب ذیل ہے ۔ **لمؤلفہ**

بتحقیق علی بسیار خواندم حق و باطلہا   کنون معلوم کردم از فضائل تار نہلہا
ابوبکر و عمر عثمان صفات عمدہ میدارند   ولے باشد علی آن کو رساند تا بمنزلہا
علی مرتضےٰ باشد وصیِ مصطفےٰ برحق   تو مرشد دان علی را گذر از دیگر وسائلہا
چہ مشکل روزہ و افطار سہ روزہ علی را بود   کہ او را فاقہ ہا میشد ز نان دادن بسائلہا
اگرچہ بر خطر باشم ز موج بحر عصیان ہا   علی کشتی رساند تا سبکساران ساحلہا
خدا داری چہ غم داری نبی داری چہ غم داری   علی داری چہ غم داری برون آئی ز مشکلہا
چو قرآن و علی باہم مثال لفظ و معنی اند   قناعت شد برین توام و بر بندند محملہا
علی چون جان نبی را بود حب اوست ایمان   تولاے علیؑ ما را نمودہ نقل محفلہا
کنارہ گیر از دنیا بشو آزاد چون حافظ   [illegible] باشد ترا کافی دع الدنیا و اہلہا

فصل ۹

اس فصل مین چند آیات قرانی نسبت حضرت علی اور تمام اہلبیت کے مذکور ہوتے ہین اور مولوی سید احمد حسین صاحب عظیم آبادی شیعہ اثنا عشری نے باب ششم مین اپنی کتاب مجمع البحرین کے بہت آیات کو مع نقل تفاسیر و احادیث اہل سنت کے خوب جمع کیا ہی اور اس کتاب سے ہمکو اسوقت انتخاب کرنے مین آیات کی بہت سہولت ہوئی کہ جس جس آیت کا انتخاب کرنا مناسب معلوم ہوا انتخاب کیا گیا ۔

ایت ۱

سورۃ الشوریٰ قُل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ ترجمہ

تو کہہ مین مانگتا نہین تمسے اسپر کچھ نیگ مگر دوستی چاہنی ناتے مین فقط تفسیر مصباح و اور معالم التنزیل اور تفسیر کشاف وغیرہ سے حسب نقل عبارت ذکر کردہ مولوی صاحب موصوف کے کہ جسپر ہمکو کچھ جاے شک نہین ہے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب یہ آیت اوتری تو لوگون نے حضرت رسول خدا سے پوچھا کہ وہ قرابت دار آپکے کون لوگ ہین کہ جنکی محبت ہم لوگون پر واجب ہوئی تب حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ وہ قرابت دار علی اور فاطمہ اور دونون بیٹے اونکے ہین -

آیت ۲

سورہ تحریم وان تظاہرا علیہ فان اللہ ہو مولاہ وجبرئیل وصالح المومنین

ترجمہ اور اگر تم چڑھائی کرو اوسپر تو اللہ اوسکا رفیق اور جبرئیل اور نیک ایمان والے فقط از روے تفسیر مجمع البیان کے اس صالح المومنین سے حضرت علی مراد ہین کہ جو حضرت رسولخدا نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑکے صحابیون سے کہا ایہا الناس ہذا صالح المومنین یعنے اے لوگون یہ شخص صالح المومنینؑ ہے -

آیت ۳

سورہ مجادلہ یا ایہا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجویکم صدقۃ ذلک خیر لکم واطہر فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم

ترجمہ اے ایمان والو جب تم کان مین بات کہو رسول سے تو آگے بڑھو بات کہنے سے پہلی خیرات کو یہ بہتر ہے تمہارے حق مین اور بہت ستھرا پھر اگر نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے - فقط فصل ۲۲ مین نجوی یعنی مشورہ متعلق اس آیت کے مذکور ہے کہ جب دیر تک حضرت رسول ساتھ حضرت علی کے سرگوشی کرتے رہے تو لوگون نے کہا کہ ہر آئینہ طول ہوا مشورہ حضرت رسول کا

ساتھ ابن عم اونکے تب کہا جواب مین حضرت رسول نے فرمایا کہ ہمنے ساتھ حضرت علی کے مشورہ نہین کیا ولیکن خدا نے اوس سے مشورہ کیا اور ہمین نظر

یہ شعر خوب حسب حال ہے

علے [illegible] دار خ [illegible] او شے [illegible] دار [illegible] خفی و جلی

آیت ۱

سورہ آل عمران پارہ [illegible] فقل تعالوا ندع ابنائنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین ترجمہ پس تو کہہ آؤ بلاوین ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتین اور تمہاری عورتین اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر دعا کرین اور لعنت ڈالین اللہ کی جھوٹون پر فقط یہ ایک آیت مباہلہ کی ایک مشہور آیت ہی کہ جسمین حضرت رسول خدا خود آپ اور حضرت علی اور فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام ایک ساتھ نصاری کے مقابلہ مین واسطے قسم کھانے نسبت حقیت دین اسلام کے گئے تھے اور اسی بنیاد پر یہ شعر ہے۔ شعر

خدا نفس پیغمبر [illegible] ہ است ؎ دگر را فضیلت بکس ماندہ است

آیت ۵

سورۃ المائدہ انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوۃ و یؤتون الزکوۃ و ہم راکعون ۔ تمہارا رفیق وہی اللہ ہے اور اوسکا رسول اور ایمان والے جو قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہین زکوٰۃ اور وہ جھکے ہین فقط از روے تفسیر معالم التنزیل [illegible] اور نیشاپوری اور محی الدین عربی وغیرہ کے منشار نزول اس آیت کا یہ [illegible] حضرت علی مسجد مین بحالت رکوع نماز کے

تھے کہ ایک سائل نے سوال کیا اور حضرت علی نے اوسی حالت مین اپنی انگولیا بطرف سائل کے کر دی کہ جسمین انگوٹھی تھی اور سائل نے اوس انگوٹھی کو حضرت علی کے انگولیا سے نکال لی سو اسی خیرات پر یہ آیت اوتری۔

آیت ۶

سورہ رعد انما انت منذر و لکل قوم ہاد ترجمہ تو ڈر سنانے والا ہے اور ہر قوم کو ہوا ہے راہ بتانیوالا فقط بیان مطلب مین اس آیت کے حضرت رسول نے یہ حدیث فرمائی انا المنذر و علی الہادی بک یا علی یھتدی المھتدون یعنی مین ڈرانے والا ہون اور علی ہادی ہے اور ساتھ تیرے راہ پاوینگے راہ پانے والے لوگ اس سے حضرت علی سب کے ہادی ہین

آیت ۷

سورۃ الحاقہ آیت ۱۲ و تعیھا اذن واعیۃ ترجمہ اور سنتی یعنی جمع کرے اوسکو سیتنے والا فقط منشا نزول اس آیت کا از روے کتاب عوارف کی یہ ہے کہ حضرت رسولخدا نے دعا مانگی کہ علی کوئی بات فراموش نہین کرے سو برکت اس دعا کے ایسا ہوا کہ تمام ارشادات حضرت رسول کے حضرت علی کو یاد رہتے تھے — **بیت**

ہوئی جو نبوت نبی پر تمام ؛ ہوئی نعمت اوسکی وصی پر تمام

آیت ۸

سورہ اخراب انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا ترجمہ اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تمسے گندی باتین اس گھر والون سے اور ستھرا کرے تمکو ایک ستھرائی سے فقط یہ آیت تطہیر کی

ایک مشہور آیت ہی اور حدیث متعلق اس آیت کے فصل ۱۶ مین اس رسالہ کے مذکور ہے بروایت حضرت عائشہ کے ایک روز حضرت نبی کالے کمل اوڑھی ہوے باہر نکلے تب آئے حسن ابن علی پس لیلیا اونکو اپنے کمل مین تب آئے حسین اور وہ در آئے کمل مین اور اوسکے بعد آئین فاطمہ اور لیلیا اونکو اوس کمل مین تب آئے علی اور لیلیا اونکو تب پڑھی اس آیت تطہیر کو اور فصل ۱۵ مین اس رسالہ کے بروایت سعد ابن ابی وقاص کے وہ حدیث مذکور ہے کہ حضرت نبیؐ نے حضرت علیؑ و فاطمہ و حسنؑ و حسینؑ کو بلا کرکے کہا کہ یہ لوگ میرے اہلبیتؑ ہین اور شہرت گلیم سیادت کے بہ بنیاد اسی آیت تطہیر کے ہے —

آیت ۔ ۹

سورہ مائدہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمک من الناس ان الله لا یہدی القوم الکافرین ترجمہ اے رسول پہونچا جو اوترا تیرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو نے تجھے نہ پہونچایا اوسکا پیغام اور اللہ تجھکو بچا لیگا لوگون سے اللہ راہ نہین دیتا منکر قوم کو فقط تفسیر کبیر مین ہے کہ منشار نزول مین اس آیت کے دس باتین بیان کیگئی ہین اور اونمین سے دسوین بات یہ ہے کہ جب حضرت نبی حجۃ الوداع سے خم غدیر کو پہونچے تو حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو فرمائی اور وہ حدیث فصل ۱۱ مین اس رسالہ کے مذکور ہے اور یہ امر بھی کسقدر قابل لحاظ کے ہے کہ حضرت رسولؐ نے کس تاکید الٰہی پر حضرت علی کو وصی مقرر کرکے اقرار عام اس بات کا صحابیون سے لیا تہا اور مولوی سید احمد حسین صاحب نے اپنے مجمع البحرین مین یہ بیان مطلب اس آیت کے چند باتین خوب لکھی ہین کہ

اوسکا نقل کیا جانا بھی اس مقام مین مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اول یہ کہ شواہد النبوت ملا عبد الرحمن جامی صفحہ ۲۰۸ - مین مذکور ہی کہ ایک روز حضرت علی نے لوگون سے بہ نسبت من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے گواہی طلب کی اور اوسوقت بارہ کسان انصار حاضر تھے اور سب نے گواہی دی مگر ایک شخص نے گواہی نہین دی تب حضرت علی نے پوچھا کہ کس سبب سے تم گواہی نہین دیتے ہو اوسنے کہا کہ ہم بوڈھے ہو گئے ہین سو ہمکو یاد نہین ہے تب حضرت علی نے کہا کہ بار خدایا اگر یہ جھوٹ کہتا ہے تو اوسکے چہرہ پر سفیدی ظاہر کر کہ عمامہ سے چھپ نہین سکے راوی کہتا ہے کہ واللہ ہمنے اوس شخص کو دیکھا کہ سفیدی درمیان دو آنکھین اوسکے نکلی تھی۔ دوم یہ کہ زید ابن ارقم نے کہا کہ اوس مجلس مین ہم بھی حاضر تھے اور حضرت رسول سے وہ حدیث ہمنے سنی تھی مگر ہمنے مخفی رکھا سو روشنی ہماری آنکھون کی جاتی رہی اور یہ افسوس زید ابن ارقم کو ہمیشہ رہا۔

سوم یہ کہ اشعار چند مولوی صاحب نے حسب ذیل لکھا ہے۔

از دیوان حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام

وفی القرآن الزمهم ولائی ؛ واوجب طاعتی فرضاً بعزم

اور قرآن مین لازم کیا ہے مسلمانون پر ولا یعنی محبت ہماری اور واجب کی اطاعت میری بطور فرض کے اور بالقصد۔

کما هارون من موسیٰ اخوه کذلک انا اخوه وذاک اسمی

جیسا کہ ہارون موسیٰ کے بھائی تھے ویسی ہی ہم بھائی اوس نبی کے ہین اور یہ نام میرا ہے

کذلک اقامنی لهم اماماً ؛ واخبرهم به بغدیر خمّ

اسی لئی اوس نبی نے قائم کیا مجکو امام اونکے واسطے اور خبر دی اوسنے لوگون کو اوس بات کی غدیر خم مین

وویلٌ ثم ویلٌ ثم ویلٌ ÷ لجاحد طاعتی و مرید ہضمی

اور افسوس ہے اور افسوس ہے اور پھر افسوس ہے واسطے منکر تابعداری میری اور واسطے ارادہ کرنے والے میرے ہضم کرنے کے ۔

وویلٌ للذی یشقی سفاھًا ÷ یرید عداوتی من غیر جرمی

اور افسوس ہے واسطے اوس شخص کے جو کہ شقاوت کرتا ہے بیوقوفی سے اور ارادہ کرتا ہے میرے عداوت کا بغیر جرم میرے ۔

ایضًا ۔ از دیوان مذکور و تاریخ ابو الفدا وغیرہ

اسبقتکم الی الاسلام طرًا ÷ غلامًا ما بلغت اوان حلمی

ہم سابق ہوے تم لوگون سے اسلام مین اپنی رغبت سے درحالیکہ ہم ایک لڑکا تھے کہ ہم نہین پہونچے تھے زمان بلوغ کو اپنے ۔

واوجب لی ولایتہ علیکم ÷ رسول اللہ یوم غدیر خمّ

اور واجب گردانا واسطے میرے ولایت یعنے محبت کو اوپر تم لوگون کے رسول اللہ نے بروز غدیر خم کے

واوصانی النبیؐ علی اختیار ÷ لامتہ رضی منکم بحکمی

اور وصیت کی نبیؐ نے اپنی پسند سے واسطے اپنی امت کے تسلیم و رضا کو تم لوگون کے ساتھ حکم میرے

الا من شاء فلیؤمن بھذا ÷ والا فلیمت کمدا بغمی

آگاہ رہو کہ جو شخص چاہے سو ایمان لاوے ساتھ اوسکے وگرنہ پس چاہیے کہ وہ مرے اندوہناک بسبب غم کے ۔

از مثنوی شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

بہر دین دل کند از دنیا علیؑ ÷ آن علی والی ملک نبیؐ
آن وصی مصطفٰے شیر خدا ÷ آن علی زوج بتول پارسا

زال دنیا را ازان زد پشت پا　　تا نیاید در نگاه اولیا

از مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ دفتر ششم

او خیو انداخت بر روے علیؑ　　افتخار ہر نبی و ہر ولی
زین سبب پیغمبر با اجتہاد　　نام خود و نام علی مولا نہاد
گفت ہر کس را منم مولا و دوست　　ابن عم من علی مولاے اوست
کیست مولا آنکہ آزادت کند　　بند رقیت ز پایت برکند
چون بہ آزادی نبوت ہادی است　　مومنان را از ہمہ آزادی است
اے گروہ مومنان شادی کنید　　ہمچو سرو و سوسن آزادی کنید

اور تفسیر ثعلبی سے نقل ہے

کہ جب حضرت رسول خدا نے یہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمائی تو حسان ابن ثابت شاعر مدح خوان حضرت رسول نے عرض کی کہ ہمکو اجازت ہو کہ بحق علی کے ہم کچھ اشعار سنا دین تب حضرت رسول نے فرمایا قل علی برکۃ اللہ یعنے کہہ ساتھ برکت اللہ کے تب اوٹھے حسان اور کہا یا معشر مشیخۃ قریش اسمعوا قولی شہادۃ من رسول اللہ فی الولایۃ الثابتۃ یعنے اے گروہ مشائخ قریش کے سنو میرے قول کو از روے گواہی کے از جانب رسول اللہ دربارہ ولایت ثابتہ کے ۔

اشعار حسان بن ثابت

ینادیہم یوم الغدیر نبیہم　　بخم و اسمع بالرسول منادیا
ندا کرتا ہے نبی اون لوگون کو بروز غدیر خم کے اور سنو ساتھ رسول کے منادی کو
بانی مولاکم نعم و ولیکم　　وقالوا ولم یبدوا ہناک التعامیا
ندا ہوئی کہ مین اچھا مولی اور ولی تم لوگون کا ہون اور کہا لوگون نے اور ظاہر

ہوئی یہان پر کچھ چشم پوشی ۔

الملک مولانا وانت ولینا ؛ ولا تجدن فی الخلق للامر عاصیاً

کہ خدا تیرا مولا ہملوگون کا ہے اور تو ولی ہم لوگون کا ہی اور تو ہرگز نہین پاویگا خلق مین سے کسی شخص کو واسطے اوس حکم کے سرکشی کرنے والا ۔

فقال له قم یا علی فاننی ؛ رضیتک من بعدی اماماً وهادیا

پس کہا اوس علی کو رسول صلعم نے کہ اوٹھ اے علی کہ مینے پسند کیا تجھکو بعد اپنے امام وہادی

آیت ۱۰

سورة الانسان یوفون بالنذر ویخافون یوماً کان شره مستطیرا و یطعمون الطعام علی حبه مسکیناً و یتیماً و اسیراً ترجمہ پوری کرتے ہین نیت اور ڈرتے ہین اوس دن سے کہ اوسکی برائی جیل پڑیگی اور کھلاتے ہین کھانا اوسکی محبت پر محتاج کو اور بن باپکے لڑکے کو اور قیدی کو **ف** شاہ عبد القادر صاحب دہلوی نے ایک ترجمہ اردو کلام اللہ کا مع حواشی فواید ضروری کی خوب لکھا ہے مگر افسوس ہے کہ بسبب سنیت کی اسمقام تک حاشیہ مین کسی آیت کے کچھ ذکر حضرت علی علیہ السلام کا نہین کیا اور کسقدر افسوس کی بات ہی کہ مستر جارج سیل مترجم انگریزی قرآن شریف نے جو کہ ایک غیر مذہب کا آدمی ہے اس آیت کی حاشیہ مین بحوالہ تفسیر بیضاوی کے اس آیت کو بہت وضاحت سے بطرف حضرت علی ع کے منسوب کیا ہی مگر شاہ عبد القادر صاحب مسلمان ہوکے بالکل اس قصہ کو کھا بدے اور تمام قصہ کو الغٹ ہضم الیج کر گئے مگر امر حق یہ ہی کہ علماے دہلی مین سے شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب ازالة الخفا مین بہت اچھی طرح سی تایید وحمایت حضرت علی و تمام اہلبیت کے ہین بہرکیف مستر جارج سیل نے انگریزی ترجمہ کے حاشیہ مین شان نزول اس آیت کی حسب ذیل بیان کی ہے یہ امر بیان کیا گیا ہی کہ حسن ع و

حسینؑ نواسے محمدؐ کے کسی وقت دونون بیمار ہوکر پیغمبر مع دیگر کسان واسطے عیادت
اونکے گئے اور لوگون نے حضرت علی سے چاہا کہ واسطے صحت پسران اپنی خدا سے کچھ
عہد کرین اور برطبق اوسکے علی و فاطمہ و فضہ اونکی لونڈی نے ایک عہد تین روزہ کا
کیا درصورتیکہ وے لوگ صحیح ہوجائین اور جب یہ اتفاق ہوا تو اون لوگون نے
تعمیل کی اور یہ عہد ساتھ اس صداقت کے پورا کیا گیا کہ اول روز بوجہ نہین موجود رہنے
کچھ خوراک اندر مکان کے علی نے مجبور ہوکر تین پیمانہ جو کا شمعون ایک یہودی خیبری سے
قرضہ لیا اور اوسمین سے فاطمہؑ نے ایک پیمانہ جو کو اوسی روز کوٹ پیس کرکے پانچ
روٹی اونکی کھانے کو پکائی اور وہ روٹیان اون سب کے سامنے واسطے افطار بعد
غروب آفتاب کے رکھی گئین مگر ایک غریب سائل اون سب کی پاس آیا اور تمام وہ
روٹیان اوسکو دیڈالین اور خود اون سبھون نے تمام رات فاقہ سے صرف پانی
پی کرکے طے کیا اور دوسرے دن فاطمہ نے دوسرے پیمانہ جو کی اوسیطرح روٹیان بنائین
مگر یتیم سائل آیا اور اوسے دیڈالنے کو ترجیح دیکر اپنی رات بطور شب اول کے کاٹی
اور تیسرے دن بھی اوسیطرح سے تمام خوراک اپنی ایک قحط زدہ قیدی کو دیڈالی
برطبق اس واقعہ کے جبرئیل اوترے ساتھ اس سورہ انسان کے اور محمدؐ سے کہا
کہ اس پارسائی اہل بیت پر اوسکی خدا اوسکو مبارکباد دیتا ہے فقط اور مخفی نہین ہے
کہ اس قصہ سے تین روزہ کے کسقدر حالات بزرگی و علو مرتبہ تمام اہلبیت رسول
کے ظاہر ہوتے ہین۔ ایک یہ کہ مرتبہ صدق و یقین حضرت علی کا کس درجہ کا ثابت
ہوتا ہی کہ جو نیت تین روزہ کی کی تھی سو کس خوبی سے اس عہد کو پورا کیا دوم یہ کہ
اللہ اکبر صبر کس درجہ کا ہے کہ فاقہ پر فاقہ ہوا مگر وہ تینون روزہ برابر رکھتے گئے اور
صرف اسی قدر صبر نہین ہے کہ خود آپ تحمل کیا بلکہ امامین حسنؑ و حسینؑ چھوٹے

انپی بچون کابھی فاقہ تین تین روزہ کا تحمل کیا اور درجہ کمال ریاضت کابھی کسقدر ظاہر ہوتا ہے اور یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صرف معاملہ با خدا اور نہایت درجہ اتصال مع اللہ تھا۔ سوم یہ کہ سبحان اللہ سخاوت کا کیا حال تھا کہ بوقت طلب سوال مسکین یتیم و قیدی کے کچھ خیال اپنا و زن و فرزند و حضرت فضہ لونڈی کا نہین رہا اور کیا یہ بات ممکن نہین تھی کہ اون پانچون روٹیون مین سے ایک ایک ٹکڑا سائلین کو دیتے اور باقی کو حضرت خود و اہل وعیال اپنے در لاتے اور کیا یہ بات ممکن نہین تھی کہ صرف روٹی اپنے حصہ کی دیڈالتے مگر بات یہ ہی کہ بسبب جوش ایثار کے پانچون روٹیان یکبارگی اوٹھا دین چہارم یہ کہ البتہ تین روزہ حضرت علیؑ کا چالیس روزون سے حضرت مسیح کے عدد ایام مین کمتر ہے مگر ان تین روزون مین ایک امر امتحان کا اوپر چالیس روزون سے زائد تھا کہ حضرت مسیح نے جو چالیس روزہ رکھا سو ایک بات روزہ رکھنے کی تھی اور حضرت مسیح کی وہ شان تھی کہ چالیس روزہ پر کیا حصر ہے کہ اگر وہ چاہتے تو ایسا روزہ برسون کا بے تکلف رکھ سکتے تھے کہ اونکے یقین مین حیات صرف مرضی الٰہی سے متعلق تھی اور یقین ہے سب کچھ ہی مگر اس تین روزہ مین حضرت علی کے ایک قصہ امتحان کا ایسا تھا کہ دن بھر کا روزہ رکھ کر کے عین بوقت افطار کے ایک سائل ہر روز آیا اور سب کھانا اوسکو دیدیا حالانکہ وہ روٹی خود قرضہ کی تھی پنجم یہ کہ اس قصہ سے فتوت و مروت و حیا حضرت علیؑ کی کس درجہ کی ظاہر ہوتی ہے کہ تین روزہ کا فاقہ قبول کیا مگر اپنے حال سے کچھ اطلاع حضرت نبی کو باوصف اتصال مکان کے نہین دی سبحان اللہ واقعی جو شخص ایسا خود کریم ہو تو وہ منت کش اور سائل دوسرے کے پاس کیونکر ہو سکتا ہی ششم یہ کہ حضرت فاطمہ بی بی اونکی اور حضرت فضہ لونڈی اور حسنینؑ لڑکے اونکی کیسے تھی کہ ہر حال مین

شریک حضرت علی کے رہے مگر حضرت نبی اپنے باپ یا اپنے نانا کو کچھ مطلع نہین کیا ہفتم یہ کہ امامین حسنین علیہما السلام جو چوتھے روز حضرت نبی کے پاس آئے سو متواتر فاقہ ہاے سہ روزہ سے اونکے ضعف کا یہ حال تھا کہ تھرتھراتے ہوے گئے تھے اور ان فاقون سے حضرت سیدہ فاطمہ کا یہ حال تھا کہ مارے فاقون کے پیٹ اونکا سٹ گیا تھا اور آنکھین اونکی اندر حلقۂ چشم کے جا رہی تھین غرض تمام اس قصہ کا حال یہ ہے کہ واسطے اثبات افضلیت حضرت علی اور ہونے مولا کے کل اصحاب وغیرہ او . انجام وہی امورات نبوت حضرت نبی ابن عم اونکے کچھ حاجت کسی دوسری حدیث یا آیت قرآنی کی نہین ہے ۔ **بیت**

من چہ گویم از علی بو تراب ❊ آفتاب آمد دلیل آفتاب

اور سبیل ظہور عظمت اس قصہ کی یہ ہے کہ غور کرنے والا یہ سارا قصہ روزہ وغیرہ کا اپنے اوپر فرض کرے تو مطلب اس قصہ کا اوسکو معلوم ہو سکتا ہے مگر یہ کام مولویون کا نہین ہے کہ دوسرے کا قصہ اپنے اوپر فرض کر سکین بلکہ یہ کام ایسے صرف فقرا اور طالبان حق کا ہے کہ جنے لوگون مین تعلیم و مشق توحید کی برابر جاری اور خدا نے وہ درجہ عالی فقر کا بنایا ہے کہ ببرکت مشق توحید و فقر کے یہ قصہ اور تمام معاملہ معاویہ و کربلا وغیرہ کا گویا خود اونکی جان پر گذرتا ہے اور ہمکو بہت افسوس ہے کہ ہم مطلب کو پوری طرح سے قلمبند نہین کر سکتے ہین اور جو کچھ تھوڑا بہت لکھا جاے سو وہ فہم ظاہر بینون سے باہر ہے ۔ **بیت**

مردم اندر حسرت فہم درست ❊ اینکہ میگویم بقدر فہم تست

غزل اردو از مولف این رسالہ

رسول آخریں گو یار آخر محمد دکھاتا ہے ❊ علی کو جو گھٹاتے ہین سو اونکو کیا ٹھکانا ہے

این منصب عالی بحسن مجتبیٰ و بعد از وی بہ حسین شہید دشت کربلا پستر بامام زین العابدین پستر بہ محمد باقر و بعد از ان بجعفر صادق پستر بموسی کاظم پستر بعلی رضا پستر بہ محمد التقی پستر بعلی نقی پستر بحسن عسکری علیہم السلام این منصب معلی مفوض گشتہ و بعد وفات عسکری تا ظہور محمد مہدی این منصب معلق باشد

آیت ۱۵

سورہ آل عمران وَاعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ترجمہ اور چنگل مارو تم لوگ ساتھ رسّی خدا کے سب کے سب ف اس رسی خدا سے اہل بیت مراد ہین اور حدیث اسکی فصل ۴۳ مین اس رسالہ کے مذکور ہوئی کہ جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز چھوڑے جاتے ہین - ایک قرآن دوسرے اہلبیت ہمارے کہ جو خدا کی رسی ہین غرض یہہ تک جو پندرہ آیتین متعلق حضرت مولی مشکلکشا علی کے بیان ہوئین سو اسیقدر پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ تمام آیات قرآنی متعلق حضرت امیر کے جمع کرنے سے یہ کتاب بہت طویل ہوجایگی

فصل ۸۰

آیات قرآنی متعلق خلفائے ثلثہ کی کہ بعض اونمین سے درحقیقت بالتخصیص متعلق اون لوگون کے نہین ہے -

آیت - ۱

سورۃ الفتح محمّد رسولُ اللہِ والّذین معہ اشدّآء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعًا سجدًا یبتغُون فضلًا من اللہ و رضوانًا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ترجمہ محمد بھیجے ہوئے خدا کے ہین اور جو لوگ کہ ساتھ اوسکے ہین سو وہ لوگ سخت تر ہین اوپر کافرون کے اور رحیم تر ہین آپسمین اور تو دیکھیگا اونکو رکوع اور سجدہ کرتے ہوے

اور تلاش مین فضل و انعام از طرف خدا کے اور تلاش مین اوسکی رضامندی کے اور اونکے چہرون مین موجود ہین آثار سجدہ کے ف تفسیر بیضاوی وغیرہ سے کچھ شان نزول اس آیت کی خاص کر کے بہ نسبت کسی صحابی کے پائی نہین جاتی اور صرف معنی اسقدر ہین کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم رسولخدا کے ہین اور جو لوگ کہ اونکے ساتھ ہین سو اونکا طور یہ ہی کہ مخالفان دین اسلام کے ساتھ سخت و شدید ہین اور باخود با مسلمانون پر رحیم ہین اور سجدہ اور عبادت مین لگے ہوے ہین اور اونکے چہرون پر آثار سجدہ کے نمایان ہین سو یہ ایک تصویر اصل مسلمان کامل کی ہے اور کچھ شک نہین ہے کہ تمام خلفاے ثلثہ وغیرہ جسقدر لوگ کہ ساتھ حضرت رسولخدا کے رہتے تھے سو وہ سب لوگ بفرق مراتب اسی قسم کے لوگ تھے اور یہ خیال غلط العام سنیون کا محض ایک مغالطہ ہے جو عوام مین مشہور ہے کہ اس آیت سے نشان خلفاے اربعہ و حقیت ترتیب خلافت اربعہ کی ظاہر ہوتی ہے سو اوسکے جواب مین یہی شعر کہا جائیگا ـــــ

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ✤ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا

یعنے یہ خیال بالکل غلط و بے ربط ہے اسواسطے کہ نشان اول اس آیت کا اگر بطرف حضرت ابوبکر کے منسوب کیا جاوے تو نسبت شدید المزاج ہونے کے اونکی طرف درست نہین ہوسکتی ہے اسواسطے کہ حضرت ابوبکر پر صفت نرمی اور ملایم مزاج ہونے کی غالب تھی اور اسیطرح پر نسبت رحیم المزاج ہونے کی بطرف حضرت عمر کے ایک بے وجود بات ہی اور انکا مزاج تو ہر وقت سخت اور تند تھا اور نشان سوم رکوع اور سجدہ کا اگر بطرف حضرت عثمان کے منسوب کیا جاے تو پھر چوتھا نشان واسطے حضرت علی کے کہان ہے غرض یہ آیت مع تمام نشانات

لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ کے کیا خوب یہ بات کہی ہے وکفی شرفا لآل رسول اللہ و فخرا ختلم التشہد بذکرہم والصلوٰۃ علیہم فی کل صلوٰۃ یعنے آل رسول کے واسطے یہ بات شرف اور فخر کی کفایت کرتی ہے کہ کلمہ تشہد ساتھ ذکر اون لوگون کے ختم ہوتا ہے اور ہر نماز مین اون لوگون پر درود بھیجا جاتا ہے اور یہ شعر قصیدۂ فرزوق کا بھی کیا خوب ہے مقدم بعد ذکر اللہ ذکرہم فی کل بدء والکلام بہ مختتم یعنی مقدم ہے بعد ذکر خدا کے ذکر ان دوازدہ امام کا ابتدائے ہر کام مین اور ساتھ ذکر اون لوگون کے سب کام ختم ہوجاتا ہے او یہ وہ قصیدہ ہے کہ جو فرزوق شاعر نے مدح مین امام چہارم زین العابدین علیہ السلام کے عین خانہ کعبہ مین بمخالفت ہشام ابن عبد الملک بادشاہ مروانی کے پڑھا تھا

آیت ۱۲

سورہ عم یتساءلون عم یتساءلون عن النبأ العظیم الذی ہم فیہ مختلفون ترجمہ کس چیز سے لوگ آپس مین پوچھ بات کرتے ہین کہ جسمین وہ لوگ اختلاف کرتے ہین **ف** حسب تفسیر محی الدین عربی کے اس خبر عظیم سے حضرت علی مراد ہین

آیت ۱۳

سورہ بقر الذین ینفقون اموالہم باللیل والنہار سرا وعلانیۃ ترجمہ وہ لوگ جو راہ خدا مین خرچ کرتے ہین اپنے مالون کو رات مین اور دن مین پوشیدگی سے اور ظاہر **ف** تفسیر معالم التنزیل و نیشاپوری وغیرہ مین ہے کہ حضرت علی کے پاس کل چار درہم تھے کہ اوسمین سے حضرت علی نے دن کے وقت مین ایک درہم پوشیدگی سے اور ایک درہم ظاہر طور سے اور رات کے وقت مین ایک درہم پوشیدگی سے اور ایک درہم ظاہر طور سے دیا

کہ اسی خیرات پر یہ آیت اوتری اور یہ خیرات جو وقت حضرت علی سے کیونکہ ہوئی کہ حضرت علی نے تو روزہ رکھکر کے اپنے افطار کی روٹی تین روز پیہم فقیرون کو دی اور خود آپ مع اہل وعیال برابر فاقہ رہے اور حضرت علی کی ایک سخاوت یہ بھی ہے کہ عین نماز مین اپنی کنگولیا کی انگوٹھی سائل کو دیدی۔

آیت ۱۴

سورہ نحل **وعلامات وبالنجم ھم یھتدون** ترجمہ نشانیان ہین ستارون کی کہ جس سے وے لوگ راہ پاتے ہین ف جامع الصغیر سیوطی جلد اول مین یہ حدیث ہے **النجوم امان لاھل السماء واھلبیتی امان لامتی** یعنے فرمایا رسولخدا نے کہ ستارے سب امان ہین واسطے اہل آسمان کے اور اہلبیت ہمارے امان ہین واسطے ہماری امت کے ۔ اور شاہ تراب علی صاحب ساکن کاکوری نے اپنی کتاب مطالب رشیدی مین یہ تحریر قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی سیف المسلول سے حسب ذیل نقل کی ہے کہ بعضے اولیاء امت را بکشف صحیح کہ یکے از اسباب علم است ظاہر گشتہ کہ فیوض و برکات کہ از جناب الٰہی بہ اولیاء اللہ باشد بے توسط فیض او نمیرسد وکسی از مردان خدا بیوسیلہ او درجہ ولایت نمی یابد اقطاب جزئی و اوتاد جزئی و ابدال و نجبا و نقبا و جمیع اقسام اولیاے خدا بوے محتاج می باشند و صاحب این منصب عالی را امام گویند و قطب الارشاد بالاصالہ نیز خوانند و این منصب عالی از وقت ظہور آدم علیہ السلام بروح پاک حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ مقرر بود کہ پیش از نشاء عنصری آنحضرت ہم در امم سابقہ ہر کرا درجہ ولایت میرسید بتوسط روح پاک آنحضرت و بعد وجود عنصری [illegible]

حلیت او

علی داماد و ابن عم وصی حضرت نبی کے ہین
خلافت کرنے کو برحق تیرا رتبہ گھٹاتا ہی

خلافت کو نہین گر مان لیتی وہ تو کیا کرتے
کہ اونکا ظلم سہنے کو بنا سارا گھرانا ہے

اوسی ڈھب سے تو ہم بھی مان لیتے ہین خلافت کو
ہوا اسلام شایع واقف اس سے اک زمانہ ہے

صحابی گر قریشی ہین ستارے ہین صاحب ہین
یہ سب باتین علی مین ہین ادہر آئین کیا بہانا ہے

سیادت مین شجاعت مین سخاوت مین عبادت مین
علی کا کون ہمسر ہے اور اوسکو کیا چھپانا ہے

علی و فاطمہ فضہ و بھی حسنین ہون فاقہ
غریبون کے کھلانے سے عجب کھانا کھلانا ہے

احد سے بھاگ جائین لوگ بھاگین سے و حیدر نہ جائین
علی حاضر ہین اونکا کام دشمن کا بھگانا ہی

رہو آزاد حب پنجتن مین غرق تم ہر دم
یہی عمدہ عبادت ہے یہی بہتر دوگانا ہی

اشعار بطرز مثنوی از مؤلف این رسالہ بطور بیان آیت و یطعمون الطعام علی حبہ

من چہ گویم از علی بو تراب
آفتاب آمد دلیل آفتاب

از پئے نیت سہ روزہ قصد کرد
بہر افطارش نبودہ جنس و نقد

پیش شمعون رفت و قرضہ ہر سہ روز
کرد صاعے جو و آوردش بسوز

فاطمہ رض فضہ و آن حسنین ہم
روزہ دارے را شریک او بہم

داد آن جو فاطمہ را بہر نان
فاطمہ بنمود آن را پنج نان

روز اول وقت افطارش رسید
ناگہ مسکینے علی ع او را شنید

دست از نان بر کشید و جملہ نان
داد مسکین را و خود با خانمان

جرعۂ آبے فرو بردہ بحلق
کرد افطار و نہان حالش ز خلق

شب بفاقہ برد جملہ خاندان
روز دوم پیشش آمد پنج نان

آن یتیمے را بداد و اُف نگفت
روز سوم قیدیے را داد و خفت

ذات باری زامتحان کردن برے
زانکه بودش علم کلے با علی

لیک بود این امتحان از بہر خلق
تا عیان شد زور شاه فقر و دلق

روز چارم سورة الانسان رسید
مرتضی را شکر خو یزدان رسید

ہر سه روزش بود ممکن بیگمان
حصه کردے درمیان پنج تان

حصّه دادن بفرزندان و اہل
حصّه دیگہ بسایل بود سہل

لیک ایثارش نبودی بر کمال
تا نبودی غفلت از اہل و عیال

این صفت از غلبۂ توحید بود
کاحتیاج دیگران بر خود فزود

نان ز جو کردن و روزه داشتن
شب بفاقه بردن و برخاستن

روز دوم روز سوم ہمچنین
سیّده را امتحانے بود این

سیّده وان جاریه وان بچّه ها
مبتلاے روزه ها و فاقه ها

خود بشر بودند انہا یا ملک
کے شنیده مثل شان گوش فلک

ہیچ یک زینہا نکرده راز فاش
سہل بودے گر نبی بشنیدی کاش

این قناعت این رضا و این حیا
کس ندیده جز باین آل عبا

حضرت عیسی چه خوش تعلیم ساخت
ہر شجر را از ثمر باید شناخت

واو آزادی بداوم از ولا
مدح خوان مرتضی گشتم بجا

آیت ۱۱

سوره رعد من عنده علم الکتاب ترجمه وه شخص که اوسکے پاس علم کتاب ہی حدیث مین ہے علی مع القرآن القرآن مع علی یعنی که علی ساتھ قرآن کے ہے اور قرآن ساتھ علی کے ہی که اسوجہ سے حضرت علی کے ساتھ علم قرآن زیادہ تر مخصوص ہے اور تفسیر نیشاپوری مین ہے بیان آیتہ سورہ شوری

متعلق عام مسلمانان کامل کے ہی کہ اسوقت تک یہ صفت وہابی وغیرہ مین موجود ہے کہ غیر مذہب والون کے ساتھ بڑے سخت ہین اور آپسمین خوب موافق اور ملایم ہین اور جہان پر کوئی وقت نماز کا آپہونچا تو اوسیوقت شطرنجی اور گز زمین پر رکھکر کے اپنے نماز مین مصروف ہو جاتے ہین اور اونکی پیشانیون پر گھٹا سجدہ کا دیکھا جاتا ہے —

آیت ۲

سورة التوبہ الا تنصروہ فقد نصرہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا ترجمہ اگر تم نہ مدد کرو گے رسول کی تو اوسکی مدد کی ہے اللہ نے جسوقت اسکو نکالا کافرون نے دو جان سے جب دونون تھے غار مین جب کہنے لگا اپنے رفیق کو تو غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے **ف** یہ آیت متعلق حضرت ابوبکر کے ہے کہ جو ساتھ حضرت رسول کے غار مین چھپے تھے اور یہ ایک اتنا بڑا امر عظیم واقع ہوا کہ اسوقت تک جو دو آدمی آپسمین بڑی دوستی ہوتی ہے تو اون دونون کو کہتے ہین کہ یہ دونون آدمی آپسمین بڑے یار غار ہین اور اس آیت سے جو کچھ اضطراب کرنا حضرت ابوبکر کا اور تسلی فرمانا حضرت رسولخدا کا معلوم ہوتا ہے اور شیعہ لوگ جو اوس جزع و فزع حضرت ابوبکر کو طول دیتے ہین سو کچھ التفات ان باتون پر ضرور نہین ہے کہ خذ ما صفا ودع ما کدر مناسب ہی اور ظاہر ہے کہ ایمان اور استقلال حضرت نبی کے ایسا حضرت ابوبکر وغیرہ سے امید کرنا فضول ہے ہان اگر اس غار مین جناب حضرت امیر علیہ السلام ہوتے تو بیشک صبر اور استقلال اونکا بطور جنگ احد کے [illegible] ثابت قدم برابر حضرت رسول کے ساتھ رہے ہمیشہ [illegible]

اس آیت کا متعلق حضرت ابوبکر کا ہونا حاشیہ مین بخوبی بیان کیا مگر کسی آیت کا حوالہ شان نزول بہ نسبت حضرت علی کے بیان نہین کیا کہ سنیان بالطبع حضرت علیؑ کے نام سے گریزان ہین اور بیان آیات قرآنی مین نسبت خلفائے ثلثہ کے قدر متذکرہ صدر پر اکتفا کیا گیا اسواسطے کہ ہمکو اور کوئی دوسری ایسی آیت پر اطلاع نہین ہے کہ جو خاص کر کے شان مین خلفائے ثلثہ کے ہو مگر اسقدر کہ حدیث نمبر ۱۴ر - اور نمبر ۱۵ر - فصل ۷۵ - سے اس رسالہ کے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ قیدیان بدر اور حجاب عورات اور مصلےٰ کرنے مین مقام ابراہیم کے آیات قرآنی حسب رائے حضرت عمر کے نازل ہوئی اور علاوہ اسکے ایک آیت حدیث نمبر ۱۱ - مین فصل ۷۷ - اس رسالہ کو حسب ذیل مذکور ہے - آیت ۱۴۵ — سورۂ آل عمران پارہ ۴

لَن تَنَالُو البِرَّ اِنَّ الَّذِین تَوَلَّوا یَومَ التَقَی الجَمعَانِ اِنَّمَا استَزَلَّھُمُ الشَّیطَانُ
بِبَعضِ مَا کَسَبُوا وَلَقَد عَفَا اللّٰہُ عَنھُم اِنَّ اللّٰہَ غَفُورٌ حَلِیمٌ ؕ

یعنی جو لوگ تم مین ہٹ گئے جس دن کہ بھڑین دو فوجین سوا اونکو ڈگایا شیطان نے کچھ اونکے گناہ کی شامت سے اور بخش چکا اللہ اللہ بخشنے والا ہے تحمل رکھتا یعنی حاصل مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جنگ احد مین سوائے حضرت علی اور ابودجانہ اور سہل ابن حنیف کے جو حضرت ابوبکر وغیرہ تمام صحابی بھاگ گئے تھے سو یہ قصور اون سب صحابیان فراری کا معاف ہوا مگر یہ زیادتی سنیون کی قابل لحاظ کے ہے کہ صحابیان فراری مین سے خلفائے ثلثہ کو حضرت علی پر تفضیل دیتے ہین حالانکہ بھاگنے والا کبھو لڑنے والے کے برابر نہین ہوسکتا ہے اور ذکر اوس ایک آیت کا بھی اسجگہ بہ مناسبت

کہ جو حدیث نمبر ۹ - مین فصل ۷۷ - اس رسالہ کے مذکور ہی کہ آیت ۱۳۱ - اور ۱۳۲ سورہ بقر کی حسب ذیل ہے فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ یعنی اگر ایمان لاوین وے لوگ ساتھ مثل اوسکے جو کہ ایمان لائے تم لوگ ساتھ مثل اوسکے پس تحقیق کہ راہ پائی اون لوگون نے اور اگر روگردان ہون وہ لوگ پس سوا اسکے نہین ہے کہ وے لوگ ایک پھوٹ مین ہین پس قریب ہے کہ کفایت کریگا تجھکو اون لوگون سے خدا اور وہ سننا جانتا ہے رنگ پکڑو تم لوگ رنگ کو خدا کے اور کون بہتر ہے خدا کے رنگ سے اور ہم لوگ اوسکی عبادت کرنے والے ہین فقط اور غرض اس آیت کی ذکر سے اس مقام مین یہ ہے کہ حضرت عثمان کا سر خون آلودہ اوپر لفظ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ کے گرا اور کچھ شک نہین ہے کہ موافق اوس لفظ کے نتیجہ خون ناحق حضرت عثمان کا یہ ہوا کہ بسبب فسادات حضرت عائشہ اور طلحہ وغیرہ کے جنگ جمل وغیرہ مین ہزارون مسلمان مارے گئے -

فصل ۸۱

فصل ۸۰ مذکورہ بالا تک احادیث اور آیات قرآنی نسبت اہل بیت و دوازدہ امام علیہم السلام اور اصحاب وغیرہ کے بقدر ضرورت ذکر کئے گئے اور اب آیندہ حال بیماری حضرت رسول خدا اور عنوان خلافت وغیرہ کا ذکر کیا جائیگا مگر خاص اس فصل مین یہ بات منظور ہے کہ خصائص سُنی اور شیعی کے حتی الوسع راست راست طور پر لکھے جائین کہ جس سے کچھ جداگانہ حال اون دونون فرقون کا معلوم کیا جاوے اور یہ بات ظاہر ہو کہ کون فرقہ کسقدر حق پسند

ہے اور وہ باتین حسب ذیل ہین -

اول

یہ کہ اس رسالہ کا نام جو حد تحقیق بمشرب سُنی ہے سو اسکی معنی یہ نہین ہین کہ ہمکو کوئی حق و منصب اس بات کا ہے کہ اپنے کو اہل تحقیق فرض کرکے اپنی تحقیق اہل دنیا پر تمام کرین اسواسطے کہ سُنی اور شیعی دونون فرقون مین بڑے بڑے اہل تحقیق ہو گئے ہین اور ابتک اہل کمال لوگ موجود ہین کہ ہمکو ازروے علم اور فہم کے کچھ مقابلہ اون لوگون سے نہین ہے بلکہ معنی اس نام حد تحقیق کے صرف اسقدر ہین کہ بذریعہ اس کتاب کے ہم خبر دیے جاتے ہین کہ ہماری تحقیق اوس حد تک پہونچی ہے کہ جو اس رسالہ مین لکھا گیا -

دوم

یہ کہ ہمکو کچھ ادعا علم کا نہین ہے اور علم ہمکو کہان سے ہو سکتا ہے کہ گویا تمام عمر ہماری تو دنیا طلبی مین گذری ہے مگر پریشان ضرور ہین کہ حالات متقدمین اور متاخرین اسکے نظر سے گذرے سو اوس سے بالیقین یہ بات ثابت ہوئی کہ اس دین اسلام مین جو دو امام عجب طرح سے علم دین اور خداشناسی مین گوے سبقت لے گئے اور اس بات کا ہماری دل سے پوچھا جاے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے تمام عمر جو کی روٹی پر بسر کی ہوئی اور اس بات کو ہم کیونکر دل سے بھولا سکتے ہین کہ حضرت علی کے پیش ہوا ایک گرم روٹی جو کی آئی تو اوسکے ساتھ شہد بھی لگا پیش کیا گیا تا آپ نے فرمایا کہ روٹی ہے اور اوس

کچھ حاجت شہد کی نہین ہے اور قتل امام حسین کو جو قاتل مستعد ہوا تو آپ نے
فرمایا کہ ہمکو عصر کی نماز کی مہلت دو اور اوسی نماز مین اپنا کام تمام کرو چنانچہ
ویسا ہی ہوا اور صحیفہ کاملہ حضرت امام چہارم زین العابدین ع کا جو کہ زبور ہم لوگ مسلمانون کا ہی
اوپر علم و فضل و تعلق باخدا اونکی ایک گواہ قوی ہی اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
اسقدر علم اور فضل کے آدمی ہوے کہ حسب فحواے علماے امتی کانبیاء
بنی اسرائیل کے ایک قسم کے نبی تھے اور امام ہشتم علی موسی رضا علیہ السلام
اسدرجہ تک پہونچے کہ حضرت خواجہ معروف کرخی جو ایک ولی کامل ہین یکے از
مستفیضان بارگاہ امام ہشتم کے ہین اور امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام
سے تو ایک تفسیر قرآن کی موجود ہے غرض این خانہ تمام آفتاب است بیت

بدشمنان منشین حافظا تو لاکن + نجات خویش طلب کن بیان ہشت و چہار

اور بہترین شرف ہمارے واسطے یہ ہے کہ سعادت بخت سی یہ مضمون مصرعہ
سودا کا مطابق ہمارے حال کے ہو جاے ع مداح امامون کا ہی اور مرثیہ خوان ہے
اور شک نہین ہے کہ مضمون الکلم الطیب یصعد الی السماء و الکلمۃ الطیبۃ
خیر من صدقۃ کا بہت درست ہی یعنی کلام پاک آسمان کو پہونچتا ہے اور کلمہ پاک بہتر
خیرات سی ہے سو ہم اپنے خیال مین کچھ تالیف کتاب کی نہین کرتے ہین بلکہ
مداحی کو ان بزرگان کے ہم ایک عبادت سمجھتے ہین اور ایک بڑی حسرت
دل مین یہ ہے کہ اگر محبت اہل بیت دوازدہ امام کی ہماری راستی سے ہو
تو ہمارے اطوار اور اعمال بھی ان بزرگون کے روش پر ہو جائین سو خدا سے

مصرع ان امامون کو دل و جان سے مانتے ہین سو اوسی نمونہ
ال بھی درست ہو جائین —

سوم

یہ کہ رسومات سے بھی خوب حال ظاہر ہوتا ہے کہ اصل طریقہ قدیم اور آبائی کیا تھا مثلاً شادیات مین جولاہے ودُھنیے تک ہر فرقہ مسلمان مین نیاز کندوری ہمارے خاوند اور سیدہ بی بی فاطمہ علیہا السلام کا ہوتا چلا آتا ہے اور یہ رسم اسوقت تک سنیان خارجی کے گھر سے بھی موقوف نہین ہوئی اور کبھو کسی کے گھر مین نیاز کندوری حضرت عائشہ کا نہین سُنا گیا اور اسیطرح فاتحہ اور نیاز اور حاضری و دسترخوان پنجتن پاک اور دوازدہ امام اور چہاردہ معصوم اور حضرت عباس کا ہوا کرتا ہے اور نیاز سہ منی شاہ بو علی قلندر اور توشہ شاہ عبد الحق اور نیاز گینی بڑے پیر کا اور اقسام نیازات اور فاتحہ اولیاء اللہ کا ہوتا ہے مگر کبھو کچھ فاتحہ خلفاے ثلثہ کا نہین سنا گیا اور سنیان خارجی کے گھرون مین بھی اب تک فاتحہ خلفاے ثلثہ کا جاری نہین ہوا ہے اور اسیطرح یہ ایک روزہ سوا پہر یا - یا دن بھر کا روزہ حضرت مولا مشکلکشا علی کا عورات مین جاری ہے اور عشرہ محرم مین رسم بدھی و ناڑا و کفنی و سیلی و طوق و زنجیر و بیکہ اور بیک و بہشتی واسطے حضرت خامس آل عبا امام حسین کے اور رسم روپیہ باندھنے کی واسطے امام ہشتم علی موسی رضا علیہ السلام کے جاری ہے مگر کوئی ایسی رسم واسطے اولاد خلفاء ثلثہ کے نہین ہے اور ہمکو ان رسومات کے مشروع اور غیر مشروع ہونے مین کچھ گفتگو نہین ہے مگر اس بیان رسومات سے غرض یہ ہے کہ ان رسومات سے بھی گرویدگے عام بطرف حضرات اہل بیت اور اولاد انکی پائی جاتی ہے —

چہارم

یہ کہ سنیون کی طرف سے بہ توہین و تنقیص شان علی مین کوشش کیجاتی ہے سو ظاہرا یہی امر شاید باعث رواج تبرا کا شیعون مین ہوا ہوگا اسواسطے کہ مجسے چند معزز شیعون نے کہا کہ انکو تبرا خلفاے ثلثہ کا ناپسند ہے اور ہمارے جوش عقیدت کو دیکھ کرکے یہ بات بہی کہی کہ اگر سنی مین اسطرح پر محبت اہل بیت کی ہو تو سنی ہونے مین کیا عذر ہوسکتا ہے اور ایک معزز شیعے نے مجسے کہا کہ ابوبکر صدیق ایک نیک آدمی تہے اور ایک عالم شیعی نے اپنے خط مین لکہا کہ وہ صحابہ ثلثہ کو خارج از اسلام نہین سمجہتے ہین۔

پنجم

یہ کہ عشرہ محرم گذشتہ مین چند سنیون کی طرف سے پٹنہ مین بڑا اہتمام تہا کہ علم حضرت عباس کا نہ نکلنے پاوے اور آخر وہ علم بجبراست صدہا تاشہ طبلان و صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کے کسی طرح پر نکلا اور مزاحمت سنیون کی بہ لحاظ ناشروع ہونے کے نہین تہی کہ فعل شیعون کا مشروع یا نامشروع ہو تو اوسمین سنیون کو کیا دخل ہے اور کمال تشنیع یہ ہوتا کہ اپنے گہر سے نکلکر کے اوس علم کا تماشا نہین دیکہتے بلکہ یہ بات صرف براہ تعصب کے تہی اسواسطے کہ اس ہولی گذشتہ مین یہ اہتمام کیا گیا کہ سوانگ اوس علم کا نکالا جاوے مگر بوجہ احتمال دنگہ و فساد کے انسداد اس امر کو احداث کا از طرف حکام کیا گیا سو یہ امر سنیون سے پوچہنے کے قابل ہے کہ یہ اہتمام اور شرکت ہندوون کی اور اوسمین ارادہ تفضیح رسم مذہبی ایک فرقہ مسلمان کا بوجہ تعصب کے تہا یا نہین اور اس حالت کشاکشی مین شیعہ لوگ اگر تبرا عام

کرین تو الزام اسکا خود سنیون پر ہوگا یا نہین ۔

ششم

یہ کہ فریقین مین بڑے بڑے عالم لوگ افراط سے ہوگذرے ہین جیسا کہ ائمہ اربعہ ابو حنیفہ کوفی و شافعی و مالک و حنبل وغیرہ اور امام محمد غزالی و فخر الدین رازی اور مولانا روم اور ملا جامی وغیرہ بہت لوگ اگر سنیون مین ہین تو اونکے مقابلہ مین بطرف شیعی کے خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام و جناب سید مرتضی و سید رضی دو برادران و شاگردان ملا شیخ مفید علیہ الرحمۃ کے اور ملا بہاء الدین عاملی اور محقق نصیر الدین طوسی اور شاعر فردوسی وغیرہ بہت لوگ موجود ہین کہ ہمکو کچھ رتبہ اس بات کا نہین ہے کہ کچھ اندازہ لیاقت اور رفعت مرتبت علمائے فریقین کا کرسکین اور زمانہ حال مین بھی دیکھا جاتا ہے کہ اگر شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی وغیرہ بطرف سنیون کے ہین تو مولانا سید دلدار علی صاحب وغیرہ بطرف شیعون کے دیکھے جاتے ہین اور اگر صواعق محرقہ و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ واسطے استحکام بند و بست اہلسنت کی ہے تو صوارم و صمصام وغیرہ جواب مین اونکے موجود ہے پس ہم کیا کہسکتے ہین کہ کون فرقہ حق پر ہے مگر ہمنے اپنی عمر بھر کی تلاش مین صرف اسیقدر سمجھا ہے کہ شیعے لوگ جسقدر عظمت اور بزرگی حضرت مولی مشکلکشا علی علیہ السلام اور باقی دوازدہ امام کا اقرار کرتے ہین سو اس بات مین شیعی لوگ تمامتر حق پر ہین کہ حدیث مین وارد ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز بھاری چھوڑے جاتے ہین ایک قران اور دوسرے عترت یعنی اولاد اپنی اور یہ دونون آپس سے ہرگز جدا نہونگے تا پہونچنے حوض کوثر تک اور حدیث مین ہے کہ حق ساتھ علی کے ہے

اور یہ کہ عترت ہماری ایک رسی خدا کی ہے جسکو مضبوط پکڑو یعنی کہ نجات آدمی کی محبت اور پیروی مین اون لوگون کے منحصر ہے اور حضرت رسول نے فرمایا کہ جسکے ہم مولا ہین سو اوسکے مولا علی ہین مگر شیعے لوگ جو اصحاب ثلثہ رضہ کو خارج از اسلام سمجھتے ہین سو یہ بات تعصب کی معلوم ہوتی ہے اور سنی لوگ جو اصحاب ثلثہ کو حضرت علی کے برابر یا اونسے بڑھکر کے قرار دیتے ہین سو نتیجہ اس بات کا سوائے رنجیدہ کرنے روح حضرت نبی کے اور کچھہ نہین معلوم ہوتا ہے اور ہم نہین سمجھ سکتے ہین کہ اصحاب یعنی حالی صحابی کے واسطے فدیات رسول کو بھول جانا کیا منشا اس بات کا ہے اور یہ کیسا ایمان —

ہفتم

اصل مذہب سنی کا جس طرح پر کہ ترتیب دیا گیا ہے سو اوس سی سوائے اہتمام استیصال عظمت اہل بیت نبی اور دوازدہ امام کے اور کچھہ نہین معلوم ہوتا ہے اور منجملہ اوسکے یہ بات بھی داخل اوسی اہتمام کے ہی کہ لقب امام کا جو در اصل دوازدہ امام کے واسطے موضوع ہوا ہے اور اونکے واسطے موزون بھی ہی سو اس لقب امام کو بھی اوپر امام ابو حنیفہ کوفی اور امام شافعی اور امام مالک اور امام حنبل اور امام محمد اور امام ابو یوسف اور امام زفر اور امام محمد غزالی اور امام فخر الدین رازی وغیرہ کے جاری کر کے ارزان بازار کر دیا ورنہ صرف لقب مجتہد کا اون لوگون پر کیا کافی نہین ہوتا مگر اس بندوبست سے بھی عظمت لقب امام دوازدہ امام کی کچھہ کم نہین ہو سکتی ہے **بیت**

صد ہزاران اینچنین اشباہ بین   فرق شان ہفتاد سالہ راہ بین

ہشتم

یہ کہ حال مین شاہ علی حبیب صاحب سجادہ نشین پھلواری نے جو بتاریخ ۲۵ ربیع الاول ۱۲۹۵ھ روز دوشنبہ مطابق یکم اپریل ۱۸۷۸ء کے انتقال کیا سو بروز سوم اوسکے پسر اکبر شاہ صاحب کو جو دس گیارہ برس کی عمر مین تھے لوگون نے ایک داماد سے شاہ صاحب کے مرید کرا کر کے بروز فاتحہ چہارم کے سجادہ نشین بنایا اور یہ امر حق بھی معلوم ہوتا ہے مگر سنیون سے یہ بات قابل پوچھنے کے ہے کہ لم تقولون ما لا تفعلون یعنے کسواسطے وہ بات کہتے ہو کہ جو موافق اوسکے کام نہین کرتے ہو یعنی کسواسطے اس سجادہ نشینی مین حق فرزندی کا لحاظ کیا گیا اور کیا کوئی دوسرا مرید مرشد اس قابل نہین تھا کہ جو بطور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے یہ گدی پاتا اور کیا حضرت علی کو قابلیت گدی پانے کی بقدر اس بچہ دہ یازدہ سالہ کے بھی نہین تھی مگر بات یہ ہے کہ خاص ایک امر حق ہے جو بوجہ کسی غرض کے چشم پوشی کیجاے سو ہر جگہ پر وہ چشم پوشی نہین ہو سکتی ہے بلکہ حق دوسرے مواقع پر بالضرور اپنا زور دکھاتا ہے اور حضرت علی اگرچہ ظاہر مین خلیفہ بلا فصل نہین ہے مگر از روی حقیقت کے حضرت علیؑ تمامتر جانشین بلا فصل حضرت نبی کے ہین ۔ **بیت**

ہوئی جو نبوت نبی پر تمام ؛ ہوئی نعمت اوسکے وصی پر تمام

نہم ۹

یہ کہ خلاصہ مرام اس رسالہ حق تحقیق کا یہ ہے کہ خلافت ثلثہ رضہ منظور ہے اور یہ کہ خلفاے ثلثہ بھی اپنے اپنے طور پر اچھے لوگ تھے مگر حضرت مولا مشکلکشا علیؑ سے اونکو کچھ مقابلہ نہین ہے بلکہ ہمارے مولا علی اوسیطرح پر خلفاے ثلثہ رضہ کے مولی ہین کہ جسطرح پر حضرت نبی اون خلفاے ثلثہ رضہ کے مولی ہین پس ابتداے

تالیف مین اس رسالہ کے یہ قیاس ہوسکتا تھا کہ سُنی لوگ بوجہ اظہار محبت با علی اور شیعہ لوگ بوجہ اقرار خلفاے ثلثہ کے اس ہماری تحریر کو بنظر التفات نہین دیکھینگے سو یہ قیاس بہ نسبت سنیون کے درست بر آیا کہ سُنیان زمانہ نے عموماً ملاحظہ کرنے سے اس کتاب کے آنکھین بند کرلین اور نوبت یہ پہونچی کہ سُنیان ذی وجاہت کے سامنے نام بھی حضرت علیؑ کا ہم زبان پر بے تکلف نہین لا سکتے ہین یعنی ہمکو پورا تجربہ ہوا کہ یہ سُنی لوگ درحقیقت حضرت علی سے گریزان ہین اگرچہ ظاہر مین کچھ اقرار محبت کا بھی کرتے ہون مگر سنیان صوفی مشرب نے بشوق تمام اس کتاب کو جہان تک کہ چھپی ہے طلب کی ہے اور چند سُنیان صوفی مشرب نے لکھا کہ وہ لوگ اس کتاب کو اپنے گھرون مین واسطے ہدایت اولاد اپنے رکھینگے سو اس تحریرات سے تجربہ ہوا کہ یہ سنیان صوفی مشرب البتہ محبان علی سے ہین اور قلم یہانتک پہونچا تھا کہ ایک خط مولوی محی الدین صاحب متین تخلص اور وکیل منصفی سیوان ضلع سارن کا جوکہ ایک سُنی اور لایق آدمی ہین تمامتر بتائید اور تصدیق ہماری تحریر کے پہونچا اور معلوم ہوا کہ وہ مثل انگریزی کے درست بر آئی کہ دنیا مین کوئی چیز بغیر استثنا کے نہین ہے چنانچہ مولوی صاحب موصوف بے تکلف قوم سنیان سے ایک استثنا معلوم ہوتے ہین اور چونکہ یہ خط جوش محبت اہلبیت سے معمور ہے اسواسطے اس جگہ پر بجنسہ بترک اداب والقاب معمولی کے نقل کیا جاتا ہے

نقل خط مولوی محی الدین صاحب مد

امروز بمقام سیوان ضلع سارن کہ بذریعہ شغل وکالت قیام دارم نزد منشی سلطان حسین وکیل اینجا نسخہ حد تحقیق بمشرب سُنی تصنیف حضور والا دیدم بلکہ تا دیر اتفاق معائنہ آن شد - ہرچند با تمام نرسید مگر آنچہ کہ دیدم ازان بدل وجان

پسندیدم الحق درین کتاب آنچه مندرج شده همه حق و قرین صدق و انصاف است
بنظر استیصال بیان مدعیان قایلان تفضیل من جمیع الوجوه که بهمه جهت آماده تنقیص
مراتب مرتضوی اند و همین را بخیال خود جزو ایمان پنداشته ورقها همچو روی خود
سیاه کرده اند اشد ضرورت تالیف این رساله بود و گویا این فیصله منصفانه
درمیان قوم صادر کرده شد اهل انصاف بیشک قدردانی آن خواهند نمود و بر حقیقت
خلافت خلفاے ثلثه رضی الله عنهم با وجود موجود بودن احادیث خم غدیر وغیره
مایان را انکاری نیست لیکن از آن رو اعتقاد تنقیص شان جناب مرتضوی
اهلبیت باعث ضلالت است و با وجود همچون حدیث فضائل جناب امیرنا ع
دبان بجواب رساله جناب حضرت منشی سید محمد نجم الدین صاحب قبله (برادر
کلان مؤلف این رساله حد تحقیق و خود مصنف مصابیح الظلام و فضل صفدری
وغیره) اعتقاد خود به نسبت مفضول بودن جناب امیر بجمیع الوجوه از اصحاب ثلثه
ظاهر میکنند و بقول دروغ گوئیم برروے تو میگوید که همین مسلک علماے و متصوفین
متقدمین و متاخرین است لعنة الله علی الکاذبین این بی نصیب کتاب
صراط المستقیم تصنیف مولوی محمد اسمعیل سرحلقه طائفه خود راهم ندیده است که
محض بغیض مرتضوی حق بزبانش جاری شده و در باب هدایت ثانیه افاده
خود نمبر ا- می نویسد که حضرت مرتضوی را یک نوع تفضیل بر شیخین هم ثابت است
و این تفضیل بجهت کثرت اتباع ایشان و وساطت مقامات ولایت است
من قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیرها و این عطیه الهیه بمقابله آنست که
گاهی انتظام خلافت و مملکت و سلطنت در آن اظهار ایشان صورت نه بسته و
اکثر سلاسل ولایت هم منتسب بجناب مرتضوی است پس روز رستخیز بسبب کثرت اتباع

که اگر غرضے در اینها صاحب شانهاے بلند و مراتب ارجمند خواهند بود و موکب
مرتضوی را آن ابهت و جلال جلوه ظهور باشد که تماشائیان آن مقام و نظارگیان
آن مجمع بے نظیر را موجب تعجب بسیار خواهد شد بظهور همین مقام بر بعضے صوفیان
و خفای مقام شیخین رضی الله عنه باعث آن گردیده که در تفضیل جناب شیخین رض
ترددی بهم رسانیده از عقیده راسخه اهلسنت متزلزل شده اند پس این شهادت
مولوی محمد اسمعیل صاحب بی شبهه قاطع دلایل آن باشد انعقاد ظاهری بذریعه
اجماع بمقابله خلافت حقه رتبه ندارد و حیرانم که آن ناصبی چه خواهد گفت بحق صاحب
غیاث اللغات که سنی مذهب است و در کتاب غیاث اللغات صاف نوشته که
سقیفه بنی ساعده مکانے بود در عرب و در آن براے مشوره هاے بیهوده و باطله
قوم عرب جمع میشدند حالانکه انعقاد خلافت هم در آن مقام گردیده است و در ان کسی را
انکارے نیست و چه گوید در حق مولوی عبدالحق محدث دهلوی خود که در تکمیل الایمان نوشته اند
یعنی از محمد حنیفه کسے پرسیدند که سبب عدم اجماع است بر خلافت جناب امیر چه بود گفت
زاهد بود و زاهد را با دنیا و اهل دنیا مبالاتے نباشد شریف بود و شریف را پروای کسے
نبود و شجاع بود و شجاع را آزار کس نبود پس بتسلیم همان محدث گویا این خلافت ظاهری
باجماع دنیاداران قائم گردید در رساله مقالة الوضیة فی النصیحة والوصیة تصنیف شاه
ولی الله صاحب دهلوی قابل دیدنی ست مینویسد که صحابه معصوم نبودند و ممکن که
از ایشان چیزے بوجود آمده که اگر از دیگران میشد موجب رد و قدح میگفت اما
ماموریم بکف لسان از تنازع ایشان و ممنوعیم از سب و طعن در حق ایشان لیکن این براے
مصلحتے از مصلحتهاے دینی و از مصلحت جز غرض استحفاظ معاویه دیگر نیست حقیقت این است
که مهر و محبت جناب امیر و دیگر اهلبیت نیست بی شبهه کافر ست بقول حافظ شیراز —

اشعار حافظ

انزاکه دوستی علیؑ نیست کافر است   گو زاهد زمانه و گو شیخ راه باش
امروز زنده ام بولاے تو یا علیؑ   فردا بروح پاک امامان گواه باش
قبر امام هشتم سلطان دین رضاؑ   از جان ببوس و بر در آن بارگاه باش

حضرت امام شافعی بمنقبت جناب امیرؑ عجیب رباعی گفته

رباعی

کفانی فضل مولانا علیؑ   وقوع الشک فیه انه الله

ترجمه کفایت کرتا ہے ہمکو دربارہ فضل علیؑ کے واقع ہونا شک کا اس بات کہ وہ اللہ ہے

ومات الشافعی ولیس یدری   علیٌ ربه ام ربه الله

ترجمه اور مر گئے شافعی و نہیں دریافت کیا کہ علیؑ رب اوسکے ہیں یا کہ خدا تعالیٰ رب اوسکا

این رباعی در مناقب مرتضوی دیدم و جاے قول شافعی نیست رباعی

من مات علی حب آل محمد   فمات [illegible]

ترجمه جو شخص کہ مرا وہ اوپر حب آل محمدؐ کے وہ مرا وہ اہلسنت وجماعت (شخص مغفور)

سابق بمقتضاے این قول —

ما قصهٔ سکندر و دارا نخوانده ایم   از ما بجز حکایت مهر و وفا مپرس

ہیچیک توجه بجانب جواب این فرقه دور از صواب نه نمود حالا بوجه یورش این قوم ضرورت تالیف این کتاب گردید و کتاب حضور در جواب دندان شکن است معلوم نه که جلد دیگر هم طبع شده یا نه هر دو جلد را مطالعه کردن میخواهم — غزلے کمترین در منقبت جناب امیر علیه السلام براے ملاحظه حسب ذیل از دیوان خود نقل کرده میشود —

غزل

بے تولاے علی دل را صفائے مشکل است
غیر مہر او بہ عرفان رہنمائی مشکل است
فتح باب علم احمد زان وصی مصطفے
غیر عشقش تا در احمد رسائی مشکل است
آن قسیم حوض کوثر حاکم باغ جنان
غیر استمداد او مشکل کشائی مشکل است
تا نہ سازی طوطیا از خاکپاے بوتراب
چشم ایمان ترا خود روشنائی مشکل است
گر نہ عارف از دل وجان والہ حیدر بود
کشف گردد بر دلش سر خدائے مشکل است
المدد اے بادشاہ ہل اتے جز فضل تو
رستن و لہا ز بند ماسوائے مشکل است
عمرہا ضائع شدا یدل گہ نکردی با نیاز
بر در آن شاہ مردان جبہہ سائے مشکل است
قوت از شاہ نجف باشد بحال تو یقین
نفس روبہ را زمن ورآزمائی مشکل است

اور حال شیعون کا یہ ہے کہ ہمنے رسالہ حد تحقیق صفحہ ۲۵۶ تک جو چھپا تھا چند سنیان و شیعون کے پاس بلا تحریر خط کے ڈاک پر بھیجدیا اور جیسا کہ قیاس تھا سنیون نے کچھ رسید کتاب سے اطلاع نہین دی مگر شیعون نے بڑے تپاک سے خطوط لکھے اور دعائین دین کہ اونمین سے نام چند صاحبون کا بطور شکر گذاری اور بنظر یادگار کے اس مقام مین لکھا جاتا ہے۔

اول

جناب سید عشرت علی صاحب رئیس بھاگلپور کہ اونسے ہمکو سلسلہ قرابت کا بھی ہے اور اونکا یہ فقرہ دعائیہ ہمکو بہت پسند ہوا کہ انشاءاللہ تعالی حشر ہمارا بزمرۂ شیعیان محبان علیؑ کے ہوگا۔

دوم

جناب سید محمد تقی خان صاحب رئیس مظفرپور کہ رشتہ مین وہ ہماری بزرگ

ہوتے ہین اور جناب موصوف نے بڑے تپاک سے پندرہ نسخہ تحقیق کا ہمسے طلب کیا

سوم

جناب نواب شعار الدولہ سید افضل علیخان صاحب بہادر رئیس فیض آباد کہ ایک بڑے لائق شخص ہین اور ہمکو ازراہ عنایت بلقب صدر نشین محفل محققین زیب وزین ارائکہ مدققین یکہ تاز معرکہ انصاف سالک مسالک خالی از اعوجاج واعتساف عارف روشنضمیر صاحبدل باتنویر کے یاد کرکے اپنے خط مین لکہا کہ فی الواقع در مدح کمال تحقیق و انصاف ملازمان زبان بیان لال است چہ مساعی جمیلہ در جمع و بیان احادیث فرمودہ اند و چہا داد انصاف دادہ اند ولائق بفریقین اہل اسلام آن ست کہ اعتقاد بآن آرند و از اعتساف گذشتہ طریقۂ انصاف را اختیار فرمایند تا از ہلاکت دارین نجات حاصل سازند سعیکم مشکور باد برب العباد اور یہ وہ بزرگ ہین کہ جو ایک کتاب باسم کتاب العجیب فی اخبار السید الذبیح الغریب - تالیف فرماکے پیشین گوئی واقعہ کربلا کی کتاب اشعیا نبی متعلق توریت سے بہت طرح سے ثابت کی ہے اور پانچ نسخہ اوسکا براہ عنایت ہمارے پاس بھی بھیجا ہے -

چہارم

جناب راجہ سید باقر حسین صاحب رئیس اکبرپور ضلع فیض آباد کہ ایک بڑے لائق شخص ہین اور اپنے خط مین براہ عنایت یہ فقرہ حسب ذیل لکہا ہے الحاصل آنکہ یک نعمت غیر مترقبہ یافتم و یقین دانم کہ اکثر صاحبان کہ منصف مزاج اند بدولت آنجناب ہدایت کافی یابند -

پنجم

جناب سید محمد صاحب مدرس نارمل اسکول آگرہ کہ اوسپر بکمال لیاقت اونکی کتاب

نمبر الفرقان من وساوس الانسان گواہ ہے کہ کس خوبی ولیاقت علمی سے فصاحت وبلاغت قرآن شریف کی باستدلال اشعار واقوال فصحای عرب کے ثابت کی ہے اور اپنے خط مین اس رسالۂ تحقیق کو ایک محاکمہ بطرز جدید کے قرار دیتے ہین مگر ایک شکایت اونکو یہ ہے کہ اس کتاب مین بہت جگہ پر اختصار ہوا ہے سو یہ شکایت اونکی درست معلوم ہوتی ہے۔

ششم

جناب سید شہامت علی صاحب ساکن موضع بالی ضلع پٹنہ کہ اونھون نے ہمکو بسلسلہ قرابت کا ہی اور وہ اپنے خط مین لکھتے ہین کہ عالیجناب نے بزور علم عربی وفارسی وانگریزی ملاحظہ تواریخ کتب ہای صحیح ہر فرقون کے اصول مذہب کی کتابون کو کمال تامل و غور سے ملاحظہ فرمایا کہ اونھین کتابون سے دلائل فضائل فضل وکرم وفضلیت جناب [illegible] ائمہ ہدا ایک ایک نسخہ عام فہم بکمال توضیح وتشریح کے ساتھ تصنیف فرماکر شائع فرمایا ہے۔

ہفتم

منشی سلطان حسین وکیل منصفی سیوان ضلع سارن خلف جناب منشی حشمت حسین صاحب مرحوم کہ وہ اپنے خط مین لکھتے ہین کہ سبحان اللہ خاتمہ تحقیق وتدقیق فرمودہ عدالت نوشیروانی رابکار بردہ اند خداوند کریم بہ تصدق ائمہ معصومین باین اعتقاد واثق جزای خیر دہد ماشاء اللہ عجب اعتماد و اخلاص با جناب امیر علیہ السلام دارند و عجب عنوان باستدلال احادیث وآیات این فرقہ معتقدین معاویہ مردود را ذلیل و خوار ساختہ اند بجدی لم یزل کہ بر حسن اعتقاد جناب اکثر محبان اہلبیت را غبطہ میشود۔

ہشتم جناب سید مہدی حسین صاحب خان متخلص ساکن حسن پورہ ضلع سارن کہ وہ ہمارے ایک عزیز اقارب قریب ہین اور جناب ممدوح نے خط مین ہمکو براہ عنایت بلقب سید

المومنین حق پسند و حق بین کے یاد کرکے لکھا کہ کار نمایان کرده اند و بلا حجاب بمیدان عدالت در احده داد ایمان داده اند اور موصوف الیه نی مادۂ تاریخ وصول اس کتاب کا حسب ذیل لکھکر کے بھیجدیا۔ منقبت حیدر کرار کی نہم سید احمد رضا صاحب بلگرامی کہ وہ اپنی خط میں نسبت اس رسالہ حد تحقیق کے لکھتی ہین کہ ذو الفقار قاطع بدست محبان ائمہ اظہار افتاد۔

دہم جناب آغا احمد صاحب قبلہ اصفہانی حال مقامی بہاگلپور کہ نسبت اوصاف و بزرگی انکی اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہی کہ عمدہ پیدایش اس شخص کے ہی جو کہ انکے مکارم اخلاق خدمت خلق اللہ اور صبر و رضا و عبادت و ایمان و تقوی و زہد سی متصف ہو اور جناب ممدوح نے جو ایک قصیدہ ہماری حق بین بدست خاص اپنی لکھا ہی سو اشعار اس قصیدہ کی حسب ذیل ہین

تشنہ کام ازلی یافت بکف مازمعین
آفرین باد برین عدل و برین علم یقین
حق زہرا تو بدادی و علی را منصب
اجرہا دادت ز درگاه خداوند برین
حد انصاف ہمین است کہ از رای تو شد
سنۂ خصم عیان شد ہمہ چون و چنین
از ستم پرده نکند بنور خورشید
کشف تو فاش نمود عقدہ اسرار مبین
در رکلک تو شد رہبر ہر گمراہی
لیک شرطش بالست و برحم و شفقت چنین
حضرت جد تو خورسند و غلامان لبش شاد
چشم امید برین است کہ آیندہ چنین
اصطلاحات ضروری سبب راحت جان
از احادیث صحیحش ہمگی زار و حزین
فخر دارم ز ثری تا بہ ثریا ہر دم
کہ مرا یاد نمودی بچنین گنج مکین
آرزو دارم اگر تحفہ شود چون مشکوۃ
چونکہ تصنیف تو زیبندہ بود چون تلقین
جدو ابای تو فی حق و بحق و با حق
چون شد این است بہ بخت کہ کہ چنین

دست دار دبدعا احمد مسکین شب و روز ÷ پنجتن بر تو مددگار و خدا یار و معین

یازدہم جناب مولوی فقیر حسین صاحب عظیم تخلص و رئیس حسین گنج ضلع سارن کہ بذات خود ایک بڑی لائق آدمی ہین اور موصوف الیہ نے بھی چند اشعار حسب ذیل براہ عنایت ہماری حق مین لکھکر کے بھیجدئے

اشعار

ستایم ترا ای غریق ولا
سرایندۂ منقبت برملا
زجام ولاے جناب امیر
گرفتی می صاف خم غدیر
نداری باہل خلاف آشتی
نشان ولا را برآفراشتی
نہ پروای عمر ہست و نی بکر و زید
شدی اینک آزاد از بند و قید
گل از خار چیدی درین بوستان
کزان شد شگفتہ دل دوستان
رہ صاف گیرند اہل نظر
کہ خذ ما صفا ہست و دع ما کدر
ز آلودگیہا بہ پرداختے
مس قلب را کیمیا ساختے
ولی کاندران نور حب علی است
دران ظلمت سایۂ غیر نیست
بنازم بر انصاف آزادگان
کہ ہستند بر آل دلدادگان
کسی کو یداللہ را دل دہد
چرا دست بر دست غیری نہد
چو نامست وحید از بزرگان سید
بتحقیق درین ہم شدی تو وحید
عجب خندہ و قہقہہ شد بزور
چو خواندیم تشبیہ جرمن سیلور
خدایا کدام است ان روز عید
نشیند عظیم حزین با وحید

دوازدہم جناب ارتضی حسین صاحب بھاگلپور کہ ایک خط فارسے کمال جوش عنایت سی حسب ذیل لکھا اور ایک تقریظ عربی چکیدہ قلم فیض شیم جناب

مولوی سید ضیاء اللہ صاحب پیشنمار بھاگلپور کی بھیجی اور ایک طریقہ خاص
اُنکے امام باڑہ کا ہمکو بہت پسند ہوا کہ علاوہ مرثیہ کے پانچ سات حافظ لوگ
تمام عشرہ بہر شب روز ختم قرآن شریف کرتے ہین

نقل خط جناب ارتضی حسین صاحب بھاگلپور

بستگی ارانکہ فضل بکمال ستوده وسادۀ حشمت واقبال وحید زمان فرید دوران دام مجدکم
وزاد اقبالکم وحشمتکم پس از الوف تحیات وصنوف اسلمہ بمصادقت آیات ووفور اشواق
وشدت غرام وغلبہ اشتیاق وثورت پیام کہ از مدتی محبت دیرینہ درکانون سینۂ
الفت گنجینۂ ہیچمدان مقیم در صدف دلنون ومخزون وآتش مودت ومحاب باہم اندر
مدخنہ فؤاد مثل فولاد در کورۂ حداد مجبول ومخفون است انتظار منطق مقصود وا
مینماید ولبها بترانۂ مدعا می کشاید درین آوان خجستہ توامان وزمان مسرت
اقتران کتاب مستطاب بالغت نصاب ملقب بہ بحر تحقیق کہ فی الحقیقت طالبان
حق را بسرحد تحقیق میرساند وبرای ناظرین نصفت قرین نقاب از عرائس مطالب
وکنوز دقائق برداشتہ بہرۂ تازه وفائدۂ بی اندازه بخشوده بساحل مراد میگزراند
کہ بنابر مراسم قدیمہ ومرابط دیرینہ آن گنج فوائد وخوان موائد باین مخلص بی ریا محب
باصدق وصفا ہدیۃ فرستاده اند سرفراز نمود وسرور وحبور نامحصور بخشید در اوقات
مختلفہ وجلسات متعدده تمام وکمال حصہ کتاب را مطالعہ نمودم وشبہا در التقاط
لآلی تحقیقات انیقہ ومطالب شیقہ اش سر بزیر آورده گوہر مقصود بر داشتم
وروزہا در خوض الفاظ وغوص لجہ معانی وحسن ملاحظہ مبانی ولطافت بیانی اش
دررفتہ حظی وافر وتہیج خاطر بہم رسانیدم وللہ الحمد علی ذلک وہو یرشد الی احسن
المسالک حقا کہ دُرہا سفتہ اند وچندین عرائس مقاصد در ذیل بیان نہفتہ اند

وچگونه خار وخس شبهات باطله واوهام از حقیقت عاطله بدلائل واضحه وحجج
قاطعه رفته اند گلی است از ریاض تحقیق وسنبلی است از چمنستان تدقیق بحریست
مواج وفلکی است ذات ابراج آفتاب درآب وتاب وعلم ساطع برای سالک
راه صواب قمری است در صفا وزهره ایست در ضیا ریحانه ایست که
استشمامش دماغ ایمان را تقویت می نماید واز جواهر احادیث وآیات که در
شان ولایت مآب واهلبیت معصومین ماثور است عقدی ترتیب داده اند
که آویزگی گردن عروس دین را شاید واز طوطیای اخبار صداقت آثار
وفضائل عترت اطهار کحله ساخته اند که دیده رمد رسیده را روشن سازد
واز فولاد باب ادله محکمه مصیقله پرداخته اند که آئینه بواطن را از زنگ تشکیکات
شیطانی وتخیلات نفسانی می زداید الا الذین ختم الله علی قلوبهم وعلی سمعهم
وعلی ابصارهم غشاوة ودوستداران آل عبا سر بتسلیم خم کرده اند بارغبت ورضا
واما الذین فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا خلاصه کار نمایان کرده اند
وکتاب عجیب درقالب تحریر درآورده اند شکر الله سعیکم واحسن دعیکم
مترقب از الطاف مرعیه واخلاق مرضیه آنکه چهار پنج نسخه ازین کتاب دیگر
برای این اخلاص مند ودوتا نسخه بخدمت عالی جناب فضائل مآب وکمالات
انتساب مقدس القاب مولوی سید ضیاء الله صاحب تشیمانز دام ظله العالی
هدیه باقیمه مرحمت فرمایند واز قیمت آن اعلام بخشند وحقائق پناه دقائق اکتناه
مولانا سید ضیاء الله صاحب ممدوح تقریظی برین کتاب زیب تحریر فرموده اند
مصحوب عریضه ایصال خدمت است اگر مطبوع طبع شریف گردد مطبوع گشته
باصل کتاب ملحق کرده اید نواب سید اعظم علیخان صاحب مهتم البرٹ پریس

بهاگلپور خواستگار اند که اگر اجازت فرمایند این کتاب لاجواب را در مطبع مذکور طبع سازند والسلام خیر ختام ـ

نقل تقریظ عربی چکیده قلم فیض شیم جناب مولوی سید ضیاء الله صاحب پیشنماز بهاگلپور

بسم الله الرحمن الرحيم اذكى كلام ينطق به اللسان واطرب بيان يتحرك له اطراف البنان وابهى درر يشنف بها الاذان وازهر زهر تنشر في اردان الاذهان واعلى مرقاة يعرج بها الانسان من حضيض حظوظ النفس البهيمية الى اوج العرفان واحسن ما يترنم به العنادل على رؤس الاغصان واحرى ما يعقد عليه القلب والجنان ويجتنى به ازهار الجنان ويجنب به النعم ويزاد به الكرم حمد المفضل المنعم بارى النسم خالق اللوح والقلم الذى علم الانسان ما لم يعلم وافضل الصلوة على اشرف الموجودات علة وجود العالم وواسطة خلقة آدم الصادع بالشريعة القائمة جعل ملته لسائر الملل عن ارتفاع ثرى البقاء فاطمة عقمت بمثله ام الزمن ليس له صنو ولا نظير ولا كفو ولا وزير غير ابن عمه ابى الحسن فهو تلوه وثبته وزوج ابنته وابو ذريته والخليفة على امته سيد العرب والعجم الامير على سائر الامم المنعوت على لسان سيد الابرار على قسيم الجنة والنار كرار غير فرار اعان النبى المختار حين اختار الاغيار الفرار وركبوا العار والشنار عليه وعلى سائر اصحاب الكساء وعترته النجباء المعصومين الميامين الغر حجج الله واحد العدد احدا الى الامام الثانى عشر الغائب عن الابصار والحاضر في الامصار الذى بيمنه رزق الورى وببقائه ثبتت الارض والسماء ينتفع به كل الانام كاشراق الشمس تحت الغمام فيومن به

كل مؤمن الا من اعرض عن جادة الانصاف وساد الى الخلاف وما
يضر بالشمس ان لم يرها الخفاش فاما من خاف مقام ربه ونهى النفس
عن الهوى فان الجنة هي الماوى ومن بركات مولنا صاحب العصر
عليه السلام عجل الله فرجه وسهل مخرجه وقبسات مشكوة وجوده
ولمعات انوار فيوضه وجود ظهور هذا العقد الثمين والمعجز المتين
والسحر الحلال والبحر الذي ليس له ساحل والكتاب العجيب والتقرير
الغريب والتحرير الرشيق المسمى بجد التحقيق فهي درة بيضاء لا بل معجزة
غراء وجوهر مضئ وكوكب درى وتحقيقات انيقه وابحاث رشيقه
كيف لا وهو من نتايج افكار وحيد العصر فريد الدهر البالغ من الفنون
اعلاها والفائز من المراتب اقصاها عالي الكعب في العلوم النقلية طويل
الباع في الكمالات العقلية صاحب الفطنة الوقادة والقريحة النقادة سالك
مسالك اهل الحق والتحقيق محرز قصبات السبق في مضمار التدقيق كلامه
مليح وبيانه فصيح ان اوجز اعجز ومتى اخترع خرع الفائق على الاتراب كاشف
طرق الحق والصواب جناب المولوي السيد وحيد الدين خان بهادر دامت
معاليه وبوركت ايامه ولياليه فامعنت فيها نظري وجليت بها بصري
فوجدتها موعظة شافية ولهداية من عميت قلوبهم كافية حرية
بان تكتب بالذهب على صفحات البلور لا بل ان يزبر بالنور على وجنات
الحور دليل واضح لمن عدل وانصف لا من عدل عن الحق واعتسف
الفاظها كالدرر الغرر في البهاء ومعانيها كازهار الورد في الرونق والصفاء
فقلت متعجبا هذا البحر الرائق ونهر فائق حياضه اترعت للشاربين وفي رياضه تنزه الناظرين ؎

ففی کل لفظ منه روض من المنی ⁂ وفی کل سطر منه عقد من الدر

عسی لم یصف مثل الکتاب فی غایة المتانة و الانصاف فی الاطراف
والاکناف روضة یرقص الطواویس علی اغصان معانیهما
یترنم الاطیار علی اشجار مبانیها فلا ادری اهی خیرات حسان ام الیاقوت
والمرجان لله در فارس هذا المیدان وهل جزاء الاحسان الا الاحسان
لمولفه طالعت منها حصة فوجدتها بحرا عمیقا عرضة لا المخبر او راقها تذری باوراق
الذهب وسطورها کشعاع شمس تسطر احسنت احسنت ایها الاخ فی الله فما
اذکی رائک الصائب وما اجود ذهنک الثاقب حیث شمرت عن ساق
الجد وغاص طبعک النقاد فی دأماء التحقیق علی تلک الجواهر الفرائد
شکر الله سعیک بالجزاء الاوفی وجعل الآخرة خیرا لک من الاولی
ونفع الله بها سائر المسلمین بحق محمد وآله المعصومین صلوات الله
علیهم اجمعین وعلیک باتمام هذا الکتاب فانه تذکرة لاولی الالباب
وعلیکم ایها الاخوان فی الدین ان لا تتخذوه شیئا فریا لانه متاع ثمین
والنظروة لعین الانصاف ولا تجعلوه ورائکم ظهریا لانه بضاعة
غالیة للحفظ قمین وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین
هذا ما تیسر لقریحتی الجامدة وفکری الخامدة مع توزع البال
وتشتت الاحوال فی تقریظ هذا الکتاب ولو لم یبلغ المعشار
من اوصافها و مرایا مصورا معلا انا الجانی الاواه ضیاء الله اوتی
کتابه بیمناه حرر فی اوسط عشرات ربیع الاول واستخرجت تاریخها
هدایته الطریق باب الانصاف و التحقیق سنه ۱۲۹۴ هجری

ترجمه فارسی تقریظ یعنی ستایش مذکورهٔ بالا لذیذترین کلام که زبان بآن گویا شود و خوش آیندترین بیان که اطراف سر انگشتان برای آن بحرکت آید و روشن ترین گوهرها که گوشها را گوشوار باشد و تازه ترین شکوفها که در آستین های ذهنها گسترده شود و بلندترین نردبان که انسان بدان از نشیب خطوط نفس بهیمیه باوج عرفان عروج کند و نیک ترین چیزی که بلبلان بالای سر شاخها بدان مترنم شوند و لائق ترین چیزے که بستگی قالب دل بدان باشد و شگوفهای باغ بواسطه آن برچیده شود و نعمت ازان حاصل شود و کرم ازان زیاده شود حمد کسی ست که نهایت فضل کننده و نعمت دهنده و پیدا کننده یادنسیمها و خالق لوح و قلم است آن کسیکه تعلیم انسان کرد بدان چیز که نمیدانست و افضل درودها است بر اشرف موجودات که علت وجود عالم و واسطه خلقت آدم است و بیان کننده شریعت قائمه است که ملت او بازدارنده است سائر ملت ها را از شیر خوردن سینه بقا و آن کسی هست که مادر زمانه او مثل او دیگرے نزائیده و نه او را هم شاخیست و نه نظیر و نه کفو و نه وزیر غیر ابن عم او ابو الحسن که او متصل بر تنه او و شوهر دختر او و پدر نسل او و خلیفه بر امت او سید عرب و عجم امیر بر تمام امت ها که صفت کرده شده است بر زبان سید الابرار و آن علی ست که تقسیم کننده جنت و دوزخ است و کرار غیر فرار ست که نبی مختار را اعانت کرد وقتیکه فرار را اغیار اختیار کردند و عار و ننگ را سوار شدند و بر تمام آل عبا و اولاد نجبار او که معصوم و مبارک اند و روشن تر حجتهای خدای واحد الصمد تا امام دوازدهم اند و آن امام دوازدهم غائب از نظرها و حاضر در شهرها ست که به برکت او خلق روزی می یابد و به بقای او زمین و آسمان ثابت است و خلق ازو نفع

می یابد مثل درخشیدن آفتاب زیرا ابر و ایمان می آرد باو هر مومن سوای آنکه از راه انصاف اعراض کند و بطرف خلاف رود و هیچ مضر با آفتاب نیست اگر شپره آنرا ندید ولیکن هر که مقام رب خود را خوف کرد و نفس خود را از هوا و هوس باز داشت پس بتحقیق جنت ماوای اوست و از برکات مولانا صاحب العصر امام مهدی علیه السلام است خدا تعالی ظهور او جلد تر کند و خروج او را آسان نماید و از روشنی های چراغ وجود او و لمعات انوار فیوض و بخشش اوست ظهور این سلک قیمتی و معجزه متین و سحر حلال و این دریائیست که آنرا ساحل نیست و ظهور این کتاب عجیب و تقریر غریب و تحریر درخشنده مسمی به حد تحقیق است که این کتاب گوهریست نهایت صاف نه که معجزه ایست روشن و جوهریست روشن کننده یا ستاره ایست گوهر وار و تحقیقات نادر و بحث های عمده است و چرا نباشد که این کتاب از نتایج افکار وحید العصر فرید الدهر است که باعلی مدارج فنون رسیده و باقصی مراتب فائز شده و در علوم نقلیه پای عالی و در کمالات عقلیه ید طولی دارد و حسن فطنت روشن و طبیعت نقاد و رونده راه های اهل حق و تحقیق و گرد آرنده نیهای پیش دستی در میدان باریک بینی و کلام او ملیح و بیان او فصیح است که جائیکه اختصار کرد اعجاز نمود و جائیکه امر نو را اختراع کرد دانه را بر روی خاک بر آورد و طریق های حق و صواب را ظاهر کننده است یعنی جناب مولوی سید وحید الدین خان بهادر مدارج عالیه او دایم و روزها و شبهای او مبارک باد پس بدقت نظر این کتاب را دیدم و نور بصر را از آن جلوه دادم پس آنرا نصیحتی شافی و برای هدایت کسانیکه دلهای آنها نابیناست کافی و وافی است و لائق است بانکه بر ورق های بلور بزر نوشته شود بلکه از نور بر بازوهای حور مرقوم شود دلیلی ست واضح برای

کسیکه عدل و انصاف کند زانکه از امر حق عدول و تجاوز ورزد الفاظ این کتاب مثل گوهرهای درخشنده است و رونق و معانی آن مثل شگوفهاے گلاب اند در رونق و صفا پس از روے تعجب پرسیدم که آیا این دریائیست شفاف و نهریست فائق که حوضهای آن سیراب گردانند نوشندگان را و روضهاے آن مسرور گردانند نظر کنندگان را شعر در هر لفظ این کتاب باغیست از آرزو و در هر سطر آن سلکی از درها گویا کتابی مثل این کتاب تصنیف نشد در غایت متانت است و انصاف در اطراف و اکناف این دیار و باغیست که طاؤس ها بر شاخهای معانی آن رقص میکنند و طائر آن بر درخت های اصول آن می سرایند پس دریافت نمی کنم که آیا این کتاب از نیکهای حسان ست یا که یاقوت و مرجان و چه خوب کار کرده است سوار کار یعنی مولف این میدان و نیست جزای احسان مگر احسان شعر از مولف این تقریظ یک حصه را ازین کتاب مطالعه کردم پس یافتم آن را ایک بحر عمیق که عرض محصور نیست و اوراق این کتاب غالب است بر اوراق طلا و سطرهای آن مانند شعاعی آفتاب است که سطر کرده شود و چه خوب کار کردی ای برادر در راه خدا که چه خوب رای صائب تو ذکاوت کرده است و چه قدر ذهن تو نیز جودت نموده درین که از سباق کوشش برجیدے و طبع نقاد تو در انتهای بحر تحقیق فرو رفت برین جواهرهاے یکتا خداوند تعالی سعی ترا با جزای وافی تر مشکور گرداند و آخرت را برای تو بهتر از دنیا نماید و حق تعالی ازین کتاب تمام مسلمین را نفع دهد بحق محمد و آل معصومین او و صلوة خدا باد بر آنها اجمعین و لازم است بر تو که این کتاب را تمام کنی چرا که این کتاب تذکره ایست برای صاحبان دانش و واجب است بر شما ای برادران

دینی که این کتاب را یک شی نو ایجاد قیاس نه کنید چرا که این کتاب سنا ئیست قیمتی ونظر کنید دران بچشم انصاف و آنرا درای پشت های خود نبندازید چرا که این بضاعت گران قیمت است و لائق بحفظ است و آخر دعامی ما اینست که جمیع سپاس خدارا است که رب العالمین است این است آنچه بطبیعت جامد من و فکر افسرده من با وصف تردد دل و انتشار احوال بتعریف این کتاب پیش آمد اگرچه دهم حصه اوصاف و رتبه مقدار آن را نرسید و علو این کتاب همیشه با دستم بنده عاصی و امیدوار رحم ضیار اللہ که نامه اعمال او بدست راست او باد مرقومه اوسط عشرات ربیع الاول سنه ۱۲۹۵ ہجری و برای این کتاب یک اسم تاریخی بر آوردم و ہدایت الطریق و باب الانصاف والتحقیق سنه ۱۲۹۵ ہجری ـــــ

سیزدهم نواب انیس الدوله بهادر مٹیابرج کلکته که موصوف الیه نی اپنی خط مین به نسبت اس کتاب کی یه رای دی که یه کتاب دلیل لیاقت اور راستبازی کی ہماری ہی اور لکھا ہی که جناب مجتهد العصر مرزا محمد علی صاحب نے اس کتاب کو بہت پسند کیا۔

چهاردهم سید علی حسین صاحب مختار کار ساکن ٹانڈا ضلع فیض آباد که وه اپنے خط مین یه بات لکھتی ہین که بذریعه اس کتاب کے اُس جوار مین ایک شہرت ہماری لیاقت اور تحریر آزادانه کے ہوئی ہی اور بعد اسکے چند سنیان صوفی مشرب کا بھی ذکر مناسب ہی که جنهون نے بڑی تپاک سی اس کتاب کو قبول کیا

اول جناب سید امیر علیشاه صاحب جاگیردار بودله ضلع آگره که جو ایک بہت کریم النفس آدمی ہین اور انکی بھائی جناب سید مظفر علیشاه صاحب بھی ایک بزرگ شخص ہین دوم سید انور علیشاه صاحب سجاده نشین کہل گانون

ضلع بھاگلپور اور خاص شہر پٹنہ مین چند صاحبان شیعہ مذہب کے قابل مخصوص بالذکر
ہونیکی ہین کہ قدردانی خاص اس کتاب کی فرمائی اور اسمای گرامی اُنکے بنظر
یادگار حسب ذیل لکھی جاتے ہین۔

۱ جناب شاہ سید الفت حسین صاحب کہ فارسی دانی مین کمال رکھتے ہین اور
نہایت نادر روزگار ہین اور بہت سی کتابین مثل دبستان اخلاق وغیرہ کی انکی تصنیف ہین

۲ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مصنف کتاب لاجواب مجمع البحرین۔

۳ جناب مولوی سید زین الدین حسین خانصاحب بہادر بلگرامی کہ بعد ترک
خدمت کی توطن وپنشن اپنا پٹنہ مین قبول کیا ہی اور لیاقت انگریزی اور عربی
وفارسی مین نادر روزگار اور مروت وخوبی مین بے مثل ہین اور شرف نسب عالی
سیادت کا اُنکی سب اوصاف ذاتی پر مزید ہی اور بہ ہیئت مجموعی حسب ونسب
کی کون اُنکا مقابل ہوسکتا ہی سوای برادر بزرگ اُنکی جناب مولوی سید
اعظم الدین حسین خانصاحب بہادر مرحوم ستی اس آئی کہ وہ ہمکو ایک چھوٹا بھائی
اپنا سمجھتے تھے اور بڑی خوشی کی بات یہ ہی کہ جناب سید زین الدین حسین خانصاحب
بہادر کی اولاد بھی بہت لائق وشایستہ ہوئی اور عزیزی سید حسین صاحب پسر اکبر
اُنکی بسرکار حیدرآباد کے ایک عہدہ جلیلہ پہ سرفراز ہین اور جناب عالی سر سالار جنگ
بہادر کی بی جی ستی اُنکو بہت عزیز رکھتی ہین۔

۴ جناب نوروز علی خانصاحب متخلص یکتا خلف الصدق نواب امان علی خانصاحب
مرحوم کہ ایک شخص نہایت لائق ہین۔

۵ جناب سید منظفر علیصاحب ناظر عدالت دیوانی کہ ایماندار اور راست بازی
اُنکی قابل تقلید ہی۔

۶ جناب سید لطف علیخانصاحب پسر خورد جناب سید عبد اللہ صاحب مرحوم کہ دولتمند مردم اس اطراف کی ہین اور معاملات مین بہت صاف و درست ہین —

۷ جناب حاجی سید ولایت علیخان صاحب مخاطب بخطاب سی آئی اے و نبیرہ جناب سید عبد اللہ صاحب مرحوم کہ لیاقت و متانت و مروت و وضعداری انکی معلوم عام ہی اور ہماری ساتھہ ایک خاص محبت برادرانہ رکہتی ہین

۸ جناب سید محمد حسن خانصاحب عرف سید محمد نواب صاحب نبیرہ جناب سید عبد اللہ صاحب مرحوم کہ ایک صفت عمدہ شرفا پروری کی ذات موصوف الیہ مین بہت ہی حاصل مطلب اس فصل کا یہ ہی کہ خلافت ثلثہ کو منظور کر کے مناقب حضرت امیر علیہ السلام کی اس رسالہ مین مذکور ہوے ہین پس قیاس یہ تہا کہ بہ نسبت سنیون کے شیعہ لوگ زیادہ تر اس کتاب سے متنفر ہوتے مگر نتیجہ برعکس ہوا کہ شیعون نے بڑی تپاک و جوش سے اس کتاب کو قبول کیا اور سنی لوگ بوجہ تعصب کی عموماً اس کتاب سے نظیر جنگ اُحد کے فرار کر گئی اور ظاہرا وجہ اسکی صرف اسقدر معلوم ہوتی ہی کہ جسقدر اقرار امر حق افضلیت حضرت امیر علیہ السلام کا اس کتاب مین پایا گیا سو اسیقدر کو شیعون نے بہت غنیمت جانا خلاف سنیونکے کہ ہرگاہ خلافت برخلاف وصیت خم غدیر کے لے لیگئے تو سنیون کو نہایت درجہ اہتمام توہین شان حضرت علی کا ضرور ہو گیا اور کسی طرح سے تحمل سننے بیان فضائل حضرت علی کا نہین ہو سکتا ہی چنانچہ یہ بات دیکھی جاتی ہی کہ اگر سنیون کے پاس ذکر سری کشن کنہیا و مہاراج رام چندر وغیرہ کا کیا جاوے تو سنیون کو کچھ افسردگی نہین ہوتی ہی مگر جہان ذکر حضرت علی کا درمیان مین آیا تو سنیون کا حال چہوئی موئی کا سا ہو جاتا ہی اور اسیواسطی اکثر اہل عام جو مشہور ہی کہ سنی

سنی نباشد سو اسکی جگہ پر ہم یہ سمجھتی ہین کہ مرد مومن سنی نباشد یعنی وہ سنی کہ جو معاویہ شناسی ہو اور حال یہ ہی کہ ہرگاہ خود حضرت امیر علیہ السلام نی بمجبوری یا کسی طرح پر خلافت کو منظور کرتے تو ہمکو اُس خلافت مین کچھ کچھ گفتگو کرنی ضرور نہین ہی اور ضرور یہ بات مستنبط ہوتی ہی کہ اصل درجہ خلافت ظاہری کا حضرت امیر علیہ السلام کی نظر مین کچھ زیادہ تر نہین تہا شعر

شعر بو علی قلندر رح

زال دنیا را ازان زد پشت پا ۔ تا نیاید در نگاہ اولیا

اور صاحب مناقب مرتضوی نے جو لکھا ہی کہ خلافت دو طور پر ہی ایک خلافت کبری اور دوسری صغری اور اُس بڑی خلافت کبری مین حضرت علی اور اولاد انکی یعنی تمام دوازدہ امام جانشین پیغمبر خدا کی ہوتے گئے اور دوسری خلافت صغری یعنی چھوٹی خلافت ظاہری وہ ہی کہ جو ابوبکر سی تیس برس تک رہی پس اگر یہ اعتقاد قبول کر لیا جاوی تو سنیوں کو بیان فضائل حضرت امیر مین کچھ حاجت پیچ و تاب کہانیکی نہین ہی مگر چونکہ خلافت کو استحقاقا صحیح کرنا منظور ہی تو جب تک کہ حضرت علی کی شان گھٹائی نہین جاوی تو اصل مطلب سنی کا حاصل نہین ہو سکتا ہی اور اسیواسطی سنی لوگ علاوہ خلافت پانیکی اس آفت و عذاب آخرت مین مبتلا ہو گئی موافق اُس مثل انگریزی کے کہ ایک عیب سی دوسرا عیب پیدا ہوتا ہی اور جب یہ امر منظور ہوا تو واسطی بند و بست اور بند چھند اُسکے چند امور قائم کئے گئے ۔

اول یہ کہ افضل البشر بعد النبی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علیؑ داخل کتب [illegible] یعنی کہ بہترین مردم بعد حضرت نبی کے ابوبکر ہین اور بعد انکی

عمر اور بعد انکی عثمان اور بعد انکی علیؑ اور اسی بنیاد پر ایک قول تفضیل الشیخین کا اصول دین مین سے قائم کیا گیا۔

دوم یہ کہ معاویہ پر کف اللسان ہو یعنی کچھ مت بولو اور حضرت علی پر جو معاویہ نے لعنت علانیہ منبر پر جاری کی تو اس فعل کافرانہ کو بھی ایک خطای اجتہادی سمجھو اور اصل غرض اس قاعدہ سے یہ ہی کہ جب معاویہ پر زبان روکی گئی تو اب آیندہ خلفای ثلثہ پر کیونکر زبان کھلی گی اور کچھ شک نہین کہ معاویہ ایک چوبہر اسنیونکا ہی

سیوم یہ کہ مشاجرات یعنی اختلافات باخودہا صحابہ کو مت دیکھو ظاہر ہی کہ جب کچھ حال نہین دیکھا جائیگا تو اصل حال مخفی رہیگا مگر جب حال مشاجرات کا لکھنے والے لکھ گئے ہین تو الزام اُن لکھنے والون پر ہوگا نہ پڑھنے والون پر بہر حال بملاحظہ احادیث و آیات قرانی و دیگر صفات ذاتی اور کرامات از قسم معجزات حضرت امیر علیہ السلام کے علو مرتبت انکا کیا گھٹ سکتا ہی؎ بیت

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ❊ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اور سنیون کو واجب ہی کہ ہماری شکر گذار اس بات کے ہون کہ ہم مقابلہ شیعون کے کچھ بزرگی خلفای ثلثہ کی بلا مقابلہ انکے ساتھ حضرت علی کے ثابت کیا چاہتے ہین مگر ہم کیا کہین کہ افضلیت صحابہ کو کون پوچھتا ہی کہ مجرد فضیلت بھی ثابت کرنی ہمکو بہت دشوار ہی کہ تمام عمارت عالی شان سنیون کی بنظر انواع کتب ہای تفسیر و حدیث و کتب فقہ وغیرہ کے اگرچہ کسیقدر بلند ہو مگر اصل بنیاد اسکی تمامتر بالو پر ہی اور سنیون کو البتہ ایک بات پر نازش ہو سکتی ہی کہ اولیاء اللہ اسی طریقہ سنیون مین ہین مگر در اصل یہ نازش بھی محض بے اصل ہی اسواسطے کہ تمام اولیاء اللہ و اہل باطن کا اعتقاد بہ نسبت افضلیت اور مولای کل ہونے

حضرت امیر علیہ السلام کی ہی اور کسی کو اعتقاد افضلیت کسی صحابہ کا نہین ہی اور یہ لوگ اپنی فیوض و برکات باطنی کو درگاہ والا جاہ حضرت امیر علیہ السلام سی اور باقی دوازدہ ۱۲ امام سے جانتے ہین اور مناقب مرتضوی ملا کشفی مین یہ بات خوب لکھی ہی کہ عداوت اصحاب ثلثہ کی رفض ہی نہ محبت علی کی بیت

من علی را دوست دارم خلق گوید رافضی ٭ پس خدا و مصطفے جبریل باشد رافضی

اور تعصب سنیان زمانہ کا اس درجہ تک پہونچا کہ بعض تحریر مین و الصلوۃ علی محمد و اصحابہ و آلہ اور ایک تحریر مین اللہم صل علی محمد و الہ و اصحابہ و اہل بیتہ دیکھا گیا اور یہ لوگ گویا اس الٹ پلٹ کو ایک سرمایہ فخر اپنا سمجھتی ہین مگر اس بات سی غافل ہین کہ خود اپنی نماز پنجگانہ مین درود حسب ذیل پڑھتی ہین

اللهم صل على محمد وعلى ال محمد كما صليت على ابراهيم وعلى ال ابراهيم انك حميد مجيد و بارك وسلم على محمد وعلى ال محمد كما باركت على ابراهيم وعلى ال ابراهيم انك حميد مجيد

اور یہ اہتمام نو ایجاد تقدیم و تاخیر آل و اہلبیت کا بخوبی تمام خبر دیتا ہی کہ سنیان زمانہ کی نظر مین آل و اہلبیت کی کچھ عظمت نہین ہی اور

رباعی حضرت سعدی کی

بلغ العلی بکمالہ ٭ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ ٭ صلوا علیہ و آلہ

گویا کچھ وزن نہین رکھتی ہی اعوذ باللہ من ذلک ؎

ہوا ایمان سی ظاہر کمال رسول ٭ کہ بہتر ہوئی سب سی آل رسول

شعر حافظ

بہ نشیمنان منشین حافظا تولا کن ؛ نجات خویش طلب کن بجان ہشت چہار

اور بملاحظہ حال تعصب بنیان خارجی مشرب کی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے مزہ حکومت شام و امید حکومت ری کا انہون کے دلومین ابتک سمایا ہوا ہی اور اگر وہ وقت ملی تو پہر وہی تماشا استحصال بالجبر خلافت و باغ فدک وغیرہ کا رواج اس مسئلے کا کہ جو بحیلہ اجماع وغیرہ کے جائز یا خطای اجتہادی سمجھا جاتا ہی دکھلادیا دیا ہی اور اس جگہ پر قول لارڈ بیکن کا خوب برجستہ ہی کہ رگ وہی ہی مگر وہ خون نہین ہی اور حال مین ایک سنّی صاحب نے ہمسے کہا کہ اس کتاب حد تحقیق مین وہی پرانی باتین ہین اور کوئی نئی بات نہین ہی بجواب اسکی ہمنے کہا کہ امر دینی مین ماقبل بارہ سو برس کی ہم نئی بات کہانسی پیدا کر سکتی ہین اور نہ ایجاد کسی امر نو کی ہمکو منظور ہی تب ان سنّی صاحب نی کہا کہ مشکوۃ المصابیح کوئی کتاب صحیح نہین ہی اور انکی جواب مین ہمنی کہا کہ مشکوۃ المصابیح مین حدیثین بلفظ رواہ البخاری یا رواہ مسلم یا رواہ الترمذی وغیرہ کے مذکور ہین اگر آپ کو شک ہی تو ان کتابونسی مقابلہ کر لیجئی اور کیا خود صحیح بخاری و مسلم سے روایت کرنی ہمکو کچھ دشوار ہی کہ صحیح بخاری مع شرح قسطلانی و صحیح مسلم مع شرح نووی اور سنن ابو داؤد وغیرہ ہماری پاس موجود ہی مگر ہمنی دیکھا کہ اگرچہ سنی صاحب موصوف کچھ ڈہیلے ہوئے اور کچھ ہماری بات کو تسلیم کرتے گئے مگر تمامتر استیصال انکی تعصب کا ہمسے نہین ہو سکا انك لا تهدی من احببت ولكن الله يهدی من يشاء الی صراط مستقيم یعنی ای رسول ہدایت نہین کرتا ہی جسکو تو چاہے مگر خدا ہدایت کرتا ہی جسکو وہ چاہے۔

فصل ۱۸۴

اس فصل مین احادیث مشکوۃ المصابیح باب وفات النبی متعلق بیماری و وفات

حضرت رسولخدا کے مذکور ہوئے ہین اور شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی عنوان شرح مین باب وفاۃ النبی صلعم کی چند باتین لکھتے ہین ۔

اول یہ کہ حضرت رسول خدا کو صداع یعنے درد سر اواخر ماہ صفر مین ہو کرکے رات دو رات رہا تہا اور بعضون نے کہا ہی کہ ابتدای مرض اول ربیع الاول مین تہا اور ابن جوزی نے لکہا ہی کہ ابتدای مرض شہر صفر مین ہو کرکے دو رات رہا تہا اور وفات آپ کا ۱۲ ربیع الاول کو ہوا اور سلیمان تیمی کی رای ہی کہ ابتداے مرض ۲۲ صفر روز شنبہ کے تہا اور وفات آپ کا بروز دوشنبہ دوم ربیع الاول کی ہوا اس حساب سی کہ وفات سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا بتاریخ ۳ رمضان کی ہی اور لوگون کو اس بات پر اتفاق ہی کہ زندگی حضرت فاطمہؑ کی بعد پیغمبر خدا کے بقدر چھ مہینے کے تہی فقط غرض ہرگاہ تاریخ وفات مین ایک ایسی بڑی سردار کونین کے اسقدر اختلاف ہی تو دوسرے اختلافات امورات جزوی سے کیا حد ہوسکتی ہی یہانتک کہ نماز پنج وقتی بہی بلا اختلاف نہین ہی اور اصل بات یہ معلوم ہوتی ہی کہ درمیان قوم عرب اہل مدینہ کے کچھ رواج عام لکھنے پڑھنے کا نہین تہا پس بعد مرور عرصہ کے روایت ہر شخص کی بہ بنیاد و خیال خود اس شخص کی ہے

دوم یہ کہ حضرت رسول نے عبد الرحمن ابن عوف کو حکم دیا کہ لی آو ایک شانہ بکری کا یا ایک تختہ تا کہ لکھون مین ایک کتاب واسطی ابو بکر کے اور جب عبد الرحمن ابن عوف اُٹھکر لانے کو چاہتے تھے تب آپ نے فرمایا کچھ حاجت نہین ہے خدا اور مسلمانان اس بات سی فرق رہین کہ بہ نسبت ابو بکر کے اختلاف کرین سو یہ تقریر شاہ صاحب کی صرف براہ تعصب سنیت کے ہے اسواسطے کہ اگر یہ روایت سچ ہو تو حاجت رجوع بطرف اجماع کے کیا ہی کہ اس حالت مین

خلافت ابو بکر کی تو خود از روی نص ثابت ہوتی ہی اور یہ ایک بات بنانا شاہ صاحب کا صرف ایک اس بات سی بہی ظاہر ہی کہ حضرت عمر کے مزاحمت کرنے کو بلفظ حسبکم کتاب اللہ کی اور شور و غوغا ہونے کو درمیان اصحابون کے اور ارشاد حضرت رسول کو کہ اوٹھ جاؤ تم لوگ ہماری پاس سے شاہ صاحب بالکل ہضم کر گئی ہین اور ظاہر ہی کہ حدیث مندرجہ فصل ۷ ھ کی بروایت ابن ابی ملیکہ کی حسب ذیل ہی قال سمعت عایشة وسالت من کان رسول اللہ مستخلفا لو استخلفه قالت ابو بکر فقیل ثم من بعد ابی بکر قالت عمر فقیل من بعد عمر قالت ابو عبیدة الجراح یعنی کہا اوس ابن ابی ملیکہ نے کہ سنا مین نے عائشہ کو اور سوال کیا ہمنی اوس سے کہ اگر حضرت رسول کسی شخص کو خلیفہ بناتی تو وہ کون شخص تہا کہ اوسکو خلیفہ بناتی تب عائشہ نے کہا کہ ابو بکر تب پوچہا گیا کہ بعد ابو بکر کے کون تب عائشہ نے کہا کہ عمر تب پوچہا گیا کہ بعد عمر کے کون تب عائشہ نے کہا کہ ابو عبیدہ جراح پس اس حدیث سی تمامتر ظاہر کہ حضرت رسول نے درحقیقت کسی شخص کو خلیفہ نہین بنایا تہا اور ہرگاہ حضرت رسول خدا نے قریب دو ماہ قبل انتقال اپنی حضرت مولی علی علیہ السلام کو بروز غدیر خم کے مولی کل شخص کا قرار دیا تہا تو یہ بیان شاہ صاحب کا کہ حالت مرض مین واسطی لکہنی خلافت ابو بکر کے نشانہ بکری کا مانگا تہا صریح لغو و باطل ہی اور کچہ شک نہین کہ اگر سنیون کا بس چلے تو خلافت ابو بکر کو از روے نص کے بہی بنا دین اور سوای اسکی شرح مین حدیث ابن ملیکہ کے خود شاہ صاحب لکہتی ہین کہ وقت خلافت پانیکی حضرت ابو بکر نے کہا کہ ہمکو خلافت سی کیا علاقہ ہی کہ یہ خلافت حق علیؑ اور عمر اور ابو عبیدہ کا ہی پس اگر فی الواقع حضرت رسول خدا نام حضرت ابو بکر کا زبان پر لاے ہوتے تو حضرت ابو بکر یہ

معذرت و انکار کسواسطے کرتے اور یہ کہنا حضرت ابوبکر کا کہ خلافت حق علی و عمر
و ابو عبیدہ کا ہی محض براہ سرسری و حق بر زبان جاری کے تہا ورنہ حضرت ابوبکر
نی تو آخر خلافت مین اپنے کچھ حضرت علی کو یاد نہین کرکے خاص حضرت عمر کو بقاعدہ
هل جزاء الاحسان الا الاحسان کی خلیفہ بنایا پس گاہ اُن لوگونکی قول و فعل کا یہ حال ہے تو
تفضیل انکی بجہلہ کثرت ثواب کی کس بنیاد پر ہو سکتی ہی سوم یہ کہ ایام مرض رسول خدا
مین سترہ وقت کی نماز امامت حسب اجازت حضرت رسول خدا کے حضرت
ابوبکر نے انجام دی سو اس بات مین کچھ عذر نہین ہو سکتا ہی مگر یہ امر قابل ذکر کرنے
کے ہی کہ امامت معمولی نماز کی کچھ دلیل افضلیت کسی شخص کے نہین ہو سکتی ہی
اسواسطے کہ حدیث مندرجہ فصل نمبر ۱۲ سی ظاہر کہ بوقت جانے غزوہ تبوک
کی حضرت رسول نے حضرت علی کو تشبیہ ہارون با موسی کر دیکے واسطے
خبرگیری اہل و عیال کے خلیفہ بنایا تہا مگر امامت نماز کی ابن ام مکتوم کو دی تھی
حالانکہ خود سنی لوگ بہی بذریعہ اس امامت نماز کے ابن ام مکتوم کو حضرت علی پر
کچھ تفضیل نہین دیتے ہین پس یہ امامت نماز ابوبکر کی بھی کچھ دلیل فضیلت کی
نہین ہو سکتی ہی بلکہ اس اجازت امامت نماز سے جو ابوبکر اور ابن ام مکتوم کو
دی گئی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ امامت نماز کی بطور موذنی بلال کے ایک عہدہ
خاص ہی کہ جسمین کچھ افضلیت شرط نہین ہے۔

چہارم یہ کہ عباس نے حضرت علی کو کہا کہ ہم اولاد عبد المطلب کے چہرہ قریب
موت کو پہچانتے ہین اور ہم ڈرتے ہین کہ پیغمبر خدا اس بیماری سے جان بر نہونگے
سو تم پیغمبر خدا سے خلافت طلب کرو تب حضرت علی نے کہا کہ تم اس بات کو
جانتے ہو کہ اگر ہم خلافت طلب کرین اور پیغمبر خدا وہ خلافت ہمکو دین تو لوگ

ہرگز نہین ہونے دینگے سواسواسطے ہم ہرگز خلافت طلب نکرینگے تو اس سے حال اصحاب حاضرین کا خوب معلوم ہوتا ہی کہ باعتقاد حضرت علی کے یہ بات تہی کہ اگر حضرت رسول خدا حضرت علی کو ایام مرض مین اپنی خلافت دیتے تو باوصف اسکے بہی خلافت علی کو نہین ملتی پس ہرگاہ یہ حال تہا تو ٹالدینا وصیت خم غدیر کا عین قرین قیاس ہی اور تفرقہ قریشی اور ہاشمی کا یہانتک تہا کہ ایک حدیث اسکی فصل نمبر ۳۹ مین مذکور ہی کہ حضرت عباس آئی حضرت رسول خدا کے پاس شکایت کرتے ہوے کہ درمیان ہملوگ ہاشمی اور قریش کے کیا قصہ ہی کہ جب قریش آپسمین ملتے ہین تو خوش خوش چہرہ سے ملتی ہین اور جب ہملوگ ہاشمیون سے ملتے ہین تو دوسرے چہرونسے ملتی ہین کہ اسپر حضرت رسول خدا غضب آلودہ ہوئے یہانتک کہ چہرہ آپ کا سرخ ہوگیا پس جب یہ حال تہا تو انتظار مشورہ حضرت علی کا جو کہ کفن و دفن مین حضرت رسول خدا کے مصروف تہے کیونکر کیا جاتا اور حال تفرقہ قریش ہاشمی کا اس حال سے تمام تر ظاہر ہی کہ باوصف اس بات کی کہ حضرت ابوبکر نے حق علی و عمر و ابوعبیدہ کا اقرار کیا تہا اور نام حضرت علی کا اول لیا تہا حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو خلیفہ بنایا اور حضرت عمر نے جو قریب انتقال اپنی نام چہ شخصون کا لیکر کے کہا تہا کہ تین روز مین مشورہ کر کے ایک شخص کو ان چہ شخصون مین سے خلیفہ بنایا جاے سو اس مرتبہ بہی نام حضرت علی کا مقدم اور نام عثمان سے بالاتر تہا مگر ایک روز مین مشورہ طی کر کے حضرت عثمان خلیفہ بنائے گئے اور بعد حضرت عثمان کے جو حضرت علی اتفاقا خلیفہ قرار دے گئے تو یہ امر اسقدر شاق ہوا کہ حضرت علی کو جنگ جمل اور صفین سے مطلق فرصت نہین دیگئی اور آخر واقعہ کربلا مین خوب اچہی طرح سے خاتمہ خاندان نبوت کا

کیا گیا مگر خدا انہین مارے تو کون مار سکتا ہی یعنی ایک شخص باقی حضرت امام چہارم
زین العابدین علیہ السلام سے حسب دعاء اللهم صل علی محمد و علی ال محمد کے
بڑی برکت اس نسل مبارک مین ہوئی پنجم یہ کہ کتاب شواہد النبوت مین ہی کہ حضرت
علی سے لوگون نے پوچھا کہ سبب آپ کی فہم اور حافظہ کا کیا ہی حضرت علیؑ نے
کہا کہ حضرت رسول کے غسل دینے مین پانی غسل کا جو آپ کی پلکو مین جمع ہو گیا
تہا سو اسکو ہمنے اپنی زبان سے چوس لیا اور ہم جانتے ہین کہ یہ قوت فہم اور
حافظہ کی یہ برکت اُسی پانی کے ہی مگر تمام حالات سی ظاہر کہ فضائل حضرت علی کے
جو کچھ ہون مگر خاص امر خلافت مین وہ سب فضائل حسب اصول سنیون کے
بیکار ہین بہر حال احادیث باب وفات النبی کے حسب ذیل ہین۔

حدیث نمبر ا عن البراء قال اول من قدم علینا من اصحاب رسول الله
صلی الله علیه و آله وسلم مصعب بن عمرو ابن ام مکتوم فجعلا
یقرأننا القران ثم جاء عمار و بلال و سعید ثم جاء عمر بن الخطاب فی
عشرین من اصحاب النبی صلی الله علیه و آله وسلم ثم جاء النبی صلی الله علیه و آله وسلم
فما رأیت اهل المدینة فرحوا بشیء فرحهم به حتی رایت الولائد والصبیان یقولون هذا
رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم قد جاء حتی قرأت سبح اسم ربک الاعلی فی سور مثلها
من المفصل رواه البخاری **ترجمہ** روایت ہی براء ابن عازب انصاری سی کہا اُس براء نی کہ اول
اُن لوگون کے جو ہملوگ کے پاس آئے اصحاب رسول خدا کی مصعب ابن عمر اور
ابن مکتوم ہین پس پڑہانے لگے وہ دونون ہم لوگون کو قرآن تب آئی عمار ابن یاسر
اور بلال اور سعد ابن ابی وقاص تب اُسکی بعد آئی عمر ابن الخطاب بشمول بیس
اصحاب نبیؐ کے تب آئی خود نبیؐ پس نہین دیکھا ہمنی اہل مدینہ کو خوش ہوتی ہوئے

ساتھ کسی شے کے مثل اُس خوشی کے یہانتک کہ دیکھا ہمنی لڑکیون کو اور لڑکون کو کہتے ہوئے کہ یہ رسول اللہ ہین کہ آے ہین پس نہین پہونچے تھے وہ رسول کہ ہم لوگ سیکھ چکے تھے سبح اسم ربك الاعلے کی صورت کو مع چند سورتین مثل اُسکی زیادہ مفصل سی روایت کی اُسکو بخاری نے فقط اس حدیث مین کچھ حاجت زیادہ رای دینے کی نہین ہی مگر اسقدر کہ اس حدیث سی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ مدینہ مین پہونچتے تک حضرت عمرؓ جو بعض صحابیونکے شمول مین مدینہ پہونچے تھے کوئی خاص و ممتاز تر صحابیون مین سے نہین تھے برخلاف حضرت علی کے کہ اُنکا مخصوص و ممتاز ہونا ابتدا سے انتہا تک ایک آب و تاب سی ہی کہ حضرت علی عین خانہ کعبہ مین پیدا ہوئے اور پیدا ہوکر کے اول اول نظر آپ کی حضرت رسول خدا پر پڑی اور آغوش نبیؐ مین پرورش پاکر نو برس کی عمر مین اسلام قبول کیا اور حضرت رسول خدانی حضرت کو اپنے فرش پر سُلا کرکے رات کے وقت ہجرت کی اور اُس سے غرض یہ تھی کہ کافر لوگ حضرت علیؑ کو حضرت نبی سمجھین اور بروقت جنگ خیبر کے علم حضرت علیؑ کو ملا اور جنگ اُحد مین سب صحابہ لوگ بھاگ گئی مگر ایک حضرت علیؑ لڑتے رہے اور آخر کار غسل و کفن و دفن حضرت رسول خدا کا بدست مبارک حضرت علی کے انجام پایا اور جبتک اس کام سے فرصت نہین ہوئی حضرت علیؑ نے مطلق توجہ و التفات بطرف خلافت کے نہین کیا۔

حدیث نمبر۲ وعن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم جلس علی المنبر فقال ان عبداً اخیرہ اللہ بین ان یوتیہ من زھرۃ الدنیا ما شاء و بین ما عندہ فاختار ما عندہ فبکی ابو بکر قال فدیناك

بابائنا وامهاتنا فعجبنا فقال الناس انظروا الی هذا الشیخ یخبر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم عن عبد خیره اللّٰه تعالی بین ان یوتیه وامهاتنا فکان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم هو المخیر وکان ابوبکر اعلمنا متفق علیه

ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید خدری سے کہ تحقیقکہ رسول خدا بیٹھے اوپر منبر کے پانچ رات قبل موت اپنی پس کہا اُس رسول نے کہ تحقیقکہ ایک بندہ ہی کہ مختار کیا اُسکو خدا نے درمیان اس بات کی کہ عطا کرے اُسکو نعمت دنیا کی جو وہ چاہے اور درمیان اُسکی جو نزدیک اُس خدا کے ہی پس اختیار کیا اُس بندہ نے اُس چیز کو جو نزدیک خدا کے ہے تب روے ابوبکر اور کہا فدا ہون ہماری باپ اور مان آپ پر پس ہم لوگون کو تعجب ہوا اس بات پر اور لوگ بولے کہ نظر کرو بطرف اُس بڈہے کے کہ رسول اللہ خبر دیتی ہین ایک بندہ کی کہ جسکو خدا تعالی نے اختیار دیا تھا درمیان اس بات کی کہ دے اُسکو نعمت دنیا کی اور درمیان اُس چیز کے جو کہ نزدیک اُس خدا کے ہے اور بڈہا کہہ رہا ہی فدا ہون ہملوگون کے باپ اور مان آپ پر پس تھے خود رسول خدا وہ بندہ مختار اور تھے ابوبکر عالم تر ہملوگون کے متفق علیہ اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ حضرت ابوبکر خوب مزاج دان حضرت رسول خدا کی تھے

حدیث نمبر ۳ وعن عقبة بن عامر قال صلی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم علی قتلی احد بعد ثمان سنین کالمودع للاحیاء والاموات ثم طلع المنبر فقال انی بین ایدیکم فرط وانا علیکم شهید وان موعدکم الحوض وانی لانظر الیها وانا فی مقامی هذا وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض وانی لست اخشی علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخشی علیکم الدنیا ان تنافسوا فیها وزاد بعضهم فتقتتلوا فتهلکوا کما هلك من کان قبلکم

[illegible]

ترجمہ اور روایت ہی عقبہ ابن عامر سے کہ کہا اُس نے کہ نماز جنازہ کی پڑہی رسول خدا نے اوپر مقتولان جنگ اُحد کے آٹھ برس کے بعد مثل اُس شخص کے کہ رخصت کرتا ہو زندون اور مردون کو اور اسکے بعد چڑہے حضرت رسول منبر پر اور فرمایا کہ مین تم لوگون مین فرط ہون یعنے آگی جانیوالا ہون اور مین تم لوگون کا گواہ ہون اور تحقیق کہ وقت ملاقات تم لوگون کا وہ حوض کوثر ہی اور مین دیکھ رہا ہون اُس حوض کوثر کو حالانکہ مین اسی جگہ پر ہون اور تحقیقکہ کنجیان خزانہ ہای زمین کی مجکو دی گئین اور تحقیق کہ مجکو نہین خوف ہی تم لوگون سے کہ شرک کروگے تم لوگ بعد میرے ولاکن مین خوف رکھتا ہون تم لوگون پر بابت دنیا کے کہ رغبت کروگے تم لوگ اوس دنیا کی طرف اور زیادہ کیا بعض اُن اویون نے کہ قتال کروگے تم لوگ آپسمین پس ہلاک کروگے تم لوگ جیسا کہ ہلاک ہوے وہ لوگ کہ قبل تمہارے تہی متفق علیہ ہی فی الواقع حضرت رسول خدا احوال طبایع سے اپنے صحابیان کے خوب واقف تہی کہ جیسا کہ آپ نی ارشاد فرمایا کہ تم لوگ شرک کروگے لیکن رغبت طرف دنیا کی کروگے اور جنگ وجدال کروگے اور ہلاک ہوگے سو ویسا ہی ہوا کہ کسی صحابی نے شرک اختیار نہین کیا مگر بمجرد انتقال فرمانے حضرت رسول خدا کے چند صحابی لوگون نے وصیت خم غدیر کو نسبت حضرت علی کے ٹال ٹول کرکے حضرت ابوبکر کو خلاف اُس وصیت کی خلیفہ بنا دیا اور معاویہ تو کمر باندہ کرکے حضرت علی سے خوب لڑا اور ہزار مسلمان ماری گئے اور یزید بطمع خلافت کے روادار خونریزی حضرت امام حسین شہید کربلا کا ہوا اور بعد اُسکی تا زمانہ سلطنت عباسیونکی برابر سادات کشی جاری رہی

مر خلافت ثلثہ تک ہمکو منظور ہی کہ خود ہمارے خاوند حضرت علی نی طوعاً وکرہاً منظور کیا اور ہم دیکھتی ہین کہ زمانہ خلافت ثلثہ تک قوت دین اسلام کو بہت ترقی ہی

حدیث نمبر ۴ وعن عایشة قالت ان من نعم الله علی ان رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم توفی فی بیتی وفی یومی وبین سحری ونحری وان الله جمع بین ریقی وریقہ عند موتہ دخل علی عبد الرحمن بن ابی بکر وبیدہ السواك وانا مسندة رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم فرایتہ ینظر الیہ وعرفت انہ یحب السواك فقلت آخذہ لك فاشار براسہ ان نعم فتناولتہ فاشتد علیہ وقلت الینہ فاشار براسہ ان نعم فلینتہ فامرہ وبین یدیہ رکوة فیہا ماء فجعل یدخل یدیہ فی الماء فیمسح بہما وجہہ یقول لا اله الا الله ان للموت سکرات ثم نصب یدہ فجعل یقول فی الرفیق الاعلی اخترت الرفیق الاعلی حتی قبض ومالت یدہ رواہ البخاری **ترجمہ** اور روایت ہی عائشہ سی کہ کہا اسنی کہ احسانات خدا سی مجھ پر بات ہی کہ حضرت رسول مری میری گہر مین اور میری باری کی دن مین اور درمیان سینہ وگردن میری اور یہ بات کہ تحقیق کہ خدا نی جمع کیا درمیان آب دہن میرے اور آب دہن اُسکی بوقت موت اُس رسول کی اور عبد الرحمن ابن ابو بکر یعنی برادر عائشہ کے آی میری پاس اور ہاتھ مین اُنکے اک مسواک تہا اور ہم تکیہ دئے ہوئے تھے رسول خدا کو تب دیکہا ہمنے اُس رسول کو نظر کرتے ہوے بطرف اُس مسواک کے اور معلوم کیا ہمنی کہ وہ رسول چاہتے ہین اُس مسواک کو پس پوچہا ہمنی کیا لی لون مین اُس مسواک کو واسطے تیرے پس اشارہ کیا حضرت رسول نی اپنی سرسی کہ ہان تب وہ مسواک ہمنی اُس عبد الرحمن سے لیکر کے حضرت رسول کو دیا تب گران گذرا حضرت رسول کو وہ مسواک تب

ہمنے کہا کہ ہم ملائم کردین اُس مسواک کو واسطے تیرے پس اشارہ کیا حضرت رسول نے اپنے سر سے کہ ہان تب ملائم کردیا ہمنے اُس مسواک کو تب پھیرا آنحضرت نی اُس مسواک کو دانتون پر اور سامنی آنحضرت کے ایک کوزہ تہا کہ اُسمین پانی تہا تب آنحضرت دونو ہاتھ اپنے اُس پانی مین داخل کرنے لگے اور منہ اپنا مسح کرتے تھے اور فرماتی تہی لا الٰہ الا اللہ ان للموت سکرات یعنی نہین کوئی معبود ہو مگر وہ خدا تحقیق کہ واسطے موت کی ہی سکرات تب اُٹہایا آنحضرت نی اپنی ہاتھ کو اور فرمانے لگے ہمکو رفیق اعلے آمین داخل کر کہ اختیار کیا ہمنی درجۂ رفیق اعلے کو یہانتک کہ قبض روح ہوا آپ کا اور ڈھلک گیا ہاتھ اُس رسول کا روایت کی اُسکو بخاری نے فقط

حدیث نمبر ۹ وعنہا قالت سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول ما من نبی یمرض الا خیر بین الدنیا والاخرۃ وکان فی شکواہ الذی قبض اخذتہ بحۃ شدیدۃ فسمعتہ یقول مع الذین انعمت علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین فعلمت انہ خیر متفق علیہ **ترجمہ** روایت ہے اُس عائشہ سی کہ کہا اُس عائشہ نی کہ سنا مین نی رسولخدا کو کہتی ہوی کہ نہین کوئی نبیؐ بیمار ہوا مگر یہ کہ اختیار دیا گیا اُسکو درمیان دنیا اور آخرت کے اور تھے وہ نبیؐ اپنی بیماری مین کہ قبض روح اُنکا ہوا اور ایک کہانسی اُنکو سخت آئی تب سنا ہمنی اُس رسول کو کہتے ہوے ہمنے احسان کیا ساتھ اُن لوگونکی کہ جو احسان کیا تو نے ان لوگونپر از قسم انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کے پس جانا مین نے اس بات کو کہ حضرت رسول مختار کیے گئے تھے درمیان دنیا اور آخرت کی متفق علیہ فقط

حدیث نمبر ۱۰ وعن انس قال لما ثقل النبی صلے اللہ علیہ وسلم جعل یتغشاہ

الکرب فقالت فاطمة واکرب اباه فقال لها لیس علی ابیک الکرب بعد الیوم فلما مات قالت یا ابتاه اجاب ربا دعاه یا ابتاه من جنة الفردوس ماواه یا ابتاه الی جبرئیل ننعاه فلما دفن قالت فاطمة یا انس اطابت انفسکم ان تحثوا علی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم التراب رواه البخاری

ترجمہ اور روایت ہے انس سے کہ کہا اُسنے کہ جب بھاری ہوئی بیماری حضرت رسول خدا کی تو بسبب سختی درد کے آپ کو بیہوشی آنے لگی تب کہا فاطمہ نے کیا سختی باپ کی ہے تب فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ نہیں ہے اوپر تیرے باپ کے کوئی سختی بعد آج کے دن کے پس جبکہ مر گئے حضرت رسول تب کہا فاطمہ نے اے باپ میرے کہ قبول کیا خدا اپنے رب کو کہ جو بلایا اوسنے اے باپ میرے وہ شخص کہ جنت فردوس کے اُسکی جاے ہے اے باپ میرے کہ جبرئیل کو خبر موت کی اُسکے ہم بھیجتے ہیں پس جب دفن کئے گئے حضرت رسول تب فاطمہ نے کہا اے انس آیا اچھا لگا تم لوگوں کے دلوں کو کہ ڈالو تم لوگ خاک کو اوپر پیغمبر خدا کے روایت کی اُسکو بخاری نے ف اس حدیث سے جو تعلق باخود باپ اور بیٹی کا ظاہر ہوتا ہے سو کیا بیان اُسکا کیا جاوے اور کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ کس قسم کا تعلق اُن لوگوں کو ساتھ خداوند تعالی اور آخرت کی تھا اور حضرت فاطمہ کا یہ فرمانا کہ کیا تم لوگوں کو خوش آیا کہ پیغمبر خدا پر خاک ڈالو بے وجہ نہیں تھا بلکہ صاف بات یہ ہے کہ حضرت فاطمہ کو آثار اور قرائن حالات صحابیان سے خوب معلوم تھا کہ یہ لوگ بعد انتقال حضرت رسول خدا کے کیا رنگ لاوینگے اور حق یہ ہے کہ کسی بیٹا بیٹی نے ایسا رنج اپنے باپ کے مرنے کا نہیں کیا ہوگا کہ زمانہ انتقال پیغمبر خدا سے حضرت فاطمہ چھ مہینے تک تا انتقال اپنے روتی رہیں اور کبھو تبسم تک نہیں کیا

اور رنگ زمانہ کا جو بعد انتقال حضرت پیغمبر خدا کے بدل گیا کہ کسی صحابے قریشی نے ماتم پرسی بھی اُس معصومہ کی نہین کی سو یہ شعر حضرت فاطمہ کا حسب حال ہی

صبّت علی مصائب لو انہا ＊ صبّت علی الایام صرن لیالیا

یعنی گری ہین مجھپر وہ مصیبتین کہ اگر وہ مصیبتین دنون پر گذرتی تو وہ سب رات ہو جاتے اور اصل یہ ہی کہ جب یہ شعر ہمنے شرح ملا جامی مین پڑھا تھا تو اسوقت مطلب اس شعر کا ہمنے بخوبی نہین سمجھا تھا مگر جب کچھ حالات واقعی سے اطلاع ہوئی تو مطلب اس شعر کا بخوبی سمجھا گیا کہ واقعی بعد انتقال حضرت رسول خدا کے جیسا کہ انقلاب روزگار کا ہوا اور اہلبیت ناپرسان کیے گئے تو حقیقتاً یہ شعر حضرت فاطمہ کا بہت درست ہی اور یہ شعر بھے حسب حال ہی شعر

ہونیکو تو ای مجرئی کیا کیا نہین ہوتا ＊ جو ظلم ہوا شاہ پہ ایسا نہین ہوتا

حدیث نمبر ۷ عن انس قال لما قدم رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم المدینة لعبت الحبشة بحرابهم فرحاً لقدومه رواه ابو داود وفی روایة الدارمی قال ما رأیت یوماً قط کان احسن ولا اضوء من یوم دخل علینا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وما رأیت یوماً اقبح ولا اظلم من یوم مات فیه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وفی روایة الترمذی قال انس لما کان الذی دخل فیه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم المدینة اضاء منها کل شیء فلما کان الذی مات فیه اظلم منها کل شیء وما نفضنا ایدینا عن التراب وانا لفی دفنه حتی انکرنا قلوبنا ترجمہ روایت ہی انس سے کہا انہنی کہ جب آئی حضرت رسول اللہ مدینہ کو کھیل مچایا حبشیون نے ساتھ چھڑیون اپنی کی از روی خوشی کی بابت آنی اس رسول خدا کے روایت کی اسکو ابو داود نے اور روایت مین ہی دارمی

کہ کہا اُس انس نے کہ نہین دیکھا ہمنی کوی دن اب تک جو حسین تر ہوا اور نہ روشن تر ہوا اُس دن سے کہ جسدن داخل ہوے ہملوگونکی پاس رسول خدا اور نہین دیکھا ہمنے کسی دن کو قبیح تر اور نہ تاریک تر اُس دن سے کہ جسمین مرے رسول خدا اور روایت ترمذی مین ہی کہ کہا انس نے کہ جب وہ روز تھا کہ داخل ہوے رسول خدا مدینہ کو تو روشن تھی مدینہ کی ہر چیز پس جب کہ وہ دن آیا کہ جبس دن مرے رسول خدا تو تاریک تھی مدینہ کے ہر چیز اور نہین اُٹھایا ہملوگون نے اپنے ہاتھون کو خاک سی درحالیکہ ہملوگ اُسکے دفن مین تھے یہانتک کہ انکار کیا ہملوگون نے دلون کو اپنے یعنی کہ ہملوگون کو بوجہ غم کے اپنے دلون کی بہی خبر نہ تھی

حدیث نمبر ۸ وعن عایشة قالت لما قبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم اختلفوا فی دفنہ فقال ابو بکر سمعت من رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم شیًا قال ما قبض اللہ نبیا الا فی الموضع الذی یحیب ان یدفن فیہ ادفنوہ فی موضع فراشہ

ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہا اُس عائشہ نے کہ جب قبض روح ہوا حضرت رسول خدا کا تو لوگون نے اختلاف کیا دفن مین اوس رسول کے پس کہا ابو بکر نے کہ سُنی مین نے رسول خدا سی ایک چیز کہ کہا اُس رسول خدا نے کہ نہین قبض روح کیا اللہ نے کسی نبی کا مگر اُس جگہ مین کہ واجب ہو دفن اُس نبی کا پس دفن کرو تم لوگ اُس نبی کو بیچ موضع خوابگاہ اُسکے روایت کی اُسکو ترمذی نے فقط ظاہرا یہ حدیث عائشہ کی بنظر کسی مصلحت کی صریح موضوع وساختہ معلوم ہوی ہی اسوسطی کہ توریت سے دفن ہونا کسی نبی کا مکان انتقال مین ظاہر نہین ہوتا ہی بلکہ ایہ

زمین علیحدہ کا خرید کرنا حضرت ابراہیم کا واسطے قبرہ کے ثابت ہوتا ہی اور یہ دفن کرنا حضرت رسول خدا کا عین حجرہ عائشہ مین حضرت عائشہ کو بہت کام آیا کہ حضرت عائشہ نے بعذر ملکیت اپنے حضرت امام حسن کو باوصف وعدہ سابق کے قریب روضہ نبوی کے دفن ہونے نہین دیا

حدیث نمبر ۹ عن عایشۃ قالت کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول وھو صحیح انہ لن یقبض نبی حتے یری مقعدہ من الجنۃ ثم یخیر قالت عایشۃ فلما نزل بہ وراسہ علی فخذہ غشی علیہ ثم افاق فاشخص بصرہ الی السقف ثم قال اللھم الرفیق الاعلے قلت اذن لا یختارنا وقالت وعرفت انہ الحدیث الذی کان یحدثنا بہ وھو صحیح فی قولہ انہ لم یقبض نبی قط حتی یری مقعدہ من الجنۃ ثم یخیر قالت عایشۃ فکان اخر کلمۃ تکلم بہ النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم متفق علیہ

ترجمہ روایت ہی عائشہ سے کہ رسول اللہ کہتی تھے درحالت صحت کے کہ کسی نبیؐ کا قبض روح نہین ہوا بغیر اس بات کے کہ دیکھائیجای اُسکو نسبت گاہ اُسکی جنت مین تب اختیار دیا جاتا ہی اُس نبیؐ کو کہا عائشہ نے کہ جب اُترے ملک الموت درحالیکہ سر اُس رسول کا ہماری ران پر تہا تب بیہوشی ہوئی اُس رسول کو پہر افاقہ ہوا اُسکو تب متعین کیا نور بصر کو اپنے طرف سقف خانہ کے یعنی ٹکٹکی لگائی چہت کیطرف اور اُسکی بعد کہا رسول نے اللھم الرفیق الاعلے یعنی اختیار کیا ہمنی رفیق اعلی یعنی جنت کو تب عائشہ کہتی ہین کہ ہمنی یہ بات کہی کہ اب اسوقت مین حضرت رسول نہین اختیار کرتے ہین ہم لوگون کو اور عائشہ نی کہا کہ ہمنی معلوم کیا اُس حدیث کو کہ جو حضرت رسول درحالت صحت اپنے کہتی تھے

اپنی قول مین کہ نہین قبض روح ہوا کسی نبی کا ابتک بغیر اسکے کہ دکہلائیجاے نشست گاہ اسکی جنت سی اور بعد اسکے اختیار دیا جای اُس نبی کو کہا عائشہ نے کہ قول اُس نبیؐ کا اللہم الرفیق الاعلے آخر کلمہ تہا جو بات کی حضرت رسول نے ساتھ اُس کلمہ کے ؁

حدیث نمبر ۱۰ ومنہا قالت کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول فی مرضہ الذی مات فیہ یا عایشۃ ما ازال اجد الم الطعام الذی اکلت بخیبر وھذا اوان وجدت انقطاع ابہری من ذالک السم رواہ البخاری ؎

ترجمہ اور روایت ہی اُس عائشہ سی کہا اس عائشہ نے کہ رسول اللہ فرماتے تھے اپنے مرض الموت مین کہ ای عائشہ مین ہمیشہ پاتا ہون درد کو اُس طعام زہرآلود کے جو کہ کہاتہا مین نے خیبر مین اور یہ وہ وقت ہی کہ جو پایا مین نے کٹ جانی کو رگ دل اپنے کے اُس زہر سے روایت کی اسکو بخاری نے ؁

حدیث نمبر ۱۱ وعن ابن عباس قال لما حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وفی البیت رجال فیہم عمر ابن الخطاب قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم هلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا فقال عمر قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبکم کتاب اللہ فاختلف اہل البیت واختصموا فمنہم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ومنہم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغط والاختلاف قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قوموا عنی قال عبید اللہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وبین ان یکتب

اللھم فذلک لکتاب لاختلافھم ولغطھم وفی روایۃ سلیمان بن ابی مسلم الاحول قال ابن عباس یوم الخمیس ثم بکی حتی بل دمعہ الحصی قلت یا ابن عباس وما یوم الخمیس قال اشتد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجعہ فقال ایتونی بکتف اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ما شانہ اھجر یستفھموا فذھبوا یردون علیہ فقال دعونی ذرونی فالذی انا فیہ خیر مما تدعوننی الیہ فامرھم بثلث فقال اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب واجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزھم وسکت عن الثالثۃ اوقال فنسیتھا قال سفیان ھذا من قول سلیمان متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سی کہ کہا اسنی کہ جب وقت احتضار پہونچا حضرت رسول خدا کو اور گھر مین مرد لوگ تھی کہ اسمین عمر ابن الخطاب بھی تھی کہا اس پیغمبر خدا نے کہ آؤ تم لوگ کہ لکھو مین واسطے تم لوگونکی ایک نوشتہ کہ نہ گمراہ ہو تم لوگ بعد اسکی کبھو پس کہا عمر نی کہ تحقیق کہ غالب ہوا اوپر اس رسول خدا کے درد اور ہی تم لوگونکی پاس قرآن اور کفایت کرتے تھے تم لوگون پر کتاب خدا کی پس مختلف ہوے وہ لوگ جو اس گھر مین تھے اور جھگڑنے لگے پس بعضی انمین سے کہنی لگے کہ نزدیک لیجاؤ کاغذ و قلم تا کہ کچھ لکھین رسول خدا واسطے تم لوگون کے اور بعض انمین سے کہتے وہی بات جو عمر نے کہی تھی پس جب بڑھایا شور و غل اور اختلاف کو تب فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ اوٹھ جاؤ تم لوگ ہمارے پاس سے کہا عبد اللہ راوی نے اس حدیث کے کہ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ تحقیق کہ مصیبت کل مصیبت وہ چیز ہی کہ جو حائل ہوئی درمیان رسول اللہ اور درمیان اس بات کی کہ لکھتے وہ رسول اللہ اس نوشتہ کو واسطے ان لوگون کے بسبب اختلاف اور شور و غل کرنے ان لوگونکے اور روایت مین

سلیمان ابن ابی مسلم الاحول کے یہ ہی کہ کہا ابن عباس نے کہ روز جمعرات کا اور کیسا روز جمعرات کا اور بعد اسکی روئے ابن عباس یہانتک کہ تر کیا اُنکے آنسوون نے سنگریزون یعنی کنکریون کو تب کہا کہ ای ابن عباس اور کیا روز جمعرات کا ہی تب کہا اُس ابن عباس نے کہ سخت ہوا درد رسول خدا کا تب کہا اُس رسول خدا نے کہ لاؤ میرے پاس ایک شانہ اونٹ یا بکری کا کہ لکہدون مین واسطی تم لوگون کے ایک نوشتہ کو کہ نہ گمراہ ہو تم لوگ بعد اُسکے ابد تک پس جھگڑنے لگے وہ صحابی لوگ اور نہین لائق ہی جھگڑنا نزدیک کسی نبیؐ کے پس کہا اُن صحابیون نے کہ کیا حال اوس رسول کا ہی آیا چھوڑ دیا عقل نے اُسکی یعنے کیا عقل اُس رسول کی جاتی رہی پوچہکر کے دریافت کرو اُس رسول سے پس گئے بعض صحابی دوہرانیکو اُس بات کو رسول سے تب فرمایا رسول خدا نے کہ چھوڑ دو تم لوگ مجکو اور باز رہو شور و غل کرنے سے اسواسطی کہ جس حال مین کہ مین ہون بہتر ہے اُس چیز سے کہ جو کہ بلاتے ہو تم لوگ اُس بات کیطرف مجہکو پس حکم فرمایا اوس رسول نے اون لوگون کو تین بات کو اور کہا کہ نکال دو تم لوگ مشرکین کو جزیرہ عرب سی اور سلوک نیک کرو ایلچیون سے اوس طرح پر کہ سلوک نیک کرتے تھے ہم سات اُن لوگون کے اور چپ رہے حضرت رسول تیسری بات سی یا کہ فرمایا اُس تیسری بات کو اور ہم بہول گئے اور کہا سفیان نے کہ یہ قول سلیمان کا ہی متفق علیہ فقط چونکہ یہ حدیث قرطاس کی ایک مشہور حدیث ہی کہ جسکا خلاصہ یہ ہی کہ حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین کاغذ و قلم واسطے لکھنے وصیت کے طلب کیا کہ جس بات کو حضرت عمر نے درمیانین

آگے کے نہین ہونے دیا اور شیعہ لوگ اس حدیث پر بہت زور کرتے ہین کہ حضرت رسول خدا حضرت علی کو از روی وصیت تحریری کے بہی وصی اپنا مقرر کیا چاہتے تھے کہ حضرت عمر اس بات مین خلل انداز ہوے اور سنی لوگ بھی جہانتک ہو سکتا ہی اُسکا جواب بتاتے ہین اسواسطی مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اس مقام مین چند باتین بقدر فہم اپنے کے ہم بھی لکھ جائین۔

اول یہ کہ ہر گاہ حضرت رسول خدا صرف دو ماہ قبل انتقال اپنے بمقابلہ تیس صحابیون کے حضرت علی کو مولی کل مومنین اور مومنات کا بطور اپنی مولی کل ہونے کے قرار دے چکے تھے تو درحقیقت چندان حاجت تحریر کر دینی اُس وصیت کی نہین تھی اور اسواسطی ہم تحقیقات طرح سے نہین کہہ سکتی ہین کہ حضرت رسول خدا نے تحریر کر دیتے اور اُس وصیت زبانی کے کاغذ اور قلم طلب کیا تہا یا نہین مگر از روی قرینہ مزاحمت کرنے حضرت عمر کے کہ وہ وصیت خم غدیر سے اور اسپر مبارکبادی دینے سے بخوبی واقف و آگاہ تھے یہ بات بخوبی تمام سمجھی جاتی ہی کہ تحریر کیا جانا کوی وصیت کا خلاف امید و خواہش حضرت عمر کے تہا اور اس قرینہ سی شکایت شیعونکی بی بنیاد نہین معلوم ہوتی ہی اور نہین سمجھتی ہین کہ اس مزاحمت کرنے پر حضرت عمر کے سُنی لوگ کیون نہین بگڑتے ہین اور اس مزاحمت کو حضرت عمر کی ایک گستاخی و نافرمانی کیون نہین سمجھتے ہین یعنے اس قرینہ سی بہی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ بوجہ مزاحمت حضرت عمر کے جو ایک وصیت تحریری نہین ہوئی سو اسمین کچھ نفع سنیون کا ہے یعنے کہ وہ وصیت خلاف اس ترتیب خلافت ثلثہ کے ہوتے۔

کہ ایک قرینہ خاص موافق حال تعرض شیعون کے یہ ہی کہ حضرت

ابن عباس اس نہین لکہے جانے کو وصیت کے ایک مصیبت سمجہتی ہین اور جمعرات کے دن کو یاد کر کے روتے ہین کہ جو ہمارا دل بہی اس بات پر روتا ہی اور حدیث مندرجہ فصل ۳۹ سے ظاہر کہ درمیان قریش اور ہاشمی کے ایسا تفرقہ تہا کہ قریش لوگ ہاشمیون سے خوش خوش چہرون سے نہین ملتے تہے اور حضرت ابن عباس نے بایام مرض رسول خدا کے حضرت علی کو صلاح دی کہ خلافت کو حضرت رسول خدا سے طلب کرین اور حضرت علی نے کہا کہ ہم خلافت نہین طلب کرینگے اسواسطے کہ اگر حضرت رسول خلافت ہمکو دین تو تم اس بات کو جانتے ہو کہ لوگ ہمکو وہ خلافت نہین ہونے دینگے پس جب یہ حال تہا تو عین قرینہ اس بات کا ہی کہ حضرت رسول خدا جو ایک وصیت لکہا چاہتے تہی سو وہ بات بالضرور خلاف امید و منصوبہ حضرت عمر کے تہی —

سیوم یہ کہ حضرت عمر کے حال پر ہمکو افسوس آتا ہی کہ حضرت رسول کے ایام صحت تک عمر نے جو ایک ایسے مصاحب اور رفیق ہر وقت کے تہے سو ہجر و بیماری حضرت رسول کے اسطرح پر بالکل آنکہہ بدل دے اور کہنا حضرت عمر کا کہ حضرت رسول خدا پر درد غالب ہی اور قرآن کفایت کرتا ہی صرف براہ بیمروتی اور دفع الوقتی کے معلوم ہوتا ہی اسواسطے کہ یہ بات روز جمعرات کی ہی اور رسول نے بعد اُس جمعرات کے جمعہ اور سنیچر اور اتوار تین دن زندہ رہکر کے انتقال کیا اور آخر وقت مین الرفیق کہکر کے جان دی تو کسیوقت مین کوئی بات بدحواسی حضرت رسول کی پائی نہین جاتی ہی اور ہرگاہ قران اور عترت دو تو بات حدیث الثقلین کی ہی جو پیغمبر خدا نے کہا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز بہاری چہوڑے جاتے ہین ایک قران اور دوسرے

عترت اور یہ دونو آپس سے ہرگز جدا نہونگے تو اگر حضرت عمر حسبکم کتاب اللہ وعترۃ الرسول دونون کو ملا کر کے کہتے تو حضرت عمر بہت سچی معلوم ہوتی۔

چہارم یہ کہ حضرت رسول جو کچھ وصیت لکھنے کو چاہتے ہون سو وہ ایک بات تہی مگر یہ بات ظاہر ہی کہ یہ مزاحمت حضرت عمر کی اور شور وغل صحابیونکا برخلاف مزاج حضرت رسول کے ہوا اور بی شبہ حضرت رسول کو ملال ہوا اسواسطی کہ یہ تقریر بخوبی تمام خبر ملال کی دیتی ہی کہ جو آپ نے فرمایا کہ اُٹھ جاؤ تم لوگ میری پاس سے اور چھوڑ دو تم لوگ مجکو۔

پنجم یہ کہ حضرت رسول سی کیا بات مخفی رہ سکتی ہی یعنی حدیث سی ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت رسول نے بخوبی اس بات کو سمجہا کہ یہ صحابیان حاضرین لوگ تمام اختیار خلافت کا اپنی ہاتھ مین لینگے اور یہ بات اس تقریر سے سمجھی جاتی ہی کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سی نکال دیجیو اور ایلچیون کے ساتھ سلوک نیک کیجیو یعنی کہ اگر ایسا ارادہ خلافت لینی کا ہی تو بنظر استحکام حکومت اسلام کی یہ بات ضرور کیجیو

ششم یہ کہ اصل منشا اس قسم جرات اور گستاخی حضرت عمر کا یہ معلوم ہوتا ہی کہ حضرت رسولخدا کو کوئی سلطنت موروثی نہین تھی اور فتوحات بدر وخیبر وغیرہ کی جو کچھ ہوتی گئی سو بمدد مہاجرین اور انصار کے تھی اور طریقہ لڑنے اور فتح حاصل ہونیکا مہاجرین اور انصار کو بخوبی تمام مشق ہو چکا تہا اور خصوصاً سرگروہ صحابیان ازروی جد وجہد وبذل ہمت اپنی ان فتوحات کو سمجھتی ہونگے اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے درحقیقت اُن سرامد اصحابونکے نظر مین کچھ وزن نہین رکھتی تہی یعنی وہ لوگ واسطی فتوحات آیندہ کرنے کے اپنے کو محتاج اس بات کا نہین جانتے تھے کہ حضرت علی کو مولا اپنا بنا کر کے آگے

تحت مین کام کرین مگر اصل کارگذاری حضرت علی کی جو خصوصاً جنگ خیبر و جنگ اُحد مین ہوئی سو اُسکا بہول جانا تمام تر دور از انصاف تہا اور حضرت علی کے مزاج اور فقیرانہ طبیعت سے ظاہر ہی کہ اگر حضرت علی کو اپنا مولا سمجھہ کر کے خلیفہ بناتے تو بہی سرآمد صحابیان کے اُس حالت مین بہی مالک کل اُمورات کی رہتے اور فن تاریخ سے یہ امر بافراط تمام دیکہا جاتا ہی کہ اکثر سلطنتون مین جب وزرا اور امرا کو اقتدار رہا تو انہون نے اصل سلطنت کو زیر و زبر کر دیا چنانچہ یہ بات بہی اُسی قسم کی دیکہی جاتی ہی کہ زمان خلافت ثلثہ اور حکومت معاویہ اور یزید وغیرہ تا زمان خلافت عباسیہ تک اہلبیت اور اولاد فاطمہ کے ناپرسان ہوے اور آخر کا قتل عام سادات کا ایک امر معمولی ہو گیا مگر یہ بات بڑے تعجب کی ہی کہ باوصف ایسے انقلاب روزگار کے کچھہ احادیث مناقب اہلبیت کے ابتک موجود ہین اور وہی اثر حکومت خلفای ثلثہ اور معاویہ وغیرہ کا ہی کہ جو ابتک سنیان خارجی مشرب تائید مین اُس انقلابات روزگار کے پائیجاتے ہین اور اب یہ اثر انتظام سلطنت انگریزی کا ہی کہ ہر شخص اپنی خیال کو آزادانہ لکھہ سکتا ہی

ہفتم یہ کہ حضرت عمر ایک بڑی ہوشیار اور مزاج دار حضرت رسول خدا کے تہے کہ جب حضرت رسول خدا نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی فرمائی تو حضرت عمر نے بتقاضای مصلحت وقت اور مزاج داری اور خوشامد رسول کے بے تکلف حضرت علی کو مبارکباد دی مگر صرف دو مہینے بعد اُسکے جب حضرت رسول بیمار ہوئے تو اُسیوقت سے رنگ بدل گیا اور وصیت تحریری کرنے مین خلل انداز ہوے اور جب حضرت رسول نے انتقال فرمایا تو فوراً حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا کر کے حضرت علی کو بلا بہیجا اور دہمکایا کہ اس مجلس سے نہین جانی پاوگی

جب تک کہ بیعت ابو بکر کی نہین کروگے اور حضرت علی نے جواب دیا کہ اس دہمکی سے ہم نہین ڈرتے ہین اور جب تک جان باقی ہی طلب حق ہنیا کرینگے تب حضرت ابو بکر نے بغیر بیعت لیے کے رخصت کیا غرض کجا وہ مبارکبادی اور کجا یہ زبردستی پس اگر سنیان خارجی مشرب باوصف ان سب اقوال اور افعال کے خلفای ثلثہ کو حضرت علی پر بہ بہانہ افضلیت نظر کثرت ثواب کے تفضیل دیں تو اس کمبختی کا کیا جواب ہوگا۔ بملاحظہ تمام حالات ان خلفای ثلثہ کے ہمکو یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ یہ خلفای ثلثہ بے شبہہ مسلمان اور اپنی اپنے طور پر اچھے لوگ تھے اور ساتھ حضرت علی اور تمام اہلبیت کے کچھ کچھ برسر ادب بہی تھے اور اسی جگہ پر ہمکو شیعون سے اختلاف ہی کہ بعض ان لوگون کے ان خلفای ثلثہ کو خارج از اسلام اور منافق سمجھتی ہین۔

ہشتم یہ کہ شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتی ہین کہ یہ ادعا شیعون کا ہی کہ حضرت رسول کچھ وصیت نسبت حضرت علی کے لکھا چاہتے تھے خالی از تناقض نہین ہی اسواسطی کہ جب بقول شیعون کے خم غدیر مین حضرت رسول وصیت نسبت حضرت علی کے کر چکے تھے تو کیا حاجت تحریر کرنے اس وصیت کے تھی سو اس تحریر پر شاہ صاحب کے ہمکو بہت تعجب ہوتا ہی کہ کیا شاہ صاحب نی یہ سمجہا ہی کہ کوئی شخص بعد انکے معنی تناقض کو بہی نہین سمجہیگا اور شرائط قول مشہور در تناقض ہشت وحدت شرط دان۔ کو بہی نہین جانیگا سو یہ بات شاہ صاحب سے قابل بازپرس آخرت کی ہی یا نہین کہ وصیت زبانی کو جو ایک شخص وصیت تحریری کیا چاہے سو اس بات کو تناقض قرار دیکرکے کیون مغالطہ دیا واہ واہ شاہ صاحب توثیق کو

یعنی مستحکم کرنے کو ایک بات کے آپ تناقض فرماتے ہین کیا خوب تناقض ہو اور پاس تقریر سے آپ کی ایک شخص جو باقی رہنے روپیہ کا زبانی اقرار کرتا ہو تو پھر علاوہ زبانی اقرار کے وہ شخص ایک وثیقہ تمسک تحریری اُسکا لکھ سکتا ہے کہ یہ بات موافق آپ کے قاعدے کے داخل تناقض ہو۔

پھر یہ شاہ صاحب موصوف لکھتے ہین کہ حضرت رسول خدا وہ وصیت نسبت خلافت حضرت ابوبکر کے لکھا چاہتے تھے سبحان اللہ کیا بات آپکے کہ لکھ دینا وصیت بحق ابوبکر کا برخلاف وصیت خم غدیر نسبت حضرت علی کے آپکی نزدیک تناقض نہو مگر زبانی وصیت کو نسبت حضرت علی کی لکھدینا داخل تناقض ہو۔

گر ہمین مکتب است و این ملا ÷ کار طفلان تمام خواہد شد

اور معلوم ہوتا ہو کہ شاید شاہ صاحب کو اس بات کا خیال نہوگا کہ پوچ و لچر تقریرون سے اور مغالطہ کے تحریر سے خود مذہب اُس لکھنے والے کا پوچ و لچر اور ذلیل ہو جاتا ہو اور ایک نتیجہ تحریرات پوچ و لچر کا یہ ہوا کہ ایک شخص معزز سنی مشرب کے تھے کہ تحفۂ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کا پڑھکر کے شیعہ ہو گئے۔

حدیث نمبر ۲۱ وعن انس قال قال ابو بکر لعمر بعد وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انطلق بنا الی ام ایمن ونزورها کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یزورها فلما انتهینا الیها بکت فقال لها ما یبکیک اما تعلمین ان ما عند اللہ خیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالت انی لا ابکی ان ما عند اللہ تعالی خیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولکن ابکی ان الوحی قد انقطع من السماء فجعل یبکیان معها رواہ مسلم

اور روایت ہی انس سے کہ کہا اُسنے کہ کہا ابوبکر نے عمر کو کہ بعد وفات حضرت
رسول کے کہ ہم لوگ چلین ام ایمن زوجۂ زید ابن حارث اور والدہ اسامہ
ابن زید کے پاس اور زیارت کرین اُسکی جیسا کہ زیارت اُسکی کرتے تھے
حضرت رسول پس جب پہونچے ہم لوگ تو رونے لگی وہ ام ایمن تب پوچھا
اُن دونو ابوبکر و عمر نے اس ام ایمن سے کہ کیون روتے ہو تم کیا تم
نہین جانتے ہو کہ جو چیز کہ خدا کے پاس ہی اجر ثواب سی سو وہ چیز بہتر ہی
واسطے حضرت رسول کے پس کہا اُس ام ایمن نے کہ ہم اس بات پر نہین روتے
ہین کہ ہم نہین جانتے ہین اس بات کو کہ جو چیز خدا کی پاس ہی سو بہتر ہی واسطے
رسول کے اور لاکن ہم روتے ہین اس بات پر کہ وحی منقطع ہو گئے آسمان سے
پس اس بات سی برانگیختہ کیا اس ام ایمن نے اُن دونون کو اوپر رونی کے
پس رونے لگے وہ دونون ساتھ ام ایمن کے روایت کی اُسکو مسلم نے

حدیث نمبر ۳ اور عن ابی سعید الخدری قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ ونحن فی المسجد عاصبا راسہ بخرقتہ
حتی اھوی نحو المنبر فاستوی علیہ واتبعناہ قال والذی نفسی بیدہ
انی لانظر الی الحوض من مقامی ھذا ثم ان عبدا عرضت علیہ الدنیا وزینتہا فاختار
الآخرۃ فلم یفطن لہا احد غیر ابی بکر فذرفت عیناہ فبکی ثم قال بل نفدیک بآبائنا
وامہاتنا وانفسنا واموالنا یا رسول اللہ قال ثم ہبط فما قام علیہ حتی الساعۃ رواہ الدارمی

ترجمہ اور روایت ہی ابوسعید خدری سے کہا اُس نے کہ باہر نکلے حضرت
رسول ہم لوگون کے پاس اپنے مرض الموت مین سر مین ایک کپڑا باندہی
ہوئے اور ہم لوگ مسجد مین تھے یہانتک کہ خواہش کی پیغمبر خدا نی طرف

منبر کے اور چڑھے اوس منبر پر اور ہم لوگ پیچھے ہوے اُس رسول کے
تب کہا آنحضرت نے کہ قسم ہی اُس شخص کی کہ جان میری اُسکے ہاتھ مین ہی
بات کہ تحقیق کہ مین ہر آئینہ دیکھ لیتا ہون حوض کوثر کو اسی مقام سی اپنے
تب بعد اسکے فرمایا آنحضرت نے کہ ایک بندہ پر پیش کی گئی دنیا اور زینت
اُسکی پس اختیار کیا اُس بندہ نے آخرت کو اور نہین دریافت کیا اوس
کلام کو کسی شخص نے سواے ابوبکر کے پس دونو آنکھون سے اُسکے آنسو
نکلے اور روے ابوبکر اور کہا کہ بلکہ ہم لوگ فدا کرتے ہین آپ پر اپنے
باپون کو اور اپنی ماؤن اور اپنی جانون کو اور اپنے مالون کو ای رسول اللہ
اور راوی کہتا ہی کہ تب اُترے رسول خدا اُس منبر پر سے پس پھر نہین
کھڑے ہوے اُس منبر پر تا روز قیامت کے روایت کی اُسکو دارمی نے

حدیث نمبر ۹ وعن ابن عباس قال لما نزلت اذا جاء نصر اللہ والفتح دعا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمۃ قال نعیت الی نفسی فبکت قال لا تبکی
فانک اول اھلی لاحق بی فضحکت فراٰھا بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فقلن یا فاطمۃ رأیناک بکیت ثم ضحکت قالت انہ اخبرنی انہ نعیت الیہ نفسہ
فبکیت فقال لی لا تبکی فانک اول اھلی لاحق بی فضحکت وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اذا جاء نصر اللہ والفتح وجاء اھل الیمن ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا
وھم ارق افئدۃ والایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ رواہ الدارمی

ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے کہا اُس ابن عباس نی کہ جب
اوتری آیت اذا جاء نصر اللہ والفتح کی تو بُلا بھیجا پیغمبر خدا نے فاطمہ کو
اور کہا خبر موت دی گئی ہمکو پس روئین فاطمہ فرمایا اُس پیغمبر خدا نی مت روتو

اسواسطے کہ تو اول اہلبیت میری ہو کہ جو ملیگی ساتھ میرے پس ہنسین وہ فاطمہ پس دیکھا اُس فاطمہ کو بعض ازواج نبیؐ نے تب پوچھا اُس فاطمہ سے کہ ہم لوگون نے دیکھا تجکو کہ تو روئی اور بعد اُسکے تو ہنسی تب جواب دیا فاطمہ نے کہ پیغمبر خدا نے خبر دی مجکو کہ خبر موت کی دیگئی اُس رسول کو تو اس بات مین روی اور پیغمبر خدا نے کہا کہ مجکو کہ تو مت رو اسواسطے کہ تو اول اہلبیت میری ہی جو کہ مجھسے جا ملیگے تو اس بات پر مین ہنسی اور فرمایا رسول خدا نے کہ جب اُتری آیت اذا جاء نصر اللہ و الفتح کی تو آئے اہل یمن کہ ابو موسی اشعری وغیرہ اُن اہل یمن سے ہین ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً پڑھکے فرمایا کہ وے اہل یمن نرم دلون کے ہین اور ایمان اہل یمن مین ہی اور حکمت اہل یمن مین ہی روایت کی اُسکو دارمی نے فقط۔ سبحان اللہ اس حدیث سی کسقدر تعلق باخود با حضرت رسول اور اُنکی بیٹی فاطمہ کا ظاہر ہوتا ہی کہ بیچ باپ کے مرنے کا حضرت فاطمہ کو اپنے مرنے کی خبر سنکر کے مبدل بخوشی ہو گیا اور اگر یہ قصہ درمیان پیغمبر خدا اور حضرت عائشہ کے ہوتا تو جو تعلق کہ حضرت عائشہ کو حضرت ابوبکر اپنے باپ کے خلیفہ بنانے کا تہا سو یہ بات بخوبی سمجھ مین آسکتی ہی کہ حضرت عائشہ اس بات پر روتین کہ حضرت ابوبکر کے خلیفہ بنانے کا کیا بندوبست ہوا اور جب پیغمبر خدا کہتے کہ سوای ابوبکر تمہاری باپ کے اور دوسرا کوان شخص طلب و دعوے خلافت کا کرسکیگا تو حضرت عائشہ خوش ہوتین مگر پوری خوشی کی یہ بات ہوتی کہ کچھ بندوبست کافی خلیفہ بنانے عبد الرحمن ابن ابو بکر برادر حضرت عائشہ کا بہی ہوتا چنانچہ حدیث آیندہ مین اس بات کا بہی بندوبست

کرنا حضرت عائشہ کا ظاہر ہوتا ہی مگر کیا کیجیے کہ وہ تقدیر نہین تھی ورنہ حضرت
عائشہ کیطرف سے کچھ تقصیر نہین ہوئی ؛

حدیث نمبر ۵۲ وعن عایشة انها قالت وارأساه فقال رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم ذاك لو کان وانا حی فاستغفر لك وادعو لك فقالت عایشة
واثکلیاه والله انی لاظنك تحب موتی فلو کان ذلك لطلبت اخر یومك
معرسا ببعض ازواجك فقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم بل انا وارأساه لقد
هممت واردت ان ارسل الی ابی بکر وابنه واعهد ان یقول القائلون او یتمنی
المتمنون ثم قلت یابی الله ویدفع المومنون او یدفع الله ویابی المومنون رواه البخاری

ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سی کہ کہا اُسنی وارأساہ یعنی
اوہ درد سر میرا تب فرمایا رسول خدا نے کہ اگر ایسا ہو یعنی اگر تم مرو
درحالیکہ مین زندہ ہون تو طلب مغفرت کرون مین واسطے تیرے اور
دعا کرون مین واسطے تیرے تب کہا عائشہ نے اوہ مرنا میرا قسم بخدا کہ
میرا ظن وقیاس یہ ہی کہ تو میرا مرنا چاہتا ہی اور اگر ایسا ہو تو اُسی روز
تا شام تک تو کسی بی بی کے ساتھ ہم صحبت ہوتا تب کہا پیغمبر خدا نے بل انا
وارأساہ یعنی بلکہ اوہ میرا درد سر اور ہر آئینہ میرا قصد یہ ہوا کہ مین بلا بھیجون
ابوبکر اور بیٹا کو اُسکے یعنی عبد الرحمن ابوبکر کو اور وصیت کرون مین اُسکو
یعنے ولیعہد خلافت کا کرون اُسکو بخوف اس بات کے کہ کہنے والے
لوگ کچھ بات بناوین یا کہ ارزو کرین ارزو کرنیوالے لوگ تب
ہمنے اپنے دل مین کہا کہ خدا اس بات سے انکار کرتا ہے اور دفع
کرینگے مسلمان لوگ اس بات کو یا یہ کہ دفع کریگا خدا اس بات کو اور

انکار کرینگے مسلمان لوگ اس بات سی روایت کی اسکو بخاری نے فقط یہ حدیث حضرت عائشہ کی صراحتاً و یقیناً ساختہ و موضوع ہی چند وجہ سے

اول یہ کہ اگر یہ حدیث اصلی و صحیح ہو تو سواے اسکے کچھ چارہ نہین ہے کہ یہ بات فرض کیجائے کہ دو مہینے قبل انتقال اپنے جو پیغمبر خدا انے حضرت علیؑ کو حسب وصیت غدیر خم کے وصی و جانشین اپنا قرار دیا تھا سو پیغمبر خدا انے اُس راے و وصیت کو مسترد کر کے حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنانا چاہا بوجہ کسی قصور حضرت علی کے یا بوجہ تلون طبعی حضرت رسول یا بوجہ تخبط بیماری اُنکے اور ان تین باتون مین سے کسی بات کا ادعا از طرف سنیون کے نہین ہی اور حیف اور کمال حیف ہے اوپر حال شاہ عبدالحق صاحب کے کہ وصیت زبانی خم غدیر کو تحریری کر دینا اُنکے نزدیک تناقض ہی اور خلافت ابوبکر کو بر خلاف وصیت خم غدیر کے کچھ تناقض نہین سمجھتی ہین۔

دوم یہ کہ اگر یہ حدیث اصلی ہوتی تو حضرت ابوبکر یہ بات بوقت خلیفہ بنائیجانے کے کیونکر کہتی کہ ہمکو خلافت سے کیا علاقہ ہی کہ خلافت حق علےؑ و عمر و ابو عبیدہ کا ہے۔

سوم یہ کہ اگر حضرت رسول خدا انے الواقع حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے تو حضرت عمر وصیت تحریری تعمیل پانیمین کسواسطی خلل انداز ہوتے کہ یہ بات تو خود اُنکے مطلب کی تھی اسواسطے کہ وہی حضرت عمر تو باعث اول خلیفہ ہونے حضرت ابوبکر کے ہین۔

چہارم یہ کہ اگر حضرت رسول خدا فی الواقع حضرت ابوبکر کو بلا کر کے

خلیفہ بنایا چاہتے تھے تو انکا بلانا کیا دشوار تھا اور اس بات کو خدا اور مسلمانون پر چھوڑ دینا کیا معنی رکھتا ہی اور اگر ایسا ہی تھا تو کاغذ و قلم طلب کرنیکے کیا معنی ہین —

پنجم یہ کہ سلسلہ تقریر اس حدیث کا کسقدر بے ربط ہی کہ حضرت عائشہ اپنے درد سر کی شکایت کرین اور حضرت رسول خدا فرماوین کہ اگر ایسا ہو تو ہم تمہاری واسطے دعاء مغفرت کرین اور اسپر حضرت عائشہ کہین کہ اگر ہم مرین تو اسی روز شام تک کسی بی بی کے پاس رات کاٹو گی تو اس روکد مین کیا موقع و مقام اس بات کا ہی کہ حضرت رسولخدا فرماوین کہ ہمکو درد سر ہی اور ہمنی ابو بکر اور اسکے بیٹا کو واسطے ولیعہد کرنے کے بلانے کو چاہا مگر اس بات سے بوجہ خیال خدا اور مسلمانونکی باز رہی —

ششم یہ کہ بہ نسبت حضرت عائشہ کے البتہ بخوبی تمام قرار اس بات کا ہی کہ حضرت عائشہ ایک محبوب بی بی حضرت رسول خدا کی تھین مگر یہ بات بھی ظاہر ہے کہ خود حضرت عائشہ کو رشک و حسد ہونے سے ساتھ حضرت خدیجہ کے اقرار ہی کہ جنکے داماد حضرت علی ہین یہانتک کہ حضرت بی بی عائشہ نے حضرت رسول کو کہا کہ تم خدیجہ کو کیا اسقدر یاد کرتے ہو کہ جیسے دنیا مین کوئی دوسری عورت نہو اور اسکے جواب مین رسول خدا نے فرمایا کہ ہان وہ ایسی ہی تھی اور اس سے ہمکو ولد ہی یعنے کہ تمکو کوئی اولاد نہین ہی پس کہا کیا قرینہ اس بات کا ہی کہ ایسی بی بی خدیجہ صاحب ولد کی اکلوتی داماد کو چھوڑ کر کے حضرت رسول ایک بی بی عائشہ لاولد کے باپ کو خلیفہ اپنا بناتے اور اس حدیث سی تو صرف تیاری خلیفہ بنانے حضرت

ابوبکر کے نہین ہی بلکہ ایک بنیاد خلیفہ بنانی عبد الرحمن پسر ابوبکر کے بعد ابوبکر کے بہی ہی غرض اس حدیث کی جہوٹے اور وضعی ہونیمین کچھ شک نہین ہی اور سنیہون کیطرفسی جو حضرت عائشہ کو لقب صدیقہ کا دیا گیا ہی سو دوسری عام معاملات مین بے شبہ مستحق اس لقب کے ہین اور ہر معاملہ مین یہ لقب صدیقہ کا دینا سنیان کا موافق اُس قاعدی کی ہی کہ کوئی دشمن علی کا ایسا نہین ہی کہ جسکی حمایت سنیان نہین کرتے ہون یعنی اگر حضرت عائشہ کو لقب صدیقہ کا دیا گیا تو اسیطرح معاویہ بہی توخال المومنین بنائے گئے اور اصل یہ ہی کہ حضرت رسولخدا نے جو فرمایا کہ اگر تم ہماری سامنے مرو تو ہم دعای مغفرت تمہاری واسطے کرین سو اس امر مین اسیقدر لکہنا کافی ہی کہ اگر ایسا ہوتا تو کچھ خرابی اہلبیت کے نہین ہوتی مگر وہ کیونکر روبروی رسولخدا کے مرتین کہ انکو مقام حوأب مین ساتھ فرقہ باغیون کے پہونچنا تہا کہ جہان کتی انکو دیکھہ کر کے بہونکین اور برخلاف حکم آیت حجاب عورات کے بی پردہ ہو کر کے جنگ جمل مین لڑنے کو حاضر میدان جنگ کے ہون اور آخر کو معاویہ کیطرفسے کہ جسکے آمین اللہ مین تہین یہ تقدیر تہی کہ ایک کوان مین کہ جو چونا اُسمین ڈالدیا گیا تہا گر کر کے مرین اور یہ بدلا اُس بات کا بخوبی ہوگیا کہ جو حضرت امام حسن کی لاش کو قریب روضۂ نبوی کے دفن ہونے نہین دیا تہا اگر ایسے ہی اعمال بد پر ہر بات مین صدیقہ قرار پاوین تو یہ بات صرف بوجہ تعصب سنیان کے ہی اور بلاغت جو نام ایک کلام حسب مقتضای مقام کا ہی سو اس لقب صدیقہ مین کمال بلاغت یہ ہی کہ اکثر روایات حضرت عائشہ نسبت حضرت ابوبکر کے جو حد لغو و مبالغہ تک ہین سو لقب صدیقہ کا اس بند و بست سی

دیا گیا ہی کہ جب وہ صدیقہ قرار دیگئین تو اب روایتین آنکی تمام وکمال واجب التسلیم ہین ۔

ہفتم یہ کہ اس حدیث مین صرف اہتمام خلیفہ نبانے ابو بکر اور عبد الرحمن آنکی صاحبزادہ کا نہین ہی بلکہ یہ بات بہی لحاظ کرنے کی ہی کہ خلیفہ نبانمین ابو بکر کے عبارت یہ ہی کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ ہمنے ابو بکر اور اسکے بیٹے کو بلا بہیجا باین خوف کہ ایسا نہو کہ کہنی والے اور تمنا کرنیوالی کہین کہ حق ہمارا ہی سو یہ اشارہ صاف بطرف حضرت علی کے ہی کہ سوای آنکے اور کون شخص طلب حق خلافت کی کر سکتا تہا اور قابل غور کے ہی کہ کس تحقیر کی عبارت سی یہ اشارہ کیا گیا ہی ۔ حوالہ بخدا

حدیث نمبر ۱۲ وعنها قالت رجع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات یوم من جنازة من البقیع فوجدنی وانا اجد صداعا وانا اقول وا راساه قال بل انا یا عایشة وا راساه قال وما ضرك لو مت قبلی فغسلتك وكفنتك وصلیت علیك ودفنتك قلت لكانی بك واللہ لو فعلت ذلك لرجعت الی بیتی فعرست فیه ببعض نسائك فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم بدأ فی وجعه الذی مات رواه الدارمی **ترجمہ** اور روایت ہی عائشہ سی کہا اُس عائشہ نی کہ رسول اللہ ایک روز پہرے ایک جنازہ کے دفن سے جنت البقیع کے پس پایا ہمکو کہ دردسر تہا ہمکو اور ہم کہہ رہے تہے او دردسر تب کہا حضرت رسول نے بلکہ مجکو دردسر ہی ای عائشہ اور فرمایا کہ تجکو کچہ ضرر نہین ہی اگر تو مرے قبل میرے کہ ہم غسل کرتے تجکو اور کفناتے تجکو اور نماز پڑہتے تجہیر اور دفن کرتے تجکو تب کہا ہمنے کہ گویا ہم سمجہی ہوے ہین ساتہ تیری

یعنی کہ گویا ہم بیماری ہین تجھپر قسم بخدا کہ اگر تو کرتا ایسا تو تو پھر آتا میری گھر کیطرف اور مصیبت ہوتا تو اُس گھر مین ساتھ کسی بی بی اپنی کے تب مسکرای پیغمبر خدا اور شروع ہوا وہ درد کہ جسمین آپنے انتقال فرمایا روایت کی اُسکو دارمی نی فقط

یہ حدیث قصہ دردسر مین قریب قریب حدیث مذکورہ بالا کی ہی مگر اس حدیث مین وہ سب قصہ طلبی ابوبکر وغیرہ کا نہین ہی کہ اس قرینہ سی بھی فضول ولغو ہونا قصہ طلبی ابوبکر وغیرہ منضمہ حدیث بالا کا ظاہر ہوتا ہی کہ جو تمام تر بے محل و بے ربط ہی —

حدیث نمبر ۲ اوعن جعفر بن محمد عن ابیه ان رجلا من قریش دخل علی ابیه علی بن الحسین فقال الا احدثك عن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال له احدثنا عن ابی القاسم صلی الله علیه واله وسلم قال لما مرض رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اتاه جبرئیل فقال یا محمد ان الله ارسلنی الیك تکریما لك وتشریفا لك خاصة لك یسألك عما هو اعلم به منك یقول کیف تجدك قال اجدنی یا جبرئیل مغموما واجدنی مکروبا ثم جاءه الیوم الثانی فقال له ذلك فرد علیه النبی صلی الله علیه واله وسلم کما رد اول یوم ثم جاءه الیوم الثالث فقال له کما قال اول یوم ورد علیه کما رد علیه وجاء معه ملك یقال له اسمعیل علی مائة الف ملك فاستاذن علیه فسأله عنه ثم قال جبرئیل هذا ملك الموت یستاذن علیك ما استاذن علی آدمی قبلك ولا یستاذن علی آدمی بعدك فقال ائذن له فاذن له فسلم علیه ثم قال یا محمد ان الله ارسلنی الیك فان امرتنی ان اقبض روحك قبضت وان امرتنی ان اترکه ترکته فقال وتفعل یا ملك الموت قال نعم بذلك امرت و امرت ان اطیعك ثم قال فنظر النبی صلی الله علیه واله وسلم الی جبرئیل علیه

علیہ السلام فقال جبرئیل یا محمد أن اللہ قد اشتاق الی القائك فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لملك الموت امض لما امرتہ فقبض روحہ فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاءت التعزیۃ سمعوا صوتا من ناحیۃ البیت السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ان فی اللہ عزاءً من کل مصیبۃ وخلفاً من کل ہالك ودرکا من کل فائت فباللہ فثقوا وایاہ فارجعوا وانما المصاب من حرم الثواب فقال علی اتدرون من ہذا ہو الخضر رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ

ترجمہ اور روایت ہی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت امام محمد باقر سے اُنکی باپ علی یعنے حضرت امام زین العابدین سے کہ تحقیق کہ آیا ایک مرد قریش سے علی یعنی ابن الحسین حضرت زین العابدین کی پاس اور کہا کہ کیا مین حدیث نہ کہرون تجہسی بابت رسول اللہ کے تب کہا امام زین العابدین علیہ السلام نے کہ ہان بات کر تو ابو القاسم یعنی حضرت پیغمبر خدا کی تب کہا اُس مرد نے کہ جب بیمار ہوے حضرت رسول تو آے آنکے پاس جبرئیل اور کہا کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ نے بہیجا ہی مجکو تیری پاس بنظر تکریم تیرے اور تشریف تیرے خاص کرکے تیری واسطے پوچہتا ہی وہ خدا تجہسے وہ بات کہ جسکو خود وہ زیادہ تر جانتا ہی تجہسے کہ وہ خدا پوچہتا ہی تجہسے کہ کیسا تو پاتا اپنی کو تب فرمایا حضرت رسول نے کہ پاتا ہون مین اپنی کو مغموم اور پاتا ہون مین اپنے کو مکروب یعنی حالت کرب مین تب آئی جبرئیل آنکی پاس دوسرے روز اور کہا اس بات کو اور حضرت رسول نے وہی جواب دیا جو کہ [illegible] روز کہا تہا تب آئی حضرت جبرئیل تیسری روز اور کہی

وہی بات جو کہ اول روز کہا تھا اور حضرت رسول نے وہی جواب دیا جو کہ
اول روز کہا تھا اور آیا ساتھ اسکی ایک فرشتہ اسمعیل نام کا کہ جو موکل ہے
سو ہزار فرشتہ پر اور ہر ایک فرشتہ موکل ہے اوپر سو ہزار فرشتہ کی تب اجازت چاہی اس اسمعیل
فرشتہ نی اندر آنیکی اور سوال کیا حضرت رسول نی جبرئیل سی اور کہا جبرئیل نی کہ یہ ملک الموت ہے
جو اجازت چاہتا ہے آپ سی اور کسی دوسری آدمی سی قبل تیری اجازت
نہین مانگی گئی تھی اور نہ بعد تیرے کسی دوسری آدمی سے اجازت طلب ہوے گی
تب کہا حضرت رسول نے حضرت جبرئیل کو کہ اجازت دو اس فرشتہ ملک الموت کو
تب حضرت جبرئیل نے اجازت دی اس فرشتہ کو تب اس فرشتہ نے سلام کیا
حضرت رسول پر اور کہا کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ نے بھیجا ہے مجکو تیرے پاس پس اگر
حکم دی تو کہ روح تیری قبض کرون تو روح تیری مین قبض کرون اور اگر حکم کری
تو مین چھوڑ دون اسکو تو مین چھوڑ دون اسکو تب فرمایا حضرت رسول نے کہ تم
وہ کام کرو گے ای ملک الموت تب اس فرشتہ نے کہا ہان مجکو یہی حکم ہے کہ تیری
اطاعت کرون تب نظر کی حضرت رسول نے بطرف جبرئیل علیہ السلام کے
اور کہا جبرئیل نے کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ مشتاق ہے تیری ملاقات کو پس فرمایا حضرت
رسول نے ملک الموت کو کہ جاری کر تو اس حکم کو کہ تجکو حکم ہے پس قبض روح
کیا اس فرشتہ نے اور جب مر گئی حضرت رسول تو آئی تعزیت یعنی ماتم پرسی
اور صحابہ لوگون نے سنی ایک آواز کو ایک جانب سی گھر کے کہ سلام تم لوگون پہ
ای اہلبیت اور رحمت خدا کی اور برکات اسکی تحقیق کہ اللہ مین ہے صبر ہر مصیبت
پہ اور خلف یعنی بدلا ہے مرنیوالی کا اور عوض ہے ہر فوت شدہ کا پس مضبوط
پکڑو خدا کو اور اس سے امید رکھو اور درحقیقت مصیبت زدہ وہ شخص ہے

اگر جو تو اب صحب[illegible] سے محروم ہو تب کہا حضرت علی نے کہ آیا پوچھتی ہو تم لوگ کہ یہہ کون شخص ہو اور یہہ مختصر ہو روایت کی اسکو بیہقی نے کتاب دلائل النبوۃ مین۔

حدیث نمبر ۸ عن عائشۃ قالت ما ترک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دینارا ولا درھما ولا شاۃ ولا بعیرا ولا اوصی بشیء رواہ مسلم **ترجمہ** اور روایت ہو عائشہ سی کہا اوسنی کہ نہین چھوڑا حضرت رسول نے کوئی دینار طلا کا اور نہ کوئی درہم چاندی کا اور نہ کوئی بکری اور نہ کوئی اونٹ اور نہین وصیت کی نسبت کسی چیز کے روایت کی اسکو مسلم نے فقط۔

شاہ صاحب نے جو اس حدیث کی شرح مین ذکر باغ فدک وغیرہ کا کیا ہو سو تحقیق اس باغ فدک کی کسی فصل آیندہ مین بعد فصل تحقیق حال خلافت کی کیجائے

حدیث نمبر ۹ وعن عمر بن الحارث اخی جویریۃ قال ما ترک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عند موتہ دینارا ولا درھما ولا عبدا ولا امۃ ولا شیئا الا بغلۃ البیضاء ولا سلاحہ وارضا جعلھا صدقۃ رواہ البخاری **ترجمہ** اور روایت ہو عمر ابن الحارث برادر جویریہ زوجہ رسول خدا سی کہا اسنی کہ نہین چھوڑا رسول خدا نے وقت اپنی موت کے کوئی نہ دینار اور نہ کوئی درہم اور نہ کوئی غلام اور نہ کوئی لونڈی اور نہین کوئی چیز سوای اشتر سفید اپنی موسوم بہ دلدل کے اور سوای ایک قطعہ زمین کے کہ جسکو وقف و صدقہ کیا تہا روایت کی اسکو بخاری نے۔

حدیث نمبر ۱۰ وعن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا تقسم ورثتی دینارا ما ترکت بعد نفقۃ نسائی ومؤنۃ عاملی فھو صدقۃ متفق علیہ **ترجمہ** اور روایت ہو ابوہریرہ سے

کہا اُسنی کہ تحقیق کہ رسولخدا نی کہا کہ وارثان میرے باخود تا تقسیم نہین کرینگی ایک دینا رتک اسواسطی کہ جو کچھ ہم چھوڑ دین بعد نفقہ زوجات اپنی اور خرچ اجرت عامل اپنی سو وہ باقی ایک صدقہ ہو متفق علیہ۔

حدیث نمبر ۲۱ وعن ابی بکر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لا نورث ما ترکناہ صدقة متفق علیہ **ترجمہ** اور روایت ہی ابوبکرؓ سی کہا اُسنی کہ کہا حضرت رسول نے کہ ہماری مال مین وراثت نہین ہی اسواسطی کہ جو چیز ہمنے چھوڑی وہ صدقہ ہی۔

حدیث نمبر ۲۲ وعن ابی موسی عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اللہ اذا اراد رحمة امة من عبادہ قبض نبیھا قبلھا فجعلہ لھا فرطا وسلفا بین یدیھا واذا اراد ھلکة امة عذبھا ونبیھا حیٌ فاھلکھا وھو ینظر فاقر عینیہ ھلکتھا حین کذبوہ وعصوا امرہ رواہ مسلم **ترجمہ** اور روایت ہی ابوموسی اشعری سی حضرت نبی سی کہ کہا حضرت رسول نے کہ تحقیق کہ اللہ جب ارادہ کرتا ہی رحمت کرنیکو کسی امت کی اپنی بندونمین سی تو قبض روح کرتا ہی نبی کا اُس امت کی قبل اُس امت کی اور بناتا ہی اس نبی کو پیش رو اور سلف واسطی اُس امت کی اور جب ارادہ کرتا ہی وہ اللہ ہلاکت کو کسی امت کے تو عذاب کرتا ہی اس امت پر درحالیکہ نبی اُسکا زندہ رہی پس ہلاک کرتا ہی اس امت کو اور وہ ہی دیکھ رہا ہی اس بات کو اور ٹھنڈک دیتا ہی اُسکی آنکھون کو بوجہ ہلاکت اُس امت کی درحالیکہ اس امت نے جھوٹھلایا اُس نبی کو اور سرکشی کی اُسکی روایت کی اسکو مسلم نے

حدیث نمبر ۲۳ وعن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لیاتین علی احدکم یوم

ولا یرانی ثم لان یرانی احب الیہ من اهلہ ومالہ معهم رواه مسلم

ترجمہ اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہا اُسنی کہ حضرت رسول نی کہ قسم اُس شخص کی کہ جسکے ہاتھ مین جان محمد کی ہی کہ ہر آئینہ آیگا اوپر کوئی تم لوگونکی ایک دن کہ نہین دیکھیگا وہ مجھکو اور بعد اُسکی یہ ہوگا کہ ہر آئینہ دیکھنا میرا اُسکو محبوب تر ہوگا اپنی اہل وعیال اور اپنی مال سی ساتھ اُن اہل وعیال کے روایت کی اسکو مسلم نی فقط

اس عرصہ مین ایک خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب شیعی مذہب و مصنف کتاب لاجواب مجمع البحرین کا پہونچا کہ نقل کیا جانا اُس خط کا اس جگہ پر ضرور ہوا۔

نقل خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مذکور الیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ والمنہ کہ کتاب بے حد تحقیق بمشرب سنی تالیف لطیف عمدۃ الفضلاء و زبدۃ الکملاء جناب مولوی سید وحید الدین خان صاحب بہادر کی بنظر دقیق دیکھی سبحان اللہ باین ایجاز و سلاست کتاب ہی حاوی مہمات عظمیٰ کی فرید وحید عصر ہی نزد اہل حق تو مفرح و نزد مریض متعصب ایارج ہی حق یہ ہی کہ اگر آبحیات تصور کرین تو سزاوار ہی مردمان بیخبران و کم مایہ کے لئے کحل الجواہر ہی **شعر**

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

تحقیقات طریقہ مرضیہ سنیہ کی ثابت کرنیوالی اور مذاق صوفیہ صافیہ اہل عرفان کی بہ اعلی چاشنی قند مکرر ہی یہ قدیم طریقہ اسلامیہ کی بتلانیوالی ہی مثل ثعلبی و حاکم و سیوطی و شہرستانی و ابن العربی و خطیب خوارزمی و ابی نعیم اصبہانی و بیہقی و دارقطنی و ابن جوزی و سبکی و ذہبی و احمد حنبلی و بلاذری و شیخ شہاب وردی و محب طبری و یافعی و [illegible] و عسکری و طبرانی و دیلمی و سمعانی و احمد مالکی و غیرہم کے قدم بقدم ہی محیی سلسلہ اسلاف ہی مگر صد افسوس کہ حق گو و اہل انصاف ہدف سہام تہمت ہی

حتی کہ امام نسائی نے شربت شہادت نوش کیا بغض و عناد شامیان محک امتحان
بنی اسرائیل و مومنین اخیار استمرار اہی مین شیعہ کو اس بات مین کوئی مداخلت نہین
مگر ہزار شکر کرتا ہون کہ اگرچہ ارباب تحقیق اسطرحکی جا بجا موجود ہوئی صراط مستقیم کو
ایک کر دیتی اس اطراف مین جسقدر پایہ درجہ کا نصب خروج و غضب باطمطراق ہی
ویسا ہی اس کتاب مبارک نے اسافل حضیض تک پہونچایا مجدد ہدایت تازہ
عوام کالانعام گمگشتگان مسلمین ظاہریکو استحکام بخشا وہ کون مسلمان لایعقل و سفیہ
ہوگا کہ مواعظ حسنہ شرایع الہیہ پر زبان ثقیل و ناملائم کہولی جہالت کی ترقی اور
علم دین کی تنزلی ہی عام و خاص مسلمین مثل یہود و نصاری کے تابع نفس امارہ و ہوائے
دنیای دنی گرفتار ہین جس سے اپنی قوم کی اصلاح نہین ہوسکتی انکو فخر و شکر کرنا تہا وہ نفاق
دوست و دشمن ایتلاف انکو سرمایہ اتحاد ایمانیہ سی کیا سرکار عز و جل سائر اہل قبلہ پر رحم کرے
اور برکت سی اس کتاب مبارک کے اسلام حقیقی کو روز بروز منور کری ۔ العبد سید احمد حسین عظیم آبادی

غزل عربی از مولف این کتاب مع ترجمہ

اذا مطر العطایا فاشکروها
جب کہ بارش کری عطاہای الہی پس شکر کرو اسکا
وان نزل البلایا فاصبروها
اور اگر اوترین بلائین پس صبر کرو اسپر

وان کنتم لایدی اللہ مشتاق
اور اگر ہو تم واسطی دستہای خدا کی مشتاق
علی یدہ فاستمسکوها
علی ہاتھ اس خدا کا ہی پس مضبوط پکڑو اس ہاتھ کو

بوجہ وقف کی مشتاق پڑھا جائیگا

علی رحمة اللہ علینا
علی رحمت خدا کی ہی اوپر ہم لوگون کے
الی یوم القیمة فاذکروها
روز قیامت تک پس یاد کرو اس رحمت کو

عدو المرتضی فی النار لاریب
دشمن مرتضی کا ، خ مین ہے بیشک
عداوته لافة فاحذروها
عداوت اسکی ہر آئینہ ایک آفت ہے

بوجہ وقف کی ریب پڑھا جائیگا

بوجہ وقف کی آفت پڑھا جائیگا

ولو كان الوصية بعد خم
اور اگر یہ وصیت بعد خم غدیر کے

بغير حاجة ان يكتبوها
بغیر حاجت اس بات کی لکھیں وہی لوگ اسکو

ولكن الرسول شاء تحديدا
اور لیکن رسول نے چاہا تحریر کرنا

فكان اوجب ان يفهموها
پس تھا واجب یہ کہ سمجھیں وہی لوگ اس وصیت کو

... عبده العاصي لا زاد
... بندہ عاصی اسکا ہر آئینہ آزاد ہے

وسوء حاليه فليغفروها
اور بدحالی کی اسکی چاہیے کہ معاف کریں اس حالت کو

غزل دیگر عربی از مولف این کتاب

على شافعنا اذ عصينا
علی شفاعت کرنیوالے ہملوگونکی ہیں جب عصیان کرینگے ہملوگ

بمن اقتدينا فاهتدينا
ساتھ اس علیکی ہملوگوں نے اقتدا کی تو ہدایت پایا ہملوگوں نے

له فضل على كل الصحابه
اس علی کو فضیلت ہے کل صحابہ پہ

كفضل الشمس اذ طلعت علينا
مثل فضیلت آفتاب کے جبکہ طالع ہو وہ آفتاب ہملوگوں پہ

واعطى به سهو لسانى
اور عطا کیا رب نے اس علیکی تیر میرا زبان کو میری

وحق ما رميتا اذ رمينا
اور حق ہوا قول ما رمیتا اذ رمیتا کا یعنی نہیں تیر لگایا ہمنے جبکہ تیر لگایا ہمنی اور یہ اشارہ ہے طرف آیت ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی کے

فاعداء على كانوا مخذولا
پس دشمنان علی کی مخذول ہوئے

بسهمى من لسانى قد كفينا
ساتھ تیر اپنی زبان کی تحقیق کہ کفایت کیا ہمنی

على شانه حلال مشكل
علی شان اسکی حلال مشکل ہے۔

فحاجتنا به انا قضينا
پس بذریعہ اسکی ہمنی اپنی حاجت کو انجام کیا

وامنا على باب حكمت
اور ایمان لائے ہم دروازہ حکمت کا ہے

لهذا الحكمت حقا لدينا
اسواسطی حکمت از روی حق ہے

مقام کان محمود الازاد	یجب المرتضی بشری الینا
ایک مقام جو محمود تھا آزاد کی واسطی ہی	جو کہ دوست کا تابع ہو مرتضی کو ایک خوشتحری ہو بطرف ہمارے

غزل فارسی از مولف مذکور

مئی خم شد بدیر و جام امروز   بجنبد دارم ہمنم با کام امروز
علی را علم با فہمی کہ بود است   بجا مولای خاص و عام امروز
چہ عمر رفتہ است ضائع ہمہ شد   بکن اصلاح نیک انجام امروز
مبادا روز فردا را نیابے   بجہد خود بشو خوشنام امروز
ہزاران نامور را دفن کردند   کہ ہستند در زمین گمنام امروز
امید دید را تا در رسیدم   چہ باشد گر رسے تا بام امروز
تو آزادی بری از فکر فردا   بشو آمادۂ پیغام امروز

غزل دیگر فارسی از مولف مذکور

علی مولاے من تقریر کردند   ز عشق او مرا تخمیر کردند
درین عرصہ کہ تصویر نبیؐ را   بیاپی دیدنش تسخیر کردند
فرستادم درودش ال را ہم   کہ حب آل را توقیر کردند
علی را دوست دارم از دل و جان   نجاتم را ہمین تدبیر کردند
علی اعلے کہ او عیسی صفات است   چہ خوش وجہے مرا تقریر کردند
احادیثے کہ در شان صحابہ   براے کسر او تزویر کردند
سراسر لغو دیدم محض موضوع   چہ در نقص علے تقصیر کردند
علی داماد و ابن عم و وصی ہست   اگرچہ سد آن تحریر کردند
کنون آزاد بودن غیر ممکن   کہ بندہ را بپا زنجیر کردند

فصل ۸۳ حال خلافت کا اس فصل مین اور چند فصلهای آینده مین بیان کیا جاتا ہے سو بطور تقریر الزامی کی یہ بات کہی جا سکتی ہی کہ حسب اصول سنیونکی خلافت یزید کی بہت اعلی درجہ کی ہی کہ اس خلافت مین تینون شرائط خلافت کی یعنی استخلاف اجماع غلبہ مجتمع ہین استخلاف باین اعتبار کہ حضرت معاویہ اسکی باپنے جو کہ خلافت کو از روی مصالحہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی پایا تہا یزید اپنی بیٹا کو خلیفہ اپنا بنایا اور اجماع و غلبہ تو بملاحظہ بیعت و جمعیت شامیان وغیرہم کی خود ظاہر ہی پس سنیان جو حدیث خلافت دوازدہ گانہ مندرجہ فصل ۵ رسالہ ہذا کو جو حضرت ابو بکر سی شروع کر کے اور معاویہ و یزید کو بہی خلیفہ قرار دیکر ولید ابن عبد الملک تک بہی پہنچاتی ہین سو یہ امر بتقاضای خود انکی اصول کی ہی اور یہی جہہ ہی کہ شاہ صاحب نی بہی اس حدیث خلافت دوازدہ گانہ کی شرح مین ایک سلسلہ بہی خلفای دوازدہ گانہ کا لکہا ہی کہ اس تاویل سی یزید بہی ایک خلیفہ شاہ صاحب موصوف کا ہوتا ہی اور اگر یہ تاویل درست ہو تو شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کی بہی بالای طاق ہو جاتی ہی کہ یہ لڑائی کربلا کی بطور بغاوت مقابلہ مین ایک خلیفہ بر وقت کی لازم آتی ہی اور مضمون اس شعر کا بہت موافق حال سنیونکی ہو جاتا ہے

شعر

محشر مین یہ صدا ہی سدا شور و شین کو ؞ ایسا نہو کہ منکرین شہادت حسین کی

غرض خلافت ابو بکر کی اس تقریر الزامی سی بمقابلۂ خلافت یزید کی بہت کم درجہ کی ثابت ہوتی ہی اسواسطی کہ تنصیص اس خلافت کی از روی استخلاف حضرت رسول کے کچھ ثابت نہین ہی اور خود شاہ صاحب بہی اس بات کو قبول کرتی ہین باقی رہا اجماع و غلبہ سو صرف ایک امر غلبہ کا بی عذر ہی کہ حضرت ابو بکر کو بحمایت حضرت عمر کے البتہ غلبہ ہوا مگر اجماع تو بوضع صحیح کی کچھ ثابت نہین ہی اور ہمنی چاہا کہ حال خلافت ابو بکر کو کتب حدیث صحیح بخاری وغیرہ سی تحریر کرین مگر کچھ حال خلافت حضرت ابو بکر کا ان کتابون سی پایا نہین گیا اور ناچار بطرف کتب تاریخ کی رجوع کرنا پڑا اسوجہ

اس فصل مین ہم کچھ حال کتاب روضتہ الصفا سی لکھنا چاہتی ہین کہ مولف اس کتاب کا ملا محمد ابن خاوندشاہ ایک بہت بڑا عالم اور سنی مشرب کا ہی کہ جسنی انواع تاریخ عربی و فارسی امام محمد ابن اسحاق اول مورخ احادیث و بیہقی و اصمعی وغیرہ سی یہ کتاب تاریخ کی لکھی اور بہت راست راست طور پر سب حال لکھتا ہی اور سنی لوگ اگر اس شخص کو الزام شیعی ہونیکا دیتی ہین بابت موافق اس معمولی قاعدہ کی ہی کہ جو شخص ذرا کچھ بھی بطرف حضرت علی کے بولا تو جھٹ ہی وہ شخص شیعی قرار پاتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ سنیان تمام شاعران و اہل تصوف اور مورخین سے ناراض ہین اور کوئی کتاب تاریخ حبیب السیر وغیرہ کی ایسی نہین ہی کہ جس سے سنیان راضی ہون اور ہم نہین چاہتی ہین کہ کوئی بات انکی بمیلان تاریخ کی تحریر کیجائی حالانکہ تاریخ ایک فن شریف ایسا ہی کہ جس سے ہر حال نیک و بد کے وقوعے ہونیکا تحقیق کیا جاسکتا ہی اور صاحب روضتہ الصفا لکھتی ہین کہ ابوسفیان نی حضرت علی کو بوقت خلیفہ بنائیجانی حضرت ابوبکر کے کہا کہ اگر کہو تو ہم وادی عرب کو سواران و پیادہ سی بھر دین اور اسکی جواب مین حضرت علی نے کہا کہ تم ایام جاہلیت مین فتنہ انگیزی کرتے تھی اور اب بھی تم وہی بات فتنہ انگیزی کی کرتے ہو سو ہم ابوبکر کو شائستہ اس خلافت کا جانتی ہین پس اس تحریر سی صاف ظاہر ہی کہ صاحب روضتہ الصفا ہرگز شیعی نہین تھے اسواسطی کہ اگر شیعی ہوتی تو یہ قول حضرت علی کا کہ ہم حضرت ابوبکر کو شائستہ اس امر خلافت کا جانتی ہین کسواسطی اپنی کتاب روضتہ الصفا مین نقل کرتے - اور صاحب روضتہ الصفا سنی ہون یا شیعی مگر اصل بات تو یہ ہی کہ اس امر کو خیال کرنا چاہیی کہ تحریرات تاریخی انکی ازروی حدیث و سیر کے درست ہین یا نہین بہرحال جلد دوم روضتہ الصفا مین خلاصہ حال خلافت حضرت ابوبکر و بیعت حضرت علی کا برای اینجانب کی حسب ذیل مرقوم

روضتہ الصفا - بعد انتقال حضرت رسول خدا کے اشراف انصار مقام سقیفہ رہ مین مجتمع ہوکر کے چاہتی تھی کہ سعد ابن عبادہ کو خلیفہ بناوین

ابوبکر و عمر یہ بات سنکر کے بطرف سقیفہ بنی ساعدہ کی گئی اور ابو عبیدہ جراح بھی اونکی پیچھے گئے اور ایک مجلس مین ابو الھیثم بن التیہان نی چند بیت پڑہکر کے کہا کہ بہ نظر اصلاح و استحکام دین اسلام کی ضرور ہہ کہ علی مرتضی یا ابو بکر صدیق خلیفہ ہون و خزیمہ ابن ثابت نی اہل مدینہ کو ترغیب دی کہ خلافت کسیشخص کو انصار مین سی ہو اور سب اہل مدینہ اوپر خلافت سعد بن عبادہ کی راضی ہوے اور اسید ابن حضیر کی رای ہوئی کہ کوئی شخص مہاجرین مین سی خلیفہ ہو اور عویم ابن ساعدہ نی تائید اس رای کی کی اور ابوبکر کی سوال و جواب مین ایک شخص نے انصار مین سے کہا کہ منا امیر و منکم امیر اور ابوبکر نے کہا کہ امارت درمیان ہملوگ اہل قریش کے اور وزارت درمیان انصار کی رہی اور معن ابن عدی نے کہا کہ تم قریش لوگ معزز و محترم تر ہو اور حضرت عمر نی حدیث الائمۃ من قریش ولا تکون ھذا الامر الا فیھم کو پڑہا یعنی امامت سوای قریش کی دوسری کو نہین ہوسکتی اور بشیر ابن سعد نی کہا کہ ہمنی یہ حدیث پیغمبر خدا سی سُنی ہی ابوبکر نے کہا کہ مصلحت یہ ہی کہ عمر ابن الخطاب یا ابو عبیدہ پر بیعت خلافت کی کیجای مگر وہ لوگ اوپر خلافت ابوبکر کے راضی ہوی اور اول بشیر ابن سعد نی بیعت کی اور بعضون نی روایت کی کہ حضرت عمر نے اول بیعت کی اور بعض لوگ کہتی ہین کہ اول بیعت عباد ابن بشیر کے ہوی اور حباب ابن المنذر نی بشیر ابن سعد کو کہا کہ تو نی حسد سی حق سعد ابن عبادہ کا ضائع کیا اور آخر حباب دست بقبضہ شمشیر ہوا اور اُسنی کہا کہ اولاد انصار کی اوپر دروازہ مہاجرین کیواسطی پانی کے گھڑی ہوگی اور اُنکو پانی نہین ملیگا مگر آخرکار حضرت ابوبکر کے ہمنشینون سی حباب چپکا ہوگیا غرض خلافت حضرت ابوبکر پر قرار پائی اور اُس روز خواص نے بیعت کی اور روز دوم اُسکی حضرت ابوبکر نے منبر پر خطبہ پڑہا اور بیعت عام ہوئے

رائی **اینجانب** صاحب روضتہ الصفا نی تمام یہ قصہ اسطرحپر تفصیلوار بتائید خلافت ابوبکر کے لکھا ہی کہ ہرگز کوئی عالم شیعی نہین لکھتا اور ان سب حالات سی ظاہر کہ احادیث وضعی حضرت عائشہ کی جو کچھ واسطی استحکام و استقرار خلافت حضرت ابوبکر کے مفید ہوی ہون مگر در اصل خلافت ابوبکر کی بہ بنیاد مصلحت وقت اور مزاج ملائم اور دانشمندی وپیرانہ سالی حضرت ابوبکر کے قائم ہوئی ورنہ اجازت امامت نماز ابوبکر اور دیگر احادیث موضوع کو اصل انعقاد خلافت مین کچھ دخل نہین ہی اور اسی طرحپر حدیث ؛ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی اور دیگر بسیاری احادیث وآیات قرانی نسبت امیر علیہ السلام بوقت انعقاد خلافت ابوبکر کے خارج از بحث تھی بلکہ دعوی انصار کا یہ تھا کہ اہل مدینہ نی حمایت وتائید وپناہ دہی حضرت رسول کی کی ہی اور یہ خلافت ابوبکر کی جسطرحپر کہ قائم ہوئی سو اسمین کچھ لحاظ افضلیت ذاتی کسی شخص کا نہین تھا بلکہ ہر شخص کو اپنی اپنی مصلحت مدنظر تھی اور یہ فکر صرف علمائی اہلسنت کی ہی کہ ترتیب اتفاقی خلافت کو دلیل ترتیب فضیلت ذاتی ہر شخص کو قرار دیتی ہین اور اسمقام مین ہمکو اہل تشیع سی یہ اختلاف ہی کہ وی لوگ حضرت ابوبکر کو ایک شخص غاصب حق خلافت کا قرار دیتی ہین سو ہمکو یہ بات معلوم ہوئی ہی کہ کوئی تدبیر ظاہری خلافت لینی کی از طرف حضرت ابوبکر کے نہین ہوئی بلکہ بات اسقدر ہی کہ لوگون نے اپنا گون بیگون سمجھ بوجھ کرکے انکو خلیفہ بنا دیا اور حضرت ابوبکر نے جو خلافت کو قبول کر لیا سو اُس سی دفع شر بھی ہوا کہ انصار دوسرے فکر مین تھے اور جو حال کہ مہاجرین اور انصار کا اُسوقت تھا سو اُس سی یہ بات ظاہر ہی کہ وی لوگ ہرگز حضرت علی ایک ہاشمی شخص اور ابن عم رسول اور زوج بتول کو خلیفہ قبول نہین کر سکتی تھے کہ اگر ایسا کرتے تو سرداری اُسی خاندان رسول مین رہتی اور نئی بات کیا ہوئی غرض کچھ شک نہین ہی کہ حضرت رسول نے جو بندوبست کیو اسطی جانشینی حضرت علی اور بقای عزت اہلبیت پسماندہ

کی کیا تہا سو وہ بعد وبست بالکل محو و معدوم کردیا گیا مگر اصل عزت جو خدا نی از روی اوصاف ذاتی کے حضرت علی کو دی تہی سو وہ عزت کہان جا سکتی ہی کہ اس عزت کی مقابلہ مین خلافت ظاہری یعنی بادشاہت کی کیا حقیقت ہی اور راقم حروف کو خلافت حضرت ابوبکر سی کچھ ملال نہین ہی اسواسطی کہ یہ خلافت تجویز فضائل ذاتی کی نہین تہی بلکہ صرف مصلحت وقت مدنظر تہی اور کیا شک ہی کہ حضرت امام شافعی و مولانا جلال الدین رومی وغیرہ کو اعتقاد نسبت حضرت امیر علیہ السلام کی یہانتک تہا کہ حضرت علی خود خدا یا خود نبیؐ یا شریک نبیؐ کی تہی اور ہم سمجھتی ہین کہ یہ کوئی گمان بیوجہ نہین تہا اور اصل حال یہ ہی کہ حضرت علی کو کچھ صلاحیت ریاست ظاہری و دنیاداران کی نہین تہی اور رای مسٹر گبن مورخ دہریہ کی بہت درست معلوم ہوتی ہی کہ اگر حضرت علی کو خلافت ہوتی تو دین اسلام عرب کا تہوڑی روز مین عرب ہی مین ختم ہوجاتا اور ہمارا حال یہ ہی کہ ساتھ حضرت مسیح و حضرت علی نمونہ مسیح کی ہمکو بہت اعتقاد ہی مگر ان دونون مردان خدا کی رائی تمامتر دنیاسی برکنار تہی اور حال یہ ہی کہ سقیفہ بنی ساعدہ مین جگہ جگہ مجلسین مشورہ خلافت کی قائم ہوئین اور بعد بہت چنان وچنین کی خلافت حضرت ابوبکر سہ دو روز مین قائم ہوئی مگر لاش رسولخدا کی گہر مین پڑی تہی اور آخر وہی حضرت علی جو اپنی جگہ تہی کام آئے کہ کفن و دفن تک کچھ التفات بطرف اس بات کی نہین کیا کہ زید و بکر کیا کیا بندوبست اپنا کر رہی ہین اور یہ وفاداری و حیا و مروت حضرت علی کی تمامتر وہم و فہم سی باہر ہی اور ہم یہ کہینگے کہ جب آپ ایسی ہین تب آپ ایسی ہین — روضۃ الصفا — بروز دوم خلافت ابوبکر کی مجلس مین حضرت علی حاضر کئے گئے اور حضرت علی نے سبب طلب ہونیکا استفسار کیا تو حضرت عمر نی کہا کہ بیعت ابوبکر کی مثل سائر صحابہ کی کرو حضرت علی نی جواب دیا کہ تم لوگون نی توسل قرابت رسولخدا کا پیش کرکی انصار کو تسکین دی تو اب خدا سی ڈرو کہ قرابت مین

قریب تر رسول سی کون شخص ہی اور جب انصار سی انصاف پایا تو وہی انصاف ہمکو دو عمر نے کہا کہ جب تک تم بیعت نہین کروگی تب تک تم کو ہم نہین چہوڑینگی تب حضرت علی نی کہا کہ ہم اس بات سی کب ڈرتے ہین اور جب تک جان باقی ہی طلب حق سی اپنی ہم باز نہین رہینگے

رای اینجانب حضرت علی کا طور مزاج یہ تہا کہ سقیفہ بنی ساعدہ وغیرہ کیطرف واسطی استفسار حال خلافت کی بہی نہین گئی بلکہ جب خلافت ابوبکر کی قائم ہوچکی تو واسطی بیعت کرنیکی طلب کئی اور حضرت علی نی جو دلیل قرابت قریبہ ہونیکی پیش کی تو اسکا جواب کچھ نہین دیا گیا اور نہ جواب اس بات کا ابتک ہو سکتا ہی اور یہ جواب کسقدر وحشیانہ ہی کہ بغیر بیعت کرنیکے گہر نہین جانی پاوگی سبحان اللہ کیا آپ کا اجماع ہی کہ مشورہ ندارد صرف زبردستی اور بجای ماتم پرسی کے یہ دہمکی اور کسقدر یہ دہمکی بیہودہ تہی حضرت علی زور بازو مین سب اور ہزار پر غالب اور غالب علی کل غالب تہے اور تائید ایزدی کا یہ حال تہا کہ حضرت علی کی نماز عصر کی واسطی رجعت آفتاب کی ہوئی تو اگر فی الحقیقت انکو خواہش خلافت کی ہوتی تو تمام مخالفین ایکبارگی زیر و زبر ہوجاتی مگر بات یہ ہی کہ طلب حق باتمام بطور ادای حق شرعی کے کر دیا پہر چپکی بیٹہہ رہی اور یہ خیال کر لیا کہ ابوبکر سی انجام امور خلافت ظاہر کا بخوبی ہوگا اور اسی بنیاد پر ابوسفیان کو جواب دیا کہ فتنہ انگیزی مت کرو اور ہم ابوبکر کو شایستہ اس کام کا جانتی ہین اور فی الواقع ایسا ہی ہوا کہ حضرت ابوبکر نے بخوبی تمام انجام خلافت ظاہری اور اجرای دین اسلام کا کیا اور باغ فدک کا جو قصہ حضرت ابوبکر کے وقت مین ہوا اسکو اس جگہ پر اسیقدر لکہنا کافی ہی کہ بات رہجائیگی بیان وقت نکل جائیگا — روضۃ الصفا — ابو عبیدہ جراح نی حضرت علی کو کہا کہ ای ابوالحسن فضیلت اور سبقت اسلام تیری سب لوگون پر روشن ہی اور تو البتہ مستحق اس خلافت کا ہی بلکہ اس سی بہی زیادہ تر کا ہی مگر ہرگاہ اصحاب رسول نی خلافت ابوبکر پر اتفاق کیا تو اب مخالفت مت کرو حضرت علی نی جواب دیا

کہ تم امین امت ہو اور اپنی حال پہنچو کہ بات خلافت صدق کی مت کرو خداوند تعالی نی جو عزت
کہ خاندان نبوت کو دی سو ایسا کام نہ کرو کہ یہ عزت دوسری خاندان مین جاوی اور قران ہمارے
گھرونمین نازل ہوا اور ہم لوگ معدن علم دین اور سنت ہای رسول کی ہین اور اوضاع شریعت
و مصالح ملت کو ہم لوگ دوسرونسی بہتر جانتی ہین اور اپنی خواہش طبیعت پر کام مت کرو کہ
اسمین تمکو نقصان ہوگا رای راقم یہ فہمایش ابو عبیدہ کی صرف بطور تسکین تہی اور نظر
استحکام خلافت ابوبکر کے معلوم ہوتی ہی کہ اگر یہ بات صدق دلسی ہوتی تو بوقت مشورہ
بیعت خلافت ابوبکر کے کچھ انتظار مشورہ حضرت علی کا بہی کیا جاتا۔ روضۃ الصفا۔
بشیر ابن سعد نی کہا کہ قسم بخدا اگر تمہاری بات قبل عقد بیعت ابوبکر کے سُنی جاتی تو یہہ
احتمال تہا کہ وہ صحابی بہی مخالفت تمسی نہین کرتے مگر جب تم گہر مین بیٹہہ رہی تو سب لوگونکو یہ تصور
ہوا کہ تمکو میل طرف حکومت و ریاست کے نہین ہی تو بنظر توہم اختلال دین اسلام کی بیعت ابوبکر
کی ہوئی اور حضرت علی نی جواب دیا کہ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ ہم لاش حضرت رسول کو گہر مین
چہوڑ کر کے اور اُنکی کفن دفن کو ایک امر مختصر سمجھ کر کے بطرف طلب ریاست و حکومت کی دوڑ جاتے
اور حضرت ابوبکر نے کہا کہ اگر ہمکو معلوم رہتا کہ تم نامنظور کرو گی تو ہم یہ خلافت قبول نہین کرتے اور اگر
تم فی الحال بیعت نہین کرتے ہو تو تمپر کچھ تکلیف بیعت کی نہین ہی رای راقم ان سب تقریرات
ابو عبیدہ و بشیر ابن سعد و ابوبکر سے ظاہر ہی کہ خلافت مین استحقاق حضرت علی کی کچھ گفتگو کسی
شخص سے بن نہین پڑی اور اجماع تو صاف باقرار اُن لوگونکی بطرف حضرت علی کی ہوا اور اجماع
بیعت حضرت ابوبکر کا تو صرف بطور الماغوچی کے معلوم ہوتا ہی۔ روضۃ الصفا۔ بعضون
نی کہا ہی کہ حضرت علی نی بعد چالیس روز کی بیعت ابوبکر کی کی اور بعضونکی رای ہی کہ بعد انتقال جناب
فاطمہ علیہا السلام کی بیعت کی اور بعضونکی نزدیک یہ ہی کہ بعد چھہ مہینے کے بیعت کی رای انسب
در حقیقت بعد انتقال حضرت فاطمہ کے بیعت حضرت ابوبکر کے حضرت علی نے تعمیل کی جو کہ

انتقال اس سیدہ کا بوجہ جوانی کے ہوا تھا [illegible] ہرگاہ حضرت فاطمہ کو بوجہ قضیہ
باغ فدک کی حضرت ابوبکر سے اسقدر ملال تھا کہ آپ نے تا حیات ان سے کچھ گفتگو حضرت ابوبکر سے
نہیں کی اور وصیت کی کہ ہماری جنازے پر ابوبکر نہ آوین تو صدا اس بات سے بھی کہ حضرت علی
نے تا حیات حضرت فاطمہ کے بیعت ابوبکر کی نہیں کی اور دیکھنا چاہیئے کہ سنی لوگ
اس حدیث کی کیا تاویل کرتے ہیں جو پیغمبر خدا نے فرمایا الفاطمۃ بضعۃ منی فمن
اغضبہا اغضبنی یعنی فاطمہ پارۂ گوشت میری ہے جس شخص نے کہ غضب دلایا فاطمہ کو
سو اسنے غضب دلایا مجھکو مگر سنی لوگ جو کہتے ہیں کہ یہ حدیث شان
علی کی ہے سو خاص بوجہ اس کنجتی کے [illegible] مورد اس حدیث کا حضرت
علی کو ٹھہرا دیا کہ غورا بنت ابوجہل سے شادی کیا چاہتے تھے اور جب پیغمبر خدا سے مشورہ
چاہا اور حضرت رسول نے یہ حدیث فرمائی تو حضرت علی نے کہا کہ وہ امر باختیار آپ کا
آپ کی ہے سو وہ امر ہمکو منظور نہیں ہے بہرحال یہ امر ظاہر ہے اگر سنی صاحبان بھی
اس ملال حضرت فاطمہ نسبت حضرت ابوبکر کے [illegible] ابوسفیان نے
حضرت علی کو کہا کہ آیا تو راضی ہے کہ ایک شخص [illegible] اگر [illegible] تو ہم
قسم بخدا کہ اس وادی کو سواران اور پیادہ سے بھر دین حضرت علی نے کہا کہ تم ایام
جاہلیت میں فتنہ انگیزی کرتے تھے سو اب بھی فتنہ انگیزی کیا چاہتے ہو۔ رائے راقم
ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علی کو کچھ رغبت حکومت کی نہ تھی کہ در اصل وہ دوسرے کام
آدمی تھے۔ روضۃ الصفا حضرت ابوبکر و عمر کو [illegible] ابوسفیان کی معلوم ہوئی
تو اسکی بیٹا یزید کو وعدہ دینی حکومت شام کا [illegible] ابوسفیان نے [illegible] ترک
مخالفت کیا۔ رائے راقم جب ابتاع پر کہ سنیون [illegible] کا حال یہ تھی کہ بوعدہ دینے
حکومت شام کی ابوسفیان کو بلایا۔ روضۃ الصفا [illegible] اور پردرواز [illegible]

علی کے اگر کے جھنڈا گاڑ دیا اور کہا کہ ہم کسی دوسری کے ساتھ سوای ان صاحبان کی بیعت نہین کرسکتے ہین اور آخر یہ بریدہ جنگ جمل و صفین مین ساتھ حضرت علی کے تھی راقم بریدہ بھی ایک اجلہ صحابہ سی تھی جو بیعت ابوبکر سی اختلاف کیا بہرحال ہرگاہ خود حضرت علی نے بیعت حضرت ابوبکر کی کر لی تو اب ہمکو اسمین کچھ چون و چرا کرنا منظور نہین ہی اور مورخان انگریزی جو لکھتی ہین کہ حضرت علی نے بوجہ دلشکستگی انتقال فاطمہ اور نہین ہونے اعوان و انصار کی بیعت ابوبکر کی کر لی سو یہ بات ہماری نزدیک بھی درست ہی مگر چونکہ ہمکو تقلید حضرت علی کے ہر قول و فعل مین منظور ہی تو ہمکو بھی حضرت ابوبکر کی خلافت مین گو کسی وجہ سے ہو کچھ عذر کرنا نہین پہونچتا ہی کہ تقیہ کو نسبت حضرت علی کی ہم جائز نہین کہتی ہین

غزل عربی از مولف این کتاب

طالب الدنیا لفی کرب الیم　　اخو النعمة لماء حمیم
طالب دنیا کا ہر اندیشہ کرب دردناک مین ہے　　آخر آسایش کا اسکو آب گرم ہے
اتی منیة ترحم یا علی　　یا علی انت علی خلق عظیم
تحقیق کہ مین ایک گنہگار ہون تو رحم کر تو یا علی　　ای علی تو ہی خلق عظیم پر
ما مرادی غیر حب المرتضی　　دال من والی حدیث من کریم
نہین کوئی مراد میری سوای حب علی کے　　دال ہین الی حدیث ہی ایک کریم سے

یہ اشارہ ہی طرف ایک حدیث حضرت رسول کریم کی جو بروز خم غدیر کی فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰہم وال من والاہ و عاد من عاداہ یعنی جسکے ہم مولا ہین سو علی اسکا مولا ہی ای بارخدایا دوست رکھ تو اسکو جو دوست رکھی اسکو اور عداوت رکھ تو اس سے جو عداوت رکھی اس علی سے

حرب حرب الرسول فی الحدیث　　کیف من عاداہ فی حال سقیم
لڑائی اُس علی کی لڑائی ہی رسول کی حدیث مین کس طرح سی شخص جو عداوت کری اُس علی سی حال سقیم مین ہی

اشارہ ہی بطرف حدیث انا حرب لمن حاربہم و سلم لمن سالمہم کے یعنی حضرت رسول نے فرمایا کہ ہمکو لڑائی ہی اُس سے جو لڑے اہلبیت سی اور ہمکو صلح ہی اُس سی جو صلح رکھی اہلبیت

یشفع دینی وصی المصطفی لا اخاف اذا نا غفر رحیم
شفاعت کرینگے گناہ کو میری وصی مصطفی کے نہیں خوف کرتا ہوں جبکہ بخشنے والا ہی ایک مہربان

لیس فی قلبی سوی حب علی حبہ حب الرسول یا رحیم
نہیں ہی میرے دلمین سوای حب علی کے حب ہی علی کا حب رسول کا ہی ای رحیم

انت یا آزاد فی حب علی حبہ یعطیک جنات النعیم
تو ای آزاد حب علی مین ہے حب اس علی کا عطا کریگا تجھکو جنات نعیم

اور اس عرصہ مین ایک خط تقریظ جناب سید عطا علی صاحب کانپوریہ سے آیا جو نہایت مشعر انکی لیاقت اور انصاف پسندی سے خبر دیتا ہی سو وہ خط اس جگہ بجنسہ نقل ہوتا ہی

یا ایہا النسیم اذا ذرت بابہ بلغ تحیتی و سلامی جنابہ

بجناب مستطاب جامع رموز منقول و معقول واقف نکات فروع و اصول محقق الحقائق الاسلامیہ و مدقق الدقائق الحکمیہ محیی الآثار المندرسۃ المنسیۃ و مجدد المآثر المعارف الیقینیۃ حق گو و حق پسند و حق شناس و بالحکم و الرای القیاس ذی المجد الاثیل و الجاہ الجلیل مصداق فحوای کانبیاء بنی اسرائیل حضرت مولانا المولوی السید محمد وحید الدین خانصاحب بہادر لا زال للعلم بوجودہ افتخار عطا علی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی بعد عرض تحیت و تسلیم با شیوۂ تبجیل و تعظیم الوف آرزو خدمت سراپا منفعت و صنوف شوق و غرام دولت گزار وہ خامہ را بعرض مدعا آشنا میسازد کتاب لاجواب ہدایت انتساب کامل النصاب جلد تحقیق بتشریف پیشکشی کہ از غایت عطوفت و مرحمت باین بندہ ظلوم جہول اہدا و اعطا شدہ ورود آن باعث ہزار گونہ حظوظ و سرور و مفاخرات نامحصور آمدہ و دل و جان و روح را انتہا بہ ابتہاج

وارکان از سواد و بیاض آن نور ایمان و سکینه و اطمینان یافته در تشکریه این هدیهٔ جمیله و عطیهٔ جزیله کدام حرف به زبان آرم و چسان لوازم سپاس بگذارم غیر از اینکه بترانهٔ دعا سرایان شوم و عمر را وقف این وظیفه کنم آدام الله فیضکم و ابقاکم —

این نسخهٔ شگرف روحانی که حقیقة نسخهٔ شفا و نجات برای دفع اسقام و اعلال نفسانیه ارباب ضلالات و جهالات است همه را دیدم و نوش نوش از مشروبات صافیه عذبیه آن چشیدم و مذاق جان را بآن تازه کردم و سرمایهٔ فیض جاودانی خود شمردم و بقدر حوصلهٔ ناقص خود اذعان کلی بهم رسانیدم که هر آنچه در تحقیق و تدقیق مسئلهٔ فضیلت حضرات اهلبیت عظام از خصائص و ذاتیات و مناقب و صفات حضرات طیبات علیهم التسلیمات از روی آیات و احادیث و واقعات حقه تحریر فرموده و بر آن حکم و رای صواب پیرای خود افزوده اند حق اینکه این فیصلهٔ ثالثی است که بکمال عدل و نصفت و بی شائبه روی و رعایت نموده و زنگ شبهات اهل هوا از روی مرآة عقائد بیضا زدوده اند همه صحیح و استوار و پیش اولی الابصار ثابت و برقرار است خوشا مقبلی که دیدهٔ حسن قبول بران کشاید و بدا مدبری که از آن رو بقفا گراید ذلک الکتاب لا ریب فیه لا یشک فیه الا معاند او سفیه ولیکن چشمی بایستی تا ببیند و دلی شاید تا حق گزیند ورنه حساد و معاندین و باغین و طاغین را حسابی نیست و با ایشان خطابی نه که زکام ابوجهل دارند و بدست شیطان گرفتار اند هرگاه در حق عم محبوب رسول اکرم صلی الله علیه و آله و سلم انک لا تهدی من احببت وارد شده ما امتیان پیرو کی از تصدی این کار بر می آییم بقول شخصی

بیت

آنکس که بقرآن و خبر زو نرهی
اینست جوابش که جوابش ندهی

اگرچه در بعض مقامات ضرورت ایجاز و اختصار رفته است مگر ایجازی که غیر مخل و جامع جمیع ضروریات این مباحث است و بقول العاقل تکفیه الاشارة - برای ذوی البصا

کافی و وافی ہست اگر در خانہ کس ہست حرفی بس ہست المدعا وصف وشیمہ آزادی کہ شعرا وحکمت محمود افتادہ و بہرہ ولسان ما آن بصدق عدالت کشیدہ ہست اندرین ماقل ودل بوجہ حسن اجمال ومرتبہ اتم ۔ الحال از ذات مہذب الاخلاق آنجناب جلوہ شہود ونمونہ گرفتہ وصدای حسنت وآفرین برین طرز وشیوہ گزین از ملاء اعلی مستحسن بر خواستہ فجزاکم اللہ خیر الجزاء ورزقکم بطول العز والبقاء وترقب از فیض حقیقی الہی کہ متعطشان کئوس و مشتہیان موائد سعادت خیلی خیلی از فیض آن مشروب و مرزوق شوند و مذاق روحانی خود را بحلاوت وعذوبت آن خوش کنند اللہم آمین باقی ایام افاضات کم طویل عدو کم ذلیل زیادہ بجز تمنی شرف مواصلت چہ نوشتہ شود راقم عطا علی از پورشیر ١١ اگست و شعبان سنہ اع و سنہ ۱۲۹ ہجری روز یکشنبہ اس عرصہ مین جناب مرزا کمال الدین صاحب متخلص بسنجر ایرانی نے جو ایک قصیدہ عربی اور دو غزل فارسی اوپر طرح غزل عربی وغزلہای فارسی موافق کتاب ہذا مندرجہ ابتدائی صفحہ   لغایت   کی بھیجی سے براہ عنایت ہماری پاس بھیجا کہ مطلع اون تینون غزلون کا حسب ذیل ہے مطلع اول

اذا المطر العطایا فاشکروہا   وان نزل البلایا فاصبروہا
می خم غدیر وجام امروز   بکف دارم منم باکام امروز
علی سوا سے من تقدیر کردند   زعشق او مرا تخمیر کردند

سو وہ قصیدہ عربی اور دو غزل فارسی حسب ذیل ہی اور اسکی ملاحظہ سی معلوم ہوگا کہ درمیان فارسی ہم لوگ ہندوستانی اور صاحبان ایرانی کے کسقدر فرق ہے

قصیدہ عربی

قمر العلا فوق الکواکب لاحا   وازداد ضوؤہ منکم وضاحا
قمر درجہ علو کا اوپر ستارون کی ظاہر ہوا   اور بڑھ گئی روشنی تمسی ور ظاہر ہوا

تلقى البشاشة في مواجهه له
ملتی ہی خوشی روبرو چہرونکی اسکی
واذا تكلم في مجالس قومه
اور جب بات کرتی وہ شخص مجلسونمین قوم اپنے کی
هذا الذي حاز المحاسن كلها
یہ وہ شخص ہے جو محیط ہوا خوبیونکو تمام اون سبہونکو
ان الملوك ترا لخوابيد يحهم
تحقیق کہ بادشاہون نے شراب خوارگی ساتھہ تعریف کرنے والے اونکے
انت الذي خصصت من رب العلى
تو وہ شخص ہے کہ جو خصوص کیا گیا تو رب اعلی سے
وتواضعا وتورعا وكرامة
اور مخصوص کیا گیا تو تواضع اور پرہیزگاری اور بزرگی کو
انت الذي صنفت جهة التحقيق
تو وہ شخص ہے کہ جو تصنیف کیے تو نے جہت تحقیق
يبقيكم الله في محبة حيدر
باقی رکہی تمکو واستے محبت حیدر کی
وادرك كمالا لا يضام بحبكم
اور پا تو ایک کمال کو کہ نہ خوف دیا جاتی ہی نیک تمہارا
امنن على بنظرة وبرافة
منت کہ تو مجہپر ساتھہ ایک نظر اور مہربانی کے

يبدو واخطابا ليناً وضاحا
کہ ظاہر ہوتا ہی نزد وی خطاب نرم و روشن کے
فكانه مسك وعنبر فاحا
پس گویا کہ وہ بات مشک اور عنبر ہی نزدیک خوشبو پہیلنے کے
يعني وحيد الدين بالايضاحا
یعنی وحید الدین بسبب واضح کرنیکی
لكنه ازداد فاق صباحا
لاکن وہ ممدوح آزادہی کہ فایق ہوا صبح پر
بسعادة ابدية وفلاحا
ساتھہ سعادت ابدی اور فلاح کی
وفصاحة وسكينة وصلاحا
اور فصاحت اور تسکین اور صلاح کو
في غاية التحقيق والايضاحا
غایت تحقیق اور ایضاح مین
بالسعد طول الدهر والافراحا
ساتھہ سعادتمندیکی لقدر طول زمانہ اور فصل بہار کے
متشكرا من حضرة فتاحا
جس حالمین کہ شکر گذار ہو حضرت فتاح سے یعنے خدا یا حضرت علی سے
من لحظ سعدك تنعش الارواحا
گوشہ چشم مبارک سے اپنی جو خوش کرتا ہی روحونکو

وا [illegible] دنی العلا فوق الکواکب لاحا
[illegible] قمر درجۂ علا کا اوپر ستاروں کی ظاہر ہوا

[illegible] موصوف تخلص سنجر ایرانی حال مقیم بمبئی

[illegible] امروز ہمی خوردن قسم اقدام امروز
وصی مصطفی سند شوی زہرا علی آن کاسر اصنام امروز
[illegible] حیدر [illegible] امام خلق خاص و عام امروز
[illegible] بنای شرع استحکام امروز
[illegible] حیدر نبود این قیمت اسلام امروز
الا ای دلبر شیرین [illegible] بیا و بادہ گلفام امروز
مرا روز سفید از [illegible] بود در دیدہ ہمچون شام امروز
مرا مرغ دل اندر [illegible] ندارد بہر خش آرام امروز
بیا داش دعا کش گاہ بیگہ چہ خورسندم بیک دشنام امروز
چو ما در عشق جانان پا نہادیم رہا کردیم ننگ و نام امروز
چو دیدارت نہ بینم تا بہ فردا نہ من خورسندم از پیغام امروز
خوش آن کاندر ہوای وصل جانان شود اندر جہان گمنام امروز
شود وارستہ از قید علائق خلاصی جوید از ہر دام امروز
خوش آن آزادہ ازاد بختے کہ با وصل تو جوید کام امروز
چہ گردد گر نگاہی سوی سنجر کنی با دیدۂ اکرام امروز

غزل دیگر از جناب ممدوح الیہ

ترا تا [illegible] عالمگیر کردند مرا با زلف تو زنجیر کردند

سراپا محو دیدارم تو گوئی
مرا از عشق تو تخمیر کردند
گذشتم از بہشت جاودانی
بہشت من ترا تقدیر کردند
زدم دست توسل در ولایت
کہ نیکان را ہمین تدبیر کردند
رقیبان را نہ زیبد مدح و قدحے
تبرا را ہمہ تزویر کردند
عجب بد فطرت و ناپاک بودند
کہ اندر حب او تقصیر کردند
علے را کلب درگاہست سنجر
مرا این رتبہ بس تخمیر کردند

اور فی الحال ایک سُنی صاحب نے اوپر غزل علی مرتضی داری ازین بہتر چہ میخواہی مندرجہ فصل ۴۷، صفحہ   کے یہ اعتراض کیا کہ اشعار مابعد مین اس غزل کے ردیف ری کی قبل عبارت ازین بہتر چہ میخواہی کے چاہئے سو بنظر رفع عذر انکے یہ شعر مابعد مطلع کا حسب فرمایش اونکے درست کردیا گیا

علے مرتضی داری ازین بہتر چہ میخواہی
وصی مصطفے داری ازین بہتر چہ میخواہی
محب مرتضی ہستی زجام فیض او مستی
ہمی ہستی ز پہ داری ازین بہتر چہ میخواہی
دلت بر مرتضی مائل شدے از غیر او غافل
گذشتی از ہمہ خواری ازین بہتر چہ میخواہی
علی باشد ترا رہبر رساند او بپیغمبر
نماید او ترا یاری ازین بہتر چہ میخواہی
علی افضل وہم اولی یقین دان از ہمہ اعلی
عدوش بالیقین ناری ازین بہتر چہ میخواہی
محب پنجتن دائم تو باشی ثابت و قائم
ہمین پیش نظر داری ازین بہتر چہ میخواہی
تو آزادی چہ آسانش بگوئی قول لا اشر
علے باشد بدلداری ازین بہتر چہ میخواہی

اور چونکہ یہ فصل خلافت حضرت ابوبکر کی ہی اور سنیون کو اوپر آیت سورہ والفتح مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ تَرٰہُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاہُمْ فِیْ وُجُوْہِہِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ بڑا تکیہ ھی کہ اس آیت سی ترتیب خلافت

اربعہ کی اس طرح پر ظاہر ہوتی ہی کہ لفظ معہ سی حضرت ابوبکر اور لفظ اشداء سی حضرت عمر اور لفظ رحماء سی حضرت عثمان مراد ہین سو واسطی بیان اس آیت کا اس جگہ پر دوبارہ ضرور ہوا کہ یہ گمان ان لوگونکا صرف براہ مغالطہ کی ہی کہ بیان اس آیت کا فصل ۸۰ مین اس کتاب کی کیا گیا ہی اور اصل معنی آیت کی یہ ہین کہ محمد رسول خدا کی ہین اور جو لوگ کہ ساتھ انکی ہین سو کیفیت انکی یہ ہی کہ وہ لوگ سخت تر ہین کافرون پر اور رحیم ہین اپس مین اور اپنی رکوع اور سجود مین لگی ہوی ہین اور ہمنی اس فصل ۸۰ مین اس بات کو بیان کیا ہی کہ کسی تفسیر سی شان نزول اس آیت کی خاص بحق کسی صحابہ کے نہین ہی بلکہ یہ ایک تصویر اور بیان حال اس وقت کے مسلمانون کا ہی اور سوای اسکے اگر لفظ معہ سی حضرت ابوبکر اور لفظ اشداء اور رحماء سی حضرت عمر اور حضرت عثمان مراد لئی جائین تو یہ سب الفاظ معہ وغیرہ کے لفظ الذین کی صلہ ہونگی تو پہر الذین مبتدا موصول کی خبر کون چیز ہوگی اور حضرت عمر اور حضرت عثمان تو ایک شخص واحد تھی سو انکی واسطی استعمال صیغہ جمع اشداء اور رحماء کا کیا معنی رکھتا ہی اور اس جگہ پر ایک بات بہت ضروری قابل ذکر کی یہ ہی کہ ہر جگہ پر سنی لوگ محرور المزاج دیکھی جاتی ہین اور جہان ذکر خلافت کا کوئی چھیڑتی تو مارپیٹ کو مستعد ہو جاتی ہین سو ہمنی اس امر مین بہت غور کیا کہ اصل وجہ اس قسم حرارت کی کیا ہی تو ہمکو بعد غور کامل کے یہ وجہ معلوم ہوئی کہ سنی لوگ دلیل مناظرہ مین بہت ضعیف و مغلوب ہین سو واسطی مکابرہ اور مجادلہ کے سوای انکو کیا چارہ ہی اور ظاہر ہی کہ جب بات فریق ثانی کی نہین سنینگی تو امید تمیز حق و باطل کی ایسی لوگونسی بہت کم ہی اور اس کتاب مین بہت باتین مخالف شیعونکی لکھی گئی ہین مگر کسی شیعہ کو لڑتی ہوی ~~ہمسے~~ ہمنے نہین دیکھا

فصل ۸۴

اس فصل مین کچھ حال خلافت حضرت عمر کا روضۃ الصفا سی معہ رای راقم کی مرقوم

مرقوم ہوتا ہی روضۃ الصفا ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری مین بعد انتقال حضرت رسول خدا کے حضرت ابوبکر خلیفہ ہوی سو دو برس تین مہینے خلیفہ رہ کرکے چوتھے مہینے مین بیمار ہوئی اور سنہ ۱۳ ہجری مین انتقال کیا اور اپنی آخر وقت مین ایک نوشتہ استخلاف نامہ حضرت عمر کا لکھوا کے مسلمانوں کی پاس بھیجدیا اور اپنی بیماری مین نیابت امامت صلوۃ جمعہ کی حضرت عمر کو دی اور سب لوگون نے مان لیا مگر بعض لوگون نی کچھ چون و چرا کیا اور انمین سی طلحہ ابن عبید اللہ نی حضرت ابوبکر کی پاس آکر کہا کہ عمر ایک آدمی خشونت و درشتی [illegible] اور [illegible] جانتا [illegible] تیری بات [illegible] علانیت وحدت [illegible] کے لوگ کسقدر رنجیدہ تھی سو بعد تیری کیا حال ہوگا اور اللہ تعالی کی طرف سے یہ سوال کیا جائیگا کہ تو نی کسی شخص کو رعایا پر حاکم کیا تب حضرت ابوبکر نے بعد تامل بسیار کی فرمایا کہ جب ہم وطن اصلی کو پہونچینگی اور ہمسی یہ سوال ہوگا تو ہمارا جواب یہ ہوگا کہ [illegible] بہتر [illegible] شخص کو خلیفہ کیا اور بعد اسکی حضرت ابوبکر نے حضرت عثمان سے ایک وصیت نامہ [illegible] حضرت عمر کے اسطرح پر لکھوایا کہ اگر وہ دیانت و امانت سی کام کری تو بہتر ورنہ اپنی [illegible] وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون یعنی ظالم لوگ [illegible] کہ ساتھ [illegible] گردش کی [illegible] جب نوشتہ حضرت علی تک پہونچا تو آپ نی فرمایا ابیت من فیہا و لو کان عمر یعنی بیعت کی مین نے اس شخص سی کہ جو اس وصیت مین لکھا ہوا ہی اگرچہ عمر ہو اور حضرت عثمان جو وصیت بحکم حضرت ابوبکر کے لکھنی لگی تو بعد لفظ بعد کی حضرت ابوبکر کو بیہوشی ہوئی تو حضرت عثمان نی بعد کسیقدر توقف کے نام حضرت عمر کا لکھدیا اور جب حضرت ابوبکر کو پھر ہوش ہوا تو نام عمر کا لکھا ہوا دیکھا اور حضرت عثمان سی پوچھا کہ یہ نام کسنی لکھا حضرت عثمان نی کہا کہ ہمنی یہ نام لکھدیا تب حضرت ابوبکر نے حضرت عثمان کو دعای خیر رحمک اللہ وجزاک اللہ خیرا دیکر کے کہا کہ اگر تم اپنا نام بھی لکھتی تو کچھ مضایقہ نہین تھا اور حضرت علی نے کہا کہ ہم سوای عمر کے کسی دوسری کی خلافت پر راضی نہین ہین تب حضرت ابوبکر نے حضرت علی کو دعای خیر دیکر کے محامد و اوصاف حضرت علی

علی کو بیان کیا اور فرمایا کہ ہم لوگ از قسم کارگذارونکی ہین اور سرور اور پادشاہ اور امیر تو ہی اور ہم لوگ بنجوم سپہر ملت کی ہین اور تو بدر کامل ہی اور حضرت عمر نے کہا کہ ہمکو کچھ حاجت خلافت کی نہین ہی کہ خلافت کو تو سزاوار ہی رأی راقم حضرت ابوبکر نے جو حضرت عمر کو استخلاف کیا یہ امر بملاحظہ اسکی سختی مزاج کے ہوگا کہ اس شخص سی انجام خلافت کا خوب ہوگا اور ویسا ہی ہوا کہ حضرت عمر کے وقت مین تمام فارس شام و مصر تا اسکندریہ کی فتح ہو گیا کہ جسکی پیشین گوئی کتب عہد عتیق مین ہی اور ساتھ ملاحظہ اس لیاقت کے ہماری نزدیک در اصل شکرگذاری کو بھی تھا اسکا کہ حضرت عمر نے جو کچھ کہ کوشش حمایت در بارۂ خلافت ابوبکر کے کی تھی سو یہ استخلاف درحقیقت ایک عوض اس احسان کا بھی تھا اور حضرت عمر کا یہ کہنا کہ ہمکو خلافت سی کچھ مطلب نہین ہی استرداد خلافت کا تو نہیں صرف بطور ایک امر معمولی کے ہی اسواسطے کہ ایک شخص [illegible] کہ سزاوار خلافت کا تو ہی کچھ معنی نہین رکھتا ہی بلکہ اگر یہ معذرت سچی دلسے ہوتی تو مقام کہنی کا یہ تھا کہ ہمکو خلافت نہین منظور ہی سو کوئی دوسرا شخص خلیفہ کیا جاوے اور حضرت ابوبکر نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سردار اپنا اور ایک مہتا درمیان ستارون کی بنایا سو غالبا یہی اعتقاد ہوگا اور یہ قول براہ راست بازیکی ہوگا مگر ماہتاب قرار دیکر کے دوسری ستارہ کو اختیار کرنا کیا معنی رکھتا ہی اور البتہ یہ استخلاف حضرت عمر کا بملاحظہ میل قومی اور استعداد طبیعی حضرت عمر کی ہوگا کہ حضرت ابوبکر اگر حضرت علی کو خلیفہ اپنا بناتی تو سب قریشی لوگ اپنی اپنی راہ لیتی اور حضرت علی کو تنہا چھوڑ دیتی الغرض الخیر فی ما وقع اور حضرت علی نے جو خلافت حضرت عمر کے کو مان لیا سو اصل وجہ اسکی یہ معلوم ہوتی ہی کہ درحقیقت حضرت علی کو کچھ رغبت خلافت ظاہری کی نہین تھی اور نہ اس کام کی آدمی تھی روضۃ الصفا جب بیماری حضرت ابوبکر کی سخت تر ہوئی تو حضرت عایشہ کو کہا کہ جب ہم مرجائین تو ہماری نعش کو روضۂ نبوی کی پاس لیجانا اور رکھنا

کہ اجازت ہو تو اندر روضہ کی دفن کریں پس اگر دروازہ اُس روضہ مبارک کا خودبخود کھل جای تو ہماری لاش کو اندر اُس روضہ کے دفن کیجیو چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ دروازہ اُس روضہ کا خودبخود کھل گیا اور لاش حضرت ابوبکر کی ہم پہلوی حضرت رسول کی دفن ہوے رای راقم اگر اس روایت بوجہ صاحب روضۃ الصفا ایک شخص شیعی قرار دی جائین تو اس بات کا کچھ جواب نہین ہی۔ روضۃ الصفا۔ مناقب حضرت ابوبکر کے زائد از حد بیان ہین مگر چند کلمات جو حضرت علی نے بشان ابوبکر بعد انتقال اور قبل دفن اُنکی فرمایا سو اس جگہ پر مختصر نقل کئی جاتی ہین تا طول مدت صحبت کلام او از ہمہ ابلغ بود و ساحت او امنع ورائے او از ہمہ انور و طائفہ او از ہمہ اکثر و خاطر او از دقائق امور اعرف و عمل او در تنظیم مصالح جمہور اشرف باری کہ دیگران گران انگاشتند بر داشت و کاری کہ یاران انش در ان اہمال کردند او ضائع نہ گذاشت جلیس صادق و انیس موافق موجب راحت او بود در حالت شدت صحبت رسول قدم اختیار کردہ ہر چہ داشت در خدمت آن سرور ایثار نمود اور صاحب روضۃ الصفا نی ان کلمات حضرت علی کو بہت طول سی لکھا ہی مگر راقم نی صرف اسیقدر پر کتفا کیا رای راقم تمام ارشادات حضرت علی نسبت حضرت ابوبکر کے بجا و درست ہین اور جنکو منظور ہو اُن تمام ارشادات کو روضۃ الصفا چھاپہ لکھنو صفحہ ۴۲۳ مین دیکھ لے اور حضرت عمر کے وقت مین دمشق و شام وغیرہ تا فارس و مصر فتح ہوی اور اسلام کو بڑی قوت ہوئی اور خلافت انکو دس برس رہی و قصہ عقد کلثوم کا حضرت عمر کے وقت کا ہی کہ تحقیق اُسکی آیندہ کیجاویگی

فصل ۸۵ خلافت حضرت عثمان از روضۃ الصفا۔

فصل ۸۵

روضۃ الصفا حضرت عمر نے اپنی آخر وقت مین کہا کہ ہم استخلاف کر سکتی ہین کہ ہم سے بہتر شخص ابوبکر نے استخلاف کیا اور ہم نہین استخلاف کر سکتی ہین کہ حضرت رسول نی استخلاف نہین کیا۔ رای راقم اس تقریر سے ظاہر کہ خلافت حضرت ابوبکر کی از روی استخلاف حضرت رسول نہین تھی اور افسوس کی بات ہی

کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تمامتر جو دمعدوم کردی گئی اور ذکر اس حدیث کا وقت کسی خلافت کی درمیان مین نہین آیا اور ظاہر ہی کہ اس حدیث کی روسی استخلاف حضرت نبی کا بہ نسبت حضرت علی کے تو صراحتًا تہا مگر بات یہ ہی کہ حضرت علی کے سوا کوئی دوسرا شخص تلاش کرنا ضرور تہا اور اُنکی فضائل جو کچہ ہون مگر خیال ان فضائل کا نہین کیا جا سکتا تہا روضۃ الصفا حضرت عمر نے چہ آدمی کا نام واسطی خلافت کے لیکر کے مشورہ پر حوالہ کیا اور وہ چہ آدمی یہ ہین اول علی دویم عثمان سویم سعد ابن ابی وقاص چہارم طلحۃ پنجم زبیر ششم عبد الرحمن بن عوف اور حضرت عمر نے کہا کہ لوگ بعد تین روز انتقال اُنکی چہ شخصون مین سی کسی ایک شخص کو خلیفہ مقرر کرین اور حضرت عمر نے بذکر ان چہ شخصونکی اوصاف جداگانہ ہر شخص کا بیان کیا اور بہ نسبت حضرت علی کے یہ کہا کہ ہمنی پیغمبر خدا کو سنا کہتی ہوی کہ ہم کسی موقف یعنی محل مین نہونگی کہ جہان ہاتہ میرا ہاتہ مین علی ابن ابیطالب کی نہوگا اور اسی طرح سی بیان شرف ایک ایک شخص کا کیا اور بہ نسبت عبد الرحمن ابن عوف کے کہا پیغمبر خدا حجرہ عائشہ مین بیٹھے ہوی تھے کہ حضرت فاطمہ ؑ ساتہ حسن ؑ و حسین ؑ کے پہونچین اور یہ دونو صاحبزادی بہوکسی ورہی تہی اور اُنکے رونی پر حضرت فاطمہ ؑ بہی روتی تہین حضرت رسول نی فرمایا کہ بار خدایا حظ وافر اوسکو نصیب کر کہ جو ہماری اولاد کو کہانا دی اور اس عرصہ مین عبد الرحمن ابن عوف کہانا لئی ہوی پہونچی اور حضرت رسول نے اپنی لڑکی بالونکی ساتہ کہایا اور دعا جنت برکت نبوی کی عبد الرحمن ابن عوف کو دی اور لوگون نی سبب پوچہا کہ ان چہ شخصونمین سے تخصیص کسی ایک شخص کی تو خلیفہ کسواسطی نہین مقرر کرتا ہی حضرت عمر نے ایک شخص کا کچہ نقصان بہی بیان کیا مگر صاحب روضۃ الصفا نے بلحاظ بی ادبی کی ان نقصانونکو ذکر نہین کیا راقم حضرت عمر کا نام لینا چہ آدمیونکا اور اُنمین سے اول نام لینا حضرت علی کا صرف بطور ایک امر ادای حق کے معلوم ہوتا ہی اسواسطی کہ اُنکو یہ بات خوب معلوم ہوگی کہ قریش لوگ حضرت علی ہاشمی اور ابن عم رسول کو ہرگز قبول نہین

کہ نیکی اور خلافت قریش مین اور صاحب تحفۃ الصفا نی اُن نقصانونکو چہ شخصونکی جو بخیال نبی اونکی نقل کئی سو اِلّا عمر نی اون نقصانکو کسی کتاب مین دیکھا ہی اور ہمین سی حضرت علی اور حضرت عثمان کا نقصان ہمکو یاد ہی کہ حضرت عمر نی نسبت حضرت علی کے کہا کہ اما علی فصبی یعنی علی جو ہی سو ایک جوان آدمی ہی اور نسبت حضرت عثمان کی کہا کہ اما عثمان فضعیف الرای یعنی عثمان جو ہی سو ضعیف الرای ہی سو ان دونو نقصانو نمین ہمکو کچھ عذر نہین ہی مگر اسقدر حضرت علی اُسوقت مین بعمر چالیس برس کی پہونچ چکی تہی اور پچاس [illegible] اسقدر لیاقت علمی اور فہم اور اوصاف ذاتی اور حیثیت رسول کی کسیطرح مانع حق خلافت کا نہین ہوسکتا تہا چنانچہ بعد انتقال حضرت عمر کے جو مشورہ بنسبت ان چہ شخصونکی جو کچھ ہوا اسمین کسی نے یہ عذر کم سنی کا پیش نہین کیا اور بارہ تیرہ برس قبل اُسکی جب کہ حضرت علی کا سن چوبیس برس کا تہا تو حضرت رسول اللہ نے حضرت علی کو وصی اپنا مقرر کر چکی تہی اور کیا بہ نسبت حضرت رسول کی حضرت عمر زیادہ تر عاقل اور عالم مصالح خلق اللہ کی خیال کئی جا سکتی ہین سو اسمین کچھ شک نہین کہ یہ عذر کم سنی کا لگانا صرف ایک ٹال ٹول کی بات ہی مگر بڑی خیریت کی بات یہ ہی کہ حضرت عمر نے سوای کم سنی کے اور کوی دوسرا عیب نہین لگادیا اور نسبت حضرت عثمان کی جو اقرار ضعیف الرای ہونی کا تہا سو بڑی افسوس کی بات ہی کہ شخص ضعیف الرای کو اوپر ایک شخص عالم اور عاقل اور خدا ترس کے ترجیح دیگئی حالانکہ امر خلافت مین عقل کے بڑی ضرورت تہی اور اہل تاریخ سی مخفی نہین کہ بوجہ نقصان ضعیف الرای ہونے حضرت عثمان کی مروان ایک ایسا شخص بدذات آدمی کسقدر سرفراز ہوا اور اسکی وجہ سی بوقت خلافت حضرت عثمان کے کیا کیا فتور ہوا یہانتک کہ خود حضرت عثمان کی جان گئی اور مشورہ کیسا اور مشورہ سے کیا علاقہ کہ یہ خلافت حضرت عثمان پر تو صرف باخود ہا کی سرگوشیونسی قائم ہوی چنانچہ اسی مقام مین یہ دو شعر حضرت علی کے بطرف حضرت عثمان کے خطاب کرکے کہا ہی بہت حسب حال ہی شعر

فان کنت بالشوری ملکت امورهم   فکیف بهذا والمشیرون غیّب

ترجمہ پس اگر تو بذریعہ شورہ کی مالک ہوا ہی تو امور پر اُنکی پس کیسا یہ مشورہ کہ شورہ کرنیوالی لوگ
غیر حاضر تھے

وان کنت بالقربی حججت خصیمهم   فغیرک اولی بالنبی واقرب

ترجمہ اور اگر تو نی حجت پکڑی ساتھ خصیم یعنی دلیل ان لوگونکی بذریعہ قرابت کی تو غیر تیرا یعنی
مین اولی ہی ساتھ نبی کے اور قریب تر ہی اور اس شعر دوم مین کیا بلاغت ہی کہ حضرت
ولفظ اولی و اقرب مین اشارہ حدیث خم غدیر من کنت مولاہ اور قرابت ابن عم رسول
اور زوج بتول ہونے کا سب کچھ طی کر دیا اور تہذیب نفس کا یہ حال ہی کہ اپنی کو بلفظ غیرک کی
تعبیر کیا اور لفظ انا کو کہ جسکی معنی ہم ہین اور اسمین ایک خودی پای جاتی ہی [illegible] نہین [illegible] کیا
روضۃ الصفا حضرت عمر کی وصیت بہ نسبت اون چھہ آدمیونکی اسطرح پر تھی کہ حضرت عمر نے
ابو طلحہ انصاری کو کہا کہ پچاس آدمی انصاری کو اوپر صاحب شورہ کی تعینات کیجیو اور اگر
دو یا پانچ یا چار آدمی اختلاف کرین تو تیغ تیز کو اُن لوگون پر جاری کیجیو اور اگر ایک طرف
تین آدمی متفق ہون تو جانب اون تین آدمیونکی اختیار کیجای کہ جسطرف عبد الرحمن ابن عوف
ہوا اور حضرت امیر نے جب نام عبد الرحمن کا سنا تو کہا کہ خلافت ہمسی گئی اسواسطی کہ عبد الرحمن
داماد عثمان کا ہی اور سعد ابن ابی وقاص چچازاد بہای عبد الرحمن ابن عوف کا ہی تو اس قرینہ سے
خلافت عثمان کو ہوگی اور ابن عباس نے حضرت علی کو کہا کہ تم مکر سی اس طائفہ کے بی فکر مت ہو
کہ ہمت ان لوگونکی دفع کرنیمین ہم لوگ ہاشمیونکی محصور ہی اور عبد الرحمن ابن عوف نے رات کی وقت
مسود ابن مخرمہ اپنی بہانجی کو بطرف حضرت علی اور حضرت عثمانکی بہیجا اور یہ بات کہلا بہیجی کہ اگر
تمکو خلافت ہو تو یہ شرط کرتے ہو یا نہین کہ موافق قران اور سنت رسول اور فعل ابوبکر اور عمر کے
کام کرو گی علی نے کہا کہ جہانتک ہمسی ہو سکتا ہی بقدر جد و جہد طاقت و وسعت اور قوت

اپنی ہم بجالاوینگی اور عثمان نے وفور رغبت سی سب بات کو قبول کرلیا اور دوسری دن کو مسجد
مین عبد الرحمن آی اور حضرت کا ہاتھ پکڑ کے رات کی بات کو اعادہ کیا اور حضرت علی نی اسمین شرط بقدر
وسع کو بیان کیا اور کہا کہ ہمکو امید تہی کہ ایسا ہی کرینگی مگر ہماری علم کو سوانح امور مین دخل نہین ہی
یعنی ہم نہین جانتی ہین کہ کل کیا ہوگا اور حضرت عثمان خلیفہ بنائے گئی اور حضرت علی نی کہا فصبر جمیل
واللہ المستعان علی ما تصفون رای راقم یہ ہے ہرگاہ عبد الرحمن ابن عوف داماد حضرت عثمان کے
اور سعد ابن ابی وقاص چچیرے بہائی عبد الرحمن ابن عوف کے تہی اور حضرت عمر نی یہ شرط لگائی
کہ جس جانب مین تین شخص کہ عبد الرحمن ابن عوف ہون سو وہی جانب اختیار کیجائی پس صاف
ثابت ہوا کہ حضرت عمر نے اپنی جانتی در حقیقت حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا تہا اور اول نام لینا
حضرت علی کا صرف براہ مصلحت ملک داری کے تہا کہ جو مصالح سلطنت مین کچھ زور دریا
یعنی مصلحت وقت کا بہی لحاظ کرنا پڑتا ہی اور قابل لحاظ کے ہی کہ عبد الرحمن ابن عوف نے
کس عذر نا معقول پر حضرت علی کو خلافت سی محروم کیا یعنی قصور حضرت علی کا یہ ٹہرا کہ متابعت
قران اور سنت رسول اور فعل ابوبکر اور عمر مین شرط بقدر وسعت کے کیون لگائی گئی حالانکہ عقلا
وانصافا اس شرط کا لگانا کہ ہماری علم کو سوانح امور مین دخل نہین ہی نہایت درجہ درست تہا
اور اسی شرط لگانی سی ظاہر کہ اگر حضرت علی کو خلافت ہوتی تو انکا اسقدر کہنا کہ ہمکو امید ہی
کہ ہم مطابق قران وغیرہ کے کام کرینگی تو ایسی با اختیار کہنی والی سے پورا یقین ہوسکتا ہی کہ وہ
ضرور تمام تر موافق قران وغیرہ کے کام کرتے بخلاف حضرت عثمان کے جو کوی شرط وسعت وغیرہ
کی نہین لگای سو اسکا انجام یہ ہوا کہ مروان جو راندہ درگاہ حضرت رسول و ابوبکر اور عمر کا تہا بوقت
خلافت عثمان کے سرفراز کیا گیا اور تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز صاحب مین جو جواب اس الزام کے
در رسالہ ہشتم کا ثبت کیا گیا ہی سو یہ جواب کسقدر ضعیف و بیہودہ ہی اور حضرت علی نی جو بوقت
محروم الخلافت ہونے کے اس آیت کو پڑہا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون

سو اس قول صبر کا مزا ہماری دل سی پوچھا چاہئی اور یہ صبر انکا بالاختیار اس شعر کو آپ یاد دلاتا ہی شعر

والصبر فی النائبات صعب
لکن فوت الثواب اصعب

اور صبر مصیبتوں مین ایک سخت چیز ہی مگر فوت ہونا ثواب صبر کا صبر سی بھی زیادہ سخت تر ہی سو فی الواقع جیسا کہ آپ نی ان تینوں خلافتوں مین صبر کیا سو کسی وقت مین آپ نی اپنے ثواب صبر کو اپنی ہاتھہ سی جانی نہین دیا اور حضرت عمر نے جو ابوطلحہ انصاری کو کہ پچاس آدمی تعینات کر کے شخص اختلاف کرنے والی کو قتل کرنا سو مقتضا اس حکمت الٰہی کا یہ تھا کہ اگر حضرت علی صبر نہین کرتے تو انکی مار ڈالی جانی مین کیا دریغ ہوتا سبحان اللہ کیا خوف خدا کا آپ کو ہی کہ خود آپ مرے جاتی ہین مگر ایسی ہی تدبیر کرنے سے خون ناحق بعد اپنی مرنے کے غافل نہین ہین و غلظت و درشت خوئی آپکی بھی کمال درجہ کی ہی کہ اول سی آخر تک خوب نباہا اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مشکوٰۃ المصابیح مین لکھتی ہین کہ درمیان حضرت علی اور خلفای ثلثہ کے کچھ میل و رنج یعنی تکدر و ملال نہین تھا سو از روی تمام واقعات کی جو اس کتاب مین لکھا گیا ہی یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہی کہ خلفای ثلثہ کی طرف سی انواع قید و بست شکستگی خاطر حضرت علی کا ہوتا رہا مگر یہ کبھی کہ حضرت علی کو طاقت غم کھانیکی اسقدر تھی کہ ہر خلیفہ کو بعد مرنی اسکی دعای خیر کی اور یہ بات کیونکر نہو کہ حضرت علی اس امت محمدی مین ایک نمونہ حضرت مسیح کے تھی۔ روضۃ الصفا۔ عبد الرحمن ابن عوف نی لوگوں سی پوچھا کہ سزاوار منصب خلافت کا کون شخص ہی عمار یاسر نے کہا کہ اگر چاہتی ہو کہ درمیان اسلام کے کچھ اختلاف نہ پڑی تو ساتھ علی کے بیعت کرو کہ جو سرور یعنی سردار لوگوں کا ہی اور حضرت مقداد نے تصدیق کلام حضرت عمار کی کی مگر عبد اللہ ابن سعد برادر رضاعی حضرت عثمان نے کہا کہ اگر چاہتی ہو کہ درمیان قریش کے مخالفت نہ پڑی تو بیعت عثمان کی کرو اور عبد اللہ ابن ربیعہ نے تائید عبد اللہ ابن سعد کی کی اور عمار نی اس بات کو رد کیا اور درمیان بنی ہاشم اور بنی امیہ کے گفتگو پیدا ہوئی اور عمار نی کہا کہ ای معشر مسلمین خدا نی ہم لوگوں کو ساتھ

دین نبی اپنی کے مخصوص کیا سو کسواسطی عنان خلاص کا دوسری خاندان کے طرف پہیرتے ہو اور اس بات کو خاندان نبوت سی نکال لیتی ہو تب ایک شخص نے بنی مخزوم مین سے کہا کہ تجھکو تعین خلیفہ سی کیا علاقہ تب سعد ابن ابی وقاص نے عبد الرحمن ابن عوف کو کہا کہ قبل اسکی کہ کوی فتنہ پیدا ہو اس امر سے فراغت حاصل کرو۔ رای راقم۔ ہرگاہ یہ حال اسوقت کے مسلمانونکا تہا اور بنی ہاشم سی اسقدر گریزان تہی تو امید انصاف کی کیا کی جا سکتی ہی۔

روضۃ الصفا۔ حضرت عثمان کی اوائل خلافت مین یہ قصہ پیدا ہوا کہ عبد اللہ ابن عمر نے ہرمزان ایک مسلمانکو بشبہہ مشارکت ابولولو قاتل عمر اپنی باپ کے مار ڈالا اور حضرت عثمان نے لوگونسی رای پوچہی تب حضرت علی نے فتوی قصاص کا دیا اور چند لوگون نے یہ رای دی کہ لوگ کہینگی کہ ایک روز عمر خلیفہ مارگیئی اور دوسری عبد اللہ بیٹا انکا مارا گیا اور یہ قتل ہرمزان کا ایک روز ماقبل خلافت عثمان کا ہی غرض دیت کی تجویز ٹہری اور حضرت عثمان نے دیت اسکی اپنی پاس سے دیکر کے عبد اللہ ابن عمر کو رہا کیا اور عبد اللہ نے بخوف قصاص کے معاویہ کی پاس جا کر کے پناہ لی اور آخر ازطرف معاویہ کے جنگ صفین مین حاضر میدان جنگ ہو کر ایک ایسا زخم اسکو لگا کہ عبد اللہ ابن عمر اسی زخم سی مری۔ رای راقم۔ یہ اپنا اپنا نصیب ہے جنگ صفین مین عمار ابن یاسر بہ طرف حضرت علی کے اور عبد اللہ ابن عمر بطرف معاویہ کی ہو کر کے مارگیئی پس اوپر روایت و حدیث عبد اللہ ابن عمر ایک ایسی شخص کے کیا اعتماد ہو سکتا ہی کہ جسکو حضرت علی سی اسطرحکا خوف و خلش ہو اور دشمن حضرت علی کیطرفسی صفین کی لڑائی مین حاضر ہوا اور ان سب حالتومین حدیث عبد اللہ ابن عمر کی کہ ہم لوگ زمانہ حیات پیغمبر خدا کے افضل ترین مردم ابوبکر اور بعد اسکی عمر کو اور بعد اسکی عثمان کو جانتی تہی اور بعد اسکی باقی اصحاب کو چہوڑ دیتی تہی یعنی کہ حضرت علی ایک عوام صحابی سے تہے کچھ بعید نہین ہی اور ظاہر ہے کہ فتوی قصاص کا جو حضرت علی نے دیا تہا شرعًا بہت حق اور

واجب تھا اور موافق قران کے اور تجویز دیت کے جو بخوف شہرت قتل پیہم خلیفہ اور ابن خلیفہ کی ہوئی سو کیا بنیاد شرعی اسکی قایم ہوسکتی ہی اور قابل لحاظ کے ہے کہ یہ عذر وقوع قتل ہرمیزان قبل انعقاد خلافت عثمان کا کیا عبداللہ ابن عمر کو تعمیل قصاص مندرجہ قران سے مستثنی و خارج کرسکتا ہی غرض اول بسم اللہ غلط ہوا یعنی اول روز خلافت مین حضرت عثمان نے برخلاف وعدہ و اقرار اپنی خلاف قران کے تعمیل کیا سبحان اللہ کیا اقرار تھا اور کیا تعمیل ہی اور عبداللہ ابن عمر ایک ایسی شخص خونی اور غضبناک آدمی کی رای جو بطور حدیث کے صحیح بخاری وغیرہ مین مذکور ہی سو اصل وجہ اسکی یہ ہی کہ کتابین حدیث کی بطور ایک دوکان پنساری کے ہین کہ جو اُس دوکان مین زہر اور تریاق اور قابض اور مسہل سب طرح کی چیزین ہوتی ہین کہ جسکو جس چیز کی رغبت ہو خرید کرے سو اُسی طرح پر کتب حدیث مین روایتین معقول و نامعقول راویان ثقہ و غیر ثقہ کی مندرج ہین تا اینکہ حدیثین بروایت مروان اور عمر ابن عاص و معاویہ کی بھی کتب احادیث مین موجود ہین غرض بمجرد نام حدیث کے روایتین کل حدیث کی قابل منظور کرنے کے نہین ہین بلکہ کمال درجہ احتیاط اور تمیز اس بات کی ضرور ہی کہ اصل حال کیا ہی اور راوی اسکا کون شخص ہے اور یہ کہ اصل منشا اُس روایت کرنے کا کیا ہی سو اگر بات معقول ہو اور راوی اُس کا ثقہ ہو تو وہ روایت منظور کیجاسکتی ہی اور جیسا کہ حضرت عثمان تجویز حضرت عمر کے ایک شخص ضعیف الرای تھی سو بوجہ نقصان عقل انکی خلاصہ کارگذاری انکی خلافت کا یہ ہی کہ اچھی لوگون نے انسی ایذا پائی اور بدذاتون کو انکے وقت مین بہت فروغ ہوا اور بہ نسبت انکی ایک مثل انگریزی کی یاد آتی ہے کہ تم کہو کہ تمہاری دوست کون لوگ ہین تو ہم کہین کہ تم کیسے

نشین ہو اور تفصیل ان سب باتونکی بعد اسکی کیجاتی ہی۔ روضۃ الصفا۔ حضرت عثمان نی مغیرہ ابن شعبہ کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے سعد ابن ابی وقاص کو حاکم اس علاقہ کا کیا اور بعد ایک سال کے ولید ابن عتبہ اپنی برادر مادری کو بمعزولی سعد ابن ابی وقاص کے حاکم کوفہ کا بنایا اور آخرکار ولید شراب خواری مین مشغول ہو کر اور عین حالت مستی مین داخل مسجد ہو کر بجای دو رکعت فرض نماز صبح کے چار رکعت پڑہی۔ رای راقم۔ یہ ایک مثال بے اعتدالی حضرت عثمان کی ہے کہ مغیرہ ابن شعبہ کو بی وجہ حکومت کوفہ سے معزول کیا اور سعد ابن ابی وقاص ایک صحابی عشرہ مبشرہ کو جو مقرر کیا سو ایک ہی سال مین انکو بہی معزول کر کے ولید ابن عتبہ اپنی ماکی طرف کے سوتیلی بہائی کو حاکم کوفہ کا بنایا کہ شراب خوار نکلا۔ روضۃ الصفا۔ حضرت عثمان نے عبد اللہ ابن سعد ابی سرح کو حکومت مصر کی دی کہ جو مرتد تھا اور عمرو بن عاص ملول ہو کر مدینہ مین آیا اور ساتھ سعد ابن ابی وقاص کے کہ وہ بہی عمال معزول مین سی تھے سازش کر کے سخنان ناملایم بحق عثمان کے کہنے لگا اور نوبت یہانتک پہونچی کہ خواہر مادری عثمان کو کہ جو اسکی نکاح مین تہی طلاق دیا۔ رای راقم۔ یہ سرفرازی عبد اللہ ابن ابی سرح کی بہی ایک مثال بی اعتدالی حضرت عثمان کی ہی۔ روضۃ الصفا۔ ابوموسی اشعری حاکم بصرہ کو معزول کر کے حضرت عثمان نے عبد اللہ ابن عامر اپنے خالہ زاد بہای کو حکومت بصرہ پر سرفراز کیا۔ رای راقم۔ تمام ترقیات حضرت عثمان کے وقت مین گویا منحصر خاندان بنی امیہ مین تہی کہ جس خاندان بنی امیہ سے حضرت رسول کو نفرت تہی۔ روضۃ الصفا۔ حضرت عثمان نے مقام منای عرفات مین نماز فرض چار رکعتی کو تمام و کمال ادا کیا یعنی حکم قصر نماز سفر کی تعمیل نہین کی کہ اس پر صحابیون نے گفتگو کی اور عبد الرحمن ابن عوف نی کہا کہ تمنی خلاف قران اور سنت

رسول اور سیرت شیخین کے یہ بات کی اور خلاف اقرار اپنے یہ کام کیا۔ رای راقم۔ یہ عبد الرحمن بن عوف وہ شخص ہین کہ جن نے تجویز خلافت مین حضرت علی پر حضرت عثمان کو ترجیح دی تہی۔ روضتہ الصفا۔ حضرت عثمان مدینہ مین ایک کنوان کہودواتی تہے کہ اسمین انگشتری پیغمبر خدا کی کہ جو انکی انگلی مین تہی گر پڑی اور باوصف تلاش بسیار کے وہ انگوٹھی پہر نہین ملی۔ رای راقم۔ امر ناگہانی پہ کچہ الزام نہین دیا جا سکتا ہی۔ روضۃ الصفا۔ ایام خلافت مین حضرت عثمان کے درمیان سعد ابن ابی العاص حاکم کوفہ اور مالک اشتر کے اسقدر بحث و نزاع واقع ہوئی کہ مالک اشتر کو اسی مجلس مین لوگون نے اسقدر لات و گہوسہ سی مارا کہ مالک اشتر بیہوش ہو گئی اور یہ بات اشراف اور اعیان کوفہ کو گران گذری۔ رای راقم۔ مالک اشتر بہی مثل ابوذر غفاری و عمار ابن یاسر وغیرہ کے شیعیان علی یعنی فرقہ محبان علی سے تہے تو انکا مار کہانا خود موافق قیاس کے ہے اسواسطی کہ کوئی محب علی کا سزای مار پیٹ اور خارج البلد وغیرہ سزا سی حضرت عثمان کے خلافت مین کمتر محفوظ رہا ہوگا۔ روضۃ الصفا۔ بسبب مار پیٹ مالک اشتر کے ثابت ابن قیس نخعی وغیرہ اشراف کوفہ کے سعد سے ناراض ہو کے مجلسون مین سعد کو ساتہ حقارت کے یاد کرتے تہے اور غیبت عثمان مین زبان کہولتے تہے اور آخر ان لوگونکو حضرت عثمان نے بہ طبق اطلاع دہی سعد کے بطرف ملک شام کے نکلوا دیا اور معاویہ کی شکایت پر حضرت عثمان نے حکم دیا کہ یہ اہل کوفہ شہر حمص کو عبد الرحمن ابن ولید حاکم شہر حمص کے پاس بہیجے جائین تا کہ حاکم حمص کی خوی درشت سی اپنی رگ گردن کو ان اشراف کوفہ کی نرم کرے رای راقم۔ حضرت عثمان کو خود عقل کم تہی اسواسطی معاویہ وغیرہ قوم بنی امیہ کے احکام موافق خواہش اپنے کے حضرت عثمان سے حاصل کرتے تہے اور احکام بے ٹہور و بے ٹہکانے کے جو حضرت عثمان کے وقت مین صادر ہوتے گئے کہ جسمین کچہ لحاظ قران اور سنت

رسول اور سیرت شیخین کا نہین ہوتا تہا سو بمقابلہ ان احکام کے یہ جلا وطن کرنا اشراف کوفہ کا اور شہر بشہر گہوماتا اون لوگونکا کوی بڑی بات نہین ہے۔

روضتہ الصفا۔ ابوذر غفاری جو کہ صحابۂ کبار مین سی تہی بعد انتقال حضرت عمر کے ملک شام مین رہگئی اور جب معاویہ کو کہا کہ اعمال و افعال تیرے موافق سنت رسول اور مطابق سلوک شیخین کے نہین ہین تب معاویہ نے حضرت عثمان کو لکہا کہ اگر تجکو حاجت ولایت شام کی ہے تو ابوذر کو دوسرے ملک مین بہیجدو تب حضرت عثمان نے ابوذر غفاری کو مدینہ مین بلوا لیا آخر حضرت عثمان نے ناراض ہوکر ابوذر غفاری کو مدینہ سے نکلجانیکا حکم دیا اور ابوذر غفاری زبدہ مین جاکر رہی اور وقت جانے ابوذر کے حضرت عثمان کا حکم یہ تہا کہ کوئی شخص مشایعت ابوذر کی نہ کرے مگر حضرت امیر علیہ السلام اور عمار ابن یاسر تہوڑی دور تک بطور مشایعت کی ساتھ ابوذر غفاری کے گئے۔ رای راقم۔ صاحب روضتہ الصفا ایک شخص صاحب تہذیب ہین کہ پورا حال بے اعتدالی حضرت عثمان کا نہین لکہا مگر اصل حال تاریخ الخمیس سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عثمان نے برطبق شکایت معاویہ کے یہ حکم دیا کہ ابوذر غفاری ملک شام سی ایک شتر برہنہ اور مجنون پر بطرف مدینہ کے روانہ کئے جائین واقعی یہ ایک عجیب سزای طبع ایجاد تہی کہ اگر وہ شتر برہنہ اور مجنون ابوذر غفاری کو گرا دیتا تو یقین ابوذر غفاری کا کام تمام تہا۔ روضتہ الصفا۔ جب ابوذر غفاری کو حکم اخراج کا بطرف زبدہ کے ہوا تب ابوذر غفاری نے کہا کہ ہمنی پیغمبر خدا سی سنا ہی کہ ابوذر تنہا زندگی کریگا اور تنہا مریگا اور جو الزام کہ ابوذر پر دیا گیا تہا سو اوس سے ابوذر نے انکار کیا اور حضرت علی نے کہا کہ ہمنے پیغمبر خدا سے سنا ہی کہ ابوذر ایک صادق ترین مردم ہے مگر کچہ شنوائی ان سب باتونکی نہین ہوئی اور آخر وقت نکلنی ابوذر غفاری کے حضرت

ملے اور عمار ابن یاسر جو برخلاف حکم حضرت عثمان کے تہوڑی دور تک بطور مشایعت کے ساتھ گئے تھے مروان نے اس خلاف ورزی حکم خلیفہ پر حضرت علی سے بحث کی اور حضرت علی نے درمیان دو گوش اسکے اونٹ کے کوڑا مارا اور جب مروان نے اس بات کی شکایت حضرت عثمان سے کی تو حضرت علی نے کہا کہ میرا اونٹ حاضر ہی کہ بنظر خوشی خاطر خلائق کے اگر چاہے تو ہماری اونٹ کو بہی کوڑا لگا دی۔ راقم اس حال سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت علی کے کسی قول وفعل مین تقیہ کو کچھ دخل نہین تہا اسواسطی کہ جب مروان وزیر اعظم خلیفہ وقت نے حضرت علے سے بہ نسبت مشایعت کرنے ابوذر غفاری کے تعرض کیا تو اگر حضرت علے کے مزاج مین کچھ تقیہ یا خوف خلاف ورزی حکم امتناعی خلافت کا ہوتا تو اسطرح بے تکلف مروانکے اونٹ کو کوڑا کیونکر لگا دیتے اور اگر مروان اس حرکت سے ساتھ حضرت علی کے بنزاع پیش آتا تو مروان کے جوتا کہانے مین بہے کیا تکلف تہا کہ اسکا خون تک حلال تہا بہرحال مروان جو لعنت کردہ رسول خدا کا تہا سو حضرت عثمان کی وقت مین وزیر اعظم بنا مگر حضرت علی کی نظر مین اس مردود کا کیا وزن تہا اور حضرت علی کی شان ایسی ارفع واعلی تہی کہ حکم امتناعی حضرت عثمان کو اپنی خاطر مین کیا لا سکتی تہے اور خلاصہ یہ ہی کہ اگر تمام بے اعتدالیان حضرت عثمان کی لکھی جائین تو بہت طول ہو سو بنظر اختصار کے اسی قدر لکھنا کافی ہی کہ حکم ابن عاص اور مروان اشخاص لعنتے بوقت حضرت عثمان کے بہت سرفراز ہوئے کہ حکم ابن عباس کو ایک بار لاکھ درم دیا اور حارث پسر حکم کیواسطی دسوان حصہ زر ثمن کا ہر دو کانداری مدینہ مین مقرر کرایا اور مروان کو وزیر بنا کر کے پانچ شہر ملک افریقہ مین دیا اور پچاس آدمی مہاجر انصار نے جو عمار ابن یاسر کو نامہ دیکر کے حضرت عثمان کے پاس بہیجا تہا کہ اگر حضرت عثمان

اپنی حرکتون سے باز نہ آوین تو خلافت سے معزول کردی جاینگے سو انجام اوسکا یہ ہوا کہ عمار ابن یاسر پر اسقدر مار پڑی کہ انکو عارضہ فتق کا ہوگیا اور عبد اللہ ابن مسعود اور عبد الرحمن ابن عوف بھی مدینہ سے نکلوای گئے غرض تمام صحابی ناراض ہوگئی اور حضرت عائشہ نے کہا کہ اقتلوا النعثل یعنی مار ڈالو اوس پیرفرتوت احمق کو اور انجام یہ ہوا کہ بلوائیون نے ہجوم کرکے حضرت عثمان کو مار ڈالا اور تین روز تک نعش بے کفن دفن کے پڑی رہی اور وہ نعش قابل دفن ہونے اندر جنت البقیع مقبرہ مسلمانان کے نہین تجویز ہوکر قریب مقبرہ یہودیونکی دفن ہوئی اور وہ قبر بموجب حکم معاویہ کے احاطہ جنت البقیع کا بڑہا کر کے اندر اس احاطہ کے درلای گئے اور اب ہم سنی صاحبون سے یہ بات پوچھتے ہین کہ ایسا شخص جو حضرت علی پر افضل قرار دیا جاوی سو کیا بنیاد اس بات کی ہو سکتی ہے اور بہ نسبت معاویہ کے جو حکم کف اللسان کا ہے سو ہم بملاحظہ تمام حالات خلفای ثلثہ کے یہ بات سمجھتے ہین کہ وہ مسئلہ کف اللسان کا بہ نسبت خلفای ثلثہ کے جاری ہونا چاہیے کہ حضرت علی نے بہ نسبت ان خلفای ثلثہ کے کچھ زبان بد استعمال نہین کیا بلکہ یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابوبکر سے حضرت علی بے تکلف راضی تھے اور ساتھ حضرت عمر کی یہ کیفیت تھی کہ بوجہ سختی مزاج حضرت عمر کے حضرت علی کو انسے کچھ کراہت تھی مگر بنظر دیگر حالات کے انسے راضی بھی تھی اور ساتھ حضرت عثمان کے یہ حال تھا کہ جو جو صلاح دفع فساد کی حضرت علی دیتے تھے اور حضرت عثمان اوپر تعمیل اس صلاح کے قسم بھی یاد کرتے تھی تو فوراً جب حضرت علی اپنے گھر کو آتے تو مروان چنان و چنین کہکر کے حضرت عثمان کی رای کو بدلوا دیتا تھا اور تعجب نہین ہے کہ خود مروان کو بھی معزول یا مقتول ہونا حضرت عثمان کا منظور ہو کہ اسنے کچھ فکر دفع فساد بلوائیان کی نہین کی بلکہ حضرت

عثمان کو برابر اسی اصرار پر اپنی قائم رکھا کہ جو منشا فساد کا تھا اور بحق محمد ابن ابی بکر کے
نامۂ مصر مین بجای اقبلوہ کے اقتلوہ لکھدیا یعنی بجاے اسکے کہ حاکم قبول کرو اسکو
یہ بات لکھدی کہ قتل کرو اسکو اور بہ نسبت حضرت عثمان کے خلاصہ اعتقاد کا ہمارے
یہ ہی کہ حضرت عثمان ایک نیک آدمی تھے اور لقب عثمان غنی کا بہ نسبت اُنکی بہت درست
ہی کہ فی الواقع بہت ایک سخی آدمی تھی اور صفت کامل الحیا ہونے کی بھی موافق حال
اُنکی ہی اور حضرت علی اور تمام اہلبیت سی کچھ منحرف نہین تھے مگر بوجہ نقصان عقل کے
اسقدر ابلہ فریبی مین معاویہ وغیرہ بنی امیہ کے پھنسے ہوئے تھے کہ حضرت عائشہ اور
دیگر تمام صحابیان معززتا عبدالرحمن ابن عوف وسعد ابن ابی وقاص کے روگردان
ہوگئے اور تمام زمانہ خلافت حضرت عثمان کا ایک زمانہ خلافت بنی امیہ کا سمجھنا چاہیے
کہ اُنہین بنی امیہ مین سے حضرت عثمان بھی تھے اور بہ نسبت حضرت عثمان کے
جو کامل الحیاء والایمان کہا جاتا ہی سو فقرہ عثمان ابن عفان کامل الحیاء والایمان مین
ایک جورتی الفاظ کی کان کو بہت اچھی معلوم ہوتی ہی مگر بملاحظہ غیر پابندی قسم اور
سزاہای طبع زاد اور خلاف شرع کے استعمال کو لفظ کامل الایمان کے عقل قبول نہین
کرسکتی ہی اور بہ نسبت قران موجود کے جو کہ صحیفہ عثمانی بھی کہلاتا ہی ہماری راے
یہ ہی کہ ترتیب وجمع کرنیین اس قران کے حضرت عثمان نے کوی تحریف و تصرف
نہین کیا اور رای ملا سید مرتضی شیعی علیہ الرحمۃ کی بھی یہی۔ ہی کہ اس قرآن
موجود مین کچھ تحریف و تصرف نہین ہوا ہی مگر اسکی ترتیب سورتونکی کچھ موافق
اصل ترتیب نزول قرآن کے نہین ہی اسوسطی کہ یہ بات بداھۃ ظاہر ہے کہ
سورتہای مکی قبل ھجرت کے البتہ مقدم تر تھے سورتہائے مدنی سے کہ جو بعد
ہجرت کی نزول اُن سورتونکا ہوا مگر اس قران موجود مین دیکھا جاتا ہی کہ اکثر سورتہای

مدنی اوائل قران مین اور بعد اسکے سورہ تہائے مکی واقع ہین غرض ترتیب اس قران موجود کی اسقدر غیر منتظم ہے ایسا ہی ترتیب نزول سور تہائے قرانی کا نکالنا بہت دشوار ہوگیا ہی اور کہتے ہین کہ قران حضرت علی کا موافق ترتیب زمان نزول کے تہا سو اگر وہی قران بحال رہتا تو ترتیب زمان نزول ہر سورت کی آسانی سے سمجھی جاتی اور ایک قران عبداللہ ابن مسعود کا تہا کہ جو بحکم حضرت عثمان کے جلا دیا گیا بہرکیف اب جو قران جس ترتیب سے کہ موجود ہے اسکو اسمین کچھ عذر نہین ہوسکتا ہی کہ چارہ کار اسکا کچھ باقی نہین ہے اور ہم نہین سمجھ سکتے ہین کہ حضرت عثمان نے ترتیب نزول سور و آیات کا کیون نہین لحاظ کیا اور ممکن ہے کہ یہ قران جو کہجور کے پتے وغیرہ پر لکہا ہوا تہا سو جس طرح کہ برآمد ہوتا گیا سو اسی طرح پر یہ قران جمع کیا گیا ہو اور بہ نسبت قران موجود کے جو لقب سبع مثانی کا از طرف علمای اہلسنت کے دیا گیا ہی باین ادعا کہ یہ قران اسی ترتیب موجود سے عرش و کرسی پہ تہا کہ فلک اول تک پہنچا پہر حضرت رسول تک پہونچا اور قرآن موجود مین ترتیب دیا گیا سو اس بات کی کوئی بنیاد صحیح نہین پائی جاتی ہی اور ظاہرہ اس الٹ پلٹ اور خلط ملط کے ساتھ قران شریف کا رہنا عرش پر ایک خلاف قیاس بات ہی اور اگر درمیان ایام خلافت حضرت عثمان اور بادشاہت معاویہ کے از روے فن تاریخ کے مقابلہ کیا جائے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زمان خلافت عثمان مین صرف بنی امیہ کا شور و زور رہا جیسا کہ لکہنو کی سلطنت مین ایک زمانہ مین دور دورہ کمبوؤن کا تہا اور اس وجہ سے حضرت عائشہ اور تمام صحابیان کبار اور اشراف لوگونکو حضرت عثمان سے ملال دلی پہونچا برخلاف معاویہ کے کہ وہ تمام تر دشمن علی اور تمام اہلبیت کا تہا مگر چونکہ معاویہ ایک شخص نہایت ہوشیار اور بیدار مغز تہا

سو اُسکی بادشاہت کا طور یہ تھا کہ جسقدر صحابی وغیرہ اسکی پاس پہونچی سو اُن سب لوگونکو بخوشی خاطر قبول کرکے اپنی طرف ملالیا اور اُسکا بڑا اہتمام یہ تھا کہ جہانتک ہوسکی حدیثین کسرشان علی کی جھوٹی بنائی جائین اور استیصال خاندان نبوت کا کردیا جای اور اس امر مین معاویہ بہت کچھ سرسبز بھی ہوا کہ اسوقت تک اثر اُسکا باقی ہے کہ بہت لوگ جا بجا حضرت علی کے رتبہ گھٹانے مین کمربستہ حاضر ہین اور یہ بات صرف احمد نسائی محدث کی ہوئی کہ بعلت کہنی مناقبہ اور فضائل حضرت علی کے لوگون نے اُنکو خُصیہ کوٹ کوٹ کرکے مار ڈالا مگر احمد نسائی نے مرتے مرتے تک بھی کچھ فضائل معاویہ کی حدیث روایت نہین کی اور بیان احادیث فضائل علی پر ثابت قدم رہی اور اصل غرض معاویہ کی استیصال خاندان نبوت سی یہ بھی کہ کسی طرحپر توجہ لوگونکی بطرف خاندان نبوت کے نہین ہونے پاوے اور حکومت اُسکی نسل مین قائم رہی اور یہ بات کمال مرتبہ دلیل ہوشیاری اور تالیف قلوب کی ہے کہ اُسکی افہام اور تفہیم اور ورغلانی پر لوگ بی تکلف حضرت علی پر بر سر منبر لعنت کرنے لگے اور آخر اُسی کے پوتے نے اس رسم ملعون کو موقوف کیا اور بہ نسبت سرفرازی مروان وغیرہ اشخاص لعنتی اور مردودشدگان رسول اور شیخین کے جواز طرف سنیان بحیلہ صلہ رحم کے معذرت کیجاتی ہے سو یہ عذر محض ناکامی ہے اسواسطی کہ عہدہای حکومت پر سرفراز کرنا کہ جن سی حقوق بندگان خدا کے متعلق ہون صرف بلحاظ استحقاق جوہر ذاتی لیاقت و دیانت کے عہدہ حکومت کا دینا چاہئی بیت

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد
فدای یک تن بیگانہ کآشنا باشد

اور حضرت عثمان وغیرہ صحابیان جو جنگ اُحد مین بھاگ گئے اور وہ قصور حسب تصریح قرآن شریف کے معاف ہوا تو یہ بات کیا فخر کی ہے کہ جبکہ سُنیان بہت

زور کرتے ہین اور اس معافی قصور کو فضائل مین گنتے ہین اور کیا وجہ اثبات قدمی حضرت علی کو جو بروز جنگ اُحد کے ہوئی اور لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار اُنکی ثنا نہیں کہا گیا سو اُس حال کے یاد کرنیمین سنی لوگ بہت سرد اور ٹھنڈے دیکھے جاتے ہین—

فصل ۸۶

اس فصل مین حال خلافت ظاہری چہارم درجہ حضرت مولا مشکلکشا علی ع علیہ السلام کا لکھا جاتا ہی کہ جو حقیقۃً و معنیً خلیفہ بلا فصل اور جانشین برحق اور وصی مطلق حضرت رسول کے تھے اور ہمکو کیا رتبہ اس بات کا ہی کہ کچھ بھی بیان فضائل ذاتی حضرت علی کا ہمسے ہو سکی مگر اس جگہ پر چند اشعار بزرگان متقدمین کے نقل کئے جاتے ہین کہ جو طریقۂ اہل سنت مین مستند اور قابل تقلید ہین اور اُنسے کسی سنی زمانۂ حال کو بھی انکار نہین ہی اور بملاحظہ اسکی معلوم ہوگا کہ اُن پیشوایان دین کا ساتھ حضرت علی کی کیا حال تھا

مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ منقول از مناقب تصوفی فارسی ملا کشفی

تا صورت پیوند جہان بود علی بود   تا نقش زمین بود و زمان بود علی بود
ہم آدم و ہم شیث و ہم ادریس ہم ایوب   ہم یوسف و ہم یونس و ہم ہود علی بود
ہم اول و ہم آخر و ہم ظاہر و باطن   ہم عابد و ہم معبد و معبود علی بود
ہارون ولایت کہ پس از موسی عمران   واللہ کہ علی بود علی بود علی بود
عیسی بوجود آمد و فی الحال سخن گفت   این نطق و فصاحت کہ بدو بود علی بود
موسی و عصا و ید بیضا و نبوت   در مصر بہ فرعون کہ بنمود علی بود
جبرئیل کہ آمد ز بر خالق بیچون   در پیش محمد شد و مقصود علی بود

آن شاه سرافراز که اندر شب معراج   با احمد مختار یکی بود علی بود
آن لحمک لحمی بشنو تا که بدانی   آن یار که او نفس نبی بود علی بود
چندانکه نظر کردم و دیدم بحقیقت   از هر دو جهان مقصد و مقصود علی بود
آن قلعه کشای که در قلعهٔ خیبر   برکند بیک حمله و بکشود علی بود
آن مرد سرافراز که اندر ره اسلام   تا کار نشد راست نیاسود علی بود

شعر دیگر از مولانا روم

تو بتاریکی علی را دیدهٔ   زین سبب غیری برو بگزیدهٔ

اور ہر چند چند اشعار اس قصیدہ کے اسدرجہ غلو تک ہین کہ ہم اسکو سمجھ نہین سکتے اور غرض اُسکے نقل کرنے سے صرف اظہار اس بات کا ہے کہ مولانا روم کا اعتقاد بہ نسبت حضرت علی کے اسدرجہ تک تھا۔

اشعار حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ منقول از مناقب مرتضوی قوام الصدر

لو ان المرتضی ابدی محله   لکان الخلق طرّاً سجّداً له
کاش اگر مرتضی ظاہر کرتے محل و مقام کو اپنے   تو ہو جاتی خلق عموماً سجدہ کرنیوالی اُسکو

کفی فی فضل مولانا علی   وقوع الشک فیہ انه الله
کفایت کرتا ہے فضیلت مین ہماری مولا علی کے   واقع ہونا شک کا اسمین کہ وہ اللہ ہے

ومات الشافعی ولیس یدری   علی ربّه او ربّه الله
اور مرگئی شافعی درحالیکہ نہین سمجھ سکی وہ   کہ علی رب اُسکا ہے یا کہ رب اُسکا اللہ ہے

اشعار دیگر از حضرت امام شافعی

علی حبه جنه
قسیم النار والجنه

علے جو ہین سو محبت انکی سپر ہی
امام انس اور جن کے ہین

وصی المصطفی حقا
امام الانس والجنه

وصی مصطفے کے ہین بروی حق کے
تقسیم کرنیوالی دوزخ اور بہشت کی ہین

اشعار شاہ قاسم انوار منقول از کتاب مذکور

نور ولایت توئی شاہ سلام علیک
شمع ہدایت توئی شاہ سلام علیک

معدن عرفان توئی مخزن الخزان توئی
کاشف قران توئی شاہ سلام علیک

حضرت حق را ودود مالک ملک شہود
قامع گروہ یہود شاہ سلام علیک

لحمک لحمی بگفت ترا ای ولی
سرور مردان علے شاہ سلام علیک

با ہمہ انبیا آمدہ در خفا
ظاہر با مصطفے شاہ سلام علیک

پشت پناہ امم از ہمہ او محترم
[illegible] عالم علم شاہ سلام علیک

اشعار حضرت شیخ فرید الدین عطار منقول از کتاب مذکور

گر ہزاران سال باشی در طلب
ور ہزاران جام گیری تا بہ لب

ور بہر روزے گذاری صد نماز
ور بیداری صوم با عمرے دراز

یا تو اندر علم دین اعظم شوی
در علوم از شافعی اعلم شوی

یا چو خیل مقتدائے دین شوی
در علوم مالک رہ بین شوی

مہر حیدر گر نباشد در دلت
کے توان گفتن سلیم و مقبلت

ہر کہ در عشق علے نبود درست
رافضی دانم مرا او را از نخست

شعر دیگر از فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ

ز مشرق تا بمغرب گر امام است
علی و آل او ما را تمام است

شاه نور الدین نعمت الله ولی منقول از کتاب مذکور

دم بدم دم از ولای مرتضی باید زدن
دست دل بر دامن آل عبا باید زدن
نقش حب خاندان بر لوح دل باید نگاشت
مهر مهر حیدری بر دل چو ما باید زدن
دم مزن با هر که او بیگانه باشد با علی
ور نفس خواهی زدن با آشنا باید زدن
و بر دی دوستان مرتضی باید نهاد
مدعی را تیغ غیرت بر قفا باید زدن
لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار
این سخن را از سر صدق و صفا باید زدن
در دو عالم چهارده معصوم را باید گزید
پنج نوبت بر در دولت سرا باید زدن
پیشوای باید جستن ز اولاد رسول
پس قدم مردانه در راه خدا باید زدن
کربلائی آمد از عشق شهید کربلا
عاشقانه آن بلا را مرحبا باید زدن
هر درختی کان ندارد میوهٔ حب علی
اصل و فرعش را قلم سر تا بپا باید زدن
دوستان خاندان را دوست باید داشتن
بعد از آن دم از وفای مرتضی باید زدن
سرخی سے وای سکه نام علی ست
بر رخ دنیا و دین چون بادشتا باید زدن
بی ولای آن ولی لاف ولایت میزنی
لاف می باید که دانی از کجا باید زدن
بر در شهر ولایت خانه باید گرفت
خیمه در دار السلام اولیا باید زدن
از زبان نعمت الله منقبت باید شنید
بر کف نعلین سید بوسه‌ها باید زدن

اشعار حکیم سنائی صاحب حدیقة الافراح

مصلحت بود آنچه کرد علی
تو چرا سال و ماه در جدلی
تو زبان فضول کن کوتاه
بود بوبکر با علی همراه
عظمت از حضرت نبی و علیست
در لحاف خلاف خفتن چیست
هر که با مرتضی علی نه نکوست
هر که گو باش من ندارم دوست

گر بد ہست این عقیدہ و مطلب
ہم بدین بد بدار ہم یا رب

انتخاب اشعار خواجہ حافظ شیراز

نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا
نبی رسول و ولیعہد حیدر کرار

امام جنّی و انسی علےؑ بود کہ علے
ز کل خلق فزون ہست از صغار و کبار

علے ز بعد محمد ز ہر چہ ہست بہ ہست
اگر تو مومن پاکی بکن برین اقرار

کہ نیست دین ہدیٰ را بقول پاک رسول
امام غیر علے بعد احمد مختار

ز بعد او حسن است و حسین حجت او
مجوے جہل برین کار مومن دیندار

بدشمنان ملنشین حافظا تو لا کن
نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار

ایضاً از خواجہ حافظ شیراز

آنرا کہ دوستی علی نیست کافر است
گو زاہد زمانہ و گو شیخ راہ باش

امروز زندہ ام بولائے تو یا علی
فردا بروح پاک امامان گواہ باش

شعر منقول از مناقب مرتضوی ملا کشفی

من علی را دوست دارم خلق گوید رافضی
پس خدا و مصطفےٰ جبرئیل با شد رافضی

مقدمہ خلافت کا ایک عجب طرح کا بھول بھولیان ہی کہ جس سی باسانی نکلنا بہت مشکل ہی کہ سُنی لوگ بنظر اثبات حقیت خلافت ثلثہ کے اس آفت مین مبتلا ہو گئی کہ خلفای ثلثہ کو حضرت علی پر تفضیل دین اور حدیثون کو جو بروایت مخالفان اہلبیت کے ہون اور تعلیم و صحبت معاویہ کو اسمین اثر پذیر بطور سند کے پیش لاوین اور شیعہ لوگون کا حال یہ ہوا کہ بلاحظہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور دیگر فضائل ذاتی حضرت علی علیہ السلام کی ضرورت اس بات کی ہوئی کہ اصل خلافت ثلثہ سے انکار کرین اور اسی ضرورت کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلفائے

ثلثہ کو غاصب ٹھہراوین اور منافق قرار دین اور چونکہ حضرت علے نے ان تینون خلافتون کو منظور کرلیا اور قریب پچیس برس کے اُن خلفای ثلثہ کے پیچھے نماز پڑہا کئے تو شیعہ لوگونکو سوای اسکے کچھ چارہ کار باقی نہین ہا کہ حضرت علے کے اس تسلیم خلافت اور اقتدا بالصلوۃ کو محمول اوپر تقیہ کے کرین اور دونون طرف بڑے بڑے عالم ہین کہ اگر بطرف سنیونکی امام غزالی اور فخر الدین رازی وغیرہ ہین تو بطرف شیعون کے شیخ بہاؤالدین عاملی اور محقق نصیر الدین طوسی اور سید مرتضی اور سید رضی وغیرہ علیہم الرحمۃ ہین اور ہم ایک کم استعداد آدمی کو کیا رتبہ اس بات کا ہی کہ اس خرخشہ و جھنجھٹ مین پھنسین اور ہمکو وہ مثل ہندی کی بہت درست معلوم ہوتی ہی کہ دو ملا مین مرغی حرام اور غالباً یہ ایک نقل عوام کی بہی بہت مناسب مقام ہی کہ کسی بوڑھیا کا ایک روپیہ راستہ مین گر پڑا اور وہ بوڑھیا روپیہ کے تلاش مین یہ بات کہتے جاتی تھی کہ یا خدا یہ روپیہ کسی مولوی کے ہاتھ نہ لگا ہو اور اتفاقاً اس روپیہ کو کسی مولویصاحب نے اٹھایا تھا سو مولویصاحب نے گھبرا کر کے اُس بڑھیا سی پوچھا کہ اس بات کے کہنے کی کیا وجہ ہی کہ یا خدا وہ روپیہ کسی مولوی کے ہاتھ نہ لگا ہو بوڑھیا نے کہا کہ جب روپیہ ہاتھ مین اوے تب ہم وجہ اس دعا کرنے کی کہین گے مولویصاحب جو از بس مشتاق دریافت اُسکی وجہ کے تھے سو فوراً وہ روپیہ اُس بوڑھیا کے ہاتھ مین دیدیا تب بوڑھیا نے وجہ اُس دعا کی یہ کہی کہ ہمنے خیال کیا کہ اگر کسی جاہل نے وہ روپیہ اُٹھایا ہوگا تو صرف یہ بات ہوگی کہ وہ جاہل وہ روپیہ ہمکو دیگا یا نہین اور اگر کسی مولوی نے پایا تو اُس روپیہ کا اُٹھا لینا حلال ہی قرار دیگا اور اُسکی جواب مین مولویصاحب نے کہا کہ بوڑھیا تو سچ کہتی ہی کہ ایک کم سو دلیل وجہ حلت اس روپیہ کے ہم قائم کر چکے تھے اور غرض اس نقل سے یہ ہی کہ ہمارا

حال مثل اُس بوڑھیا کے ہی کہ روپیہ ہماری ہاتھ مین آگیا اور ہم بات کو سمجھ گئی اور اب ہم کسی سنی یا شیعہ کے مولوے سے نہین ڈرتے ہین اور نے ہی اس بات کو بخوبی سمجھ لیا کہ درحقیقت مستحق اس خلافت کے حضرت علے تھی اور صحاب ثلثہ کو ضرور لازم تہا کہ حضرت علی کو بجای نبیؐ کے قبول کرکے اُنکے تحت مین کام کرتے مگر بات تو یہ تہی کہ الائمۃ من قریش (یعنی امام لوگ قریش سے ہونگے) کہکر کے انصار کو ساکت کر دیا اور کچھ خیال اس بات کا نہین کیا کہ حضرت علی بھی قریش مین سے تھے بلکہ خصوصًا بوجہ ہاشمی اور برادر عموی ہونے حضرت رسول کے ایک ممتاز تر قریشی تھے اور اگر حضرت علی اس خلافت درجہ چہارم کو منظور نہین کرتے تو بے تکلف خلفای ثلثہ کو ہم بادشاہان ظالم اور اہل جفا مین سے سمجھتے اور لقب خلافت کو ایک لقب حقیر جانتے مگر چونکہ حدیث مین (الخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃ) واقع ہی یعنی کہ خلافت بعد ہماری تیس۳۰ برس ہوگی اور اندر اُس تیس۳۰ برس کے حضرت علے نے اُس خلافت کو درجہ چہارم مین منظور کر لیا تو اسی وجہ سے عظمت لقب خلافت کی بہت کچھ ہماری دلمین ہی یعنی کہ اس خلافت ہونے سے حضرت علی کو کچھ شرف نہین ہوا اسواسطی کہ حضرت مسیحؑ اور حضرت علی نمونہ مسیح کیواسطی تعلق حکومت ظاہری کا کیا شرف ہی بلکہ خلافت کو شرف اور فخر ہے کہ یہ خلافت ایک ایسی چیز ہے کہ حضرت علی نے منظور کیا اور جیسا کہ حضرت علی کو بلقب خلیفہ کے یاد کرنے مین ہم کچھ فخر نہین سمجھتی ہین سو اُسی طرح حضرت علی کو بھی داخل صحابہ سمجھنے مین ہم تمامتر راضی نہین ہین کہ حضرت علی اپنی چچیری بھائی اور داماد حضرت رسول کے تھے اور حدیث مین ہے کہ جب حضرت رسولؐ نے درمیان دو دو صحابے کے مواخات یعنے بھائی چارا

لگا دیا تو حضرت علی روتے ہوے حضرت پیغمبر کے پاس آئی اور کہا کہ ہمکو آپ نی کسی صحابی کا بھای نہین بنایا تب حضرت رسول نے کہا انت اخی فی الدّنیا و الدّین یعنی تو میرا بھای ہی دنیا اور دین مین غرض لقب صحابی کا بھی واسطی حضرت علی کے کچھ بات فخر کی نہین ہے اسواسطی کہ حضرت علی واسطی حضرت نبیؐ کے ویسی ہی ہین جیسا کہ حضرت ہارون واسطی حضرت موسی کے مددگار اور شریک نبوت حضرت موسی کے تھے اور بہ نسبت صحابہ کے شرط یہ ہی کہ داخل اصحاب وہ لوگ ہین کہ جنہون نے صحبت رسول پای ہو اور حالت ایمان مین مرے ہون اور ایمان کی حالت یہ ہی کہ بدلیل حدیث لَا یُحِبُّهُ اِلَّا مُؤمِنٌ کی یعنی کہ علی کو دوست نہین رکھیگا مگر مومن پس صحابی لوگ محتاج خوشی اور رضامندی اور محبت علی اور اہلبیت کے تھے اور حضرت علی کا ایمان کچھ محتاج محبت صحابی کا نہین تھا اور اسیواسطی ہم حضرت علی کو در اصل صحابی سے خارج اور داخل نبوت سمجھتی ہین اور صحابی کے اصل معنی اسیقدر ہین کہ جو ساتھ ایمان کے حضرت رسول کی صحبت مین تھے یعنی حالی موالی حضرت رسول کے تھے اور حضرت علی تو برادر عموی و شوہر فاطمہ بنت رسول و جزو رسول خدا کے تھے تو ہم حضرت علی کو یکی از اصحاب کیونکر سمجھ سکتی ہین اور یہ دو شعر میر حسن دہلوی کی بہ نسبت تعریف صحابہ کے بہت درست ہین کہ اُس سے یہ بات معلوم ہوگے کہ صحابہ کسکو کہتے ہین

شعر

سلام اُنپہ جو اُسکے اصحاب ہین — وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین
خدا اُنسے راضی رسول اُنسی خوش — علے اُنسے راضی بتول اُنسی خوش

اور علی ہذا القیاس لقب قریشی کا بھی واسطی حضرت علے کے کچھ فخر نہین ہی کہ حضرت

علی البتہ قریشی تو ہین مگر اُسی قریشی مین ہاشمی پوتا عبد المطلب کے بہی ہین کہ اِس وجہ سے درجہ لقب قریشی کا بہ نسبت حضرت علے کے حسب محاورہ سررشتہ افیون کے بالا در بالا ہو گیا اور قریش مین سے جو حضرت ابو بکر قبیلہ بنی تیم مین سے ہین سو چونکہ حضرت ابو بکر ایک مرد بزرگ صفات اور نیک ذات آدمی تھے کہ عین اپنی خلافت مین حضرت علی سے اقرار کیا کہ ہم لوگ بطور کارگذاران کے ہین اور تو سرور اور امیر و بادشاہ ہی اور کہا کہ ہملوگ مثل ستارہ ہای آسمان ملت کے ہین اور تو بدر کامل ہے اور حضرت ابو بکر کا ایک قول یہ بھی ہی النظر الی وجہ علیؑ لمحبتہ عبادۃٌ یعنی کہ نظر کرنا طرف چہرہ علی کے از روی محبت کے ایک عبادت ہی سو اس وجہ سے راقم حروف کو ساتھ قبیلہ بنی تیم کے اُسی مقابلہ کا اُنس ہے کہ جیسا قریش مین قبیلہ بنی امیہ وغیرہ تین قبیلہ سے حضرت رسول کو نفرت تہی سو بوجہ مذکورہ بالا کے قریش مین بعد قبیلہ بنی ہاشم کے ہم قبیلہ بنی تیم کو بھی مانتے ہین اور اصل حال شرف و منزلت صحابہ اور حضرت علی علیہ السلام کا یہ ہی کہ اگر قران پر لحاظ کیا جای تو قران شریف تمامتر بتائید حضرت علے کے ہے جیسا کہ حدیث مین واقع ہے القرآن مع علیٍّ وعلیٌّ مع القرآن یعنی قرآن ساتھ علے کے ہی اور علی ساتھ قران کے اور اگر حدیثین سب طرح کی وضعی اور غیر وضعی بہ روایت حضرت عایشہ اور عبد اللہ ابن عمر وغیرہ کی منظور کر لیجائین تو کیا شک ہے کہ افضلیت حضرت ابو بکر وغیرہ کی اوپر حضرت علی کے ثابت ہی اور اسی وجہ سے لقب سنیون کا جو اہلسنت والجماعت ہی بہت حسب حال ہے کہ مدار اس مذہب کا سنت یعنی حدیثون پر اور جماعت یعنی جماعت عام قریشیون پر ہے مگر جب یہ تمام حدیثین بغور دیکھی جائین اور راویان کی حالتون پر [illegible] کیجای اور ساتھ احادیث

عطای علم بروز خیبر اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ وانت منی بمنزلۃ ھرون من موسی ولحمك لحمی ودمك دمی وانت منی وانا منك اور حدیث اہلبیت متعلق آیت تطہیر و حدیث آیت مباہلہ وغیرہ احادیث کے مقابلہ کیا جای تو صاف صاف یہ بات عیان اور نمایان ہے کہ احادیث افضلیت صحابہ کی بالضرور ساختہ اور موضوع اور جعل ہین اور سنیون کو مجبوری اس بات مین ہے کہ کچھ جعل و فریب قران مین کر کے افضلیت صحابہ کی دکھلا نہین سکتی ہین اور شک نہین ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر نے عہدہ خلافت کو بہت شایستگی سی انجام دیا اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ لوگ فی الواقع شایستہ عہدۂ خلافت کے تھے اور بملاحظہ تاریخ واقدی کے معلوم ہوتا ہی کہ فتوحات شام و مصر وغیرہ مین تمامتر تائید ایزدی بطرف خالد و ابو عبیدہ جراح کے تھی اور یہ بات حضرت عمر کی خلافت مین واقع ہوئی اور حضرت علی نے جب اون دونون خلافتون کو قبول کر لیا تو اس جہت سی یہ دونون خلافتین صحیح بھی ہوگئین مگر ان خلفای ثلثہ کو حضرت علی سے کچھ نسبت نہین ہی کہ حضرت علی ان تینون خلیفون کے ویسی ہی مولا ہین کہ جیسی حضرت نبیؐ انکے مولا ہین اور ان تینون خلیفونکی مقدم تر خلیفہ ہونے سے حضرت علی کے علو مرتبت مین کچھ نقصان نہین ہے کہ خلافت یعنی حکومت ظاہری کوی بات شرف کی واسطی حضرت علیکی نہین ہے۔ روضۃ الصفا۔ جب واقعہ عثمان سے تین روز گذر گئی تو مصریون نے حضرت امیر علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ خلیفہ ہون حضرت علی نے فرمایا کہ بغیر رضامندی اصحاب بدر کے منظوری اس خلافت کی نہین ہوسکتی ہی تب مصریون نے اپنے ساتھ صحابیون کو ہم داستان اپنا کر کے پھر اس بات کو

غرض کی تب حضرت امیر نے فرمایا کہ بعد مرنے عمر کے ہمکو خواہش خلافت کی تھی مگر اب ہمکو کچھ خواہش نہین ہے جس شخص کو چاہو خلیفہ بناؤ اور ہم اُسکی تابعداری کرینگے اور ہماری نزدیک وزارت بہتر ہے امارت سے تب صحابی لوگون نے بہر اصرار کیا اور حضرت امیر نے کہا کہ بغیر حاضری طلحہ و زبیر کے یہ بات نہین ہوسکتی ہے اور آخر طلحہ اور زبیر آئے اور حضرت علی نے کہا کہ تم دونون شخصون مین سے جس کو آرزو خلافت کی ہو سو اُسکی تابعداری ہم کرینگے مگر اون لوگون نے منظور نہین کیا غرض اوّل طلحہ نے اور بعد اُسکی زبیر وغیرہ صحابیون نے بیعت کی اور حضرت علے نے بطرف طلحہ کے نظر کر کے کہا کہ طلحہ واسطی نقض پیمان اور توڑنے میثاق کے سزاوارتر ہے اور کچھ لوگون نے مخالفت کی اور نعمان ابن بشیر انصاری کٹی ہوئی اونگلی کو نائلہ زوجہ عثمان کے اور پیراہن خون آلودہ عثمان کو معاویہ کے پاس ملک شام مین لیگیا اور کچھ بنی امیہ ساتھ ہوئے اور آخر کار طلحہ اور زبیر ساتھ حضرت عائشہ کے ملکر کے حضرت علی سے جنگ جمل مین لڑے اور شکست کہائی اور اسکی بعد جنگ صفین معاویہ کی ہوئے ـ

راى راقم ـ اسوقت مین بہی جو حضرت علی خلیفہ بنائی گئے سو کسی نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو یاد نہین کیا اور حضرت علی کو جو ایسے وقت پُر اختلال مین لوگون نے خلیفہ بنالیا سو اس بات مین کسی کا کچھ احسان نہین ہے کہ سرداران کسان بلوائیان مصر وغیرہ کے موجود تھے اور وہ ایسا وقت شور و شر کا تہا کہ اگر اُسوقت مین معاویہ خلیفہ بنایا جاتا تو باحتمال غالب وہ بہی اس خلافت کو اسوقت مین در خاص مدینہ مین قبول نہین کرتا اور یہ صرف حضرت علی کی جرأت اور ہمت تہی کہ اس خلافت کو منظور کر لیا اور بنی امیہ وغیرہ قریشیون کو جو حضرت علی سے گریزان تھے

درحقیقت یہ خلافت حضرت علی کے منظور نہین تھی اور انجام اس خلافت کا یہ ہوا کہ اس زمانہ خلافت قبول کرنے سے جو ۳۵ سنہ ہجری مین قبول کیا تھا تا آخر وقت جناب امیر کے جو ۴۰ سنہ ہجری مین شہادت آپکی ہوی تمام عمر اپکی مکدر کٹی اور شاہ عبدالحق صاحب جو شرح مین حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے یہ بات لکھتے ہین کہ اگر اس حدیث سے خلافت مراد ہو تو خلافت بلافصل کیا ضرور ہے اور حضرت علے نے آخر کو تو خلافت پائی سو یہ بات محض ملمع اور بطور ابلہ فریبی کے ہے اسواسطے کہ حضرت علی کو کسی نے اس حدیث کو یاد کر کے خلیفہ نہین بنایا ہی بلکہ یہ مقتضا اسوقت کے شور و شر کا تھا کہ جو حضرت علے خلیفہ بنای گئے او جہانتک ہو سکا سو حضرت علی خوب تنگ اور حیران کیئے گئے

عجب بدفطرت و ناپاک بودند
کہ در حب علی تقصیر کردند

اور جس طرح کہ جنگ جمل عائشہ اور طلحہ اور زبیر کا اور جنگ صفین معاویہ کا واقع ہوا سو یہ سب حالات تاریخی ایسے ہین کہ انکا ذکر کرنا صرف ملال انگیز ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ وقت تا وقت شہادت حسین کربلا کے ایسا پرفتنہ اور پرآشوب تھا کہ گویا سب لوگ مخالفت اور استیصال خاندان نبوت مین مصروف و مشغول تھے اور یہ حوصلہ صرف علمای اہلسنت کا ہی کہ دونون جنگ جمل اور جنگ صفین کیواسطے مسئلہ خطائی الاجتہاد کا اپنی طبیعت سی ایجاد کرین اور اسمین کیا خطاے اجتہاد ہی کہ خود حضرت عائشہ اقتلوا النعثل کہہ کر کے لوگون کو برانگیختہ کرین اور حضرت عثمان کو کافر کہین اور پھر جب قتل عثمان کا ہوا تو بوقت پھرنے بطرف مدینہ کے حال قتل حضرت عثمان کا دریافت کر کے پوچھا کہ خلیفہ کون شخص ہوا اور بمجرد سننی امام حضرت علے کے کہا کہ اب ہمکو مدینہ جاتی اقامت نہین ہی اور

اُسی جگہ سے مکہ کو عبور کر کے سامان لڑائی کا شروع کیا پس سخن بے پردہ یہ ہی کہ حضرت عائشہ کو حضرت علی سے کمال درجہ عداوت تھی آیندہ سنیون کو اختیار ہی کہ ایسی بی بی کو لقب صدیقہ کا دیکر کے انکی حدیثین در بارہ افضلیت اصحاب ثلثہ کے منظور کریں اور طلحہ اور زبیر کا حال یہ ہی کہ اوائل خلافت مین حضرت علے کے حکومت بصرہ و کوفہ کی حضرت علی سے طلب کی تھی اور حضرت علی نے کہا کہ تمہاری پاس رہنی سے ہمکو قوت ہی اور جب تم جدا ہوجاؤگی تو ہم مشورہ کس سے کرینگے اور اس بات سی یہ دونون صاحب ملول ہو کر کے حضرت عائشہ سے جا ملی اور مشورہ اور بندوبست کر کے اور تہمت بے بنیاد خون عثمان کی قائم کر کے سر اُٹھایا مگر بہر حال انجام اُن دونون صاحبون کا بخیر ہوا کہ آخر کو مخالفت سی باز آکر کے بیعت از سر نو کی اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ زمانہ تا خلافت یزید کے منافقون سے معمور تھا اور وہ حدیث پیغمبر خدا کی ہمکو برابر یاد آتی ہے کہ جو حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین فرمایا تھا انی لا اخاف علیکم ان تشرکوا من بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا الی الدنیا فتقتلوا و تهلکوا

یعنی نہین خوف ہی مجکو تم لوگونسی کہ شرک کروگے تم لوگ بعد میری مگر مجھی خوف اس بات کا ہی کہ رغبت کروگے تم لوگ بطرف دنیا کی پس جنگ و قتال کروگے آپسمین اور ہلاک ہوگے تم لوگ سو بملاحظہ حالات جنگ جمل اور جنگ صفین کی تمام تر تصدیق اس حدیث پیشین گوئی کی ہوتی ہی اور یہ شعر خواجہ حافظ شیراز کا بہت مناسب مقام ہی

شعر

متابعت بمنافق چہ میکنی بگذر　　زیادہ گفتن نامش ہزار استغفار

اور جن صاحبون کو فن تاریخ مین مناسبت ہی سو انکو یہ بات بخوبی معلوم ہو گی

کہ مورد اس لفظ منافق کے ابتدا سی کون کون لوگ ہین اور استعمال لفظ منافق کا بہ نسبت دشمنان علے کے بہت درست ہی از روی حدیث لا یحبہ الا مومن و لا یبغضہ الا منافق کے یعنی کہ نہین دوست رکھیگا اُس علی کو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا اُس علے سے مگر منافق اور شک نہین ہے کہ سنیان تفضیل الشیخین کے بھی اگر خوب تنگ کر کے پکڑے جائین تو جواب یہی ہو گا کہ ہان ہمکو بھی محبت علی کی ہے مگر محبت کیواسطی آثارات اور نشانات ہوتے ہین ایک یہ کہ ہر شخص اپنے دوست کی دشمن سے علیحدگی چاہتا ہی نہ یہ کہ دوست کے دشمنونکی حمایت کرے اور ایک خاص نشانی یہ ہے کہ دوست کے ذکر مین خوش ہو نہ یہ کہ دوست کے ذکر مین رنگ چہرہ کا اوڑجای —

شعر مولانا روم

این زمین را آسمانی دیگر ست
مرد این رہ را نشانی دیگر ست

اور اس عرصہ مین ایک خط جناب مرزا محمود حسن صاحب رئیس بھاگلپور محلہ محمد آباد کا بڑے جوش و تپاک کا پہونچا کہ جسمین ایک قصیدہ دعائیہ بھی بحق مولف کتاب ہذا کے لکھا ہی کہ بنظر یادگار و امید قبولیت درگاہ باریتعالی کے اس جگہ پر نقل کیا جاتا ہی

قصیدہ

مرحبا گویم ترا این طرفہ کاری کردۂ
باخدا و مصطفےؐ خوش سازگاری کردۂ
از علے و فاطمہ تا مہدی آخر زمان
حق بحق دادی و باطل را تو خواری کردۂ
از حضیض دہر دون اوجب بگردون در رسید
با علے در باغ جنت تو قراری کردۂ
از حدیث و آیت این تالیف تو چون شد دلیل
در رہ حق و یقین مشعل گذارے کردۂ
خوش بگفتی در سفتی خوش بسر بردی روزگار
در زمین و آسمان خوش یادگاری کردۂ

از پی تحریر این وستت ببوسد جبرئیل
اندرین چون مہ آن دلدل سوارے کردہ
در جزای این عمل می آید از غیبت ندا
فادخلی فی جنتی کاین عمدہ کاری کردہ
با حسن خستہ کہ داری گوشۂ خاطر بلطف
میکند از دل دعا منت گذاری کردہ
یار بادت آسمان حافظ خدایت جاودان
مونس معصومیان رحمت جوارے کردہ

اور فی الحال ایک دوسرا خط سید اقبال حسین صاحب ابن سید امداد علی ابن سید حسن علے ابن سید حسین متوطن موضع احسن گنج بکھٹی پرگنہ بہیا ضلع شاہ آباد کا بمقام چکی کمان ضلع سارن سے پہونچا کہ وہ بھی بملاحظہ محبت و تپاک اُنکی نقل کیا جاتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نستعین و نصلی علی محمد و آلہ الطاہرین و اصحابہ الاکرمین — **بیت**

ای شان حیدری ز جبین تو آشکار
نام تو در نبرد کند کار ذو الفقار

جناب ہدایت مآب ناصر طریقہ ائمہ اطہار - حامی ملت سید ابرار - محب و اثق حیدر کرار - عابد شب زندہ دار - مولانا سیدنا البری عن الشین - السید محمد وحید الدین حسین خانصاحب بہادر متخلص آزاد مدظلہ العالی اضعف العباد و محتاج بشفاعت سبطین کمترین سید اقبال حسین ابن مرحوم سید امداد علے ابن مغفور سید حسن علی بن السید حسین حشرہم اللہ مع الحسنین تسلیم بالوف تعظیم بصد تمنای قدمبوس کہ فخر خود میدانم اگر میسر آید طوطیای چشم خود سازم - میرساند - گر قبول افتد زہی عز و شرف × الحمد للہ کہ درین زمانہ پر آشوب ہمچون ذات قدسی صفات را یکی از مغتنمات می پندارم چرا کہ اگر درین دار ناپائدار مثل جناب فیض اکتساب حق گو و انصاف پسند چند کس نبودند بخدا سوگند کہ تاریکی جہان و جہانیان ہرگز نمی ماند — **لہ الحمد**

ہزار شکر خداوند قادر و قیوم
کہ ہمچو ذات وحید ہست ناصر معصوم

چون بسال گذشته شهرهٔ عام کتاب وحید آخرت نیک تصنیفی جناب الا شنیدم۔ بهزار جستجو یافتم۔ بغور تمام دیدم۔ و موزونی طبیعت حق طویت بندگان عالی را صد آفرین ها خواندم و بیقین دانستم که بی شبه آخرت نیک شد۔ لراقمه

آخرت نیک شد جناب وحید ‌ ‌ ‌ زانکه کردی تو [illegible] شاه شهید

امسال روزی نشسته از شفیق رفیق جناب میر ابو الحسن صاحب حرسهم الله عن الشر و الفتن یکی از رئیسان اثنا عشری مستفسر حال خیریت مآل عدالت خصال بودم که مژده تازه تالیف کتاب ثانی (حد تحقیق مشرب سنی) شنیدم پس مشتاق شدم چنانچه بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب مستطاب معلی القاب مولانا مقتدانا معظم فی الدارین السید احمد حسین صاحب قبله دام ظله از جناب عالی طلبیدم۔ من چه گویم که آنجناب بمجرد تحریر این حقیر بره گذر و فور شفقت بزرگانه و توجهات کریمانه اولا تا صفحه (۳۷۲) و ثانیا تا صفحه (۵۰۰) عنایت فرمودند بخدا پس رهین منت شدم۔ بملاحظه تمام معاینه کردم۔ سبحان الله چه خوب داد انصاف داده اند و عدل نوشیروانی را کار فرموده اند۔ بالتحقیق این کتاب حد خاتمه تحقیق۔ بلکه چنین فیصلهٔ بی نظیر ناطق شده که استردادش شدن نمی تواند عند الله ماجور و عند الناس مشکور

لراقمه

زانکه کردی تو وصف اسد الله ‌ ‌ ‌ چون نباشد که این همه باعث

جوش ولای حضرت مولای مشکلکشا اسد الله غالب علی کل غالب است شک نیست که آنجناب در صالح المومنین اند و حشر حضور با ائمه هدی علیهم السلام خواهد شد چنانکه بتائید تحریر من بشارت خواب است که تعبیرش از بیت ذیل هویداست لراقمه

نبی و علی [illegible] دور اضحی شد تا ‌ ‌ ‌ [illegible]

شهرهٔ آفاق کتاب مستطاب جناب فیضمآب با کناف عالم گردیده و درین اطراف خصوصًا چنین شده که جوق جوق مسلمانان حق پسند و انصاف بین برای معاینه اش می آیند و بکمال جوشش دلها می بالیند بجد دعا می دهند که غفور الرحیم جناب عدالت مآب وحید العصر فرید الدهر را از ۱ ۰ ۰ ۱ طلعه حق پسند و منصف مزاج را درین سپنجی سرای از شر حاسدان و کوته اندیشان محفوظ و آنچه که باید از آن محظوظ و محبت ائمه معصومین مستحکم و قایم دارد و در آن عالم بالا هم جای صدر اعلی نصیب فرماید آمین آمین گفتم ایها الناس محبت علی جزو ایمان است پیغمبران را هم فخر پس کسیکه محبت علی ندارد حیدری نیست بندهٔ خدا هم نیست

چنانکه قول شاعر

بے مرتضے رسولونکی پیغمبری نہین | وہ بندۂ خدا نہین جو حیدری نہین

دیگر

ای دل جسی وسیلۂ مشکلکشا نہین | تا حشر اسکی درد کی ہرگز دوا نہین

الحق ماشاءالله درین حد تحقیق آنچه که حق انصاف بود باستدلال معقول براهین قاطع احقاق حق فرموده اند مرا یقین کامل است که ازین کتاب متبرکه بسیاری کسان که در کوچه ضلالت افتاده اند براه راست خواهند آمد - لراقمه

حقا که حق پسندی و حق البیان شدی | ای خضر رهنمای ره گمرهان شدے

لاریب بصله این داد حق پسندی و ولای مولای مشکلکشا جناب اسد الله غالب علی کل غالب بر همه غالب و بهر دو جهان سرخرو خواهد داشت آمین رب العالمین لراقمه

وحید عصر فرید دهر شدی آزاد | که روح مرتضوی را تو کرده بس شاد

ما بی بضاعت و ذره بمقدار را چه یارا که بمدح آنجناب لب کشائیم و چه جاے

کہ خود تمامی عالم مداح آنجناب انصاف پسند است چونکہ من ہم یکی از بہی خواہ بندگان والا ہستم و بہر حال شکر گذاری مرا لازم بلکہ واجب بنا بر مختصر سطری چند عرض پرداز شدم۔ برای بقیہ اجزا بس مشتاق ام۔ مرا یقین است کہ ہر گاہ کل طبع خواہد شد ضرور خود حضور مرحمت خواہند فرمود۔ اگر حقیر را یکی از خادم درم ناخریدہ خود تصور یدہ صرف از امر جہ خیریت مزاج سامی بذریعہ سرفراز نامہ عالی مطلع و ممتاز فرمایند بعید از شفقت بزرگانہ نخواہد شد بل فخر و مباہات خود خواہم پنداشت ختم می کنم این عریضہ مختصر را باین دعای آخر کہ جل شانہ با ائمہ ہدی محشور گرداناد بالنون والصاد

الراقم

ندا غیبی اقبال را این رسید کہ خلد برین شد مقام وحید

رباعی تاریخ وصول کتاب لاجواب گرچہ قابل ملاحظہ جناب نیست الا این سرمایہ کم مایگان است اگر مقبول گردد زہے فخر خود دانم

رباعی

تمکو تو نبی نے بخشا کیا وصف کروں تیرے رقم
تمکو تو علی نے ہے دیا کیا حب ہدی باغ ارم
۹۵ ۱۴ھ

رباعی دیگر

تم تو عادل ہو ⁘ تم تو کامل ہو ⁘
حق کے طالب ہو مرحبا غالب ہو ⁘
۹۵ ۱۲ھ

غزل منقبت از سید امداد امام متخلص باثر پسر اکبر وحید الدین آزاد مولف کتاب ہذا کہ جسکے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ خدا کے فضل سے ہم دونوں باپ بیٹا ایک ہی اعتقاد کے ہیں اور اندر لوا سے محبت حیدری کے زندگی بسر کرتے ہیں

غزل منقبت

سرور کون و مکان شاه سلام علیک قاسم نار و جنان شاه سلام علیک
مالک ملک کرم نائب شاه امم بادشه انس و جان شاه سلام علیک
ضیغم دین خدا حیدر خیبر کشا داغ نه سرکشان شاه سلام علیک
شافع روز جزا هادی هر دو سرا چارهٔ بیچارگان شاه سلام علیک
حیدر صفدر لقب سرور عالی نسب فخر شهان جهان شاه سلام علیک
دافع داغ الم داروی هر درد و غم مرهم خسته دلان شاه سلام علیک
مفتی دین خدا حاکم ملک رضا حق ز کلامت عیان شاه سلام علیک
زینت بزم نبی فخر نبےؐ و ولے شمع شبستان جان شاه سلام علیک
مقصد و مقصود ما شاهد و مشهود ما نام تو ورد زبان شاه سلام علیک
لحمک لحمی نبےؐ گفت ترا یا علے هستی ما جان جان شاه سلام علیک
صاحب منبر توئی مالک قنبر توئی سرور هر دو جهان شاه سلام علیک
مظهر ذات خدا جلوه ده انبیا فخر شه مرسلان شاه سلام علیک
خالق کون و مکان کرد ثنایت بیان چون نشوم مدح خوان شاه سلام علیک
بخشش ز عشق خدا این اثر مرده را زندگی جاودان شاه سلام علیک

انتخاب اشعار از مثنوی سید امداد امام اثر مذکور

چون نه نالم در غم عشق علے افتخار هر نبے و هر ولے
الفت حیدر همین اسلام ما نام پاک شاه زیب کام ما
ورد ها دارد دل شیدای من زین سبب این گریه شبهای من
عاشقی پیداست از زاری دل نیست بیماری چو بیماری دل

عین ایمان ست عشق مرتضے
نوربخش دیدهٔ مرد خدا

دشمن مولی است کور و بے بصر
همچو اعمی میرود سوے سقر

دشمنان را نام مولی جان گزا است
دوستان را نام مولے جانفزا ست

ننگرد حاسد بسوے بوتراب
شپره بیند نه روے آفتاب

رتبهٔ حیدر برون از فهم ما ست
رتبه دان او جناب کبریا ست

از اهانت کم نگردد شان او
سجده گاه اولیا ایوان او

کفر بهتر ازچنین دین خراب
کاندران رکن ست بغض بوتراب

توبه توهین شه علے پرداختی
رتبهٔ شاه نجف نشناختے

رتبهٔ حیدر چه دانی اے غبی
تو بسوے معنے صمٌ شدی

با عدو مرتضے دارے ولا
یا ندانی معنے شرم و حیا

تو بفضل مرتضے داری سخن
مدح حیدر میکند ستر گبن ؛

آن گبن به ازهزاران شامیان
آن گبن به از چنین اسلامیان

این شقاوت شیوهٔ اسلام نیست
بر چنین فهم و ذکا باید گریست

ابن ملجم شهرهم دارد زین گروه
پیشش بے دعنوانی شان پیستوه

آمدم اکنون به مدح بوتراب
نور او روشن ز نور آفتاب

هل اتی وارد شده در شان او
خالق کونین مدحت خوان او

زور بازوے جناب مصطفے
افتخار اولیاؤ انبیا

دوش پاک مصطفے معراج او
گوهر عرفان زیب تاج او

شیر نر حیدر لقب خیبر کشا ؛
ضیغم حق شهسوار لافتے

عالم علم نبے و باب علم
مصدر جود و سخا و صبر و حلم

سرور دین شافع روز جزا   جانشین حضرت خیر الورے
ذات پاکش مظہر رب جلیل   دین حق را آمده روشن دلیل

بعد پیغمبر ہمہ را سرور است   از ہمہ بعد پیمبر برتر است
داخل آل عبا و پنجتن   سرور خیل ائمہ بوالحسن

ہم وصی و ہم انیس مصطفے   زوج پاک حضرت خیر النسا
از تو دارد یا علے کعبہ شرف   یا علے تو دُرّے و کعبہ صدف

بت شکن ہستی بت پندار را   جان و تن داده براه ارتضا

رجعت خورشید از اعجاز تو   از ہمہ بینم جدا انداز تو

تو ہمان نورے کہ بودی در ازل   ایمن از مکر شیاطین و دغل
تو سراپا سر ربانی علے   تو سراسر جان را جانے علے

دشمن تو در دو عالم خوار شد   چون ز مدحت بر سر انکار شد
حاسدان گویند ما را رافضے   تا زما باشد جواب شافعی

فصل ۸۷

اس فصل مین بعض کلمات قدسیہ حضرت امیر المومنین علے ابن ابی طالب علیہ السلام کے جلد سیوم روضۃ الصفا سے منقول ہوتے ہین کہ جس سے فضائل ذاتی آپ کے نمایان ہین اور آپ کے ارشادات کا حال یہ ہی کہ صرف قال نہین بلکہ خود حال آپ کا ہے یعنے کہ قول و فعل آپ کی ہمعنان ہین —

نمبر ۱ اَلدُّنیا اَوَّلُهَا عَنَاءٌ وَاٰخِرُهَا فَنَاءٌ فی حلالها حساب وفی حَرَامِهَا عَذَابٌ من صَحَّ فیها اٰمِنَ وَمن مَرِضَ فیهَا نَدِمَ ومن استغنی فیها فتن ومن ساعافاتته و من نظر فیها الهته

ترجمہ دنیا جو ہی سو اول اسکا رنج و تردد ہے اور آخر اسکا فنا ہے حلال کا اسکے حساب ہوگا اور حرام پر اسکی عذاب جو شخص کہ صحیح رہتا ہی اسمین سو بیفکر ہو جاتا ہی یعنی حالت صحت و تندرستی مین کچھ فکر و اندیشہ اپنی ناتندرستی کا نہین کرتا ہی اور جب بیمار پڑتا ہے تو غمگین ہو جاتا ہے یعنی صحت سے گویا ناامید ہو جاتا ہی شخص کہ دونون حالت صحت و مرض مین خیال آئندہ کا نہین کرتا ہے اور جو شخص کہ محتاج ہو جاتا ہی سو فتنہ مین پڑتا ہی یعنے کچھ تمیز حلال و حرام کی باقی نہین رہتی ہے اور جو شخص کہ پیچھے دوڑتا ہی اس دنیا کے سو دنیا اسکی فوت ہوتی ہے اور جو شخص نظر التفات کرے اسپر وہ دنیا اسکو غافل کر دیتی ہے **متن** فرض الله تعالیٰ الایمان تطهیراً من الشرك والصلوٰة تنزیهاً عن الكبر والزكوة تسبيباً للرزق والصيام ابتلاءً لاخلاص الخلق والحج تقوية للدين والجهاد عزاً للاسلام والامر بالمعروف مصلحة للعوام والنهي عن المنكر ردعاً للسفهاء والقصاص حقناً للدماء وترك شرب الخمر تحصيناً للعقل وترك الزناء تحصناً للنسب وترك اللواطة تكثيراً للنسل وبقائه

ترجمہ فرض کیا اللہ تعالیٰ نے ایمان کو بنظر پاک کرنے کے شرک سے اور نماز کو بنظر منزہ کرنے کے کبر سے یعنی نماز سے تعلیم عاجزی کی ہی اور فرض کیا اللہ نے زکوۃ کو بنظر زیادہ کرنے رزق کے یعنے بذریعہ زکواۃ کے محتاجون کو بھی روزی پہونچ جاتی ہے اور فرض کیا اللہ نے روزہ کو واسطے امتحان خلوص عمل کے یعنے روزہ رکھنی سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ بندہ حکم خدا کو مانتا ہی کہ بسبب تابعداری کی بھوک پیاس کو سہتا ہی اور فرض کیا حج کو بنظر قوت دینی دین کے کہ جس سے مسلمان لوگ ہر سال ایک بار مکہ مین جمع ہون اور انکی آپس کی ملاقات اور

ادای ارکان سے دین کو قوت ہو اور فرض کیا جہاد کو واسطے عزت دینی اسلام کے اور فرض کیا امر بالمعروف کو یعنے سکھلانی کو شرعی باتون کے بنظر مصلحت عوام کے کہ عوام لوگ کو خود احکام شرعی پر اطلاع نہین ہی اور فرض کیا نہی عن المنکر کو یعنے منع کرنے کو برے کامون سے واسطے لانے بیوتونکے بطرف ہدایت کے یعنے برا کام کرنا کہ جسکا انجام عذاب ہو ایک کام بیوقوفی کا ہے کہ اپنے فعل سے وہ خود آپ مبتلای عذاب ہوتا ہی اور فرض کیا قصاص کو یعنے خون کرنے کو بدلے مین خون کے بنظر حفاظت خونون کے یعنے بخوف مارے جانے بیدل ایک خون کے لوگ خون کرنے سے پرہیز کرینگے اور فرض کیا چھوڑ دینے کو شراب خواری کی واسطے حفاظت عقل کے کسواسطے کہ خمر کی تعریف یہ ہی کہ الخمر ما تخمر بہ العقل یعنی خمر وہ چیز ہے کہ جس سے خمیر یعنی جوش آتا ہی عقل مین اور فرض کیا ترک زنا کو بنظر حفاظت نسب کے یعنی اگر زنا جائز ہو تو نسب ضایع ہی یعنے زنا سی جو پیدا ہو سو کیا معلوم ہو سکتا ہی کہ اسکا باپ کون تہا کہ حساب نسب کا باپ کی طرف سی ہی اور فرض کیا ترک لواطت کو بنظر زیادہ ہونے نسل اور باقی رہنے اُسکے یعنی لواطت مین جو مادہ کہ مرد سے نکلتا ہی سو اُس سے کوئی اولاد نہین پیدا ہو سکتی حالانکہ شہوت جو دی گئی ہی سو اُس سے مقصود یہ ہی کہ نوع انسانی بڑھے اور قایم رہے

نمبر ۳ الناس من خوف الذل فی الذل ترجمہ آدمی لوگ بوجہ خوف ذلت کے ذلت مین پڑتے ہین مثلا بدن پر کپڑا نہین ہی تو واسطے دفع کرنے اس ذلت کی ذلت سوال کرنے کو قبول کرتے ہین حالانکہ کپڑا بہم پہونچانا اپنی ہاتھ کی کوشش سی چاہئی **بیت**

ہر کہ نان از عمل خویش خورد
منت حاتم طائے نبرد

نمبر ۴ طوبیٰ لمن ذکر المعاد و عمل للحساب و قنع بالکفاف و رضی عن اللّٰہ تعالیٰ
ترجمہ مبارک ہی وہ آدمی جو یاد رکھے معاد یعنے جای عود و لوٹنے او عمل کرنے کو نیک کام ہونے او قناعت کرے روزے معین پر اور راضی رہے خدا سے

نمبر ۵ اغنی الغناء العقل و اکبر الفقر الحمق و اوحش الوحشۃ العجب واکرم الحسب حسن الخلق **ترجمہ** سب سی بڑہ کرکے دولمندی عقل ہے یعنے عقل بڑی دولت ہی اور سب سی بڑہ کرکے فقر حماقت ہی یعنی احمق آدمی ہر کام مین اپنے محتاج ہی اور سب سی زیادہ تر وحشت عجب یعنی خودپسندی ہی یعنی خودپسند آدمی سب لوگوں کی رای سے وحشت کرتا ہی اور بزرگترین حسب یعنی بزرگترین صفت ذاتی حسن خلق ہی۔

نمبر ۶ الغنیٰ فی الغربۃ وطنٌ والفقرُ فی الوطن غربۃٌ
ترجمہ غنی آدمی مسافرت مین وطن مین ہی اور فقیر آدمی اپنے وطن مین مسافرت مین ہی۔ **بیت**

منعم بکوه و دشت و بیابان غریب نیست
هر جا که رفت خیمه زد و خوابگاه ساخت
وان را که بر مراد جهان نیست دسترس
در زاد بوم خویش غریب است و ناشناخت

نمبر ۷ فوتُ الحاجۃ اھونُ مِنْ طلبِھا الی غیرِ اھلِھا
ترجمہ فوت یعنی حاصل نہونا حاجت کا آسان تر ہی طلب کرنے سے اس حاجت کے ایک شخص نااہل سے۔

نمبر ۸ لا مالَ انفع من العقل و لا وحدۃ اوحشُ من العُجب و لا عقل کالتدبیر و لا کرم کالتقوی و لا قرین کخلق الخلق و لا میراث کالادب و لا قائد کالتوفیق و لا تجارۃ کالعمل الصالح و لا ربح کالثواب و لا ورع

کالوقوف عند الشبهة ولا زهد کالزهد فی الحرام ولا علم کالتفکر ولا عبادة کاداء الفرائض ولا ایمان کالحیاء والصبر ولا حسب کالتواضع ولا شرف کالعلم ولا عزم کالحلم ولا مظاهرة اوثق من مشاورة

ترجمہ کوئی مال نافع تر عقل سے نہیں ہے یعنے عقل بڑی دولت ہے اور کوئی تنہائی وحشتی تر عجب یعنی خود پسندی سے نہیں ہے کہ جس سبب عجب والا آدمی ہمیشہ حالت تنہائی میں اور لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے اور نہیں کوئی عقل ہے مثل تدبیر یعنے دور اندیشی کے اور نہیں کوئی کرم یعنی بزرگی اور کرامت ہے مثل تقوی کے اور نہیں کوئی ساتھی ہے مثل حسن خلق کے کہ خوش اخلاق آدمی کا سب لوگ ساتھ دیتے ہیں اور نہیں کوئی میراث یعنی متروکہ ہے مثل ادب شایستگی کی

ادب تاجیست از لطف الٰہی
بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

اور نہیں کوئی راہبر ہے مثل توفیق کے یعنی توفیق اپنی مراد تک پہونچا دیتی ہے اور اور نہیں کوئی تجارت ہے مثل عمل نیک کے یعنی عمل نیک میں کچھ خسارہ نہیں ہے اور نہیں کوئی نفع ہے مثل ثواب کے اور نہیں کوئی پرہیزگاری ہے مثل توقف کر جانے کے وقت شبہ کے یعنے کسی چیز کے حلت میں جو شبہ واقع ہو تو اسکی قبول کرنی سے بھی باز رہے یعنی مال شبہ کا بھی قبول نہ کرے اور نہیں کوئی زہد ہے مثل زہد حرام کے یعنی حرام سے بالقصد اپنی کو بچاوے اور نہیں کوئی علم ہے مثل تفکر یعنے سوچ و بچار کہ سوچ و بچار سے علم قوی ہوتا ہے اور نہیں کوئی عبادت ہے مثل ادائی فرائض کے اور نہیں کوئی ایمان ہے مثل حیا اور صبر کے اور نہیں کوئی حسب یعنی صفت ذاتی ہے مثل تواضع کے اور نہیں کوئی شرافت ہے مثل علم کے یعنی آدمی کو علم سے بڑا شرف ہے اور نہیں کوئی عزم یعنی استقلال طبع ہے

مثل حاکم کے اور نہین کوئی مدد و پشت پناہ ہی مضبوط تر مشورہ سے۔

نمبر ۹ اضاعۃ الفرصۃ غصۃ ترجمہ برباد دینا فرصت وقت کا رنج اٹھانا ہے

وقت ہر کار نگہدار کہ نافع نہ بود
نوشدارو کہ پس از مرگ بسہراب دہند

نمبر ۱۰ من اعطی اربعا لم یحرم اربعا من اعطی الدعاء لم یحرم الاجابۃ ومن اعطی التوبہ لم یحرم القبول ومن اعطی الاستغفار لم یحرم المغفرۃ ومن اعطی الشکر لم یحرم الزیادۃ ترجمہ جس شخص کو عطا ہوئین چار چیزین نہین محروم رہیگا وہ شخص چار چیزون سے جو شخص کہ عطا ہوئی اُسکو توفیق دعا مانگنی کی نہین محروم ہوگا وہ شخص قبولیت سی اُس دعا کی اور جو شخص کہ عطا ہوئی اُسکو توفیق توبہ کرنے کی نہین محروم ہوگا وہ شخص مقبول ہونی سے اُس توبہ کے اور جس شخص کو توفیق دیگئی استغفار یعنی مغفرت مانگنی کی سو نہین محروم ہوگا مغفرت سی اور جس شخص کو توفیق دیگئی شکر کرنیکی سو وہ نہین محروم ہوگا زیادتی سے کہ شکر موجب مزید نعمت کا ہے۔

نمبر ۱۱ من یعط بالید القصیرۃ یعطی بالید الطویلۃ ترجمہ جو شخص کہ بخشش کرے اپنے چھوٹے ہاتھ سے سو اُسکو دیا جائیگا بڑے ہاتھ سے یعنی جو شخص کہ تھوڑی مقدور پر خیرات کرے سو اُسکو بہت کچھ دیا جائیگا دہ در دنیا و ہفتاد در آخرت۔

نمبر ۱۲ اصدقاءک ثلثۃ واعداءک ثلثۃ اما اصدقاءک فصدیقک وصدیق صدیقک وعدو عدوک واما اعداءک فعدوک وعدو صدیقک وصدیق عدوک ترجمہ دوستان تمہاری تین ہین اور دشمنان تمہاری تین ہین لیکن تفصیل دوستونکی یہ ہے کہ دوست تمہارا اور

دوست تمہاری دوست کا اور دشمن تمہاری دشمن کا سو یہ سب لوگ داخل دوستان کے ہین اور تفصیل تمہاری دشمنون کی یہ ہی کہ دشمن تمہارا اور دشمن تمہاری دوست کا اور دوست تمہاری دشمن کا کہ یہ سب لوگ داخل دشمنان ہین فقط خدا کرے کہ بذریعہ عداوت معاویہ کے جو دشمن حضرت علی کا تھا ہم بہی داخل دوستان علے کے سمجھے جائین کہ یہ اخیر درجہ دوست کا بہی ہماری نجات کیواسطی بہت کافی ہی اور سنیان معاویہ شاہی اپنی خبر لین کہ بذریعہ دوستی معاویہ دشمن علیکی کہین داخل دشمنان کے نہ ہو جائین —

نمبر ۱۳ مودّۃ الآباء قرابۃ بین الابناء والقرابۃ احوج الی المودّۃ من المودّۃ الی القرابۃ

ترجمہ محبت باپ دادون کی ایک قرابت ہی فرزندونسے یعنے باپ دادون کو اگر تم محبت سی یاد کرو گے تو تمہاری فرزند لوگ بہی محبت سے یاد کرینگی **بیت**

تو بجای پدر چہ کردے خیر
کہ ہمان چشم از پسر داری

اور قرابت محتاج تر ہی طرف محبت کے بہ نسبت اس بات کے کہ محبت محتاج قرابت کی ہو یعنی قرابت محتاج محبّت کی ہی مگر محبت محتاج قرابت کی نہین ہی —

نمبر ۱۴ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام سی سوال کیا لو سُدَّ علی رجلٍ بابٌ و ترک فیہ من این کان یاتیہ رزقہ یعنی اگر بند کیا جای دروازہ اوپر ایک آدمی کے اور چھوڑ دیا جای وہ اُسی مکانمین پس کہانسی آویگی روزی اسکی حضرت علی نے جواب دیا من حیث یاتیہ اجلہ یعنے اُسی طرحسی روزی آویگی کہ جسطرحسے موت اُسکی آویگی —

نمبر ۱۵ ما احسن تواضع الاغنیاء للفقراء طلبًا لما عند اللہ واحسن منہ تکبر الفقراء علی الاغنیاء اتکالا علی اللہ **ترجمہ** کیا خوب ہی تواضع کرنا امیرونکا

غریبون سے تبلاش اُس چیز کے کہ جو خدا کے پاس ہی اور اُس سے بہی خوب تر ہی غرور کرنا فقیرون کا امیرون سے بنظر توکل کرنے اوپر خدا کے اور صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہین کہ بیانمین حکمتون اور خطبی اور نصیحتون کے حضرت علی بعد پیغمبر خدا کے افصح الفصحا ہین اور کلمات آپ کے حد و شمار سے افزون ہین مگر چونکہ یہ کتاب روضۃ الصفا کی فن تاریخ مین ہی اسواسطی اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اور حال یہ ہی کہ ملا محمد ابن خاوندشاہ مصنف کتاب روضۃ الصفا کا ایک بڑا عالم شخص ہی اور ہم تمامتر ساتھ اُسکی ہم اعتقاد ہین کہ صاحب روضۃ الصفا کو اصحاب ثلثہ اور حضرت عایشہ اور طلحہ اور زبیر سی کچھ کاوش نہین ہی مگر اس شخص کو تمامتر گرویدگی ساتھ حضرت علی اور تمام اہلبیت اور دوازدہ امام کے ہی اور معاویہ سی اس شخص کو کمال نفرت ہی غرض کچھ شک نہین کہ مصنف روضۃ الصفا کا ایک شخص تفضیلیہ مذہب کا اور نہایت صاف و پاک مشرب کا ہی اور دیگر اقوال حضرت امیر علیہ السلام کے جو ہماری نظر سے گذری ہین سو ہم بہی اُنمین سے اس جگہ پر دو قول بنظر سعادت اپنی نقل کرتے ہین اور اگر بخت مساعد ہو تو انشاء اللہ تعالی ایک شرح دیوان عربی حضرت امیر علیہ السلام کی بہی کیجائیگی

نمبر ۱ الدین والدنیا کالمشرق والمغرب فاذا قربت من احدهما بعدت من الآخر

ترجمہ دین اور دنیا مثل پورب و پچھم کے ہی کہ اگر کسی ایک سی اُن دونومین کے تو نزدیک ہوگا تو تو دور ہوگا دوسرے سے

نمبر ۲ الدنیا کالظل فاذا سعیت الیہ ہرب منک وان هربت منہ سعی الیک

ترجمہ دنیا مثل سایہ کے ہی کہ اگر تو دوڑے اُسکی طرف تو وہ بہاگیگا تجھسے اور اگر تو بہاگے اُس سے تو وہ دوڑیگا تیری طرف۔

اب سنیان معاویہ شاہی تفضیل الشیخین کے ہمکو دیکہلا دین کہ آنکی پاس کچہہ کلمات خلفای ثلثہ کے ہم پلہ کلمات حضرت مولا علیکی ہین یا خیر اور شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین لکہتی ہین کہ حضرت عمر متصوف بہی تہی اور ایک رسالہ بہی تصوف مین اُنکے ہی سبحان اللہ کیا تصوف حضرت عمر کا ہوگا کہ جو حضرت علیکی گہر کے جلانے کو ہاتہہ مین آگ لیکر گئے تہے اور نوشتہ واگذاشت باغ فدک کا جو حضرت ابوبکر نے لکہدیا تہا سو اسکو حضرت فاطمہ سے واپس لیکر کے چاک کرا دیا اور بہر حال حضرت عمر جو کچہہ صوفی مشرب باعتقاد شاہ ولی اللہ صاحب کے ہون سو ہون مگر چودہ خانوادہ فقرا مین سے کوی سلسلہ حضرت عمر تک نہین پہونچتا ہی اور حضرت عمر کا صوفی قرار دینا ویسا ہی ہے کہ جیسے ایک شخص کہی کہ اُسنی ایک گوری رنگ کا حبشی دیکہا ہی اور اسپر مزید یہ ہی کہ بعض سنیان معاویہ شاہی نے فی الحال یہانتک ترقی کی ہی کہ تصوف مین حضرت علی کو حضرت عمر سے تعلیم تہی حالانکہ ہمنی مقامات متعدد مین دکہلایا ہی کہ حضرت علی کو حضرت عمر سی کچہہ کراہت تہی مگر شک نہین ہی کہ ان خلفای ثلثہ مین سے حضرت ابوبکر کو ایک میل طبیعی بطرف فقر کے تہا اور چاردہ خانوادہ مین سے ایک سلسلہ نقشبندیہ کا حضرت ابوبکر تک پہونچتا ہی اور اشعار مفصلہ ذیل سے حضرت ابوبکر کی خوبی اور بزرگی پائیجاتی ہی۔

اشعار

خذ بلطفک یا الٰہی من لہ زاد قلیل
الٰہی تو ساتھہ لطف اپنے کے ای بار خدا اُس شخص کو کہ جسکو ہی توشہ راہ تھوڑا

مفلسًا بالصدق یاتی عند بابک یا جلیل
جسحال مین کہ مفلس ہی اور آتا ہی ساتھہ صدق کی تیری در پر اے جلیل

ذنبہ ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم

اسکا گناہ ایک بڑے اگناہ ہی پس معاف کر تو اس بڑی گناہ کو

من عصیان و نسیان و سہو بعد سہو

او اس شخص سے عصیان ہی و نسیان اور سہو بعد سہو کے

مال یا ربی ذنوبی مثل رمل لا تعد

پہونچی ای میرے رب گناہان میرے مثل بالو کی جو شمار نہیں ہوتے ہیں

قل لنار ابردی یا رب فی حقی کما

کہہ تو آگ کو کہ ٹھنڈی ہوجا ای رب حق میں میرے جیسا کہ

عافنی من کل داء واقض عنی حاجتی

عافیت دے تو مجھکو ہر بیماری سے اور بر لا تو حاجت میری کے

انت شاف انت کاف فی مہمات الامور

تو شفا دینے والا ہی تو کافی ہی مہمات امور میں

رب ہب لی کنز فضل انت وہاب کریم

ای رب میرے بخش تو مجھکو خزانہ فضل کو کہ تو

کیف حالی یا الٰہی لیس لی خیر العمل

کیسا حال میرا ای اللہ میری کہ نہیں ہی مجھکو نیکی عمل کی

ہب لنا ملکا کبیرا نجنا مما نخاف

بخش تو مجھکو ایک بڑا ملک اور نجات دی تو مجھکو جس
چیز سے کہ میں ڈرتا ہوں

این موسیٰ این عیسیٰ این یحییٰ این نوح

کہاں ہیں موسیٰ کہاں ہیں عیسیٰ کہاں ہیں یحییٰ کہاں ہیں نوح

[illegible]

انہ شخص غریب مذنب عبد ذلیل

تحقیق کہ وہ ایک شخص مسافر اور گناہگار اور ایک بندہ ذلیل ہے

منک احسان و فضل بعد اعطاء جزیل

اور تیری طرف سے احسان ہی اور فضل ہی بعد بخشش عمدہ کے

فاعف عنی کل ذنب فاصفح الصفح الجمیل

پس معاف کر تو میری طرف کا کل گناہ اور مٹا دے تو خوب مٹانی کرکے

قلت قلنا یا نار کونی انت فی حق الخلیل

کہا تو نے کہ کہا ہمنے ای آگ ہو جا ٹھنڈی تحقیق خلیل کے

ان لی قلبا سقیما انت تشفی للعلیل

تحقیق کہ ہمکو ہی ایک قلب بیمار اور تو شفا دیتا ہی بیمار کو

انت ربی انت حسبی انت لی نعم الوکیل

تو رب میرا تو کافی مجھکو ہی اور میری لئی بہتر وکیل ہی

واعطنی ما فی ضمیری دلنی خیر الدلیل

پس عطا کر تو مجھی وہ چیز جو میری دل میں ہی اور ہدایت
کر تو مجھکو بہتر تی ہدایت سے

سوء اعمالی کثیر زاد طاعاتی قلیل

اور بدی اعمال کی میری بہت ہی اور توشہ عبادتوں میری کا تھوڑا ہے

ربنا اذ انت قاض والمنادی جبرئیل

ای رب ہمارے جس وقت کہ تو قاضی ہی اور ندا کرنیوالا جبرئیل ہی

این یا صدیق عاص تب الی المولی الجلیل

تو ای صدیق گنہگار ہی پس توبہ کر تو طرف مولی جلیل کے

اور اشعار مذکورہ بالا حضرت ابو بکر کے بہت خوب ہین مگر اس جگہ ہر چند اشعار حضرت علی علیہ السلام کے بھی نقل ہوتے ہین کہ جس سے فرق مراتب تعلق با خدا اور حالات دونون بزرگون کا ظاہر ہو

اشعار

لبیک لبیک انت مولاہ	فارحم عبیدگ الیک ملجاہ
ہان حاضر ہون ہان حاضر ہون تو مولا اسکا ہی یعنے تو مولا میرا ہے	پس رحم کر تو ایک چھوٹے بندہ پر کہ جو تجھ تک جای پناہ اسکی ہے

اور بہ نسبت حدیث من کنت مولاہ کے بعض سنی صاحب نے ہمسے کہا کہ مولا کے معنے غلام کے ہین اور ہمنی جواب دیا کہ مولا کے معنی جو کچھ فرض کیجئے مگر ہم نسبت ہونا حضرت علی کا ساتھ پیغمبر خدا کے قایم رہیگا یعنی اگر مولا کے معنی غلام کے ہون تو معنی حدیث کا یہ ہوگا کہ جسکے غلام پیغمبر صاحب ہون سو علی بھی غلام اسکی ہین غرضکہ اسی طرح علی کو مشتتر معنی بنانیمین صرف ایک نشانی کم بختی کی ہی اور ان صاحب سی پوچھا جا سکتا ہی کہ اس شعر مین جو خدا کو مولا کہا ہی سو اس مولا کے کیا معنی ہین اور اصل یہ ہی کہ مولا کے معنی دونون جگہ مین یعنی اس حدیث مین اور اس شعر مین خاوند اور مالک کی ہین مگر وہ سنی صاحب یہ عذر کر سکتی ہین کہ کیا ایک لفظ کے چند معنی نہین ہوتے ہین اور جواب اسکا یہ ہی کہ اگر ایک لفظ کی کئی معنی ہون تو قرینہ مقام کو دخل ہی سو اس حدیث مین کیا قرینہ مقام اس بات کا ہو سکتا ہی کہ پیغمبر صاحب یہ بات کہین کہ جسکی ہم غلام ہون تو اسکا علی بھی غلام ہی اور یہ معنی تو محض لغو و فضول معلوم ہوتی ہین اسواسطی کہ پیغمبر صاحب کسی شخص کے غلام نہین تھی کہ جو علی بھی انکے غلام ہوتے

یا ذا المعالی علیک معتمدی ای صاحب مدارج عالیہ کا میرا اعتماد تجھپر ہے	طوبی لمن کنت انت مولاہ مبارک ہے وہ شخص کہ جسکا تو مولا ہے
طوبی لمن کان خائفاً ارقا مبارک ہے واسطے اُس شخص کے کہ ہے وہ نادم و بیدار	یشکو الی ذی الجلال بلواہ جو کہ گلہ کرتا ہے [illegible] طرف ذوالجلال کے اپنی مصیبت کو
ما بہ علۃ ولا سقم اور نہ ہوی اُسکو کوئی علت اور نہ کوئی بیماری	اکثر من حبہ لمولاہ زیادہ محبت سے اسکی واسطے مولا اپنی کے
اذا خلا فی الظلام مبتہلا جب اکیلا ہو وہ اندھیرے مین گریہ و زاری عاجزی کرتا ہوا [illegible] سب کچھ چھوڑ کر کے	اجابہ اللہ ثم لباہ قبول کرتا ہے اسکو خدا اور لے لیتا ہے اُسکو
سألت عبدی وانت فی کنفی سوال کیا تو میری بندہ نے اور تو میری نگاہ مین ہے	وکل ما قلت قد سمعناہ اور تمام جو کہ تو نے کہا تحقیق کہ سنا مین نے اُسکو

یہ شعر از طرف خدا کے بطور جواب شعر مذکورہ بالا کے ہے

صوتک تشتاقہ ملائکتی آواز کو تیری مشتاق ہین فرشتے میری	فذنبک الآن قد غفرناہ پس گناہ کو تیری اب مین نے تحقیق کہ معاف کیا

یہ بھی ایک شعر بطور جواب کے خدا کیطرف سے ہے

فی جنۃ الخلد ما تمناہ بہشت خلد مین وہ چیز ہے جسکی تمنا کرتا ہے تو	طوباہ طوباہ ثم طوباہ خوب ہے وہ چیز خوب ہے وہ چیز خوب ہے وہ چیز

یہ شعر بھی خدا کیطرف سے بطور جواب کے ہے

سلنی بلا حشمۃ ولا رہب سوال کر تو مجھسے بے دباؤ و بے دہشت کی	ولا تخف اننی انا اللہ اور مت خوف کر تو کہ تحقیق کہ مین خدا ہون

یہ سب اشعار خدا کیطرف سے بطور جواب کے ہین سبحان اللہ اس سوال و جواب سی کیا تعلق راز و نیاز کا درمیان خداوند تعالی اور حضرت علی کے پیدا ہوتا ہے

اشعار دیگر از حضرت امیر المومنین علیہ السلام

فرضٌ علے الناس ان یتوبوا	لکن ترك الذنوب اوجبُ
فرض و واجب ہی اوپر آدمی کے توبہ کرنا	لیکن ترک کرنا گناہونکا واجب تر ہے
والدهر فی صرفه عجیبٌ	وغفلة الناس فیه اعجب
اور زمانہ اپنی گردش مین عجیب ہی	مگر غفلت آدمیونکی اُس زمانہ مین عجیب تر ہے
والصّبرُ فی النائبات صعبٌ	لکن فوت الثواب اصعب
اور صبر کرنا مصیبتون مین سخت ہے	مگر فوت ہونا ثواب کا سخت تر ہی یعنی صبر مین ایک مصیبت ہے جو ثواب ہے سو بطرا اُس ثواب کے مصیبت ایک بہتر چیز ہے
وکل ما یرتجی قریب	والموت من کل ذاك اقرب
اور تمام وہ چیز جو امید کیجای قریب ہی	مگر موت کل اُس چیز سے قریب تر ہی

ان شعرون سی بھی کسقدر رفعت شان اور بلندی خیالات حضرت علی کے ظاہر ہوتی ہین اور بالفعل ایک سنی صاحب نی ہمسے کہا کہ حدیث انا مدینة العلم و علیٌ بابها و انا دار الحکمة و علی بابها کی ایک ضعیف حدیث ہی سو اُسکا جواب یہ ہی کہ فضیلت علمی حضرت علی کی کچھ محتاج اس حدیث کی نہین ہی کہ ایک دہریہ اور منکر اسلام بھی بملاحظہ کلمات و اشعار حضرت علی کے بی شبہ قایل انکی فضیلت علمی کا ہوگا بلکہ یہ کہیگا کہ ایسی رتبہ علمی کا آدمی برادر عموی اور داماد اور وصی ہونا پیغمبر صاحب کا خود پیغمبر صاحب کیواسطی فخر ہی اور یہ قول مولانا روم کا بہت حسب حال ہی مصرع

افتخار ہر نبی و ہر ولی ٭ آیندہ حضرت عمر بہی اگر صوفی مشرب ہون تو انہین کے

سلسلہ کی فقیر لوگ جانتی ہونگی مگر ہمکو صرف اسیقدر اطلاع ہی کہ بلاحظہ کیفیت فتوحات شام و مصر وغیرہ کے حضرت عمر ایک شخص مؤید من اللہ اور واسطی اجراے دین اسلام ظاہری کے موزون و مناسب تھی اور عقل انکی ملک گیری و ملکداری مین بہت درست تھی اور اکثر کام بمشورہ حضرت علی کے کرتے تھے اور وضع خوراک و پوشاک کی بہت سادہ طور پر تھی اور عبادت صوم و صلوة کی طرف بھی بہت سرگرم تھی اور انکو حرارت ایمانی بہت تھی مگر حلاوت ایمانی کیواسطی خدا تعالی نی خاص کرکے حضرت مسیح اور حضرت علی نمونہ مسیح کو خلق کیا بیت

میل آن اندر دلش انداختند	ہر کسی را بہر کاری ساختند

فصل ۸۸

اس فصل مین انتخاب ضروری ہی کتاب تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر سی کہ جو مصنف اسکا حسین ابن محمد ابن حسن دیار بکری ہی کہ اسنی یہ کتاب تفسیر کبیر اور کشاف اور صحیح بخاری وغیرہ سے انتخاب کر کے مرتب کی ہی اور ایک سخت سنی ہی

نمبر ۱ تاریخ الخمیس جلد دوم سنہ ہجری صفحہ ۸۵ —

وفی هذه السنة طلعت الشمس بعد ما غربت لعلی رضی الله عنه علی ما اورده الطحاوی فی مشكلات الحدیث عن اسماء بنت عمیس من طریقین ان النبی صلی الله علیه وسلم كان یوحی الیه و راسه فی حجر علی رضی الله عنه ولم یصل العصر حتی غربت الشمس فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم اصلیت یا علی قال لا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اللهم انه كان فی طاعتك وطاعة رسولك فاردد علیه الشمس قالت اسماء فرایتها غربت ثم رایتها طلعت بعد ما غربت و وقعت علی الجبل والارض وذلك فی الصهباء فی خیبر وهذا حدیث

ثابت الروایة عن ثقاة وحکی الطحاوی ان احمد بن صالح کان یقول لا ینبغی لمن سبیله العلم التخلف عن حفظ حدیث اسماء لانه من علامات النبوة کذا فی المنتقی قال الجوزی فی الموضوعات حدیث رد الشمس فی قصة علی موضوع بلا شک

ترجمہ اور اس سنہ ہجری مین طلوع ہوا آفتاب بعد غروب ہونی کی واسطے علی رضی اللہ عنہ کے موافق روایت طحاوی کے کتاب مشکلات الحدیث مین بروایت اسماء بنت عمیس کے دونون طریقہ سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی پر وحی آتی تھی اور سر اُنکا گود مین حضرت علی کے تھا اور نہین نماز پڑہی تہی حضرت علی نے عصر کی تا غروب آفتاب کے پس پوچھا اُس سے حضرت رسول نے آیا نماز پڑہی تونی ای علی کہا اُس علی نے کہ نہین پس کہا حضرت رسول نے کہ ای میری خدا تہا وہ علی طاعت مین تیری اور رسول تیرے کی پس پھیر دی تو اوپر اُسکی آفتاب کو کہا اُس اسماء نے کہ دیکہا ہمنے اُس آفتاب کو غروب ہوتے ہوئے پہر دیکہا ہمنے اُس آفتاب کو طلوع ہوتی ہوئی بعد غروب ہونے کے اور گرا وہ آفتاب اوپر پہاڑ اور زمین کے یعنے روشنی اُسکی آئی پہاڑ اور زمین پر اور یہ بات مقام صہبا علاقہ خیبر کی ہے اور یہ حدیث ثابت المروایت ہی ثقہ لوگون سے اور نقل کی طحاوی نے کہ احمد ابن صالح کہا کرتے تھے کہ نہین سزاوار ہی اُس شخص کو کہ جسکا علم ہی خلاف ورزی کرنی حفظ حدیث سی اسماء کے بنظر اس بات کے کہ وہ علامات نبوت سی ہی اور یہ روایت کتاب منتقی مین ہی اور کہا ابن جوزے نے کتاب موضوعات مین کہ حدیث رجعت آفتاب کی قصہ علی مین ایک حدیث موضوع ہی بلاشک — **فایدہ** — اگرچہ ابن جوزی نے جو اعتقاد اُسکا بطور ابن خلکان اور معتزلی وغیرہ کے ہی

اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہی مگر شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے بھی اس حدیث کو مقصد دوم مین اپنی کتاب ازالۃ الخفا کی بہت طول سے اس حدیث کو منظور کیا ہی کہ جو یہ شاہ صاحب بھی ایک سخت سنیون مین سے ہین اور رجعت آفتاب کی کیا مشکل ہی کہ حضرت یوشع کی دعا پر بھی ٹھہر جانا آفتاب کا توریت مین مندرج ہی اور یہ بات شرف علی کی کیا کم ہی کہ حضرت رسول نے اپنا سر حضرت علی کی گود مین رکھکر کے آرام کیا۔

نمبر ۲ تاریخ الخمیس جلد دوم سنہ ۸ ہجری سے صفحہ ۸۶

وفی رباض النضرۃ روی عن علی انہ قال حین اتینا الکعبۃ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس فجلست الی جنب الکعبۃ فصعد علی منکبی فذھبت لانھض بہ فرای ضعفا منی تحتہ قال اجلس فجلست فنزل عنی وجلس لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال لی اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیہ فنھض لی وانہ یخیل الی انی لو شیت لنلت افق السماء حتی صعدت البیت وفی شواھد النبوۃ سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا حین صعد منکبیہ کیف تراك قال علی ارانی کان الحجب قد ارتفعت وتخیل الی انی لو شیت لنلت افق السماء فقال رسول اللہ طوبی لك تعمل للحق وطوبی لی احمل للحق او کما قال انتہی قال فصعدت البیت وکان علیہ تمثال صفر او نحاس وھو اکبر اصنامھم وتنحی رسول اللہ فقال لی الق صنمھم الاکبر وکان موتدا

على البيت باوتاد حديد الى الارض فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ايه اعالجه جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا فجعلت ازاوله وقال اعالجه عن يمينه وعن شماله ومن بين يديه ومن خلفه حتى اذا استمكنت منه قال لى رسول الله اقذفه فقذفت به فتكسر كما يتكسر القوارير ثم نزلت وزاد الحاكم فما صعدت حتى الساعة ويروى انه كان من قوارير رواه الطبرانى وقال اخرجه احمد ورواه الزرندى والصالحانى ثمّ ان عليًّا اراد ان ينزل فالقى نفسه من صوب الميزاب تاديا وشفقة على النبى صلى الله عليه وسلم ولما وقع على الارض تبسم فساله النبى صلى الله عليه وسلم عن تبسمه قال لانى القيت نفسى من هذا المكان الرفيع وما اصابنى الم قال كيف يصيبك الم وقد رفعك محمد وانزلك جبرئيل ويقال ان واحدًا من الشعراء اشار الى هذه القصة فى هذه الابيات فقال

قيل لى قل فى على مدحة   ذكره يخمد نارا موصدة
قلت لا اقدم فى مدح امرئ   ضل ذو اللّب الى ان عبدهٗ
والنبى المصطفى قال لنا   ليلة المعراج لما صعده
وضع الله بظهرى يده   فاحسّ القلب ان قد برده
وعلى واضع اقدامه   فى محل وضع الله يده

ترجمہ ریاض النضرہ مین روایت ہی علی سے کہ کہا اُسنی کہ جب پہونچے ہم لوگ
کعبہ کو تب کہا مجکو رسولخدا نی کہ تو بیٹھ جا پس بیٹھ گیا مین طرف پہلو کعبہ کے تب
چڑہے وہ نبی اوپر میرے کاندھے کے اُٹھانے لگا مین انکو پس دیکھا اُس نبی نے
ایک ضعف مجھہ مین اپنی نیچے تب کہا اُس نبی نے مجکو بیٹھ جا پس بیٹھ گیا مین اور اوترے
وہ نبی مجھہ سے اور بیٹھے وہ رسول میرے واسطی اور کہا مجکو کہ چڑہ جا تو اوپر میرے
کاندہی کے پس چڑہ گیا مین اوپر دونون کاندہون اُسکی اور اُٹھایا مجکو اُس رسول نے
اور ہمکو یہ خیال ہوتا تہا کہ اگر ہم چاہتی تو پہونچ جاتے ہم اُفق آسمان کو پس کہا
رسولخدا نی کہ مبارک ہو تجکو کہ عمل کرتا ہی تو براہ حق کے اور مبارک ہو مجکہ کہ
اُٹھاتا ہو مین براہ حق کے یا جیسا کہ کہا اُسنی منتہی ہوا وہ قول کہا اُس علی نے کہ چڑہی
ہم اُس خانہ کعبہ کو کہ اُسپر ایک تصویر تہی پیتل یا تانبی کی اور وہ بزرگترین اُنکے
بتون کا تہا اور جہکی رسولخدا اور کہا مجکو کہ پہینک تو اُنکی بت کلان تر کو اور تہا
وہ بت مینخ مارا ہوا اُس خانہ کعبہ پر ساتہ مینخین لوہی کے زمین تک پس کہا رسولخدا نے
ہان اور ہان اور علاج کر تو اُسکا پہونچا حق اور نیست ہوا باطل اسواسطی کہ باطل
مٹا دیا گیا پس ہٹانی لگی ہم اُس بت کو یا کہا دفع کرنے لگے ہم اُسکو دہنے اور
بائین اور سامنی اور پیچہی سے اُس رسول کے یہانتک کہ ہم ٹہر گئے اُس بت کے پاس
تب کہا مجکو رسولخدا نی کہ پہینک دی تو اُس بت کو پس پہینک دیا ہمنے اُس بت کو
تب ٹوٹ گیا وہ بت جیسے ٹوٹتا ہی شیشہ سب تب اوترے ہم اور زیادہ کیا حاکم نے
اسقدر عبارت کو کہ پہر نہین چڑہی ہم اُس کعبہ کو قیامت تک اور ایک روایت ہے یہ
کہ وہ بت تہا شیشون کا روایت کی اسکو طبرانی نے اور کہا اُسنی کہ نکالا ہی اُس
حدیث کو احمد نے اور روایت کی اُسکو ترمذی اور صالحانی نی تب اُسکی بعد علی نے

ارادہ کیا او تر نے کا پس گرا دیا اپنی کو میزاب یعنی کعبہ کی چہت کی موہری سی بنظر
ادب او شفقت کرنے او پر پیغمبر خدا کے اور جب گری وہ علی زمین پر تو تبسم کیا
لئے پس پوچھا اُس علی سے رسولخدا نے وجہ تبسم کو تب کہا علی نے کہ تبسم کی
وجہ یہ تھی کہ ہمنی اپنے کو گرا دیا ایسی مکان بلند سی اور نہ پہونچی مجکو کچھ چوٹ تب کہا رسول
خدا نے کہ کیونکر پہونچتی تجکو چوٹ کہ تجکو اُٹھایا تھا محمدؐ نے اور اُتارا تجکو جبرئیل نے
اور ایک شاعر نے اُس قصہ کو بیت ہای مفصلہ ذیل مین اس طرح پر قلمبند کیا ہی
ترجمہ شعر اول مجکو کہا گیا کہ تو علی کے حق مین ایک مدح کہ جسکا ذکر سرد کرتا ہی
آتش طبق بر طبق کو دوزخ کے۔

ترجمہ شعر دوم جواب دیا ہمنی کہ نہین قدم ڈالین گے ہم مدح مین ایک آدمی کے
کہ جسمین ایک شخص صاحب عقل یہانتک بہٹکا ہی کہ تحقیق کہ بندگی کی اُسکو۔

ترجمہ شعر سوم اور نبی مصطفےؐ نے کہا مجکو شب معراج کو جب چڑہی وہ نبیؐ

ترجمہ شعر چہارم کہا خدا نے میری پیٹھ پر اپنا ہاتھ پس تمیز کیا دل نے
کہ خدا نے ٹھنڈا کیا تھا اُس دل کو۔

ترجمہ شعر پنجم اور علی رکھنی والی ہین اپنی قدمونکو ایسی محل مین کہ جہان خدا نے رکھا تھا اپنا ہاتھ

تمت تاریخ الخمیس عربی جلد دوم صفحہ ۱۶۹ ۔

وتخلف عن بيعته علي وبنو هاشم والزبير بن العوام وخالد بن سعيد بن
العاص وسعد بن عبادة الانصادی ثم ان الجميع بايعوا
بعد موت فاطمة بنت رسول الله الا سعد بن عبادة فانه
لم يبايع احدا الى ان مات وبيعتهم بعد ستة اشهر
من موت فاطمة على القول الصحيح وقيل غير دلك

ترجمہ اور خلاف ورزی کی بیعت سی ابوبکر کی علی و بنی ہاشم اور زبیر بن عوام اور خالد ابن سعید بن العاص اور سعد بن عبادہ انصاری نے اور بعد اُسکی اون سب لوگون نے بیعت کی بعد انتقال حضرت فاطمہ دختر رسول اللہ کے مگر سعد ابن عبادہ کہ اُسنی ہرگز بیعت نہین کی کسی شخص کی تا مرنے اپنے کے اور بیعت اون سب لوگونکی بعد چھہ مہینے کے ہی انتقال حضرت فاطمہ سے اوپر قول صحیح کے اور بعض قول خلاف اُسکے ہین ـــ

نمبر ۴ تاریخ الخمیس عربے جلد دوم صفحہ ۲۴۱ ـ

فلما كتب ختم الصحيفة واخرجها الى الناس وامرهم ان يبايعوا لمن فى الصحيفة حتى مرّت بعلى فقال بايعت لمن فيها وان كان عمر

ترجمہ پس جب لکھا اُس ابوبکر نے صحیفہ استخلاف عمر کو تب مُہر کی اُسپر اور بھجوایا اُس صحیفہ کو آدمیون کے پاس اور حکم دیا اُس ابوبکر نے کہ بیعت کرین وی لوگ اُس شخص کی کہ جو اُس صحیفہ مین مذکور ہی یہانتک کہ پہونچا وہ صحیفہ علی کے پاس تب کہا اُس علی نے کہ بیعت کی ہمنی اُس آدمی پر جو اِس صحیفہ مین مذکور ہی اگرچہ ہو وہ آدمی عمر ـ **فائدہ** ـ اس عبارت سی کہ اگرچہ وہ شخص عمر ہو یہ بات صاف مترشح ہوتی ہی کہ حضرت علی کو حضرت عمر سے کچھ کراہت تھی کہ بنی ہاشم اور علی وغیرہ نے بیعت ابوبکر کی نہین کی تا حیات جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے

فصل ۸۹

اس فصل مین انتخاب ضروری تاریخ ابو الفدا بادشاہ ملک حماۃ علاقہ شام سی کیا جاتا ہی کہ جو یہ شخص بھی ایک سخت سُنّی ہی ـ

نمبر ۱ تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ترجمہ اردو ۳۷۵ یہ بیعت حضرت ابوبکر کی

عشرۂ اوسط ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری مین ہوئی مگر بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ ابن ابی لہب اور خالد ابن سعید ابن عاص اور مقداد ابن عمر اور سلمان فارسی اور ابو ذر اور عمار ابن یاسر اور برا ابن عازب اور ابی ابن کعب یہ سب لوگ حضرت علی کے ہمراہ ہو گئے اور اسی بات مین عتبہ ابن ابی لہب نے چند شعر اس مضمون کے کہے ہین کہ مین نہ جانتا تھا کہ خلافت اور حکم اولاد ہاشم سے جاتا رہیگا اور اسی طرحسی ابو سفیان پدر معاویہ نے بیعت ابوبکر کی نہین کی پھر ابوبکر صدیق نے عمر بن الخطاب کو حضرت علی کے پاس باین ارادہ بھیجا کہ جو لوگ اُنکے ہمراہ اہل بیت ہین معہ اُنکے حضرت علی رض کو حضرت فاطمہ کے گھر سے نکالدو اور یہ کہدیا تھا کہ اگر اُنکو نکلنی سے کچھ انکار ہو تو بیشک تم اُنسے لڑنا حضرت عمر تھوڑی سی آگ بھی ہاتھ مین لیکر بہ ارادہ گھر کے پھونکنے کے گئے اسی اثنا مین حضرت فاطمہ راہ مین اُنسے ملین اُنھون نے پوچھا کہ کہان کو جاتا ہی ای ابن الخطاب کیا ہمارا گھر پھونکنی آیا ہی حضرت عمر نے کہا کہ البتہ تمہارا گھر پھونک ڈالونگا نہین تو تم بھی ابوبکر صدیق سے بیعت کرو جسمین تمام امت داخل ہوئی تم بھی داخل ہو جاؤ

رای راقم۔ اگر یہ روایت درست ہو تو حضرت علی کا گہر سے فاطمہ اُنکی بی بی کے نکالدینی کا حکم کرنا اور حضرت عمر کا ہاتھ مین آگ لیکے جانا واسطے جلانی گھر فاطمہ کے یہ کیسا کام ہی واہ واہ سُنی صاحبان یہ آپ ہی لوگونکا حوصلہ ہی کہ ایسے اعمال و افعال کے آدمیون کو حضرت علی پر تفضیل دین ہمارا حال اسوقت تو ناگفتہ بہ ہی مگر کیا کرین کہ ہماری خاوند مولا علی نے کچھ زبان بد اُن لوگون پر استعمال نہین کیا اور ابو الفدا کا حال یہ ہی کہ وہ ایک سُنی ملک شام کا ہی کہ اُسکی نزدیک حضرت علی کو کچھ بڑی عزت نہین ہی اسواسطی بے تکلف اس روایت کو جو قاضی جمال الدین ابن

واصل سی ہے اپنی کتاب تاریخ مین لکھدیا ۔

نمبر ۲ تاریخ ابو الفدا جلد اول ترجمہ اردو صفحہ ۳۹۹ ۔

پھر حضرت عثمان نے جب اپنی اقارب اور رشتہ دارون کو ملکون پر مسلط کیا اسوقت عبد الرحمن بن عوف سی لوگون نے کہا کہ یہ سب تیرے کرتوت ہین اُسنی کہا کہ مین اس سے یہ خیال نہ کرتا تھا لیکن اب مین اس سے کبھی کلام نکرونگا چنانچہ عبد الرحمن حضرت عثمان کی جدائی ہی مین مرگیا ایک دفعہ بیمار پرسی کے لیے حضرت عثمان گئے تھے وہ دیوار کیطرف چلا گیا اور اُس سے کلام نہ کیا تاکہ قسم نہ ٹوٹ جائے

نمبر ۳ تاریخ ابو الفدا ترجمہ اردو صفحہ ۴۲۹

اور عمرو ابن العاص بن وائل معاویہ کیطرف سے حکم مقرر ہوا یہ دون حکم حضرت علے کے سامنے حاضر ہوے اور اقرارنامہ اس معاملہ کے تصفیہ کا ہوگیا عبارت اُس اقرارنامہ کی یہ ہے ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ اقرارنامہ ہے کہ جسپر فیصلہ کیا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اتنی ہی عبارت لکھنے پای تھے کہ عمرو نے کہا کہ یہ امیر تمہارے ہین ہمارے امیر نہین ہین ۔ احنف نے کہا کہ لفظ امیر المومنین کا محو نکرو اشعث بن قیس نے کہا کہ محو کیا جاے چنانچہ حضرت علی نے مان لیا اور کہا کہ بہای امیر المومنین کا لفظ نہ لکھو یہ کہکر حضرت علے رض نے کہا اللہ اکبر آجکی روز مشابہ ہوا مین درمیان سنت رسول کی کیونکہ قسم ہی خدا کی مین بھی جنگ حدیبیہ کے روز رسول کیطرف سی اقرارنامہ لکھنے بیٹھا تھا مین نے محمد رسول اللہ لکھا تھا کفار نے کہا آپ رسول اللہ نہین ہین آپ اپنا نام لکھئی اور اپنی باپ کا نام لکھ دیجی اُسوقت پیغمبر خدا نے مجکو ارشاد کیا تھا کہ محو کر دو مین نے عرض کیا کہ یا حضرت مجکو اتنی طاقت نہین کہ مین محو کر دون اپنی

ارشاد کیا کہ مجھکو دکھلاؤ مین نے دکھلایا آپ نے اسکو اپنی ہاتھ سے مٹا دیا اور مجھ سے فرمایا کہ تجھکو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آویگا تو بھی یہی مانیگا عمر نے کہا کہ سبحان اللہ آپ ہمکو کفار سے تشبیہ دیتے ہین اور حالانکہ ہم مسلمان ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ای نافرمان برادر کے بچے اب تک تو فاسقون کا سردار اور مسلمانون کا دشمن نہین ہوا عمرو نے کہا کہ قسم ہی خدا کی اب سے مین آپکی مجلس مین کبھی نہ آؤنگا حضرت علی رض نے فرمایا کہ مین خدا سے چاہتا ہون تیری صورت پرکدورت سے اپنی مجلس مین پاک رکھون تجھ سی ایسے کو نہ بیٹھنے دون ۔ راقم ۔ یہ معاملہ جنگ صفین کا ہی جو کہ معاویہ سے پیش تھا اور اہل شام قریب مغلوب ہونے کے تھے تب معاویہ نے مشورہ عمر ابن عاص کے حکم یعنی ثالث مقرر کرایا اور حضرت امیر کیطرفسے ابو موسی اشعری اور معاویہ مردود کیطرفسے عمر ابن عاص ثالث مقرر ہوی اور عمر ابن عاص نے جو کچھ فریب کیا سو فن تاریخ سے متعلق ہی مگر اس جگہ نقل کرنے سے اس قصہ کے غرض یہ ہی کہ حضرت امیر نے پیروی مین سنت رسول اللہ کی لفظ امیر المومنین کو اقرار نامہ ثالثی سے محو کر دیا جیسا کہ حضرت رسول نے لفظ رسول اللہ کو اپنی معاہدہ مین محو کر کے حضرت علی کو کہا تھا کہ یہ معاملہ تمکو بھی پیش آویگا اور دیکھا جاتا ہی کہ حضرت علی سے کوئی سنت رسول کی فوت نہین ہوئی کہ حضرت علی نے جنگ صفین مین مباہلہ پر بھی بسنت رسول خدا کے مستعد ہوے تھے مگر اہل شام اس مباہلہ سے پس پا ہو گئے ۔

فصل ۹

اس فصل مین بحث پنجتن پاک کی ہی کہ یہ کیا اصطلاح ہی اور کیا بنیاد اس بات کی ہی واضح ہو کہ اوصاف قریشی اور صحابی اور خلیفہ ہونے مین خلفای ثلثہ شریک حضرت

امیر علیہ السلام کے تھے مگر حضرت علی جو علاوہ ازین قریشی اور صحابی اور خلیفہ ہونے کے داخل پنجتن پاک اور اہلبیت اور عترت اور لقب آل عبا اور لقب دوازدہ امام کے ہین سو یہ سب باتین خصوصیات مزید حضرت علی کی ہین کہ جس سے اصحاب ثلثہ وغیرہم کسی شخص کو کچھ علاقہ نہین ہی اور ہم نہین سمجھ سکتی ہین کہ بنیاد صحیح تفضیل الشیخین کی اوپر حضرت علی کے کیا ہو سکتی ہی جاننا چاہیے کہ پنجتن پاک اصطلاح ہی خاص پانچ آدمی سے کہ حضرت پیغمبر خدا اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام صرف یہی پانچ آدمی پنجتن پاک ہین اور بنیاد اسکی دو آیت ہی ایک آیت تطہیر اور دوسری آیت مباہلہ آیت تطہیر سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب دہلوی اللہ یہی چاہتا ہی کہ دور کری تمسے گندی باتین اس گھر والونسے اور ستھرا کرے ایک ستھرائی سے اور اس آیت کی حاشیہ مین شاہ عبد القادر صاحب نے خوب داد سنیت کا دیا ہی کہ اس آیت کو اوپر حضرت عائشہ وغیرہا ازواج کے ڈھالا ہی اور مطلق ذکر حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کا نہین کیا مگر اس کتاب مین اندر فصل ۱۶ کے بخوبی تصریح اس بات کی ہوئی ہی کہ بروایت حضرت عائشہ کے اس لفظ اہلبیت سے حضرت امام حسن اور امام حسین اور حضرت فاطمہ اور حضرت علی مراد ہین کہ جنکو حضرت پیغمبر خدا نے اپنی کمل مین لیلیا اور کہا کہ اللہم ہولاء اہل بیتی یعنی اے میری خدا یہی لوگ میری اہلبیت ہین اور فصل ۱۵ مین اس کتاب کے اندر حدیث سعد ابن ابی وقاص متعلق آیت مباہلہ کے بھی تحقیق معنی اہلبیت کی بخوبی کی گئی ہی اور یہ بنیاد اسی آیت تطہیر اور قصہ کمل یعنی کلیم سیادت کے حضرت

امام حسین علیہ السلام خامس آل عبا یعنی پانچوین شخص اُن کملی والونکی کہلاتے ہین
آیت دوم سورہ آل عمران آیت ۴۷ھ حسب ذیل ہی فمن حاجّک فیہ من بعد
ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم
وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین ترجمہ
اور جو شخص کہ حجت کری ساتھہ تیرے بابت اُس مسیح کے بعد اُس دانست کے جو
آگئی ہی تجکو سو کہہ تو اُن لوگونسی آؤ تم لوگ کہ ہم لوگ بلاوین اپنی بیٹون کو اور تم
لوگ اپنی بیٹون کو اور ہم لوگ اپنی عورتون کو اور تم لوگ اپنی عورتون کو اور ہم لوگ
خود اپنی جانون کو اور تم لوگ خود اپنی جانون کو تب ہم لوگ لعنت مانگین اور رکھین
لعنت خدا کی اُن لوگون پر جو جھوٹھہ بولتی ہین اور اُس فصل ۱۵ مین سعد ابن ابی وقاص
ی حدیث ہی کہ حضرت پیغمبر خدانی علی اور فاطمہ اور امام حسن و حسین کو ساتھہ اپنی لیکر کے
مباہلہ کرنیکو مقابلہ مین عیسائی لوگ کے گئے اور کہا اللہم ہولاء اہل بیتی
یعنی ای میری خدا یہی لوگ میری اہلبیت ہین غرض اُن لوگونکی اہلبیت ہونیمین
کچھہ شک نہین ہی اور یہی چار آدمی اور پیغمبر خدا ملاکر کے پنجتن پاک کہلاتی ہین اور اس
مقام مین ایک عذر سنیون کیطرفسے پیش ہو سکتا ہی کہ دیکھو رتبہ محبوبیت حضرت
عایشہ اور ابو بکر اور عبد الرحمن ابن ابی بکر اُنکی باپ بھائی کا کہ مقام مباہلہ مین واسطی
ہاجمیت لعنت خدا کی اُن لوگون کو پیغمبر خدا ساتھہ اپنی نہین لے گئے اور فاطمہ دختر اور
حسن اور حسین پر اس خطرہ کو ٹالدیا سو اُسکی جواب مین یہی کہا جائیگا کہ یہ عذر اُسوقت
درست ہوتا کہ جب پیغمبر خدا اپنی جان بچا کر کے علی اور فاطمہ اور حسن حسین پر یہ بلا ڈالدیتی
بلکہ اس جگہ پر یہ شعر بحق حضرت علی درست ہی

شعر

خدا نفس پیغمبرش خوانده است	دگر را فضیلت بکس مانده است

اور اس عرصہ مین ایک کتاب عربی باسم غایت المرام تصنیف سید ہاشم بحرانی کی ہماری پاس پہونچی کہ جو بوقت شاہ سلیمان صفوی کے مرتب ہوئی تھی اور اب سنہ ۱۲۷۲ ہجری مین بعہد شاہ ناصر الدین قاچار بادشاہ ایران کے طہران مین چھاپی گئی ہی کہ جو باثبات امامت دوازدہ امام اور فضایل اہلبیت کے ہی اور یہ کتاب اسقدر ضخیم ہی کہ ۷۸۴ صفحہ مین چھپی ہی اور ہر صفحہ مشتمل ہی اوپر ۳۷ سطرون کی اور اسقدر لفظون کو ملا ملا کر چھاپا ہی کہ اگر یہ کتاب ہندوستان مین چھاپی جائی تو گنجایش ایک ایک سطر کی دو دو یا ڈیڑھ ڈیڑھ سطر مین ہوگی اور حجم اس کتاب کا غالبا دو ہزار صفحہ کچھ کم و بیش ہوگا اور ایک اہتمام خاص مصنف کا یہ ہی کہ ہر بحث مین دو دو فصل ہی ایک فصل بروایت احادیث اور تفاسیر اہلسنت دوسری فصل بروایت احادیث اور تفاسیر اہل تشیع کی نقل کی ہی اور اپنی طرف سی دخل و تصرف زاید کا کچھ نہین کیا ہی اور احادیث اہلسنت کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور موطا ابن مالک اور احمد نسائی وغیرہ سے نقل کیا ہی غرضکہ یہ کتاب ایک خزانہ احادیث و تفاسیر اہلسنت و اہل تشیع کا ہی کہ جسمین ہزارون حدیثین طرفین کی موجود ہین غرض کہ راقم حروف کو تمامتر کافی و وافی ہی اور ہم جابجا احادیث اہلسنت کو اس کتاب غایۃ المرام سی اس کتاب مین ذکر کرینگے مگر ایک ایک حدیث پر جو اسناد اسکا چار چار پانچ پانچ سطرون مین ہی سو صرف بذکر نشان صفحہ اس کتاب غایت المرام کے اس کتاب مین ذکر کیا جائیگا اور سید ہاشم مصنف غایت المرام کا بذکر احادیث و تفاسیر طریقۂ عام یعنی اہلسنت اور طریقہ خاص یعنے اہل تشیع کے ایک فقرہ یہ بھی لکھا ہی واللہ جل جلالہ الشاہد علی ذلک وکفی باللہ شہیدا یعنی خدا تعالی گواہ ہی اوپر اس نقل احادیث وغیرہ کے اور اللہ شاہد کافی ہی

مگر چونکہ سنیونکی عادت ہی کہ شیعون پہ الزام جھوٹھا اور فریب کا دیتی ہین سو واسطی ہماری غرض تجویت سنی صاحبان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کے یہ ہی کہ اس کتاب غایت المرام کی جسقدر احادیث و تفاسیر کو ہم نقل کرین سو جس حدیث و تفسیر پر شک ہو سو اس کتاب غایت المرام کو دیکھ کر کے اصل کتاب مروی عنہ سی مقابلہ کر لین مگر خود ہمکو کچھ شک نہین ہی اور یہ کتاب غایت المرام جو بعہد شاہ سلیمان صفوی کے لکھی گئی سو اس خاندان صفوی کا یہ حال ہی کہ اول بادشاہ اس خاندانکا اسمعیل صفوی تھا جو ۱۵۰۱ عیسوی مین بادشاہ فارس کا ہوا اور یہ خاندان بادشاہان صفوی کا قبل زمانہ نادر شاہ کے ختم ہو گیا تھا پس تخمیناً یہ کتاب غایت المرام تصنیف کی ہوئی دو تین سو برس کی معلوم ہوتی ہے۔

نمبر ۱ حدیث اہلسنت اور غایت المرام صفحہ ۵ باب اول مقصد اول کہ سلسلہ روایت اسکا ابوہریرہ تک پہونچتا ہی قال لما خلق اللہ تعالی ابا البشر ونفخ فیہ من روحہ التفت آدم میمنۃ العرش فاذا نور خمسۃ اشباح سجّداً ورکّعاً قال آدم یا رب ہل خلقت احدا من طین قبلی قال لا یا آدم قال فمن ہؤلاء الخمسۃ الذی اراہم فی ہیئتی وصورتی قال ہؤلاء خمسۃ من ولدک لولاہم ما خلقتک ہؤلاء خمسۃ شققت لہم خمسۃ اسماء من اسمائی لولا ہم ما خلقت لجنۃ ولا النار ولا العرش ولا الکرسی ولا السماء ولا الارض ولا الملئکۃ ولا الانس ولا الجن فانا المحمود وہذا محمد وانا العالی وہذا علی وانا فاطر وہذہ فاطمۃ وانا الاحسان وہذا الحسن وانا المحسن وہذا الحسین آلیت بعزتی انہ لا یاتینی احد بمثقال حبۃ من خردل من بغض احدہم

الا ادخلتہ ناری ولا ابالی یا ادم ھولاء صفوتی بھم انجیھم وبھم اھلکھم فاذا کان لک الی حاجۃ فبھولاء توسل فقال النبی نحن سفینۃ النجاۃ من تعلق بھا نجی ومن حاد عنھا ھلک فمن کان الی اللہ حاجۃ فلیسئل منا اھل البیت

ترجمہ کہا اس ابوہریرہ نی کہ فرمایا اس رسولخدا نی کہ جب پیدا کیا خدا یتعالی نے ابو البشر آدم کو اور پہونکا اسنی اپنی روح کو تب التفات کیا آدم نے داہنی جانب کو عرش کے پس ناگاہ وہان نور تہا پانچ شخصونکا حالت سجدہ اور رکوع مین تب کہا آدم نی ای میری رب آیا پیدا کیا تو نی کسی شخص کو مٹی سے قبل میری تب جواب دیا خدا نی کہ نہین ای آدم تب پوچہا اس آدم نے کہ کون ہین یہ پانچ آدمی کہ جنکو دیکہتا ہون مین اپنی صورت و شکل مین جواب دیا خدا نی کہ یہ لوگ پانچ شخص ہین تیری اولاد مین سے اگر نہوتے وی لوگ تو نہ پیدا کرتا مین تجکو اور یہ لوگ وہ پانچ ہین کہ نکالا مین نے واسطے انکی پانچ نامون کو اپنی نامون مین سے کہ اگر نہوتے وی لوگ تو نہ پیدا کرتا مین جنت کو اور نہ دوزخ کو اور نہ عرش اور نہ کرسی اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ فرشتونکو اور نہ آدمی کو اور نہ جن کو سو میرا نام محمود ہی اور یہ محمدؐ ہی اور میرا نام عالی ہی اور یہ علی ہی اور میرا نام فاطر ہی اور یہ فاطمہ ہی اور میرا نام احسان ہی اور یہ حسن ہی اور میرا نام محسن ہی اور یہ حسین ہی اور قسم ہی مجکو اپنی عزت کی نہین کوئی شخص آویگا میری پاس ساتہ ایک مثقال کے رائی سے بغض رکھی ہوی کسی ایک ان پانچ کا مگر یہ ہی کہ داخل کرینگی ہم اسکو دوزخ مین اور نہین پروا کرتا ہون مین ای آدم یہ لوگ برگزیدہ میری ہین اور انکی ذریعہ سی نجات دونگا مین ان آدمیون کو اور انکی وجہ سے ہلاک کرونگا ان آدمیون کو پس جبکہ تجکو کچھ حاجت ہو میری طرف پس وسیلہ پکڑ تو

ساتھہ اُن لوگونکی پس فرمایا پیغمبر خدانی کہ ہم لوگ کشتی نجات کی ہین کہ جو شخص متعلق ہوگا اُس کشتی سے نجات پاویگا اور جو شخص کہ کنارہ رہیگا اُس کشتی سے ہلاک ہوگا پس جس شخص کو خدا کیطرف کچھہ حاجت ہو پس چاہیے کہ سوال کرے وہ شخص بوسیلہ ہم لوگ اہل بیت کے

نمبر ۲ اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جسکا سلسلۂ روایت ابن عباس تک ہی—

قال سمعت رسول اللہ یقول لعلے خلقت انا و انت من نور اللہ تعالے

ترجمہ کہا اُس عباس نے کہ سُنا مین نے رسولخدا کو کہتی ہوئی علی کو کہ پیدا کیا گیا ہین اور تو نور سے خدا کے—

نمبر ۳ حدیث اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جسکا سلسلہ روایت حضرت عثمان تک پہونچتا ہی قال قال عمر بن الخطاب ان اللہ تعالی خلق ملائکۃ من نور وجہ علی ابن ابی طالب ترجمہ کہا اُس حضرت عثمان نے کہ کہا حضرت عمر ابن الخطاب نے کہ تحقیق کہ اللہ تعالی نے پیدا کیا فرشتون کو نور سے چہرہ علے ابن ابی طالب کے—

نمبر ۴ حدیث اہلسنت اور غایت المرام صفحہ ۸ کہ جو حضرت عمر ابن الخطاب سے مروی ہی—

قال سمعت ابا بکر بن ابی قحافۃ یقول سمعت رسول اللہ یقول ان اللہ تعالی خلق من نور وجہ علی ابن ابی طالب ملائکۃ یسبحون و یقدسون و یکتبون ذلک لمحبیہ و محبی ولدہ

ترجمہ کہا اُس حضرت عمر ابن الخطاب نے کہ سُنا مین نے رسولخدا کو کہتے ہوئے کہ تحقیق کہ اللہ تعالی نے پیدا کیا نور سے چہرہ علی ابن ابی طالب کے فرشتون کو

کہ جو تسبیح و تقدیس خدا کی کرتے ہین اور لکھتی ہین اُس عمل کو واسطی محبان اُس علے کے اور محبان اولاد اُس علے کے ۔

تمسک ۵ حدیث اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جو سلسلۂ روایت اُسکا سلمان فارسی تک پہونچتا ہے قال سمعت رسول اللہ یقول خلقت انا وعلی بن ابی طالب من نور عن عین العرش نسبح اللہ ونقدسہ من قبل ان یخلق اللہ عز وجل ادم باربعة عشر الف سنة فلما خلق اللہ اٰدم نقلنا الی اصلاب الرجال وارحام النساء الطاهرات ثم نقلنا الی صلب عبد المطلب وقسمنا نصفین الطاهرات ثم نقلنا الی صلب عبد المطلب وقسمنا نصفین فجعل النصف فی صلب ابی عبد اللہ وجعل النصف فی صلب عمی ابی طالب فخلقت من ذلک النصف وخلق علی من النصف الاٰخر واشتق اللہ تعالی من اسمائه اسمًا فاللہ عز وجل المحمود وانا محمد واللہ الاعلی واخی علیؑ واللہ فاطر وابنتی فاطمة وانه حسن وابنای الحسن والحسین وکان اسمی فی الرسالة والنبوة وکان اسمه فی الخلافة والشجاعة فانا رسول اللہ وعلیؑ سیف اللہ

ترجمہ کہا اُس سلمان فارسی نے کہ سنا مین نے رسول خدا کو کہتے ہوئے کہ پیدا کئے گئے ہم اور علی ابن ابی طالب ایک نور چشمۂ عرش سے کہ تسبیح پڑھتے تھے ہم لوگ خدا کو اور تقدیس کرتے تھے ہملوگ اُسکی قبل اسکی کہ پیدا کرے اللہ آدم کو ۱۴ چودہ ہزار برس پہلے پس جب کہ پیدا کیا اللہ نے آدم کو تب منتقل کیا اُس اللہ نے ہم لوگون کو طرف پشت ہای مردان اور رحم ہای عورات طاہرات کے اور اُسکی

بعد منتقل کیا اُس نے ہملوگونکو طرف پشت عبد المطلب کے اور تقسیم کیا ہم لوگ کو دو نصف کر کے پس دیا ایک نصف کو پشت مین میرے باپ عبد اللہ کے اور ایک پشت مین ہماری چچا ابو طالب کے پس پیدا کیا گیا مین اُس نصف سے اور پیدا کئے گئے علی نصف آخر سے اور مشتق کیا اللہ نے اپنی ناموں مین سے ایک ایک نام پس خدای عز و جل محمود ہی اور مین محمد ہون اور اللہ اعلی ہی اور بھائی میرا علی ہی اور اللہ فاطر ہی اور بیٹی میری فاطمہ ہی اور تحقیق کہ وہ اللہ محسن ہی اور دو بیٹے میرے حسن و حسین ہین اور میرا نام تہا رسالت اور نبوت مین اور تہا نام اُس علی کا خلافت اور شجاعت مین پس مین رسول اللہ ہون اور علی سیف اللہ ہی

فائدہ۔ اس کتاب غایت المرام کے باب اول مقصد اول مین ۱۹ حدیثین اہلسنت کی مذکور ہین لیکن بخوف طول کے ہمنے صرف پانچ حدیث پہ اکتفا کیا۔ اور اس عرصہ مین ایک قصیدہ تاریخی اس کتاب حد تحقیق کا بقید سنہ ۱۲۹۶ ہجری کے طبعزاد جناب سید مظفر علی صاحب بلگرامی متخلص مجنون کا بذریعہ جمیلہ جناب سید احمد رضا صاحب بلگرامی کے پہونچا کہ بنظر شکرگذاری اس مقام مین نقل کیا جاتا ہی اور یہ تاریخ ہمکو بہت پسند ہوئی کہ نام حد تحقیق بمشرب سنی سے جیسا کہ سنہ ۱۲۹۴ ہجری سال ابتدائی تالیف اس کتاب کا نکلتا ہی سو اسی طرح اس تاریخ سے جناب سید مظفر علی صاحب کے سنہ ۱۲۹۶ ہجری سال اختتام تالیف اس کتاب کا بر آتا ہی اور امید ہی کہ انشا اللہ تعالے یہ کتاب سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین اختتام کو پہونچے۔

قصیدہ تاریخی مذکور الصدر

[illegible] سیدنا سے [illegible] | باوصاف علم و عمل مشتہر

[illegible] | محب ائمہ بصدق یقین

بعالم عقائد فضیلت مآب
وجودش بعالم ہدایت نصاب
زگلہای تحقیق گلدستہ بست
بخار الم جان اعدا بخست
بتشحید تحقیق تیغے کشید
جراحت بجانہای اعدا رسید
نگارید مجنون سنش منجلے
زہی ذوالفقار علی ولے

اور اس عرصہ مین جناب سید محمد حسن صاحب متخلص بہ ندرت نے بھی براہ عنایت چند قطعہ تاریخ بقید ۱۲۹۵ ہجری کے بھاگلپور سے ہماری پاس بھیجا وہ قطعات بھی بنظر شکر گذاری کے اس جگہ پر نقل ہوتے ہین۔

قطعۂ اول تاریخ فارسی

وحید عصر ولا مولوی وحید الدین
جناب شایق الآداب با فخر الالقاب
کہ ہست حاوی معقول و جامع منقول
مقر فضل و کمالش ہمہ چہ شیخ و شاب
زبس کہ منصف دل سوز حامی دین است
نمودہ است چو تالیف لاجواب کتاب
حدیث و آیت تفسیر و قول فیصل او
ہمہ بموقع و برجا برا اولی الالباب
چو نام نامی آن نسخہ حد تحقیق است
ممیز حق و باطل کتاب با خطاب
۱۲۹۵ھ

قصیدۂ دوم اردو

جناب منبع اخلاق و مجمع حسنات
وحید دہر وحید زمان خجستہ صفات
مری شفیق وہ ہین مولوی وحید الدین
خدا ہمیشہ رکھی انکی ذات بابرکات
مدام آنکی عنایت ہی میری شاملحال
کتاب بھیجی ہی منجملہ اپنی تصنیفات
ادای شکر عنایت تو ہو نہین سکتا
مگر ہے عرض مری انسی بعد تسلیمات
کتاب آپکی میری نظر سی سب گذری
مین بہرہ مند ہوا دیکھ اُسکی مندرجات
یہی کتاب ہی فی الواقعی حد تحقیق
کہ جملہ قول صحابہ حدیث اور آیات

مفسرون نی فریقین کی جو کی تفسیر
مورخون نی سیر مین لکھی ہین جو حالات
وہ سب بغور نظر آپنی کئی تالیف
ہوی ہین جلسی عیان اہل بیت کی درجات
بمقتضای عدالت بہ ہمین علم و کمال
کیا ہی اُنکی حقیقت کا آپ نی اثبات
خدای عادل و منصف سی ہی یہی امید
بر آئین آپ کے جملہ مطالب و حاجات
ہوی جو فکر کہون اس کتاب کی تاریخ
تو آکے ہاتف غیبی نے یہ سُنائی بات
کہ اُس وحید نی تنبیہ گمرہونکے لئے
لکھی کتاب بلا ریب یہ سبیل نجات ١٢ھ
٩٥

قطعہ سیوم فارسی

خد تحقیق چون بحد رسید
ازبیان شد مولفش خاموش
چون بجستیم سال خاتمہ اش
ختم گردید واہ گفت سروش ١٢
٩ھ

اور اس عرصہ مین ایک قصیدہ تقریظیہ جناب آغا مرزا احمد صاحب قبلہ اصفہانی حال مقیم بمقام گلبرگہ کا پہونچا کہ جو براہ عنایت بزرگانہ کے بہت کچھ قدر افزائی اس کتاب حد تحقیق کی فرمائی ہی کہ وہ بھی اس جگہ پر نقل کیا جاتا ہی کہ اُس سے بھی ایک امید ہدایت گمراہون کی ہوتی ہی۔

قصیدہ

حد تحقیق چو بگرفت علم صدق بدوش
لشکر خصم برآورد ز ہر سمت خروش
شاد بودند رقیبان کہ بکام ما شد
حد تحقیق ندا کرد ز حق گوش بگوش
پردہ برداشت ز رخ یار و بگفتا ای عقل
رہ تحقیق ہمین ہست تو جانانہ بکوش
حیف باشد کہ کنی پیروی وہم و خیال
حد تحقیق بہ بین و ز دگر چشم بپوش
فتنہ کردند و بگفتند کہ این ست اجماع
ظن چنین ست و قیاس ست خرد رفت ز ہوش
جعل کردند و نمودند بسی وضع حدیث
ظلم کردند بحدیکہ فلک شد مدہوش

بر خلاف نبی و رحمت اولاد حسینؑ   نام اسلام و ولی غاشیہ کفر بدوش
عیب خود پردہ نمودند بتاویل حدیث   ہر کہ حق گفت بخشم آمدہ گفتند خموش
دین خود کردہ مبدل بہوای دنیا   دیگران را صلہ دادند کہ این جرعہ بنوش
سوختند مصحف و کشتند نبی را اولاد   ظلم ہا رفت کہ کونین برآورد خروش
خون بباریدہ فلک در ستم آل نبیؐ   سر نہادند بزانو ہمگی خیل پروش
جلد و جہد ست کہ ہستیم نبیؐ را است   حیف بر دعوی این سلسلہ دین فروش
ختم کردند بخود شیوۂ گستاخی را   بہر توہین علی روز و شب ہستند بجوش
احمد از معتقدان ست بگفتار وحید   چونکہ آزاد شدہ او حسب سروش
یارب این گوہر یکتای تخلص آزاد   غرق وحدت شود و کسوت خادمی پوش

فصل ۹۱

بیان مین اسباب و سامان مصائب اہلبیت علیہم السلام کے اور اناٹومی یعنی تشریح مین مذہب تفضیلیا تشنیعین معاویہ شاہی کے

شعر

ہای جاتی رہی وہ زیبائے   خاک مین مل گئی وہ رعنائے

فصل بالا سی جو فضائل اہلبیت کے عیان و نمایان ہین سو اب کچھ اسباب مصائب آنکے لکھے جاتے ہین کہ حضرت علی ابن عم و ابن خالہ حضرت رسول کے اور زوج حضرت بتول کے تھے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے جو درخواست شادی کی حضرت فاطمہ سی کی اور حضرت علی نے بہ سبب شرم و حجاب کے خود درخواست نہین کی مگر مرضی حضرت رسول کی معلوم کر کے حضرت علی نے بھی درخواست کی اور شادی حضرت فاطمہ سی انجام پائی کہ حدیث اسکی فصل ۲۸ مین مندرج ہی سو تمام مصائب

جو اہلبیت کو پیش آنے والے تھے سو یہ امر بھی از دواج حضرت علی کا ساتھ حضرت فاطمہ کے ایک تخم اُس تمام مصائب کا قیاس ہو سکتا ہی اسواسطے کہ جب ایک شخص اسطرحسی دوسرون پر ترجیح دیا جاہی تو عین مقام اور قرینہ محسود ہونیکا اُس شخص کے ہی چنانچہ فصل ۵۷ مین اس کتاب جاتحقیق کے ایک حدیث عبداللہ ابن عمر کی روایت کی گئی ہی کہ عبداللہ ابن عمر یعنی صاحبزادہ عمر نے بہ نسبت حضرت علی کے کہا کہ علی کو تین باتین ایسی تہین کہ اگر اُسمین سے ایک بات بھی ہمکو ہوتی تو ہم تمام دنیا و مافیہا سی بہتر سمجھتی ایک یہ کہ حضرت رسول نے اپنی بیٹی فاطمہ کو ساتھ حضرت علی کے بیاہ دیا دوم یہ کہ حضرت رسول نے سب لوگون کا دروازہ بند کیا سوای حضرت علی کے سیوم یہ کہ حضرت رسول نے بروز جنگ خیبر کے علم یعنی نشان جنگ کا حضرت علی کو دیا غرض یہ ہی کہ شادی حضرت علی کی بھی ایک منشاء حسد کا ہی اور اس حدیث سی کسقدر رذالت حوصلہ عبداللہ ابن عمر کی نمایان ہی کہ جن باتونمین کہ حضرت عمر خود باپ اُنکی بمقابلہ حضرت علی کے شکست کہا چکی تھے سو حوصلہ کرنا اُن باتون کا اُنکے صاحبزادہ کے جی سے نہین گیا ہی اور حال عطای علم بروز خیبر کا یہ ہی کہ حدیث اُسکی فصل ۱۰ مین اس کتاب کی اسطرح مندرج ہی کہ حضرت رسول نے بروز خیبر کے فرمایا کہ ہم کل کے روز یہ علم ایک ایسی شخص کو دینگے کہ اللہ اُسکی ہاتھ پر فتح دیگا جو کہ خدا اور رسول خدا کو دوست کہتا ہی اور خدا اور رسول خدا اُسکو دوست رکھتی ہین پس جب رات گذری تو صبح کو سویرے سب لوگ حضرت رسول کے پاس پہونچی کہ ہر ایک انکا امیدوار عطای علم کا تہا تب پوچھا حضرت رسول نے کہ کہان ہی علی ابن ابیطالب لوگون نے کہا کہ اُسکی آنکہین درد کرتی ہین تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بلا بھیجو اُسکو پس

حاضر کئے گئے حضرت علی تب تھوک لگا دیا اُس پیغمبر خدا نی آنکھونمین علے کے
اور اچھی ہو گئے علی جلسیے کہ نہ تھا انکو کوئی درد پس عطا کیا رسول نے اُس
علے کو وہ علم فقط ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ اسطرح پر سب یار لوگون کا رات بھر امیدوار
عطای علم کا رہنا اور صبح کے وقت حضرت علی کو بلوا کرکے اور اُنکی آنکھون مین
تھوک لگا کرکے اُنکو علم عطا کرنا صحیح صریح ایک سبب محسود عام ہونے کا حضرت
علے کے ہوا اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی فصل ۱۱ مین مذکور ہی
کہ جس روسے حجۃ الوداع مین دو ماہ قبل انتقال حضرت کے حضرت علی صراحۃً
مولا کل مومن و مومنات کے بنائے گئے اور حدیث مندرجہ فصل ۱۲ مین
حضرت رسول نے حضرت علی کو ساتھ اپنے مثال ہارون کے ساتھ موسی کے دی
اور حدیث فصل ۱۳ مین ہی کہ حضرت رسول نے درمیان صحابیون کے مواخات
یعنے بھائی چارا لگا دیا مگر حضرت علی کو اپنا بھائی دنیا اور دین مین قائم رکھا اور حدیث
فصل ۱۴ اسی احبّ خلق اللہ ہونا حضرت علی کا خدا کے نزدیک ثابت ہی اور
حدیث آیت مباہلہ مندرجہ فصل ۱۵ آور حدیث آیت تطہیر مندرجہ فصل ۱۶ اسی
خصوصیت مزید حضرت علی اور تمام اہلبیت کی پائی جاتی ہی اور حدیث فصل ۱۹ سے
ظاہر کہ آنحضرت نی حضرت ابوبکر کو امیر حاج کرکے بطرف مکہ کے روانہ کیا تھا مگر آنحضرت
نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہی اور مین علے سے ہون اور ہماری ذمہ کا حق کوی شخص
ادا کریگا مگر خود مین یا علی اور حدیث فصل ۲۱ مین انا مدینۃ العلم و علی بابھا
مندرج ہی اور حدیث فصل ۲۲ مین ہی کہ حضرت رسول نے بروز جنگ طائف کی
حضرت علی سے مشورہ کیا اور اسپر لوگ بولے کہ رسول نے مشورہ ساتھ ابن
عم اپنی کے دیر تک کیا اور حضرت رسول نے فرمایا کہ ہمنی نہین مشورہ کیا مگر یہ

کہ خدا اُسی مشورہ کرتا تہا کہ اس حدیث سی معاملہ راز و نیاز کا درمیان پیغمبر خدا اور حضرت علی کے اور چلین چپڑ کرنا یار لوگون کا خوب سمجہا جاتا ہی اور حدیث فصل ۳۳ مین ہی کہ حضرت علی کا حالت جنب مین بہی مسجد نبوی ہوکرکے جانا بطور خود حضرت نبیؐ کے جائز تہا اور حدیث فصل ۲۹ سے ظاہر کہ سب لوگون کا دروازہ بطرف مسجد نبوی کے بند کیا گیا سوای دروازہ علی کے اور بہ نسبت حضرت ابوبکر کے آخر مرض الموت مین اجازت روزن رکہنے کی ہوئی اور بہ نسبت درخواست حضرت عمر کے حکم ہوا کہ اُنکی دیوار مین کوئی روزن بقدر ایک ناکہ سوئی کے بہی نچہوڑا جای اور حدیث فصل ۲۹ مین ہی کہ حضرت عباس شکوہ کرتے ہوی حضرت رسول کے پاس گئے کہ کیا حال ہی درمیان ہم ہاشمی لوگ اور اہل قریش کے کہ جب وہ قریش لوگ آپسمین ملتی ہین تو خوش خوش چہرونسی ملتی ہین اور جب ہم لوگونسے ملاقات کرتے ہین تو دوسری چہرونسی ملاقات کرتے ہین کہ جب پیغمبر خدا کو غصہ ہوا اور حدیث فصل ۴۲ سے ظاہر کہ حضرت عائشہ کو باقرار خود اُنکے ساتھ حضرت خدیجہ کے رشک تہا اور جنگ اُحد سے سب صحابیون کا بہاگ جانا اور حضرت علی کا لڑائی مین قائم رہنا ایک قرینہ قوی خار کہانے کا ہی الغرض یہانتک بسبیل اجمال یہ بات بخوبی تمام دیکہلائیگئی کہ حضرت علی اور تمام اہلبیت اور ہاشمیون سی اہل قریش تمامتر الگ تہلگ تہے اور خود حضرت پیغمبر خدا کو بہی اس بات سی اطلاع تہی اسواسطی کہ یہ حدیث فصل ۵۸ مین ہی کہ پیغمبر خدانی فرمایا کہ اگر تم لوگ علی کو ہماری بعد امیر بناؤگی اور نہین دیکہتی ہین ہم کہ تم لوگ یہ کام کروگے تو پاؤگے اس علی کو ہادی اور مہدی کہ جو لیجائیگا تمکو صراط مستقیم پہ اور حضرت علی نے دوش مبارک

حضرت نبی پر چڑہ کر کے اور خانہ کعبہ پر جا کر کے بتون کو توڑا تہا بہر حال عزت و آبرو حضرت علی اور تمام اہلبیت کی تاحیات حضرت رسول کے بخوبی تمام قائم رہی مگر مرض الموت حضرت رسول خدا سے رنگ یارون کا بدل گیا اور پہلے چوٹ یہ چلی کہ حضرت رسول نے جب مرض الموت مین کاغذ و قلم واسطی تکمیل وصیت تحریری کے طلب کیا تو حضرت عمر نے حسبکم کتاب اللہ کہکر کے ٹالدیا اور یہ ٹالدینا اُنکا بہت موقع پر ہوا کہ وہ حدیث وصیت زبانی خم غدیر سے خوب واقف تھے اور حضرت علی کو مبارکباد مولا ہونے کی دیچکی تھی اور بعد انتقال حضرت رسول کے جب تک حضرت علی و ابن عباس کفن دفن مین مشغول رہی تو حضرت ابوبکر باہتمام خاص حضرت عمر کے خلیفہ بنادی گئے اور دلیل یہ قائم ہوئی کہ الائمۃ من قریش اور یہ تقریر بمقابلہ انصار کے خوب غالب آئی مگر بمقابلہ حضرت علی یہ ایک تقریر محض پوچ و لچر تہی اسواسطی کہ حضرت علی بوجہ ہاشمی ہونے کے ایک ممتاز تر قریشی تھے اور حضرت ابوبکر کا حضرت علی کو کہنا کہ ہم لوگ بطور کارگذار ان کے ہین اور تو سردار اور امیر اور بادشاہ ہی سو یہ بات صرف براہ دفع الوقتی کے معلوم ہوتی ہی اسواسطی کہ یہ بات اگر سچے دل سی کہتی تو قریب اپنی مرنے کے حضرت علی کو خلیفہ بنانا کیا مشکل تہا اور حضرت عمر نے جو نام چہ شخصون کا بشمول حضرت علی کے لیا تہا سو اصل بندوبست اُسکا یہ تہا کہ اگر حضرت علی کچھ خلاف عبد الرحمن ابن عوف سی کرتے تو حضرت علی موافق حکم حضرت عمر کے بے تکلف مار دی جائے اور بعد قتل حضرت عثمان کے جو حضرت علی خلیفہ قرار پای تو یہ بات بتقاضای شور و فساد اُسوقت کے تھے مگر انجام یہ ہوا کہ حضرت عائشہ نے مکہ سی پہرتے ہوئے بطرف مدینہ کے جب یہ بات

اور یہ بہی سنی کہ عثمان قتل ہوی اور علی خلیفہ ہوئے تو نام علی کا سنکر کے کہا کہ اب
مدینہ مین ہمکو رہنا مناسب نہیں ہی اور وہین سے مکہ کو پھر گئین اور حضرت ام سلمہ کو
تمہلا کہ تم بہی ہماری ساتھ مدد کرکے علی سے مخالفت کرو مگر حضرت ام سلمہ نے
جواب دیا کہ تم اس بات کو جانتے ہو کہ کسقدر مرتبہ حضرت علی کو پیغمبر کے پاس تہا تو
مخالفت ہم کرینگی اور آخر حضرت عائشہ بحمایت طلحہ اور زبیر کے میدان جنگ
جمل مین بی پردہ آکر کے خود لڑین اور حضرت عائشہ نے جو معاویہ کو برانگیختہ کیا
سو اسکا انجام یہ ہوا کہ اسی فساد معاویہ بہی تمام باقی عمر حضرت علی کی مدد رکہی اور
ایک حدیث یہ بنائی گئی کہ نہین کوی نبی مرا مگر یہ کہ اپنی خاص موقع انتقال مین
دفن کیا گیا حالانکہ کسی نبی سابق کا دفن موقع انتقال مین نہین ہوا بلکہ توریت سے
زمین علیحدہ خرید کرنا حضرت ابراہیم کا واسطی مقبرہ کے ثابت ہی اور انجام اُس
حدیث بنانی کا یہ ہوا کہ حضرت رسول اُسی حجرہ عائشہ مین دفن کئے گئے اور اُس
زریعہ سے [illegible] حضرت ابو بکر و حضرت عمر بہی مدفون ہوے اور حضرت امام حسن نے
جو وصیت کی تہی کہ انکی لاش قریب روضہ مبارک تک پہونچائیجای اور اگر ممکن ہو
تو وہین پر دفن کیجای سو انجام یہ ہوا کہ جب لاش حضرت امام حسن کی قریب روضۂ
مبارک کے رکہی گئی تو اُس لاش پر خوب بارش تیرونکی ہوی اور حضرت عائشہ نے
بعذر ملکیت اپنی بسازش مروان کے اُس لاش کو اُس جگہ مین دفن ہونی نہین دیا
سو یہ کیا بی رحمی ہی ساتھ آل نبی صلعم کے اور تاریخ الخمیس عربی مین ہی کہ جب خبر فوت
امام حسن علیہ السلام کی معاویہ کے پاس پہونچی تو اُسنی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا یعنی تکبیر
خوشی کی پڑہی تب فاختہ زوجہ معاویہ نے تعجب کرکے کہا کہ اتبشر بفوت
ابن الفاطمۃ یعنی آیا خوشی کرتا ہی تو مرنے پر پسر فاطمہ کے اور معاویہ نے

جواب دیا ماکبرت شماتة ولکن استراح قلبی یعنی ہمنی یہ تکبیر خوشی کی ازروی شماتت کے نہین کہی لیکن دلکو میرے اس خبر سے راحت پہونچی غرض حضرت عائشہ نے جو بنیاد مصائب اہلبیت کی ڈالی تہی سو اسکو معاویہ اور یزید نے خوب پورا کیا اور شک نہین کہ حضرت عائشہ ایک محبوب بی بی پیغمبر خدا کی تہین مگر ساتہ حضرت علی کے انکو ایک خاص طرح کی خصومت تہی اور ایک بڑی آفت روزگار تہین جیسا کہ حضرت ابوبکر انکی باپ ایک نیک اور بزرگ صفات آدمی تہی سو اسی کا پورا عکس یہ تہا کہ حضرت عمر بڑی تیز اور سرگرم تہے مگر انکی بیٹی حضرت حفصہ بمقابلہ حضرت عائشہ کے ایک نیک بی بی تہین اور اسی طرح سی کوئی بات عداوت کی نسبت اہلبیت کے از طرف ام حبیبہ زوجہ رسول کے جو کہ معاویہ کی بہن تہین نہین دیکہی جاتی ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے جہوٹی حدیثون کا بنانا ایک خاص کام حضرت عائشہ کا تہا اور علماے اہلسنت پر حیف ہی کہ تمیز اور فرق کرنے سے احادیث اصلی اور وضعی کے تمامتر برکنار ہین اور ان علما پر غضب علی غضب یعنی غضب پر غضب یہ ہی کہ ترتیب خلافت کی جو اتفاقا بلا تجویز فضیلت ذاتی کے ہوتی گئی سو اہلسنت کو یہ اہتمام ہوا کہ واسطی ترتیب اتفاقی خلافت کے ترتیب افضلیت شیخین کے بہی ثابت کرین اور بنظر اس ضرورت کی ضرور ہوگیا کہ احادیث وضعی افضلیت اصحاب ثلثہ کو بہی قبول کرلین اور جسقدر احادیث کہ افضلیت مین حضرت علی علیہ السلام کے واقع ہین سو انکی معنی بنانی مین کوشش کیجائی اور اسی وجہ سی وصیت خم غدیر مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی معنی مولا کا ناصر اور دوست قائم کیا گیا اور حدیث انی تارک فیکم الثقلین مین معنی بدل کر کے معنی عترت کے سنت یعنی

حدیث بنای گئی اور یہی حال دوسری حدیثون کا ہی غرض علمای اہلسنت کا
تمام بند چھند اس قسم کا ہی کہ جیسی حضرت علی کو بطور ایک بادشاہ بازی شطرنج کے
زیچ مین کر رکھا ہی کہ کسی طرف راہ پناہ کی حضرت علی کو باقی نہین ہی مگر شطرنج والی
اس قاعدی سے واقف ہین کہ جب ایک طرف کا بادشاہ زیچ ہو جاتا ہی تو دوسرے
طرف کا مہرہ اُٹھا لیا جاتا ہی سو ہر گاہ احادیث فضائل حضرت علی مین جعلی بنای گئے
اور تمام دشمنان علی کی بتاویل خطای اجتہادی کے حمایت کی گئی تو ہمکو اپنی بادشاہ کے
واسطی ایک مہرہ اٹھا لینی کا اختیار ہوگا سو ہم معاویہ کو اٹھا لینگی اور اُسکو نچھوڑینگے
کہ اُسکی ذات سی خرابی اہلبیت کی بہت ہوئی ہی کہ اُسنی لعنت بر سر منبر حضرت علی پر
جاری کروای چنانچہ تاریخ ابو الفدا جلد اول ترجمہ اردو بصفحہ ۲۷۴ اور ۲۷۵
حسب ذیل کے مذکور ہی ۔ ایک دفعہ کا ذکر ہی کہ احنف مذکور در میان خلافت
معاویہ کے اشراف لوگونمین بطور ملاقات دربار معاویہ مین حاضر ہوا اسی اثنا مین
ایک شخص اہل شام کا بہی اُس محل مین آیا اور اُسنی خطبہ پڑہ کر کے خطبہ مین علی ابن
ابیطالب پر لعنت کی سب لوگون نے اپنی سر نیچی جہکا لئی کوئی نہ بولا مگر احنف نے
معاویہ کیطرف مخاطب ہوکر یہ کہا کہ یا امیر المومنین یہ شخص تمام انبیا کو لعنت کریگی
اگر آپکی مرضی پاوی تو بلاشک یہ سب نبیون پر لعنت کرے خدا سی ڈرو اور تقوی
اختیار کرو حضرت علی کا پیچھا اب تو چھوڑ دو کیونکہ انہون نی اس جہان سے رحلت کی
اب وہ اپنی قبر مین ہونگے وہان تو چین لینی دو اب تمکو انکی لعنت کرنے سی کیا
حاصل ہی اور قسم ہی خدا کی کہ وہ شخص مبارک النفس اور مصیبت زدہ تھا ۔
معاویہ نے کہا کہ ای احنف کیون آنکھون پر ٹھیکری رکھتا ہی مین قسم دیتا ہون تجھکو
خدا کی کہ تو بہی منبر پر چڑہکر اگر ہماری خوشی چاہتا ہی تو علی ابن ابیطالب پر لعنت

بیخوشی یا بجبر احنف نی کہا کہ آپ مجکو معاف رکہئی اسمین آپ کی خیر ہی اُسوقت
معاویہ بہت گڑگڑایا اور منت وسماجت سے پیش آیا تب احنف نے کہا کہ ای
معاویہ مین انصاف کے کلمی کہتا ہون معاویہ نے کہا فرمای ۔ احنف نے یہ کہا کہ
حمد خدا کو لائق ہی اور درود ہوجیو اوپر رسول اُسکی کے ای لوگو مجکو معاویہ نے
یہ کہا ہی کہ لعنت کر علی پر سنو علی ابن ابیطالبؓ اور معاویہ دونون جہگڑی اور آپسین
لڑے اور ہر ایک شخص نے اُن دون مین سے یہ دعوی کیا کہ خلافت حق میرا ہے
جب مین دعا کرون تم سب آمین کہنا ۔ اب مین کہتا ہون ۔ ای خداوند لعنت
کر تو اور تیری فرشتی اور لعنت کرین تیرے نبی اور تمام تیری پیدائش اوس شخص پر
جو ان دونون مین سے باغی ہوا اور لعنت کر تو گروہ باغی کو اور ای خدا بہت لعنت کر
اسپر ۔ آمین کہو ای سامعین ۔ یہ کہکر معاویہ سی کہا کہ مین تو یہ کلمی کہا کرتا ہون گرچہ
مارا ہی کیون بچاؤن اسے مجسے اور کچھ پھر نہ کہلانا فقط واہ واہ علمای اہلسنت کے
یہ آپ ہی لوگونکا حوصلہ ہی کہ اس لعنت کرنے کو بھی داخل خطای اجتہادی کے
سمجہین اور آپ پر کیا مصیبت پڑی ہی کہ فعل کافرانہ سی بھی معاویہ کے چشم پوشی
کرین ہماری نزدیک تو معاویہ بڑی بدذات تھی اور اگر خود حرام زادہ نہ ہون
تو بوجہ بہای قبول کر لینے زیاد ابن امیہ حرام زادہ کے معاویہ ایک بڑی بہائے
حرام زادہ کے ضرور تھے اور معاویہ کے کافر سمجہنے مین ہمکو کیا تکلف ہو سکتا ہی
کہ جب دس اسقراطی بہی یکی از دوازدہ حواریان حضرت مسیح کا تہا کہ جو خود حضرت مسیح کو
پکڑوا دیا اور عزازیل بہی ایک مقربان بارگاہ الہی مین سنے تہا کہ جسکو طوق لعنت ملا
پس معاویہ بہی بی تکلف اُن ہی لوگونمین سمجہا جا سکتا ہی اور مصائب اہلبیت کے
کہانتک بیان کرین کہ ہماری امام حسین کا سر کئی دن کی بہوک و پیاس پر بوجہ

سوا خذہ یزید پسر معاویہ کے کاٹا گیا اور لاش بی سر اُنکی گھوڑونکی سمون سے روندی گئی اور سر اُنکا بطور نشان فتح کے نیزہ پر چڑہا کر کے یزید کے پاس روانہ کیا گیا اور تمام سادات واقعہ کربلا کے بچہ شیرخوارہ تک سوای ایک امام چہارم زین العابدین کے مارے گئے انا للہ و انا الیہ راجعون - اور بعد اسکی سلطنت بنی امیہ اور عباسیہ تک تو سادات بنی فاطمہ عموماً واجب القتل اور کشتنی اور گردن زدنی سمجھے گئے غرض تمام مصائب اہلبیت کا حال یہ ہی کہ اُسپر فرشتون نے بہی گریہ کیا مگر علمای اہسنت کو کیا پروای مصائب اہلبیت کی ہی کہ اگر چاہین تو بہ نسبت یزید کے بہی مسئلہ خطای اجتہادی کا جاری کرین کہ ہرگاہ معاویہ صحابی تھے تو یزید بہی بطور ایک تابعی کی اور بدلیل حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم کے ایک شخص واجب التعظیم اور مستحق کف اللسان کا قرار پا سکتا ہی

غزل از مؤلف

جسکو سمجھے ہم امام نہین
پیر بھی ہو تو اُس سے کام نہین
بھیجو تم آل پر درود و سلام
اسکی خوبی مین کچھ کلام نہین
اہلبیت نبی پہ جو گذرا
وہ تو موجود ہے تمام نہین
دشمنون کا مقام ہے دوزخ
غیر دوزخ اُنہین مقام نہین
وہ حدیثین جو جعل و باطل ہین
پیش عالم کچھ اُنکا دام نہین
یاد خم غدیر مین مجھکو
آرزوی شراب و جام نہین
کربلا کو مجھے بلا لو تم
اس سے بہتر کوئی پیام نہین
خاک در ہوتے ہم کہین یا رب
اور کچھ مقصد و مرام نہین
مولا تیرے حسین ہین آزاد
تو کسی اور کا غلام نہین

اور حال یہ ہی کہ دلاوران عرب کچھ سپاہیان قلم بند و مشاہرہ دار حضرت رسول کے نہین تھے اور لوٹ مار پر انکی اوقات تھی اور اُسی امید پر مال غنیمت کے جوق جوق وحوش عرب ملتی جاتے تھے اور طریقہ جنگ و صلح سے خوب واقف ہوگئے تھے اور حضرت رسول نے کوئی سلطنت یا ملک نہین چھوڑا تھا اور ہر شخص کو اپنی نفع و نقصان اور گون بے گون کا خیال تھا یہانتک کہ بعد انتقال حضرت رسول کے انصار لوگون نے سعد ابن عبادہ کو خلیفہ بنا لیا اور جب خلافت حضرت ابوبکر پہ قائم ہوئی تو حباب انصاری نے حضرت ابوبکر کے پاس آکر کے غل و شور مچایا کہ اب انصار لوگ دروازہ پر قریش کے پانی مانگنی کو کھڑی ہونگے اور پانی انکو نہین ملیگا تب حضرت ابوبکر نے حباب کو تسلی اور دلاسا دیکر کے خاموش کیا اور جب ابوسفیان نے خلافت ابوبکر سے انکار کیا تو اُسکی بیٹے کو وعدہ دینے حکومت شام کا کر کے ابوسفیان بھی راضی کیا گیا اور اُس اجماع مین بیعت ابوبکر کی کچھ بحث فضیلت ذاتی کسی شخص کے پیش نہین ہوئی پس حضرت ابوبکر جو قریشیون مین ممتاز تر اور ملائم مزاج کے تھے سب قریشیون نے انکو اپنے کام کا جانکر کے خلیفہ قبول کر لیا تو یہ طور ایک ریاست جمہوری ریپبلک ملک فرانس اور امریکہ کا ہی اور اسیطرح کی ایک ریاست بلقب الکٹر یعنی شخص انتخابی کے علاقہ جات مفصلی مین ملک جرمنی کے ابتک جاری ہی اور اسی وجہ سے ہم خلفای ثلاثہ کو غاصب حقیت حضرت کا نہین سمجھتی ہین مگر یہ بات ہم ضرور کہینگی کہ اگر لوگ حضرت علی کو خلیفہ بلا فصل بنا لیتی تو یہ بات نہایت درجہ مناسب تر ہوتی کہ خود ابو عبیدہ ابن جراح اور بشیر ابن سعد وغیرہ بیعت کنندگان ابوبکر کو اقرار تقدم استحقاق خلافت حضرت علی کا تھا اور ہمکو مقدمہ وصیت اور خلافت مین پندرہ ۱۵ بلکہ ۲۰ برس تک

نہایت خلجان تھا کہ اسکا تصفیہ ضمنی اشعار مفصلہ ذیل مین کیا ہے اور یہ تضمین اشعار میر حسن دہلوی و سعدی علیہ الرحمۃ کی لکھا ہے

الہی یہ کیا [illegible] سانہ ہے
مری عقل اس جا پہ حیران ہے

اگر ہے وصیت خلافت تو کیا
وگر ہے خلافت وصیت ہے کیا

وصیت کو مانو خلافت نہین
خلافت کو مانو وصیت نہین

اور اگر یہ سمجھا کہ دونو ہین خوب
ہر اک ایک مصرف کا ہے بے عیوب

وصیت کا حاصل امامت کو مان
امامت سے انجام خیر اپنا جان

خلافت سے اسلام ظاہر ہوا
امامت سے ایمان ظاہر ہوا

حکومت خلافت کی تھی تیس سال
حکومت امامت کی ہے بےزوال

حرارت ہے ایمان کی اک طرف
حلاوت ہے ایمان کی اک طرف

معاویہ بد ذات سے فرق رہ
علی کی محبت مین تو غرق رہ

نہین ہمسر اسکا کوئی جز علے
کہ بھائی کا بھائی وصے کا وصی

ہوئی جو نبوت نبیؐ پر تمام
ہوئی نعمت اسکے وصی پر تمام

جہان فیض سے انکی ہے کامیاب
نبیؐ آفتاب و علے ماہتاب ہے

علے دین و دنیا کا سردار ہے
کہ مختار کے گھر کا مختار ہی

دیار امامت کے گلشن کا گل
بہار ولایت کا باغ سنبل ہے

علے راز دار خدا و نبیؐ
خبر دار سر خفی و جلے

علے بندۂ خاص درگاہ حق
علے سالک رہرو راہ حق

علے ولی ابن عم رسول
لقب شاہ مردان زوج بتول

کہے یون جو چاہی کوئی بیر سے
پہ نسبت علی کو نہین غیر سے

خدا نفس پیغمبرش خوانده است
دگر را فضیلت بہ کس مانده است
یہان بات کی اب سمائے نہین
نبی اور علی مین جدا سے نہین
نبی و علی ہر دو نسبت بہم
دو تا و یکے چون زبان قلم
علی کا عدو دوزخی دوزخے
علی کا محب سب جنتی جنتے
نبی اور علی فاطمہ اور حسن
حسین ابن حیدر یہ ہین پنجتن
ہوئی انپہ دو جگ کی خوبی تمام
انہون پر درود اور انہین پر سلام
علی سے لگا تا بہ مہدی دین
یہ ہین ایک نور خدای برین
انہون سے ہی قائم امامت کا گھر
کہ بارہ ستون ہین یہ اثنا عشر
صغیرہ کبیرہ سے یہ پاک ہین
حساب عمل سے یہ بیباک ہین
ہوا یان سے ظاہر کمال رسول
کہ بہتر ہوئی سب سے آل رسول
خدایا بحق سنے فاطمہ
کہ بر قول ایمان کنے خاتمہ
اگر دعوتم رد کنے ور قبول
من و دست و دامان آل رسول

فصل ۹۲

اس فصل مین بیان امامت کا ہی سوہم اول اس بات کو لکھتی ہین کہ قران شریف مین استعمال لفظ امام کا کس طرح پر واقع ہوا ہی اور وہ حسب ذیل ہی۔

نمبر ۱ سورۂ بقر ۲۔ آیت ۱۱۸ واذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما ترجمہ اور جب آزمایا ابراھیم کو اسکی رب نے کئی باتونمین پھر اُسنی وہ پوری کین فرمایا مین تجھکو کرونگا سب لوگونکا پیشوا

نمبر ۲ سورۂ ہود ۱۱۔ آیت ۲۰ افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ ومن قبلہ کتاب موسی اماما ورحمۃ ترجمہ بھلا ایک شخص جو ہی

نظر آتے راہ پر اپنے رب کے اور پہونچتی ہی اُسکو گواہی اُس سے اور پہلے اُس سے
کتاب موسی کی راہ ڈالتے اور مہربانی -

نمبر ۳ سورۃ الحجر ۱۵ - آیت ۷۹ فانتقمنا منہم وانہما لبامام مبین
ترجمہ اور یہ دونوں شہر راہ پر نظر آتی ہین حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب
مکہ سے شام کو جاتے ہوئے وہ بستی راہ پر نظر آتی تھی -

نمبر ۴ سورۃ الاسری ۱۷ - آیت ۷۳ یوم ندعوا کل اناس بامامہم
ترجمہ جسدن ہم بلائینگی ہر فرقہ کو ساتھ اُنکی سردار کے **نمبر ۵** سورۃ الفرقان
۲۵ - آیت ۷۴ والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا
للمتقین اماما **ترجمہ** اور وہ جو کہتے ہین ای رب دی ہمکو ہماری عورتون کیطرف
سے اور اولاد کیطرف سی آنکھ کی ٹھنڈک اور ہمکو واسطے پرہیزگارون کے
امام حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب یعنی دہیان سے سونپین -

نمبر ۶ سورۃ یٰسین ۳۶ - آیت انا نحن نحی الموتی ونکتب ما قدموا واثارہم
وکل شیء احصیناہ فی امام مبین **ترجمہ** شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی ہم ہین
جو جلاتے ہین مردی اور لکھتے ہین جو آگے بھیج چکی اور اُنکے پیچھے نشان رہے
اور ہر چیز گن لی ہے ہمنے ایک کھلی اصل مین حاشیہ شاہ صاحب موصوف جو
بھیج چکے اپنے اعمال اور پیچھے رہے نشان اولاد اور عمارت اور رسم نیک یا بد

نمبر ۷ سورۃ الاحقاف ۴۶ - آیت ۱۱ ومن قبلہ کتاب موسی اماما ورحمۃ
ترجمہ اور اُس سے پہلے کتاب موسیٰ کی ہی راہ ڈالتی اور مہر - رای راقم -
آیات مذکورہ بالا سے معنی امام کے پیشوا کے ہین اور نمبر ۱ یعنی سورہ بقر آیت
۱۱۸ سے ظاہر کہ حضرت ابراہیم کو لقب امام کا دیا گیا اور نمبر ۴ سورۃ الاسرے

آیت ۳۷ سے ظاہر کہ لوگ یعنی اپنی امام کے ساتھہ پکاری جاینگے غرض یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ ہر فرقہ کو ایک ایک امام یعنی پیشوا ہوتا ہی اور امام اور خلیفہ مین فرق باعتبار حیثیت کے ہی کہ استعمال خلیفہ یعنی نائب کا قرآن مین بحق آدم علیہ السلام کے بمقابلہ خدا کی ہی یعنے آدم زمین پر خدا کے نائب قرار پای اور استعمال امام یعنی پیشوا کا بمقابلۂ آدمیون کے ہی کہ وہ امام آدمیون کا پیشوا ہی پس حقیقتاً مفہوم خلیفہ اور امام کا قریب قریب ہی مگر کچھہ فرق بہی ہی اور وہ فرق یہ ہی کہ خلافت مین کچھہ حکومت ظاہری بھی چاہیے اور امامت مین حکومت ظاہری شرط نہین ہی بلکہ حکومت امام کی دل و جان اور اپنے اعمال و افعال سے متعلق ہی کہ جس سے نجات ہو اور حدیث مین واقع ہی انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی ولن یتفرقا ابدا حتی یردا علی الحوض یعنی فرمایا رسول خدا انی چھوڑ جاتی ہین ہم درمیان تم لوگونکی دو بھاری چیزین ایک قران دوسری عترت یعنی اولاد اپنی اور یہ دونون آپسمین فرق نہین ہونگے کبہو یہانتک کہ وارد ہون وہ دونون اوپر حوض کوثر کے پس قران اگر بجای لفظ کے فرض کیا جای تو اولاد رسول بجای معنے اُسکے ہین

لمولفہ

چو قرآن و علی باہم مثال لفظ و معنی اند | قناعت شد برین توام و بر بند ید محملہا

اور اس مقام مین شعر شاہ نعمت اللہ ولی کا بہت [illegible]

شعر

پیشوائی باید جستن ز اولاد رسول | پس قدم [illegible]

غرض مسلمان پر واجب ہی کہ اولاد رسول کو اپنا امام جانے اور [illegible]

دوازدہ امام کی ہماری نزدیک وہی حدیث خلافت دوازدہ گانہ کی ہی کہ جسمین وعدہ ہی کہ وہ بارہ خلیفہ قیامت تک ہونگے اور بیان اُسکا فصل ۵ مین اِس کتاب حد تحقیق سے ہوا ہی اور شاہ عبدالحق صاحب نے جو اُن خلفای دوازدہ گانہ مین شرط حکومت ظاہری کی لگاکر کے ولید ابن عبدالملک تک حساب کیا ہی سو اُس روسے معاویہ اور یزید بھی شاہ صاحب موصوف کے امام ہین اسواسطے کہ شاہ صاحب لکھتے ہین کہ خارج ہونا اُن خلفا کا عدل و احسان سے اور اُنکا اہل جور وفساد ہونا کچھ مانع نہین ہی اور ایک امر عجیب یہ ہی کہ سنیان بھی دوازدہ امام کو اسی ترتیب سے قبول کرتے ہین چنانچہ تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر اور روضۃ الصفا وغیرہ کتب تواریخ مین بیان حال اُن دوازدہ امام کا موجود ہی اور خواجہ حافظ شیراز بھی ان دوازدہ امام کو منظور کرکے کہتے ہین

شعر

بدشمنان منشین حافظا تولا کن
نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار

اور اب اس مقام مین ایک حدیث اہلسنت کی باب دہم مقصد اول سی کتاب غایت المرام متذکرہ فصل بالا کتاب ہذا کے نقل کیجاتی ہی کہ جس سے اصل منشا اصطلاح دوازدہ امام کا معلوم ہوتا ہی **حدیث** کتاب ابن المویدا لموفق ابن احمد سے بروایت سلمان محمدی کے قال دخلت علی النبی واذا الحسین علی فخذہ وہو یقبل عینیہ ویلثم فاہ وہو یقول انت سید بن سید واخو سید ابو السادات انت امام ابن الامام اخو الامام ابو الائمۃ انت حجۃ بن حجۃ اخو حجۃ ابو حجج تسعۃ من صلبک تاسعہم قائمہم ترجمہ کہا اُس سلمان محمدی نی کہ داخل ہوی ہم حضرت کے پاس اور ناگاہ حسین تھے اوپر زانو اُس نبیؐ کے اور وہ نبی چوم رہی تھے دونون آنکھون کو اُس

حسین کے اور بوسہ دیتے تھے اُسکے منہ کو اور وہ نبی کہہ رہے تھے کہ تو سید یعنی سردار ہی اور بیٹا سید کا اور بھائی سید کا اور باپ سید لوگون کا اور تو امام ہے بیٹا امام کا بھائی امام کا باپ امامون کا اور تو حجت ہی بیٹا حجت کا بھائی حجت کا باپ حجتون کا جو نو نکلینگے تیری پشت سے اور نوان شخص اُن لوگونکا قائم رہنی والا ہوگا اُن لوگون کا۔

ف — یہ خطاب حضرت نبی کا بطرف امام حسین کے ہی کہ جو امام سیوم تھے اسواسطے کہ حضرت علی امام اول اور حضرت امام حسن امام دوم اور امام حسین امام سیوم ہین اور اس تیسرے امام کو ارشاد ہوا کہ تیری پشت سے نو امام نکلینگے پس تین اور نو ملا کرکے کل بارہ امام ہوے اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ فقرہ ایک کبت ہندی کا کہ جو بھاٹ لوگ جابجا سناتے پھرتے ہین گویا ترجمہ اسی حدیث کا ہی اور وہ فقرہ بشان امام حسین کے حسب ذیل ہی — امام ہین آپ امام کے باپ امام کے پوت امام کے بھیا رسول کے آل بتول کے لال میری ناؤ تو ہی ہی کھوّیا اور یہ جو ارشاد حضرت رسول کا ہی کہ نوان امام ان باقی نو امامون کا قائم رہیگا سو اس مضمون سے دوازدہم حضرت امام مہدی آخر الزمان کا بیٹا ہونا امام حسن عسکری امام یازدہم کا اور زندہ اور قائم رہنا اُنکا جیسا کہ شیعہ لوگ ادعا کرتے ہین قابل تسلیم کر لینے کے معلوم ہوتا ہی اور اسکی بحث آیندہ کیجائیگی۔

فصل ۹۳

ذکر امام اول از جملہ دوازدہ امام۔

فصل بالا مین دیکھلایا گیا کہ اصل بارہ ستون دین و اسلام کے دوازدہ امام ہین —

تاریخ الخمیس عربی جلد دوم چھاپہ مصر صفحہ ۲۸۶

علی و اولادہ اولہم علی ابن ابی طالب و قد سبق ذکرہ

ترجمہ اور وہ دوازدہ امام علی ہین اور اولاد انکی اول اُن دوازدہ امام کے علی ابن ابیطالب ہین اور تحقیق کہ سابق مین ذکر اُسکا ہوا۔

تاریخ جدولیہ تصنیف مولوی خادم علیصاحب سندیلوی

پیدائش آپکی تینتیس ۳۳ سال قبل ہجرت کے اور مدت خلافت آپ کی چار برس چھہ مھینہ ہی اور شہادت آپ کی سن چالیس ہجری مین ہوی آپ چچازاد بھائی پیغمبر صاحب کے ہین اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ کے زوج ہین اور پیغمبر صاحب کے اور خلفای ثلثہ کے وقت مین بڑی بڑی شجاعتین کین اپنی خلافت مین نوبت جہاد کفار کی بسبب فساد آپس یعنی بنی امیہ کے نہ پہونچی اور ۳۵ سنہ ہجری مین زینت بخش خلافت کے ہوے تھے آخر بشہادت ہاتھ عبد الرحمن ابن ملجم شوہر قطامہ کے داخل خلد مین ہوے اور آپ اول مسلم صبیان سے اور خلیفہ بنی ہاشم سے ہین اور عمر آپ کی ۶۳ سال کی تھی اور آپ نی ایک شعر عربی اپنی اول مسلمان ہونے کا کہا ہی جسکا ترجمہ زبان اردو مین یہ ہے

مسلمان مین ہوا ہون سب سے پہلی
دران حالیکہ نا بالغ تھا لڑکا

اور نام والدہ حضرت علی کا فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہی پس حضرت علی مرتضیٰ رض ماں کی طرف سے بھی ہاشمی ہین اور اپنی دادکی طرف سے بھی اور طلحہ بن عبد اللہ نے اول جناب امیر المومنین سے بیعت کی اور ۳۶ سنہ ہجری مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نی اپنی طرف سے عامل و حاکم مقرر کرکے اطراف بلاد کو روانہ فرمائی اور عمال عثمانیہ کو معزول فرمایا اور شہر جمادی الآخر مین جنگ جمل کی ساتھ حضرت علی کے واقع ہوئی بمقام خریبہ اور فریقین سے دس ہزار مرد مقتول ہوی۔ اور ۳۷ سنہ ہجری مین جنگ صفین واقع ہوئی عرصہ ۱۱۰ ارہ تک

اور شام کیطرف سے ۴۵۰۰۰ ہزار آدمی مارے گئے اور اہل عراق کیطرف سے ۲۵۰۰۰ ہزار شہید ہوی اور حلیہ شریف آپ کا یہ ہی کہ گندم گون میانہ قد فراخ چشم کبیر البطن دراز ریش سینۂ مبارک پر بہت بال تھی اور پیشانی پر کم خوب صورت کثیر التبسّم بروایت ابن اسعد سی ظاہر ہی کہ فرمایا آپ نے کہ نہ نازل ہوئی کوئی آیت کلام اللہ مگر مجھے شان نزول اسکی اور مکان نزول اور شخص منزل علیہ معلوم تھا اسلئی کہ میرے رب نے مجھے بخشا تھا قلب فہمیدہ اور زبان گویا اور منجملہ کرامات آپ کی یہ بھی ہی کہ کچھ آپ نے ارشاد کیا پس تکذیب کے اس قول کی ایک مرد نی پس فرمایا کہ مین تیرے اوپر دعا کرتا ہون اگر ہی تو کاذب اسنی کہا بہتر دعا کرو پس دعا کی اوپر اسکی حتی کہ نہ حرکت کی وہان سی کہ جاتی رہی بینائی اسکی غرض کہ فضائل و کرامات آپ کے بہت ہین اس ذخیرہ مین بسبب طوالت کے نہین لکھی گئے اور حیدر بھی لقب آپ کا تھا اور ذو الفقار آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی تھی اور انکی پیشانی مبارک پر وقت نماز صبح کے ابن ملجم ملعون مذکور بالا کے ہاتھ سے زخم شدید پہونچا تھا اور یہ ملعون بعد مارنے کے گرفتار ہو آیا تھا۔ فقط

اور اب اس جگہ پر چند اشعار اوائل دیوان حضرت امیر علیہ السلام سے تیمنًا و تبرّکًا نقل ہوتے ہین ساتھ ترجمہ کے

نمبر ۱ الناس من جهة التمثال اكفاء ابوهم آدم والام حوّاء

آدمی لوگ از روی شکل ظاہری کے کفو یعنی ہم جنس ہین اسواسطے کہ باپ ان لوگون کے آدم ہین اور مان انکی حوّا ہین

ف آپ نے جو ارشاد فرمایا کہ آدمی لوگ از روی شکل ظاہری کے کفو یعنے

ہمجنس ہین سواس بیانمین کمال بلاغت ہی کہ مشابہت صرف باعتبار شکل ظاہری کے ہی وگرنہ از روی صفات ذاتی کے آدمی لوگ نہایت درجہ اقسام مختلف کے ہین کہ ایک شخص عالم اور دوسرا جاہل اور ایک سعید دوسرا شقی ہوتا ہی اور اسی طرحسی دوسرے صفات مین بہی مختلف ہوتے ہین

نمبر۲ وانما امهات الناس اوعية   مستودعات وللاحساب آباء

اور نہین ہین مائین آدمیون کی مگر ظروف اور جاہای امانت درحالیکہ واسطے حساب حسب نسب کے باپ لوگ ہین۔

ف یعنی حساب حسب نسب فلان ابن فلان کا باپ کیطرفسے ہوتا ہی اور حسب تین کرسی تک اور نسب تین کرسی کے اوپر ہی۔

نمبر۳ فان یکن لهم من اصلهم شرف   یفاخرون به فالطین والماء

پس اگر ہو اُن لوگون کو انکی اپنی اصل کیطرف سی کچہ شرف کہ جس سے فخر کرتے ہون پس مٹی و پانی ہی ف یعنی جب اول و آخر آدمی کا پانی اور مٹی ہی تو کیا فخر کرنا ہی۔

نمبر۴ وان اتیت بفخر من ذوی نسب   فان نسبتنا جود وعلياء

اور اگر کچہ پیش کرے تو ساتھ کسی فخر کے از طرف صاحبان نسب کے ہا پس تحقیق کہ نسبت ہملوگون کی بطرف جود اور علو مراتب کے ہی ف یعنی اگر تم لوگون کو فخر نسبت قریشی ہونیکا ہی تو نسب ہمارا جود یعنے بخشش ہاشمی ہونیکا اور علو مدارج کا ہی اسواسطی کہ قبیلہ ہاشم مین جود اور علو مدارج ہی۔

نمبر۵ لا فضل الا لاهل العلم انهم   على الهدى لمن استهدى ادلاء

نہین کوئی فضیلت ہی مگر واسطی اہل علم کے اسواسطی کہ تحقیق کہ وہی لوگ ہا اوپر ہدایت کے ہین اور جو شخص کہ ہدایت چاہی اُسکی واسطے ہدایت ہین ف یعنی

ساتھہ شرف نسب کے ہمکو شرف علم کا ہی کہ خود ہم ہدایت پر ہین اور دوسرونکو ہم ہدایت کرتے ہین یعنے کہ ہم لوگ اہلبیت ہادی و مہدی ہین ـــ

نمبر۶ وقیمۃ المرء ما قد کان یحسنہ   والجاہلون لاہل العلم اعداء

اور قیمت مرد کی وہ چیز ہی کہ جو نیک بناوی اُسکو ؛ درحالیکہ جاہل لوگ واسطے اہل علم کے دشمنان ہین

نمبر۷ فقم بعلم ولا تبغ لہ بدلا   فالناس موتی واہل العلم احیاء

پس اُٹھہ تو ساتھہ علم کے اور نہ ڈہونڈہ تو واسطی اُسکے کوی عوض ؛ اِسواسطی کہ آدمی لوگ مردہ ہین اور اہل علم زندہ ہین

ف یعنی خلافت بمقابلہ فضیلت علمی کے کیا چیز ہے

غزل دیگر

نمبر۱ تغیرت المودۃ والاخاء   وقل الصدق وانقطع الرجاءُ

متغیر ہوگئی دوستی اور اخوت ؛ اور کم ہوگیا صدق اور کٹ گئی امید

ف یہ غزل غالباً زمانہ خلافت خلفاء ثلثہ کی معلوم ہوتی ہی

نمبر۲ واسلمنی الزمان الی صدیق   کثیر العذر لیس لہ دعاء

اور سپرد کیا مجکو زمانہ نے ہاتھہ مین ایک دوست کے جو کہ عذر معذرت بہت کرتا ہی اور نہین ہی کچھہ اُس عذر کی رعایت **ف** غالباً اشارہ بطرف حضرت ابوبکر صدیق کے معلوم ہوتا ہے ـــ

نمبر۳ سیغنی الذی اغناہ عنی   فلا فقر یدوم ولا ثراءُ

قریب ہی کہ بی نیاز کریگا مجکو وہ اللہ کہ جسنی بی نیاز کیا ہی اُس دوست کو مجھسی ؛ اِسواسطی کہ نہین فقر ہمیشہ رہیگا اور نہ دولت ـــ

نمبر۴ ولیس بدائمٍ ابداً نعیمٌ
کذاک البؤس لیس له بقاء

اور ہمیشہ نہین رہیگا ابد تک آرام و آسایش ؕ اور اسیطرح سی سخت حاجتمند کہ نہین ہے اُسکو بھی بقا۔

نمبر۵ وکل مودة لله یصفو
ولا یصفو من الفسق الاخاء

اور کل دوستی جو لله ہوتی ہی صاف رہتی ہی ؕ اور نہین صاف رہتی ہے فاسق لوگون کی اخوت و محبت۔

نمبر۶ اذا انکرت عهداً من حمیمٍ
ففی نفسی التکرم والحیاء

جب انکار کیا ہمنی کسی عہد کو ایک دوست کی طرف سے ؕ پس ہماری نفس مین تہا تکرم یعنی نگاہداشت آبرو اور حیا۔

نمبر۷ وکل جراحة فلها دواء
وسوء الخلق لیس له دواء

اور کل زخم پس ہی واسطی اُسکے دوا ؕ اور واسطی بدخلقی کے نہین کوئی دوا ہی

نمبر۸ وربّ اخ وفیت له وفیٌّ
ولکن لا یدوم له الوفاء

اور تہوڑی دوست ایسی ہین کہ وفا کیا ہمنے ساتھ اُنکے وفادار ہین ؕ اور لکن نہین ہمیشہ رہتی ہی اُنکو وفاداری۔

نمبر۹ یدیمون المودة ما رأونی
ویبقی الود ما بقی اللقاء

ہمیشہ رکھتی ہین وی لوگ دوستی کو جب تک کہ دیکھتی ہین وی لوگ مجکو ؕ اور باقی رہتی ہی دوستی جب تک باقی رہتی ہی ملاقات چار چشمی۔

نمبر۱۰ اخلاء اذا استغنیت عنهم
واعداء اذا نزل البلاء

لوگ دوست ہوتے ہین جب کہ ہم بی نیاز ہوئے ہین لوگون سے ؕ اور دشمن ہو جاتی ہین جب اوترتی ہی کوی بلا۔

نمبر۱۱ وان غیبت عن احد قلانی وعاقبنی بمافیه اکتفاء

اور غایب ہوتے ہین ہم کسی سے تو وہ شخص شکوہ کرتا ہی میرا اور انجام بد دیتا ہی مجکو ساتھ اُس چیز کے جو کافی و وافی ہی۔

نمبر۱۲ اذا ما راس اهل البیت ولی بدا لهم من الناس الجفاء

اور جب کہ سرداران اہلبیت کے محبت کرتے ہین ظاہر ہوتا ہی اون اہل بیتون پر آدمیون کی طرف سے جفا

غزل دیگر از دیوان حضرت امیر علیہ السلام چھاپہ بمبئی صفحہ ۱۲۰ خطاب بمعاویہ

نمبر۱ محمد النبی اخی وصهری وحمزة سید الشهداء عمی

محمد پیغمبر بھائی میرا ہی اور خسر میرا ہی اور حمزہ سید الشہدا چچا میرا ہی۔

وجعفر الذی یضحی ویمسی یطیر مع الملائکة ابن امی

اور جعفر جو کہ دن اور رات کو اڑتا ہی ساتھ فرشتونکی بیٹا ہماری ما کا ہے

ف اسی رو سے لقب جعفر طیار کا

وبنت محمد سکنی وعرسی مشوب لحمها بدمی ولحمی

اور بیٹی محمد کی آرام جان ہماری ہی اور بی بی میری اور ملا ہوا ہی گوشت اسکا ساتھ خون میرے اور گوشت میرے

وسبطا احمد ولدای منها فمن منکم له سهم کسهمی

اور دو فرزندان فرزند احمد کے دو بیٹے میرے ہین اُس دختر محمد سے پس کون شخص ہی تم لوگون مین کہ جسکو حصہ ہو مثل حصہ میرے کے

سبقتکم الی الاسلام طرا غلاما ما بلغت اوان حلمی

سابق ہوی ہم تم لوگون سے اسلام مین از روی رغبت کے جس حال مین کہ ہم لڑکا تھے کہ نہین پھونچے تھے ہم زمانہ بلوغ کو اپنے

نمبر۶ واوجب لی ولایته علیکم   رسول الله یوم غدیر خم

اور واجب کیا واسطی میرے ولایت یعنی ریاست کو اپنی اوپر تم لوگون کے رسول اللہ نے بروز خم غدیر کے

نمبر۷ واوصانی النبی علی اختیار   لامته رضی منکم بحکمی

اور وصیت کی میری واسطی نبیؐ نے اپنی اختیار یعنی خوشی سے واسطی امت اپنے کے رضا یعنی تابعداری کو تم لوگون کے ساتھ حکم میرے۔

نمبر۸ الا من شاء فلیؤمن بهذا   والا فلیمت کمد الغم

خبردار وہ جو شخص کہ چاہی پس چاہیے کہ ایمان لاوے وہ شخص ساتھ اس قول کے وگرنہ پس چاہیے کہ مری وہ اندوہناک ساتھ غم کے

نمبر۹ انا البطل الذی لم تنکروه   لیوم کریهة ولیوم سلم

مین وہ بہادر ہون کہ جسکا انکار تم لوگون نے نہین کیا بروز جنگ کے اور بروز صلح کے

شعر دیگر از حضرت امیر علیہ السلام منقول از مناقب مرتضوی عربی منتخب از تصنیف حافظ ابو عبد اللہ محمد ابن یوسف ابن محمد بلخی شافعی۔

صفحہ۱۲۴ فویل ثم ویل ثم ویل   لمن یلقی الاله غدا بظلمی

پس افسوس ہی اور پھر افسوس ہی اور پھر افسوس ہی واسطے اس شخص کے جو ملاقات کریگا خدا تعالی کی کل کے روز ساتھ ظلم کرنے کے میرے اوپر

مناقب مرتضوی متذکرہ صدر

وروی الامام ابو الحسن البغوی فی تفسیره یرفعه بسنده الی ابن عباس

رضی الله عنهما قال لما نزل قوله تعالی قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی قالوا یا رسول من هؤلاء الذین امرنا الله بمودتهم قال علیؑ و فاطمة و ابناهما

ترجمہ اور روایت کیا امام ابو الحسن بغوی نے بیچ قران اپنے حوالہ کرکے ساتھ سند اپنی ابن عباس تک کہ کہا اُس ابن عباس نے کہ جب اوترا قول اُس خدا تعالی کا کہ کہہ تو اے محمد کہ نہین مانگتا ہون مین تم لوگون سے اُس قران پر مزدوری مگر دوستی قرابت دارون کی تب پوچھا لوگون نے اے رسول الله کون ہین وے لوگ جو کہ خدا نے ہم لوگون کو حکم دیا ساتھ دوستی اُن لوگون کے تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ وے لوگ علی اور فاطمہ اور دو پسران اُن دونونکے ہین

اشعار عربی از مناقب مرتضوی مذکورہ بالا

نمبر۱ هم العروة الوثقی لمعتصم بها
مناقبهم جاءت بوحی وانزال

وے لوگ یعنی اہلبیت نہایت مضبوط قبضہ ہین واسطے پکڑ لینے والی اُس قبضہ کے درحالیکہ مناقب اُنکے آئے ہین ساتھ وحی اور نزول قران کے

نمبر۲ مناقب فی شوری و سورة هل اتی
و فی سورة الاحزاب یعرفها التالی

مناقب اُنکے ہین سورہ شوری مین اور سورۂ ہل اتی مین اور سورة الاحزاب مین کہ جانتا ہے اُن مناقب کو قران کا تلاوت کرنیوالا

نمبر۳ وهم ال بیت المصطفی فودادهم
علی الناس مفروض بحلم و اجلال

اور وے لوگ اہلبیت مصطفے کے ہین پس دوستی اُن لوگونکی اوپر آدمیونکے فرض کی گئی ہے ساتھ بردباری اور افراط اچھی چیزون کے

ایضا از شاعر دیگر

هم القول من اصفاهم الود مخلصا   تمسک فی اخراه بالسبب الاقوی

اہلبیت لوگ وہ قوم ہین کہ جو کوی اختیار کرے اُن لوگونکی دوستی مخلص ہو کر کے تمسک پکڑیگا وہ شخص اپنی آخرت مین ساتھ اُس سبب قوی تر کے

هم القوم فاقوا العالمین مناقبا   محاسنها تحکی وآیاتها تردی

وہی اہلبیت لوگ وہ قوم ہین جو فوق لیگئے سب عالم پر از روی مناقب کے خوبیان اُنکی حکایت کیجاتی ہین اور آیات اُنکے روایت کئے جاتے ہین

موالاتهم فرض وحبهم هدی   وطاعتهم ودع وودهم تقوی

تولا یعنی دوستی اُن لوگون کی فرض ہی اور محبت اُن لوگونکی ہدایت ہی اور طاعت یعنی تابعداری اُن اہلبیت کی ورع یعنی پرہیزگاری ہی اور محبت اُن لوگونکی تقوی ہی۔ اب سنیان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کی خدمت مین عرض یہ ہی کہ اصل مذہب قدیم اہلسنت کا یہ ہی کہ اوپر مذکور ہوا اور آپ لوگ کس واسطے مذہب سنی کو رسوا و خوار کرتے ہین اور اس توہین علی اور عداوت اہلبیت سے آپکو کیا فائدہ ہوگا کہ کچھ امید حکومت ملک شام و امید حکومت ملک ری کی باقی نہین ہی اور نہ معاویہ کا کچھ خوف ہے اور نہ اُسکی دسترخوان کا اچھا کہانا ملیگا پس برای خدا انصاف کرکے روح رسول کو راضی کیجیی

فصل ۹۴

ذکر امام دوم تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۶

الثانی الحسن بن علی بن ابی طالب یکنی ابا محمد ویلقب بالتقی والسید امه فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم ولد بالمدینة فی منتصف رمضان سنة ثلاث من الهجرة وسنة خلف ستة اشهر وتوفی بالمدینة لخمس لیال خلون من ربیع الاول سنة خمسین وقیل سنة تسع واربعین وکان عمره سبعا واربعین سنة ودفن بالبقیع

ترجمہ دوسری اُن بارہ امامون کے حسن ابن علی ابیطالب ہین اور کنیت آپ کی
ابومحمد اور لقب آپ کا تقی اور سید ہی اور مان اُنکی فاطمہ بیٹی رسول اللہ کی ہین اور
پیدا ہوی وہ مدینہ مین نصف رمضان ۳ سنہ ہجریہ مین اور خلیفہ رہی چھ مہینے اور وفات
پای مدینہ مین بتاریخ پانچوین ربیع الاول ۵۰ سنہ ہجریہ مین اور بعضون نے کہا ۴۹ سنہ ہجریہ مین
اور عمر آپ کی تھی سینتالیس ۴۷ برس کی اور دفن ہوئے جنت البقیع مین ۔ تاریخ ابوالفدا
ترجمہ اردو جلد اول صفحہ ۳۴۴ جب حضرت امام حسن نے دیکھا کہ لوگونکا یہ حال ہی
اسوقت حضرت امام حسن نے معاویہ کو ایک نامہ باین مضمون لکھا کہ اگر چند شرطین
تم مان لو تو مجکو تمہاری اطاعت منظور ہی معاویہ نے مان لین وہ شروط یہ ہین
ایک شرط امام حسن نے یہ کی تہی کہ جو روپیہ بیت المال کوفہ مین ہی مجکو دو اور
داربجرد کا خراج جو فارس سی آتا ہی وہ دیا کرو اور حضرت علی کو برا نہ کہا کرو
اُسنے یہ شرطین مان لین الا سبّ علیؓ سے انکار کیا اور کہا علیؓ کو گالی بیشک
دونگا جب امام حسن علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ شرط نہین مانتا لاچار یہ کہا کہ جس
مجلس مین مجکو یا میری سامنی حضرت علی کو گالی نہ دو اُسنی منظور کیا اور کہا
اچھا تمھاری سامنی نہ کہینگے لیکن پھر اُس شرط کو بھی پورا نہ کیا اور کہتی ہین کہ
چار لاکھ درہم اُنکے پاس بھجوائے اور خراج داربجرد کا کبھی نہ بھجوایا ۔

واہ واہ سنی صاحبان ذرا آپ اپنی مسئلہ خطای اجتہادی کو غور کیجیگا کیا یہ خطای
اجتہادی ہی کہ جو معاویہ کو اوپر گالی دینے حضرت علی کے اسقدر اصرار تھا اور
اس فعل سے ہم تو اُسکو کافر سمجھتی ہین اور حضرت امام حسن علیہ السلام مین صفت علم
و حلم اور جود و کرم کی بہت غالب تھی اور عبادت کا یہ حال تہا کہ بروایت حافظ
ابونعیم کے بیس مرتبہ اور بروایت کتاب صفوۃ الصفوۃ کے پندرہ مرتبہ حضرت

امام حسن نے مدینہ سی پیادہ پا آکرکے مکہ مین حج ادا کیا

مناقب مرتضوی غ.بی صفحہ ۱۸۲

ولیس لمعاویۃ بن ابی سفیان ان یعھد الی احد من بعدہ عھدہ واولادھم بل یکون الامر شوری بین المسلمین ترجمہ اور نہین حق ہی معاویہ ابن ابی سفیان کو کہ عہدہ خلافت اپنا دی کسی کو اپنے بعد اور اولاد اُنکے بلکہ ہوگا وہ امر خلافت کا محول اوپر شورے کے۔

ف م معاویہ نے برخلاف اس شرط کے یزید اپنی بیٹا کو خلیفہ مقرر کیا سبحان اللہ یہ کیا خطای اجتہادی ہی اور چونکہ سنیون کو صرف حمایت معاویہ تک غرض ہے اور خاص حضرت امام حسن علیہ السلام پر کچھ حرج ہائی نہین ہی اسواسطی اسیقدر پر اکتفا کیا گیا مگر چونکہ انتقال حضرت امام حسن علیہ السلام کا بزمانہ حکومت معاویہ کے ہوا اور حمایت معاویہ تک سنیون کو اہتمام ہی سو اسواسطی چند خیالات سنیونکے اس جگہ پر مذکور ہوتے ہین۔ ایک یہ کہ کتاب کیمیای سعادت مین مذکور ہی کہ فلان شخص نے خواب مین حضرت علی کو دیکھا کہتے ہوئے قضی لی برب الکعبۃ یعنی فیصلہ خدا کا ہماری حق مین ہوا قسم ہی رب کعبہ کی اور بعد اُسکی اُسی خواب مین معاویہ کو دیکھا کہتی ہوے کہ غفرلی برب الکعبۃ یعنی مغفرت کی گئی میری قسم ہی رب کعبہ کی سو اس قسم روایت خواب سے ظاہر کہ جب تجویز اور تحقیق مین کوی بات بن نہین پڑی تو ایک خواب ایک شخص کا روایت کیا گیا حالانکہ خواب ہر شخص کا موافق خیال اُس شخص کے ہوتا ہی اور اسطرحکا خواب مطلقاً قابل دلیل کے نہین ہی اور البتہ خدا ہر بات پر قادر ہی مگر عادل اور منتقم حقیقی بھی ہی پس کیونکر ہوسکتا ہی کہ معاویہ ایک دشمن مخاص حضرت علی کا جو لعنت حضرت علی پر کرتا ہوا

مر گیا سو ایکبارگی تمام عدل اور انصاف خدا کا معطل ہوکر کے اسطرح پر بے تکلف مغفرت اسکی ہوا اور ظاہر ہی کہ یہ خواب ایک سنی کا خواب ہی اور آیا حقیت حضرت علی کی کچھ معرض شبہ اور بحث مین تھی کہ جو محتاج اس قسم خواب کی ہو کہ فیصلہ بحق علے کے ہوا اور اس جگہ پر قول عزیزی سید فخر الدین پسر سید فرزند علی مرحوم برادر خالہ زاد کا میرے ہمکو بہت پسند ہوا کہ یہ دونون فقرے درحقیقت نقیض یکدیگر ہین سو اسطے کہ اگر فیصلہ بحق حضرت علی کے ہوا تو مغفرت معاویہ کے کیا معنی ہین اور اگر مغفرت معاویہ کی ہو تو فیصلہ بحق علے کے کیا معنی ہین غرض یہ خواب معاویہ کے دیکھنے کا مطلقًا قابل استدلال کے نہین ہی بلکہ یہ اُس قسم کا ایک خواب پریشان ہی کہ جیسا بوستان مین مذکور ہی

شعر

ندانم کجا دیده ام در کتاب
که ابلیس را دید شخصے بخواب

دویم یہ کہ بملاحظہ کتاب استقصاء الافحام جواب منتہی الکلام و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ کتب کلامیہ فریقین کے صاف صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مذہب شیعہ کا جسقدر کہ علم و تلاش آدمی کی بڑھتی جای سو اسیقدر غالب تر اور مجال سنیون کا تنگ تر ہوتا جائیگا سو واسطے نجات اس مخمصہ کے سنیونکی یہ عادت اُنکے واسطے خوب محافظ ہی کہ سنیان زمانہ کسی طرحسی تقریر اور بحث پر نہین چڑھتے ہین اور شیعہ بی تکلف ہر جگہ پر تقریر اور بحث کرنے کو مستعد اور حاضر ہو جاتا ہی اور حق یہ ہی کہ ہم شیعون سے کچھ مقابلہ کسی بات مین نہین کر سکتے ہین اور ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ شیعہ لوگ تا امکان خلفای ثلثہ کو بادشاہان اسلام سے مان لین کہ آخر درمیان خلفاے ثلثہ اور معاویہ کے کچھ فرق و تمیز رکھنا قرین انصاف ہی کہ اگرچہ کوی شخص ان خلفاے ثلثہ کا اس الزام سے کہ ساتھ حضرت علی کے بے پروائیان اور کج ادائیان ان

تینون صاحبون سی ہوئین بری نہین ہوسکتا ہی مگر بات اسقدر ہی کہ دین اسلام کو خوب پھیلا اور واسطی جانشینی اپنے وارث کے کوی بند و بست نہین کیا اور انکی تمام معاملات سے کچھ کچھ ادب بھی کرنا ان سبھونکا بہ نسبت اہلبیت کی ظاہر ہوتا ہی اور باوصف اسقدر جد و جہد کرنے واسطے اشاعت اسلام کے اگر یہی لوگ منافق اور خارج از اسلام سمجھی جائین تو سوای اسکے کیا بات کہی جائیگی کہ نیکی برباد گناہ لازم یا یہ کہ جسکے واسطی چوری کیجئی وہی کہے چور اور ایسی شیعہ عالم کو ہم جانتے ہین کہ جو خلفای ثلثہ کو مسلمان مان لیتی ہین اور فضیلت شیخین کا کیا ذکر ہے کہ ہم مجرد فضیلت ثابت کرنے مین بھی شیخین کے بہت تنگ ہین

سوم یہ کہ ایک سنّی صاحب کا خیال یہ دیکھا گیا کہ افضلیت حضرت امیر علیہ السلام کی جو کچھ کہ اقوال امام شافعی و حافظ وغیرہ سے پائی جاتی ہی سو یہ سب باتین از قسم کلمات فقرا و تصوف کے ہین مگر تفضیل الشیخین ایک امر شرعی ہی سو یہ خیال محض ایک مغالطہ و دکھوکا ہی اسواسطی کہ افضلیت حضرت امیر علیہ السلام کی قران اور حدیث سی ثابت ہی اور حیف اور افسوس ہی اوپر ایسے خیال کے کہ جو اعتقاد افضلیت حضرت امیر علیہ السلام کا بیرون از شرع سمجھا جائے

چہارم یہ کہ ایک سنّی صاحب کا یہ خیال دیکھا گیا کہ ذات حضرت امیر علیہ السلام کی ایسی نہین ہی کہ اختلافات معاویہ وغیرہ سے انکو تکدر ہو سو یہ خیال بھی محض ایک دکھوکا ہی اسواسطی کہ خود حضرت علی علیہ السلام کو بمقتضای کمال صفای طبیعت انکے تکدر ہو یا نہو مگر خدای عادل موجود ہی سو یہ لعنت کرانا معاویہ کا بے انتقام پانیکے نہین رہ سکتا ہی —

پنجم یہ کہ بعض سنیون کا خیال یہ ہی کہ معنی تولّا کے صرف اسقدر ہین کہ آدمی

محامد حضرت امیر علیہ السلام و مناقب اہلبیت کو یاد کرے اور ذکر اور خیال اُنکے دشمنون کا کچھ ضرور نہین ہی مگر ہم سمجھتی ہین کہ تولا بے تبرا کے کیونکر درست ہو سکتا ہی یعنی جب تک کہ معاملات دشمنون اور حریفون کا ذکر اور خیال نہ کیا جاے تو فضیلت حلم اور علم وغیرہ صفات ذاتی حضرت علی کے کیونکر معلوم ہو سکتی ہی اور یہ فرمایش تو اُس قسم کی ہی جیسا کہ ایک شخص کہی کہ برف کو سفید جانو مگر کوئلی کی سیاہی مت خیال کرو حالانکہ خوبی سفیدی برف کی بغیر مقابلہ اور رنگون کے کیا معلوم ہو سکتی ہی جیسا کہ ایک شخص اندہا مادرزاد اگر سو بار برف کو سفید کہی تو اس سے کیا مقابلہ درمیان برف اور کوئلہ کی اُسکی خیال مین آ سکتا ہی۔

ششم یہ کہ ایک سُنّی صاحب کی یہ تقریر تھی کہ عیب جوئی معاویہ کی کیا ضرور ہے کہ بجای اُسکی درود پڑھنا بہتر ہی سو بجواب اس خیال کے اسیقدر کہنا بس ہے کہ اگر یہ قول درست ہو تو شیطان کو بُرا کہنا کیا ضرور ہی کہ خدا کو یاد کرنا کافی ہے مگر حقیقت حال یہ ہی کہ جو شخص جیسا ہوگا ویسا سمجھا جائیگا اور اُسی طرح پر اُسکا ذکر بھی کیا جائیگا۔

ہفتم یہ کہ ایک سنی صاحب نے نام معاویہ کا درمیان حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے لیکر کے ہمسی کہا کہ ہر گاہ خلافت معاویہ کی از روی مصالحہ امام حسن کی ہوے تو اب حقیت خلافت معاویہ مین کیا گفتگو ہو سکتی ہی سو اوسکا جواب یہ ہی کہ یہ تسلیم خلافت کی ہرگز از روی مصالحہ کے صحیح طور پر نہین ہوئی کہ اسباب کو دیکھنا چاہئی کہ کس حالت مجبوری مین حضرت امام حسن علیہ السلام نی بوجہ نہین ہونے اعوان و انصار کے یہ خلع خلافت کا کیا اور ہرگاہ اصل خلافت تیس برس تک اور بعد اُسکی پیشین گوئی حضرت رسول کیواسطی ایک ملک عضوض یعنی ایک بادشاہ گزندہ کے تھی تو کیا

کمال ہوا بلکہ بات یہ ہے کہ معاویہ ایک بادشاہ گزندہ ہوا اور ہر گاہ اسکو لعنت کرنی پر حضرت علی ؑ کے آخر عمر تک کمال اصرار رہا تو ذکر اسکی نام کا درمیان حضرت امیر المومنین اور رضی اللہ عنہ کے کیا معنی رکھتا ہے —

اشعار مرغوب در مدح امام حسن علیہ السلام از دیوان وفائی شوستری

نہ ہر کس شد مسلمان میتوان گفتش کہ سلمان شد ۔۔ کہ اول بایدش سلمان شد و آنگہ مسلمان شد
ولی ذو المنن یعنی حسن آن خسرو خوبان ۔۔ کہ ہر چیز از عدم با قدرتش ممکن در امکان شد
نہ حبش باعث جنت نہ بغضش موجب نیران ۔۔ کہ حبش محض جنت گشت و بغضش عین نیران شد
مگو انصار و یاری داشت آن مظلوم در دنیا ۔۔ کہ ہر جور و جفای شد بروز انصار و یاران شد
زناچاری بہ بیعت داد دست او بہ بی لشکر ۔۔ چہ یک انسان نبودش یار در آخر کارش انیسان شد
مگو بیعت کہ از شمشیر خوردن صعب تر بودش ۔۔ چہ او با زادہ سفیان قرین عہد و پیمان شد
مگو بید آب کز آتش بسی زندہ تر بودش ۔۔ ہمان آبی کزان سم دلش در سینہ بریان شد
دو سبط مصطفے دادند جان از آب و بی آبی ۔۔ زبی آبی حسین اما حسن از آب بی جان شد
حسین پیش از شہادت گر نشان تیر شد اما ۔۔ حسن بعد از شہادت نعش پاکش تیر باران شد
حسین اگر علی اکبر شد از دست خسان کشتہ ۔۔ حسن ہم قاسمش پامال از سم ستوران شد
وفائی گر ز غمہایش بگوید تا صف محشر ۔۔ بیان کے میتواند ز ان یکی از صد ہزاران شد

فصل ۹۵ ذکر امام سیوم

تاریخ الخمیس مذکورہ بالا صفحہ ۲۸۶ — الثالث الحسین بن علی ابن طالب یکنی ابا عبد اللہ ولقب بالشہید والسید امہ فاطمۃ الزہراء ولد بالمدینۃ یوم الثلاثا الرابع من شعبان سنۃ اربع من الہجرۃ وفی الصفوۃ استشہد یوم الجمعۃ وقیل الثلاثاء یوم عاشوراء فی المحرم سنۃ احدی وستین من الہجرۃ وہو ابن ست وخمسین سنۃ وخمسۃ اشہر کما سیجی

تیسری اُن بارہ۱۲ اماموں کے حسین ابن علی ابن ابیطالب ہین کنیت اُنکی ابو عبداللہ لقب شہید اور سید ہی اور مان اُنکی فاطمۃ الزہرا ہین اور پیدا ہوئے مدینہ مین بروز منگل چہارم شعبان سنہ ۴ ہجری کے اور کتاب صفوۃ مین ہی کہ شہید ہوئی بروز جمعہ اور بعضون نے کہا بروز منگل تاریخ دہم محرم کے اور وہ تھی اُسوقت مین بعمر ۵۶ برس پانچ مہینے کے جیسا کہ قریب ہی کہ آویگا بیان اُسکا

مناقب مرتضوی عربی صفحہ ۱۹۸

اشعار حضرت امام حسین علیہ السلام ہنگام واقعۂ کربلا

نمبر۱ غدر القوم وقد ما رغبوا   عن ثواب الله رب الثقلین

غدر کیا قوم نی اور منہ پھیرا اون لوگون نی ثواب سی خدای رب الثقلین کے قدیم سی

نمبر۲ قتلوا قدمًا علیًا وابنہ   حسن الخیر کریم الابوین

قتل کیا اُن لوگون نے قبل اسکی علی کو اور اُسکی بیٹا کو یعنی حسن کو جو نہایت نیک تھا
اور جسکے ماباپ دونون کریم تھے

نمبر۳ حسدا منہم وقالوا اقتلوا   نقتل الاٰن جمیعًا للحسین

بوجہ حسد کے اُن اہلبیت کیطرف سی اور کہا اُن لوگون نے مار ڈالو ۔ اب
قتل کرینگے ہم سبکو حسین کے مارنے سے

نمبر۴ خیرۃ الله من الخلق ابی   ثم امی وانا ابن الخیرین

پسندیدہ تر اللہ کا خلق مین سے باپ میرا ہی ۔ بعد اُسکے ما میری ہی اور ہم بیٹے
ہین دو نیک تر آدمیون کے

نمبر۵ فضۃ قد صغت من ذہب   وانا الفضۃ وابن الذہبین

ایک چاندی ایسی ہو کہ تحقیق کہ گلائی گئے ہو ایک سونے سے ۔ ذرا ایسا ہم

چاندی ہین اور بیٹے دو سونا کے ۔

نمبر۶ من له جد کجدی المصطفی　　احمد المختار نور الظلمتین

کون شخص ہے کہ اُسکا دادا ہو مثل ہماری دادا مصطفی کے جو کہ احمد مختار ہے روشنی دونون اندھیرون کے ۔

نمبر۷ فاطمة الزهراء امی و ابی　　قاصم الکفر ببدر وحنین

فاطمہ زہرا ماں میری ہین اور باپ میری توڑنیوالی کفر کی ہین جنگ بدر اور جنگ حنین مین ۔

نمبر۸ وله فی یوم اُحُدٍ وقعة　　شفت الغل بفض العسکرین

اور اُس باپ کو میری بیچ روز جنگ احد کے ایک واقعہ ہے کہ جو کہ شفا دیا پیاس کو ساتھ دبا دینے لشکرہاے طرفین کے ۔

نمبر۹ ثم بالاحزاب والفتح معًا　　کان فیها حتف اهل الوثنین

اور بعد اُسکی سورۂ احزاب اور فتح مین ایک ساتھ تھے اُسمین موت اہالی دونون بتونکی

نمبر۱۰ من له عم کعمی جعفر　　ذو الجناحین اصیل النسبین

کون شخص ہے کہ جسکو چچا ہو مثل چچا جعفر طیار میرے کے صاحب دو بازون کا اور اصیل دونون نسب ما اور باپ کا ۔

نمبر۱۱ والدی شمس وامی قمر　　وانا الکوکب وابن النیّرین

باپ میرا یعنی علی آفتاب ہین اور ما میری یعنی فاطمہ مہتاب ہین اور مین ستارہ ہون اور بیٹا دونیر اعظم آفتاب و ماہتاب کا ہون

نمبر۱۲ نحن اصحاب العبا خمستنا　　قد ملکنا شرقها والمغربین

ہم لوگ سیادت کی کملی والی ہین پانچون ہم لوگونکی تحقیق کہ مالک ہوی ہم لوگ پورب کو اُن پانچ آدمیون کے اور دونون پورب اور پچھم کے ۔

نمبر۱۳ نحن جبرئیل غدا ساد سنا
ولنا الکعبة ثم الحرمین

ہم لوگ ایسی ہین کہ جبرئیل کل کو ہوگا چہٹھان ہم لوگون کا اور ہم لوگون کا ہی کعبہ اور بعد اُسکے دونون حرم مکہ اور مدینہ کے۔

نمبر۱۴ امة المختار قرۃ اعیننا
فغدا یسقون من کف الحسین

امت نی رسول مختار کی ٹھنڈی کی آنکھین اپنی یعنی ہماری قتل سی ڈالیں کل کے روز پلای جائینگے وی لوگ ہاتھ سی حسین کے یعنی ہاتھ سی حسین کے سزا دی جائینگے وی لوگ اور چونکہ سنیون کو حمایت یزید سی کچھ غرض نہین ہی بلکہ شرح عقائد نسفی مین یہ عبارت ہی کہ لا نتوقف فی لعن یزید و اعوانہ و انصادہ یعنی ہم سنی لوگ نہین توقف کرتے ہین لعنت کرنیمین اوپر یزید اور اعوان اور انصار اُسکی سو اسواسطی ہم اسیقدر پر اکتفا کرتے ہین وگرنہ اگر کتاب عربی اسرار الشہادت کربلا ملا آقا سے دربندی اور دیگر کتب تواریخ سی کچھ حالات واقعہ کربلا کے لکھے جائین تو یہ کتاب بہت طویل ہو جای اور کسکو طاقت ہی کہ ان سب حالات کو لکھے اور اسیقدر لکھنا کافی ہی کہ حضرت عایشہ نی جو بنیاد خرابی اہلبیت کی ڈالی تہی سو وہ قصہ یزید کے ہاتھ سی پوری طرح ختم ہوا کہ واقعہ کربلا مین سوای امام چہارم امام زین العابدین علیہ السلام کے کوی مرد خاندان نبوت کا نہین بچا اور باقی سب مارے گئی انا للہ وانا الیہ راجعون

فصل ۹۶ ذکر امام چہارم

تاریخ الخمیس عربی جلد دوم چہاپہ مصر صفحہ ۲۸۶۔

الرابع علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب ویکنی ابا الحسن وقیل ابا محمد وقیل ابا بکر ولقب بزین العابدین والسجاد ولد بالمدینة سنة ثلاث وثلاثین من الهجرة وقیل سنة ثمان وثلاثین وقیل ستة وثلاثین سنة

ام ولد اسمها غزالۃ کذا فی الصفوۃ وقال فی شواھد النبوۃ اسم امہ
شہربانو بنت یزدجرد من اولاد نوشیروان العادل انتھی وفی
حیوۃ الحیوان قال ابن خلکان کانت امہ سلامۃ بنت یزدجرد
اخر ملوک الفرس وذکر الزمخشری فی ربیع الابرار ان یزدجرد کان لہ
ثلاث بنات سبین فی زمن عمر بن الخطاب فحصلت واحدۃ منھن
لعبد اللہ بن عمر فاولدھا سالما والاخری لمحمد بن ابی بکر فاولدھا
قاسما والاخری للحسین بن علی فاولدھا علیا زین العابدین
فکلھم بنو خالۃ وھو علی الاصغر فاما علی الاکبر فانہ قُتِل مع الحسین
وکان علی ھذا ایضا مع ابیہ وھو ابن ثلاث وعشرین سنۃ الا انہ
کان مریضا نائما علی فراش فلم یقتل وفی حیوۃ الحیوان استبقی
تصغر سنہ لانھم قتلوا کل من ابنت کما یفعل بالکفار قاتل اللہ فاعل ذلک
واخزاہ ولعنہ وتوفی بالمدینۃ فی الثامن عشر من المحرم سنۃ اربع وتسعین
وقیل خمس وتسعین ودفن بالبقیع وھو ابن ثمان وخمسین سنۃ وضریحہ ھنالک
فی قبۃ معروفۃ بقبۃ العباس روی الحدیث عن ابیہ وعمہ الحسن وجابر
وابن عباس والمسور بن مخرمۃ وابی ھریرۃ وصفیۃ وعایشۃ وام سلمۃ امہات المومنین

ترجمہ چوتھی امام علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب ہین اور کنیت انکی ابو الحسن ہے
اور بعضون نے کہا ابو محمد اور بعضون نے کہا ابوبکر اور لقب انکا زین العابدین اور سجاد ہے
پیدا ہوئی مدینہ مین سنہ ۳ ہجری مین اور بعضون نے کہا سنہ ۳۸ ہجری مین اور بعضون نی کہا
سنہ ۳۶ ہجری مین اور ما انکی ام ولد ہین نام انکا غزالہ ہی جیسا کہ کتاب صفوۃ مین ہے
اور صاحب شواہد النبوۃ نے کہا ہی کہ نام انکی ما کا شہربانو بیٹی یزدجرد کی ہے اولاد

نوشیروان عادل کے منتہی ہوا قول اُسکا اور کتاب حیواۃ الحیوان مین کہا ابن خلکان نے کہ ماں اُسکی سلامت تھی بیٹی یزدجرد آخر بادشاہان فارس کی اور ذکر کیا زمخشری نے کتاب ربیع الابرار مین کہ تحقیق کہ یزدجرد کو تھین تین بیٹیان جو قید ہوئین زمانہ عمر ابن الخطاب کے پس ایک اُنمین سی ملی عبد اللہ ابن عمر کو کہ جس سے پیدا ہوی سالم اور دوسری محمد ابن بکر کو کہ جس سے پیدا ہوی قاسم اور تیسرے حسین ابن علی کو کہ جس سے پیدا ہوی امام علی زین العابدین پس کل وہ لوگ یعنی سالم اور قاسم اور امام زین العابدین آپسمین خالہ زاد بھائی ہین اور وہ امام زین العابدین علی صغر ہین اسواسطی کہ علی اکبر قتل ہوی ساتھ حسین کے واقعہ کربلا مین اور یہ علی اصغر اپنی باپ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا مین تھے درحالیکہ اُنکا سن ۲۳ برس کا تھا مگر وہ علی اصغر بیمار تھے جو بچھاون پر پڑے رہتے تھے اور اسیواسطی قتل نہین ہوئی اور کتاب حیواۃ الحیوان مین کہ امام زین العابدین چھوڑ دی گئی بسبب صغیر سن اُنکی اسواسطی کہ وہ قاتلان کربلا کے قتل کرتے تھے کل اُس شخص کو جو کہ کمال جوانی کو پہونچی جیسا کہ یہ کام کیا جاتا ہی ساتھ کافرون کے اور قتل کرے اللہ فاعل کو اس فعل کے اور رسوا کرے اُسکو اور لعنت کری اُسکو اور امام زین العابدین مرے مدینہ مین بتاریخ ۱۸ محرم سنہ ۹۴ ہجری کے اور بعضون نے کہا سنہ ۹۵ ہجری مین اور دفن کئے گئے جنت البقیع مین بعمر ۵۸ برس کے اور روضہ اُنکا اُس قبہ مین ہی کہ جو مشہور ہی ساتھ قبہ عباس کے اور یہ امام زین العابدین روایت حدیثون کی کرتے ہین حسین اپنی باپ سے اور حسن اپنی چچا سے اور جابر اور ابن عباس اور مسور ابن مخرمہ اور ابو ہریرہ اور صفیہ اور عائشہ اور ام سلمہ مادران مومنین سے فقط اور چونکہ خاندان دوازدہ امام کو خداوند تعالی نی ساتھ علم روحانی کے مخصوص کیا ہی اسواسطی تیمناً و تبرکاً کتاب

صحیفہ کاملہ سے جو کہ زبور ہملوگ مسلمانون کا ہی اور یہ کتاب بالتمام دعاؤنسے معمور ہی دو چار فقری دعای اول کتاب مذکور سے اس جگہ پر نقل کئے جاتے ہین تا کہ بلندی خیالات امام چہارم کی معلوم ہو اور تمام اس کتاب کے دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ بندہ کو کس خشوع و خضوع اور خلوص دل سے خداوند تعالی سے دعا مانگنی چاہیئے الحمد للہ الاول بلا اول کان قبلہ والاخر بلا اخر یکون بعدہ الذی قصرت عن رؤیتہ ابصار الناظرین وعجزت عن نعتہ اوہام الواصفین ابتدع بقدرتہ الخلق ابتداعا واخترعہم علی مشیتہ اختراعا ثم سلک بہم طریق ارادتہ وبعثہم فی سبیل محبتہ لا یملکون تاخیرا عما قدمہم الیہ ولا یستطیعون تقدما الی ما اخرہم عنہ

ترجمہ سب تعریف ہی اُس اللہ کو کہ جو سب سے اول ہی کہ جو کوئی دوسرا اول نہین ہی کہ جو قبل اُسکی ہو اور ایسا آخر ہی کہ کوئی دوسرا آخر نہین ہوگا کہ جو اُسکے بعد ہو ایسا اللہ ہی کہ دیکھنے سے اُسکی آنکھین نگاہ کرنیوالونکی قاصر ہین اور صفت کرنے سے اُسکی خیالات صفت کرنیوالونکی عاجز ہین اور اپنی قدرت سے پیدا کیا خلق کو پیدا کرنے کر کے اور اختراع کیا اُن سبھون کو موافق خواہش اپنی اختراع کرنے کر کے پس چلایا اُس خلق کو اوپر طریق ارادہ اپنی اور برانگیختہ کیا اُس خلق کو اپنی محبت کی راہ مین درحالیکہ سب لوگ نہین قادر ہین موخر کرنے پر کوی چیز کے کہ جسکو اللہ نے مقدم کیا اُنکے واسطے اور نہین قادر ہین مقدم کرنیکو اُس چیز کے کہ جسکو اللہ نے اُنسے موخر کیا ہی اور اس جگہ پر چند اشعار قصیدۂ فرزدق کے لکھے جاتے ہین کہ جسکا قصہ یہ ہی کہ ہشام ابن عبد الملک ابن مروان با یام بادشاہت اپنی باپ کے حج کعبہ کو آیا اور جس وقت طواف کے چاہا کہ حجر اسود کو بوسہ دی تو بسبب ازدہام خلایق کے حجر اسود تک نہین پہونچ سکا اور ایک کنارۂ منبر پر سے حجر اسود کو دیکھتا تھا

اور سرداران ملک شام بھی اُسکے ساتھ تھے کہ اس حال مین حضرت امام زین العابدین طواف کو آئے اور جب حجر اسود کے پاس پھونچے تو خلقت پھٹ کر کے الگ ہو گئی اور آپنے بے مزاحمت خلق کے بوسہ دیا تب ایک شامی نے ہشام ابن عبد الملک سے پوچھا کہ یہ آدمی اسقدر جاہ و جلال کا کون ہی کہ خلقت اسقدر ہیبت اور تعظیم اُسکی کرتی ہی ہشام اس خیال فاسد سی کہ مبادا شام کی لوگ اُسکی طرف رجوع کرین تجاہل کر کے کہا کہ ہم نہین پہچانتے ہین اور اتفاقا فرزدق شاعر بھی اُس مجمع مین تھا سو یہ گفتگو شامی و ہشام کی سنکر کے بہ تقاضای غیرت ایمانی کے یہ قصیدہ فی البدیھہ کہا کہ جو ہشام یہ قصیدہ سنکر کے غضب مین آیا اور اُس فرزدق کو قید کیا اور اس قصیدہ کی ایک شرح فارسی جناب مولوی جمیل احمد صاحب بلگرامی رحمتہ اللہ علیہ نے خوب کی ہی اور اُسمین ایک مثنوی منظوم ملا عبد الرحمان جامی کی کتاب سلسلۃ الذہب سی خوب نقل کی ہی کہ جو گویا ترجمہ فارسی تمام قصیدہ عربی فرزدق کا ہی

نمبر ۱ هذا الذی تعرف البطحاء وطأته | والبیت تعرفه والحل والحرام

یہ وہ شخص ہی کہ مکہ جای قدم کو اُسکے پہچانتا ہی اور خانہ کعبہ اُسکو پہچانتا ہی اور حل و حرم اُسکو پہچانتے ہین۔

نمبر ۲ هذا ابن خیر عباد الله کلهم | هذا التقی النقی الطاهر العلم

یہ بیٹا بہترین تمام بندگان خدا کا یعنی یہ بیٹا رسول اللہ کا ہی یہ پرہیزگار اور پاک اور طاہر اور سردار ہے

نمبر ۳ هذا ابن فاطمة ان کنت جاهله | بجده انبیاء الله قد ختموا

یہ بیٹا فاطمہ کا ہی اگر تو نہ جانتا ہو اُسکو تو ساتھ جد اُسکی پیغمبران خدا کی تحقیق کہ ختم کئی گئی

نمبر ۴ الله شرفه قدما وعظمه | جری بذاك له فی لوحه القلم

اللہ نی شرف دیا اُسکو قدیم سی اور عظیم کیا اُسکو۔ اور ساتھ اس بات کے یعنی ساتھ شرف اور عظمت اسکے لوح محفوظ مین اُسکے قلم جاری ہوا۔

نمبر۵ فلیس قولک من ھذا بضائرہ　　العرب تعرف من انکرت و العجم

پس نہین ہی قول تیرا کہ یہ کون شخص ہی کچھ گزند پھونچانیوالا اُسکو۔ اہل عرب پہچانتی ہین کہ کس شخص سی انکار کیا تو نے اور اہل عجم پہچانتے ہین۔

شعر گر وصل آفتاب نخواہد　　رونق بازار آفتاب نکاہد

نمبر۶ مقدم بعد ذکر اللہ ذکرھم　　فی کل بدء و مختوم بہ الکلم

مقدم ہی بعد ذکر خدا کے ذکر اُن اماموں کا۔ ہر ابتدا ہی کا مین اور کلام ختم ہوتا ہی اُنکی ذکر پر

نمبر۷ من یعرف اللہ یعرف اوّلیۃ ذا　　والدّین من بیت ھذا نالہ الامم

جو شخص کہ پہچانتا ہی خدا کو پہچانتا ہی اوّلیّت کو اس شخص کے اور دین کو گھر سی اس شخص کے اور یہ لوگ واسطی اُسکی امت لوگ ہین

فصل ستّانوی ذکر امام پنجم ع

تاریخ الخمیس عربی چھاپۂ مصر جلد دوم صفحہ ۲۸۶۔

والخامس محمد الباقر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب امّہ ام عبداللہ فاطمۃ بنت الحسن بن علی بن ابی طالب یکنی اباجعفر و لقّب بالباقر لتبقّرہ فی العلم و ھو توسّعہ فیہ ولد بالمدینۃ یوم الجمعۃ ثالث صفر سنۃ سبع و خمسین من الھجرۃ قبل قتل الحسین بثلاث سنین و اولادہ جعفر و عبداللہ و امھما ام فروۃ بنت القاسم ابن محمد بن ابی بکر الصدیق و ابراھیم و علی و زینب و ام سلمۃ توفی بالمدینۃ سنۃ سبع و عشرۃ و مائۃ و قیل ثمان عشرۃ و قیل اربع عشرۃ و ھو ابن ثلاث و سبعین سنۃ و قیل ثمان و خمسین و قیل سبع و خمسین سنۃ و قبرہ بالبقیع عند ابیہ فی قبۃ العباس کذا فی الصفوۃ

ترجمہ اور پانچوین امام محمد باقر ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابوطالب ہین اور ما انکی ام
عبداللہ کی فاطمہ ہین بیٹی حسن ابن علی ابن ابیطالب کی اور کنیت انکی ابوجعفر ہی
اور لقب انکا باقر ہی بسبب تبقر انکی بیچ علم کے او معنی اس تبقر کے وسعت انکی
ہی اس علم مین اور پیدا ہوی ہ مدینہ مین بروز جمعہ ۳۔ صفر ۵۷ سنہ ہجری تین برس قبل شہادت
حسین کربلا کے اور اولاد انکی جعفر یعنی امام جعفر صادق او عبداللہ ہین کہ ما اون
دونونکی ام فروہ بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابوبکر صدیق کی ہین اور اولاد امام محمد باقر کے
ابراہیم اور علی اور زینب اور ام سلمہ ہین اور امام باقر مرے مدینہ مین ۱۱۷ سنہ ہجری مین
اور بعض نے کہا ۱۱۸ سنہ ہجری مین اور بعضون نی کہا ۱۱۴ سنہ ہجری اور انکی عمر تھی ۷۳ برس
کی اور بعضون نی کہا ۵۸ برس کی اور بعضون نی کہا ۵۷ برس کی اور قبر انکے
جنت البقیع مین ہی نزدیک قبر باپ انکی قبہ عباس مین اسطرح مذکور ہی کتاب صفوۃ مین فقط

اور اس عرصہ مین ہماری پاس ایک کتاب عربی باسم مدینۃ معاجز الائمۃ الاثنی عشر
تصنیف ملا سید ہاشم بحرانی مصنف کتاب غایت المرام کی جو طہران مین چھپی ہی
بذریعہ جناب مرزا محمد شیرازی صاحب کے بمبئی سے پہونچی کہ یہ کتاب بہت ضخیم ہی کہ
جو مشتمل ہی اوپر ۶۲۵ صفحہ کے اور ہر صفحہ مشتمل ہی ۳۶ سطرون پر اور تمام اس کتاب
مین معجزات اور کرامات دوازدہ امام کے مندرج ہین سو پہونچنا اس قسم کتاب نادر کا
ایک محض فضل الٰہی ہماری حال پر ہی اور اس کتاب سی اس رسالہ تحقیق مین کچھ
حدیث بقدر ضرورت نقل کی جائینگی۔

کتاب مدینۃ معاجز الائمۃ الاثنی عشر باب پنجم بذکر معجزات حضرت امام محمد باقر کہ جس مین
۱۱۸ معجزہ مذکور ہی صفحہ ۳۲۳۔
حدیث بروایت ابو علی محمد فقال اسمعیل عن جابر فلنحذ بجابر فقیل بن عیینہ ضمہ

الى صدره فقال هكذا اوصانى رسول الله وقال لى يا جابر يولد لعلى بن الحسين زين العابدين ولدٌ يقال له محمد فاذا رائيته يا جابر فاقراه منى السلام واعلم يا جابر ان مقامك بعد رويته قليل قال فعاش جابر بعد ان راٰه ايّاما يسيرة ومات رضى الله عنه

ترجمہ پس کہا امام زین العابدین نے اُس امام محمد باقر کو کہ سلام پھونچا تو اوپر چچا اپنی جابر کے پس پکڑا اُس امام باقر کو جابر نے اور بوسہ دیا درمیان آنکھین اُس امام کے اور ملا لیا اُسکو اپنی سینہ سے پس کہا اُس جابر نے کہ اسیطرح پر وصیت کی مجکو رسول اللہ نے اور کہا مجکو کہ اے جابر پیدا ہوگا علی بن الحسین زین العابدین کو ایک لڑکا کہلایگا محمد پس جب دیکھی تو اُسکو اے جابر تو پڑہہ تو اُسکی پاس میری طرف سے السلام علیک اور جان تو اے جابر کہ تحقیق کہ مقام تیرا دنیا مین بعد دیکھنی اُس لڑکے کے تھوڑا ہوگا کہا اُس راوے نے ۔ زندہ رہے جابر بعد دیکھنے اُس امام باقر کے تھوڑے روز اور مرگئے وہ رضی اللہ عنہ ۔

ف یہ روایت سلام پھونچانے جابر کی کتاب روضۃ الصفا مین بھی مذکور ہے اور وجہ ہونے لقب باقر کی بنظر کثرت علم کے ہے اور اس کتاب مدینۃ معاجز الایمۃ الاثنی عشر مین جو ۱۸ معجزے مذکور ہین سو بخوف طوالت اس کتاب حد تحقیق کے وہ سب معجزے اس کتاب حد تحقیق مین نقل نہین کیئے گئے ۔

فصل ۹۸ ذکر امام ششم

تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۸۷ ۔

السادس جعفر بن محمد بن على بن الحسين بن على بن ابى طالب ويكنى اباعبدالله وقيل ابا اسمعيل وله القابٌ اشهرها الصادق وامّه ام فروة بنت القاسم ابن محمد بن ابى بكر الصديق وام ام فروة اسماء بنت عبدالرحمن بن ابى بكر

ولذا قال الصادق لقد ولدنی ابوبکر مرتین ولد بالمدینۃ سنۃ ثمانین من
الہجرۃ وقیل سنۃ ثلاث وثمانین یوم الاثنین لثلاث عشرۃ
لیلۃ بقاین من ربیع الاول وتوفی بالمدینۃ یوم الاثنین للنصف من رجب
سنۃ ثمان واربعین ومائۃ وقبرہ بالبقیع فی قبۃ العباس
وھو القبر الذی فیہ ابوہ الباقر وجدّہ زین العابدین
وعم جدہ الحسن بن علی وللہ درہ من قبرٍ ما اکرمہ
واشرفہ واعلی قدرہ عند اللہ کذا فی شواہد النّبوۃ
وفی الملل والنحل ولہ خمسۃ اولاد محمد واسمعیل
وعبداللہ وموسی وعلی ترجمہ چھٹی امام جعفرؑ
ابن محمد ابن علی ابن حسین ابن علیؑ ابن ابوطالب ہین اور کنیت آپکی
ابوعبداللہ ہی اور بعضون نے کہا ابواسمعیل ہی اور انکو چند لقب ہین کہ مشہور تر
انکا لقب صادق ہی اور مان انکی ام فروہ ہین بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابوبکر صدیق کی اور
ما ام فروہ کی اسما بیٹی عبدالرحمن ابن ابی بکر کی ہین اور اسیواسطی فرمایا امام صادق نے
کہ ہر آئینہ تحقیق کہ پیدا کیا مجکو ابوبکر نے دو دفعہ کرکے اور پیدا ہوی وہ امام جعفرؑ صادق
مدینہ مین سنہ ۸۰ ہجری مین اور بعضون نے کہا سنہ ۸۳ ہجری مین بروز دوشنبہ تیرہ ۱۳ رات باقی رہی
ربیع الاول سے یعنی بتاریخ ۱۶ یا ۱۷ ربیع الاول کے مرے وہ امام مدینہ مین بروز
دوشنبہ نصف رجب سنہ ۱۴۸ ہجری کے اور قبر انکی جنت البقیع مین اندر قبہ عباس
کے ہی اور یہ وہ قبر ہی کہ جسمین باپ انکی امام باقر اور دادا انکی زین العابدین اور چچا
انکی دادا کے حسن ابن علی ہین پس کیا خوب ہی ایک قبر کہ کیا مکرم اور مشرف اور
اعلی ہی قبر اسکی نزدیک اللہ کے اسطرح پر مذکور ہی کتاب شواہد النبوۃ مین اور

اور کتاب ملل اور نحل مین ہی کہ انکو پانچ اولاد ہوئی محمد اور اسمعیل اور عبد اللہ اور موسی علی فقط

ف یہ ارشاد حضرت امام جعفر صادق کا کہ ابوبکر نے پیدا کیا ہمکو دو دفعہ کر کے اس اعتبار سے ہی کہ ماں انکی ام فروہ بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابوبکر کی یعنی ابوبکر کی پوتا کے بیٹی تھین اور دوسرا رشتہ یہ ہی کہ ام فروہ ماں امام جعفر صادق کی بیٹی اسماء دختر عبد الرحمن ابن ابوبکر یعنی ابوبکر کی پوتے کے بیٹی تھین اسطرحپر کہ بیاہ قاسم ابن محمد ابن ابوبکر کا ساتھ چچازاد بہن اسما بنت عبد الرحمن ابن ابوبکر کے ہوا تھا اور اسطرحپر اظہار نسل دوبارہ از جانب ابوبکر کا جو حضرت امام جعفر صادق نے کیا صریح دلیل اس بات کی ہی کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو اس نسل دوبارہ ابوبکر پہ ایک خاص طرح کی خوشی خاطر تھی اور اس خوشی کو مٹا دینا صرف بذریعہ تقیہ کے ہو سکتا ہی اور البتہ اس بات کیواسطے شیعون بڑی ضرورت ہی کہ تقیہ کو جایز ٹھہرا دین حالانکہ تقیہ کا صحیح ثابت ہونا جس طرحپر کہ شیعہ لوگ چاہتے ہین بہت دشوار ہی فقط اور سنی لوگ جو کہتے ہین کہ مجتہد ابو حنیفہ کوفی کو شاگردی حضرت امام جعفر صادق سے تھی ہمارے پاس تماستر صحیح ثابت نہین ہی مگر اسقدر کہ مجتہد ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ زمانہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا پایا تھا

فصل ۹۹ ذکر امام ہفتم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ السابع موسی بن جعفر بن محمد بن علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالب ویکنی ابا الحسن وابا ابراهیم وقیل غیر ذلك ویلقب بالکاظم لفرط حکمه وتجاوزه عن المعتدین علیه أمه ام ولد اسمها حمیدة البربریة ولد بالابواء بین مکة والمدینة یوم الاحد لسبع لیال خلون من صفر سنة ثمان

وعشرين مائة كذا في شواهد النبوة وفي الصفوه ولد بالمدينة
ثمان عشرين وقيل تسع وعشرين ومائة واقدمه المهدي بغداد ثم رده
الى المدينة فاقام بها الى ايام الرشيد فلما قدم الرشيد المدينة
حمله معه وحبسه ببغداد الى ان توفي بها لخمس بقين من رجب سنة
ثلاث وثمانين ومائة وفي شواهد النبوة مات في حبس هارون الرشيد
ببغداد يوم الخميس لخمس خلون من رجب سنة ست وثمانين ومائة من
الهجرة وقبره ببغداد ويقال ان يحيى بن خالد البرمكي سمه في رطب بامر هارون الرشيد

ترجمہ ساتوین امام موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین ابن علی ابن ابی طالب ہین
اور کنیت انکی ابو الحسن اور ابو ابراہیم ہے اور بعضون نے کنیت انکی سوای اسکے
بھی کہی ہے اور لقب آپکا کاظم ہے بسبب افراط حلم انکی اور بسبب تجاوز کرنے انکے
ان لوگونسی جو زیادتی کرتے تھے اس امام پر اور کاظم کے معنی گھونٹنی والی غصہ کے
ہین اور ما انکی ام ولد ہین کہ نام انکا حمیدہ بربریہ تہا اور پیدا ہوی ابوا رمین درمیان
مکہ اور مدینہ کے بروز یکشنبہ سات رات گذری ہوی ماہ صفر سنہ ۱۲۸ ہجری کے
اسطرحسی شواہد النبوۃ مین مذکور ہے اور کتاب صفوۃ مین ہے کہ پیدا ہوی یہ امام ہفتم
مدینہ مین سنہ ۱۲۸ مین اور بعضون نے کہا سنہ ۱۲۹ ہجری مین اور لی آیا اسکو مہدی خلیفہ
بغداد مین اور پہیر دیا اسکو بطرف مدینہ کے پس رہی یہ امام مدینہ مین زمانہ خلیفہ
ہارون رشید تک پس جبکہ پہونچا رشید مدینہ کو اٹھا لایا اس امام کو ساتھہ اپنی اور قید
کیا اس امام کو بغداد مین یہانتک کہ مر گئے یہ امام اس بغداد مین پانچ تاریخ باقی رہتی
ہوئے ماہ رجب سنہ ۱۸۳ ہجری کے اور شواہد النبوۃ مین ہے کہ مرے یہ امام قید مین ہارون رشید
کے بغداد مین بروز جمعرات پانچ تاریخ گذری ماہ رجب سنہ ۱۸۶ ہجرے کے اور قبر انکی بغداد

میں ہے اور کہتے ہیں کہ یحیی ابن خالد برمکی نے زہر دیا اُس امام کو خرما میں ملا کر کی بسبب حکم ہارون رشید کے۔

فصل ۰۱۰ ذکر امام ہشتم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ الثامن علی بن موسی بن جعفر بن محمد ابن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا الحسن ککنیة ابیه موسی الکاظم ولقّب بالرضا امه ام ولد لها اسماء منها اروی ونجمة وسمانة وام البنین واستقر اسمها علی تکتم قیل کانت امة جاریة لحمیدة ام موسی الکاظم فرات فی المنام النبی صلی الله علیه وسلم امرها ان تهب نجمة لابنها موسی وقال سیولد له منها خیر اهل الارض ولد بالمدینة یوم الخمیس الحادی عشر من ربیع الآخر سنة ثلاث وخمسین ومائة بعد وفاة جده الصادق بخمس سنین وقیل غیر ذلك ومات ببلاد طوس فی قریة سناباد من رستاقوجاذ قبره فی قبلی قبر هارون الرشید فی قبة فی دار حمید بن قحطبة الطائی وذلك فی شهر رمضان لتسع بقین منه یوم الجمعة سنة ثمان ومائتین

ترجمہ — آٹھویں امام علی بن موسیٰ ابن جعفر بن محمد بن علی بن محمد بن حسین ابن علی ابن ابوطالب ہیں اور کنیت اُنکی ابوالحسن ہے مثل کنیت باپ اُنکے موسیٰ کاظم کے اور لقب اُنکا رضا ہے اور ماں اُنکی ام ولد ہیں کہ اُنکا چند نام ہے اور بعض اُن ناموں میں اروی اور نجمہ اور ام البنین ہے اور قرار پایا نام اُس ام ولد کا اوپر تکتم کے ۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ ماں اُس امام کی ایک لونڈی تھی حمیدہ مادر موسیٰ کاظم کی پس دیکھا اوس حمیدہ نے خواب میں حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حکم دیا اُس حمیدہ کو کہ بخش دیں وہ نجمہ کو واسطے اپنے بیٹے موسیٰ کاظم کے اور فرمایا اُس پیغمبر خدا نے اُس خواب میں کہ قریب ہے

کہ پیدا ہوگا اُس موسی کاظم کو بہترین اہل زمین کا اور پیدا ہوے یہ امام علی رضا
بروز جمعہ ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۹۴ ہجری کے پانچ برس بعد وفات اپنی دادا امام
جعفر صادق کے اور بعضون نے کہا ہی سو اسکی بھی اور مری وہ ملک طوس کے ایک
گانون سناباد مین بعلاقہ رستا نوجان کے۔ اور قبر اس امام کی سامنی قبر ہارون رشید
کے ہی ایک قبہ مین بخانہ حمید ابن قحطبہ طائی کے۔ اور یہ بات واقع ہوئی ماہ رمضان
مین نو تاریخ باقی رہنی روز جمعہ ۸ سنہ ۲۰۳ ہجری کے فقط۔

ف یہ امام ہشتم علی موسی رضا علیہ السلام ایک بڑے درجہ کے خدائی آدمی تھے
اور مزار شریف آپکا جہان پر ہی سو وہ مشہد مقدس کہلاتا ہی اور وہ اب ملک خراسان
متعلق فارس مین واقع ہی اور سفر کرنیوالون کے بازو پر روپیہ اشرفی یا پیسہ امام ضامن
کے نام کا جو باندہا جاتا ہی سو وہ آپ ہی کی نام پر ہی اور آپ کا نام عموما بلقب امام ضامن
تامن کے مشہور ہی اور اس روپیہ اور اشرفی یا پیسا کے باندھنے سے اعتقاد لوگونکا
یہ ہی کہ وہ سفر اس سفر کرنیوالی کا خیریت اور حفاظت سی طی ہوتا ہی اور جب وہ سفر طی ہوا
تو غربای سادات کو دیا جاتا ہی اور بوقت رخصت کرنے کے لوگ بطور دعا کے یہ بات
بھی وقت باندھنی روپیہ وغیرہ کے کہدیتی ہین کہ امام ضامن کی ضامنی مین سونپا اور
ہمکو اس رسم کے جواز شرعی اور عدم جواز مین کچھ گفتگو نہین ہی مگر اس رسم کے نقل کرنے
سی غرض یہ ہی کہ اللہ اکبر کیا شان عالی آپکی تھی کہ جو ہزار برس سے یہ رسم جاری ہی اور
آپ کا لقب عام شاہ خراسان بھی ہی اور گنبد طلائی آپ کے مزار کا بہت بلند ہی کہ
جو تین کوس سی نظر آتا ہی اور مزار پر اب کی بڑی تیاری لاکھون روپیہ کی ہی اور
تمام زائرین اور غربا کو ہمیشہ کہانا اس سرکار سی ملتا ہی اور حضرت خواجہ معروف کرخی
رحمۃ اللہ علیہ جو ایک بڑی ولی اور پیران سلسلہ مین سے ہین یکی از مریدان خاص

امام ہشتم کے تھے اور انکی قبر بقرب مزار شریف کے واقع ہے اور دو شعر مفصلۂ ذیل عموماً واسطے حاجت کی پیرزادون مین پڑھا جاتا ہے اور ہم سب لوگ بھی پڑھتے ہین

بحق خواجۂ معروف کرخے   نگہداری ز آفت ہاے چرخی
کہ دربان علی موسی رضا بود   علی موسی رضا از وے رضا بود

اور اصحاب ثلثہ باعتقاد سنیان معاویہ شاہی کے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے جو کچھ افضل ہون مگر تمام اولویت اور امامت نسل مین حضرت امیر علیہ السلام کی دیکھی جاتی ہے اور اس مقام مین شعر میر حسن دہلوی کا بہت حسب حال ہے

ہوا یان سے ظاہر کمال رسول   کہ بہتر ہوئی سب سے آل رسول

فصل ۱۰ ذکر امام نہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ التاسع محمد بن علی بن موسی ابن جعفر ابن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا جعفر و ہو موافق للباقر فی الکنیة والاسم ولذا یقال لہ ابو جعفر الثانی ولقبہ التقی والجواد امہ ام ولد اسمہا خیزران وقیل ریحانة وقیل کانت من اہل ماریة القبطیة ولد بالمدینة یوم الجمعة لعشرة ایام خلون من رجب سنة خمس وتسعین ومائة وتوفی یوم الثلاثاء لستة ایام خلون من ذی الحجة سنة عشرین ومائتین فی خلافة المعتصم وقیل مسموما ولکنہ ما صح وقبرہ ببغداد خلف قبر جدہ الکاظم ولکمال علمہ وادبہ وفضلہ زوجہ المامون فی صغر سنہ ابنتہ ام الفضل وارسلہا معہ الی المدینة وکان یرسل الی المدینة فی کل سنة الف الف درہم کذا فی شواہد النبوة

ترجمہ نویں امام محمد ابن علی ابن موسی ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابیطالب ہین اور کنیت آپکی ابوجعفر ہی اور یہ امام موافق ہین ساتھ امام باقر امام پنجم کے کنیت اور نام مین اور اسیواسطی کہی جاتی ہین ابوجعفر ثانی اور لقب انکا تقی اور جواد ہی اور انکی ما ام ولد ہین کہ نام انکا خیزران ہی اور بعضون نی کہا کہ ریحانہ اور بعضون نی کہا کہ تھی وہ ام ولد ماریہ قبطیہ کے لوگون مین سے اور پیدا ہوے یہ امام مدینہ مین بروز جمعہ دس دن گذری رجب سنہ ۱۹۵ ہجری کے اور مرے وہ بروز منگل چھ دن گذری ذی الحجہ کے سنہ ۲۲۰ ہجری مین بزمان خلافت معتصم کے اور بعضون نے کہا کہ مرے وہ مسموم اور لاکن یہ قول صحیح ثابت نہین ہی اور قبر انکی بغداد مین ہی پیچھے قبر انکی دادا کاظم امام ہفتم کے اور بسبب کمال علم و ادب اور فضل انکی مامون خلیفہ نی بیاہا انکو انکی صغر سن مین اپنی بیٹی ام الفضل سے اور روانہ کر دیا اس ام الفضل کو ساتھ اس امام کے بطرف مدینہ کے اور بھیجا کرتا تہا وہ خلیفہ اس امام کو بطرف مدینہ کے ہر برس دس لاکھ درہم اسطرح سے مذکور ہی کتاب شواہد النبوۃ مین —

ف مزار کاظمین عبارت ہی اس مزار واقع بغداد سی کہ جسمین قبر امام ہفتم موسی کاظم اور امام نہم امام تقیؑ کی واقع ہے —

فصل ۱۰۲ ذکر امام دہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸ العاشر علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا الحسن و یقال لہ ابو الحسن الثالث ولقبہ الهادی لکنہ مشتهر بالمتقی امه ام ولد اسمها سماعه وقیل امه ام الفضل بنت المامون ولد بالمدینة فی الثالث عشر من رجب سنة

اربع عشرة و مائتين و توفى فى زمان المستنصر فى سرّ من رأى من نواحى بغداد يوم الاثنين من اواخر جمادى الآخرة سنة اربع وخمسين و مائتين و قبره فى داره التى فى سر من رأى وقيل ان مشهد الهادى بقم وليس بصحيح وانما الصحيح ان مشهد فاطمة بنت موسى بن جعفر بن محمد ببلدة قم وقد نقل عن الرضا انه قال من زارها دخل الجنة كذا فى شواهد النبوة

ترجمہ دسوین امام علی ابن محمد ابن علی ابن موسیٰ ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین بن علی ابن ابیطالب ہین اور کنیت آپکی ابو الحسن ہے اور ابو الحسن سیوم کہلاتی ہین اور لقب انکا ہادی ہے لاکن وہ مشہور ہین ساتھ لقب نقی کی اور مان انکی ام ولد ہین نام انکا سمانہ ہے اور بعضون نے کہا کہ مان انکی ام الفضل بیٹی ماموں خلیفہ کے ہین اور پیدا ہوی وہ مدینہ مین بتاریخ تیرہوین رجب سنہ ۲۱۴ ہجرے کے اور مرے وہ زمانہ خلافت مین مستنصر کے سرمن رای نواحی بغداد مین بروز دوشنبہ اواخر جمادی الثانی سنہ ۲۵۴ ہجرے کے اور قبر انکی اپنی مکان مین ہے کہ جو سرمن رای مین تھا اور بعضون نے کہا کہ مزار امام ہادی کا شہر قم مین ہے اور یہ بات صحیح ثابت نہین ہے اور امر صحیح یہ ہے کہ مزار فاطمہ دختر موسیٰ ابن جعفر ابن محمد کا شہر قم مین ہے اور حضرت امام علی موسیٰ رضا سے یہ حدیث منقول ہے کہ فرمایا اس امام نے کہ جو شخص زیارت کرے اس مزار فاطمہ کو داخل ہوگا وہ شخص جنت مین اسطرح مذکور ہے کتاب شواہد النبوۃ مین

ف اب یہ مقام سامرہ کہلاتا ہے کہ اسمین دو امام کا مزار ہے ایک امام نقی امام دہم کا اور دوسرا امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام کا ——

فصل ۱۰۳ ذکر امام یازدہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷و۱۸۸ الحادی عشر الحسن بن علی
ابن محمد بن علی بن موسی بن جعفر الصادق ویکنی ابا محمد ویلقب
بالزکی والخاص والسراج وهو ایضا مثل ابیه مشهور بالعسکری
وامه ام ولد اسمها سوسن وقیل غیر ذلك ولد بالمدینة
سنة احدی او اثنین وثلاثین ومائتین وتوفی فی سر من رای
فی سنة ستین ومائتین وقبره بجنب ابیه

ترجمہ گیارہوین امام حسن ابن علی ابن محمد ابن علی ابن موسی ابن جعفر صادق ہین اور کنیت اُنکی ابو محمد ہی اور لقب آپ کا زکی اور خاص ور سراج ہی اور وہ بھی مثل باپ اپنی مشہور ہین ساتھ عسکری کی ور ماں اُنکی ام ولد ہین کہ نام اُنکا سوسن ہی اور بعضون نے غیر اسکا بھی کہا ہی اور پیدا ہوی مدینہ مین سنہ ۲۳۱ یا سنہ ۲۳۲ ہجری مین اور مری سر من رای مین سنہ ۲۶ مین اور قبر اُنکی جنب مین اپنی باپ کے ہی۔ فقط

اور خاندان دوازدہ امام کا مخصوص ساتھ علم کے ہی چنانچہ ایک تفسیر زاید از دو پارہ قران شریف کے بھی اس امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام سی ہی کہ اس تفسیر سے ایک انتخاب مختصر قول امام ممدوح کا نسبت تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اس جگہ پر ذکر کیا جاتا ہی کہ پوری تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم کی زاید از دو ورق مین ہی اور راقم نے اوپر بیان صرف معنی اللہ کے حسب ذیل اکتفا کیا۔

قوله عز وجل بسم الله الرَّحمن الرَّحیم قال الامام علیه السلام الله هو الذی یتالّه الیه عند الحوائج والشدائد کلُّ مخلوق عند انقطاع الرجاء من کل من دونه وقطع الاسباب من جمیع من سواه یقول بسم الله ای استعین علی اموری کلها الله الذی لایحق العبادة

الا الیه المغیث اذا استغیث والمجیب اذا دعی قال الامام علیه السلام
وهو ما قال رجل للصادق یا ابن رسول الله دلنی علی الله ما هو
فقد اکثر المجادلون علی وحیرونی فقال الامام یا عبد الله هل رکبت
سفینة قط قال بلی فقال هل کسرت بك حیث لا سفینة تنجیك
ولا ساحة تغنیك قال بلی قال فهل تعلق قلبك هنالك ان
شیئاً من الاشیاء قادر علی ان یخلصك من ورطتك قال بلی
قال الصادق فذلك الشیٔ هو الله القادر علی الانجاء
حین لا منجأ وعلی الاغاثة حین لا مغیث

ترجمہ قول اُس اللہ تعالیٰ کا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی کہا امام حسن عسکری
علیہ السلام نے کہ اللہ وہ شی ہی کہ وقت حاجات اور مصیبتونکی کل مخلوق اُسکی طرف
رجوع کرتا ہی اور وقت منقطع ہونے امید کے تمام اس سے کہ جو سوای اسکی
ہی اور قطع ہونے اسباب کی ماسوا سی اور بندہ جو کہتا ہی بسم اللہ سو اسکی معنی یہ
ہین کہ مدد مانگتا ہون مین اوپر تمام امورات اپنی ساتھ اس اللہ کے کہ نہین حق ہی عبادت
مگر اُسکو اور وہ فریادرس ہی جب فریاد کیجای اس سے اور قبول کرنیوالا ہی جب دعا
کیجای اُس سی اور فرمایا امام حسن عسکری نی کہ یہ وہ بات ہی کہ جو ایک شخص نے امام
جعفر صادق سی کہا کہ ای پسر رسول خدا کی بتلای ہمکو کہ اللہ کیا چیز ہی کیونکہ جدل
کرنیوالون نی بہت جھگڑا کیا مجھ سی اور حیرت مین ڈالا ہی مجھکو پس جواب دیا امام
جعفر صادق نے کہ ای بندۂ خدا کبھو سوار ہوا ہی تو کشتی پر ابتک کہا اُسنی کہ ہان
فرمایا امام نی کہ آیا کبھو وہ کشتی شکست ہوی اسطرح پر کہ نہ وہان پر کوی کشتی دوسری
تھی کہ جو بچاتی تجکو اور نہ تیرنا آتا تھا تجکو کہ غرق سی وہ تجکو بچاوی کہا اُس شخص نی کہ ہان

تب فرمایا امام نے کہ آیا متعلق ہوا دل تیرا اسوقت مین ساتھ کسی شی کے جو کہ قادر ہو خلاص دینے پر تیری اس ہلاکت سے تیری کہا اس شخص نے کہ ہان فرمایا امام جعفر صادق نے کہ وہ شی وہی اللہ ہے کہ جو قادر ہے نجات دینے پر جسوقت کہ کچھ جای نجات نہین ہے اور قادر ہے فریادرسی پر کہ جب کوئی فریادرس نہین ہے —

فصل ۱۰۴ ذکر امام دوازدہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۸ و ۲۸۹ —

چونکہ تاریخ الخمیس مین بذکر امام دوازدہم حضرت امام مہدی علیہ السلام کے چند اقوال ہین اسواسطے ہم اسکو اس مقام مین چند حصہ کرکے مع ترجمہ کے نقل کرتے ہین اور آخر مین ہم خود رای اپنی بھی لکھینگے اول الثانی عشر محمد بن الحسن بن علی ابن محمد بن علی رضا یکنی ابا القاسم ترجمہ بارہوین امام محمد ابن حسن بن علی بن محمد ابن علی رضا ہین اور کنیت آپ کی ابو القاسم ہے —

دوم ولقبہ الامامیة بالحجة والقائم والمہدی والمنتظر وصاحب الزمان وہو عندہم خاتم للاثنی عشر اماما ویزعمون انہ دخل السرداب الذی فی سر من رای وامہ تنتظر الیہ ولم یخرج الیہا وذلک فی سنة خمس وستین ومائتین وقیل فی سنة ست وستین ومائتین وہو الاصح واختفی الی الآن فی زعمہم امہ ام ولد اسمہا صقیل وقیل سوسن وقیل نرجس وقیل غیر ذلک وُلِدَ فی سرّ من رای فی الثالث والعشرین من رمضان سنة ثمان وخمسین ومائتین

ترجمہ اور لقب دیا ہے اس امام دوازدہم کو امامیہ شیعی لوگون نے ساتھ حجت اور

قائم اور مہدی اور منتظر اور صاحب الزمان کے اور یہ امام نزدیک شیعون کے خاتم ایمہ اثنا عشر ہین اور شیعون کا گمان یہ ہی کہ یہ امام اندر گئی اس سرداب مین کہ جو سر من رای مین ہی اور ماں انکی منتظر ہین اس امام کی اور نہ نکلی وہ امام ہماں تک اور یہ بات سنہ ۲۶۵ ہجری کی ہی اور بعضون نی کہا کہ یہ بات سنہ ۲۶۶ ہجری کی ہی اور یہ قول صحیح تر ہی اور مختفی یعنی پوشیدہ ہین یہ امام اسوقت تک ان شیعون کے گمان مین ورماں انکی ام ولد ہین کہ نام انکا صقیل ہی اور بعضون نی کہا کہ سوسن اور بعضون نی کہا کہ نرگس اور بعضون نی سوای اسکی بھی کہا ہی اور پیدا ہوی یہ امام سر من رای مین تاریخ ۲۳ رمضان سنہ ۲۵۸ ہجری کے — سوم وفی جامع الاصول فی اشراط الساعة وعلاماتها عن ابن مسعود ان رسول الله صلے الله علیه وسلم قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطوّل الله ذلك الیوم حتی یبعث الله فیه رجلا منی او من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا وفی روایة اخری لا تنقضی الساعة حتی یملك العرب من اهل بیتی رجل یواطی اسمه اسمی اخرجه ابو داؤد

ترجمہ اور کتاب جامع الاصول مین اندر بیان شرائط قیامت اور علامات انکی ابن مسعود سی یہ روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اگر نہ باقی رہی دنیا سی مگر ایک روز تو اللہ طول دیگا اس روز کو یہانتک کہ اٹھاوی وہ اللہ اس روز مین ایک مرد کو مجھ سی یا میری اہلبیت سی کہ برابر ہوگا نام اسکا ساتھ نام میری اور نام اسکی باپ کا ساتھ نام میری باپ کے اور بھر دیگا وہ مرد زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھر گئی ہوگی وہ زمین ساتھ ظلم و جور کے اور ایک دوسری روایت مین ہی

کہ نہین ختم ہوگی قیامت یہانتک کہ مالک ہوگا ملک عرب کو ایک مرد اہلبیت سے
میرے کہ برابر ہوگا نام اُسکا ساتھ نام میرے روایت کی اُسکو ابو داؤد نے

چہارم و قال صاحب الفتوحات المکیة فی ذکر المهدی انه
یکون معه ثلثمائة و ستون رجلاً من رجال الله الکاملین
و هذا الخلیفة یکون من عترة رسول الله صلی الله علیه وسلم
من ولد فاطمة اسمه اسم رسول الله صلی الله علیه وسلم
وکنیته کنیة جده حسن بن علی یبایع بین الرکنین والمقام
یبایعه العارفون بالله من اهل الحقائق عن شهود و کشف
بتعریف الٰهی رجال الٰهیون یقیمون دعوته وینصرونه هم
الوزراء یحملون اثقال المملکة و یعینون علی ما قلده الله تعالی
ثم قال فان الله یستوزر طائفة خباهم فی مکنون غیبه اطلعهم الله
کشفا و شهودا علی الحقائق و هذا الخلیفة یفهم منطق الحیوان و یسری عدله فی الانس والجان

ترجمہ اور کہا صاحب فتوحات مکی نے ذکر مین مہدی علیہ السلام کی کہ ہونگی ساتھ
اُسکی تین سو ساٹھ آدمی مردان خدا سے جو کامل لوگ ہونگی اور یہ خلیفہ ہوگا عترت
رسول سے اور اولاد سے فاطمہ کے اور نام اُسکا ہوگا نام رسول خدا کا کنیت اُسکی
مثل کنیت دادا اُسکی حسن ابن علی کے اور بیعت اُسکی لوگ کرینگی درمیان رکنین
اور مقام کے اور بیعت اُسکی کرینگی عارفان باللہ اور اہل حقائق کے کہ جو پہچانینگے
اُسکو از روی مشاہدہ و کشف کی ساتھ تعریف الٰہی کے اور مردان خدای لوگ
قائم کرینگی دعوت کو اُسکی اور مدد کرینگی اُسکی اور وہ لوگ وزیران ہونگی کہ جو اُٹھاوینگے
بار مملکت کو اور اعانت کرینگی اُس بات کی کہ تقلید کی اُسکی خدا نے اور بعد اسکے

کہا صاحب فتوحات نی کہ خدا تعالی لوجہا اُٹھاویگا اُسی ایک گروہ سی کہ راز پوشیدہ اُنکا پوجہ غیب مین اُس خدا کی ہی اور اطلاع دیگا انکا اماً ازروی کشف و مشاہدہ حقائق کے اور یہ خلیفہ سمجھیگا بولی کو حیوانات کی اور جاری ہوگا عدل اُسکا انس و جن مین۔

عربی و فی ذخائر العقبی عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال للعباس منک المہدی فی اخر الزمان و بہ ینتشر الہدی و بہ تطفاء نیران الضلالات ان اللہ عزوجل فتح بنا ہذا الامر و بذریتک یختمہ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم الا ابشرک یا ابا الفضل قال بلی یا رسول اللہ قال ان اللہ فتح بی ہذا الامر و بذریتک یختمہ اخرجہ الحافظ ابو القاسم الدمشقی وعن عثمان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یقول المہدی من ولد العباس وعن عبد الصمد ابن علی عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یا عباس قال لبیک یا رسول اللہ قال ان اللہ عزوجل ابتدء الاسلام بی و سیختمہ بغلام من ولدک و ہو الذی یتقدم عیسی ابن مریم **ترجمہ**

اور کتاب ذخائر العقبی مین ہی ابن عباس سے کہ فرمایا رسول خدا نی عباس کو کہ تجھسے ہوگا مہدی آخر زمانہ مین اور اُس سی پھیلیگی ہدایت اور بذریعہ اُسکی آگ گمراہیون کی بجھائیجائیگی تحقیق کہ خدای عزوجل نے مجھسے شروع کیا اس امر کو اور ساتھ نسل تیرے ختم کریگا اُسکو۔

اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ کہا اُسنی کہ فرمایا رسول خدا نی کہ آیا خوشخبری نہین دیتا مین تجھکو ای ابو الفضل کہا اُس عباس نے کہ ہان ای رسول خدا تب کہا اُس رسول نے

کہ خدا نی شروع کیا اس امر کو مجھسے اور ختم کریگا اسکو ساتھ تیرے نسل کے ۔ اس روایت کو نکالا حافظ ابو القاسم سہمی نے اور روایت ہی عثمان سی کہ کہا اسنی کہ سنا مین نی رسولخدا کو کہتی ہوی کہ مہدی اولاد عباس سی ہوگا اور روایت ہی عبد الصمد ابن علی سے بروایت باپ اسکی وادا سے اسکی کہ کہا اس راوی نے کہ کہا اس رسول خدا نے کہ ای عباس اور عباس نے کہا کہ ہان ای رسول خدا کی تب کہا اس رسول نے کہ تحقیق کہ اللہ نے ابتدا کیا اسلام کو مجھسے اور قریب ہی کہ ختم کریگا اسکو بذریعہ ایک لڑکا کی تیری اولاد مین سی اور یہ لڑکا وہ ہی جو کہ پہلی آویگا عیسی ابن مریم سے

متن وعن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلے الله علیہ وسلم لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق حتی ینزل عیسے ابن مریم عند طلوع الفجر فے بیت المقدس ینزل الی المہدی فیقال تقدم یا نبی الله صل بنا فیقول ہذہ الامة امراء بعضهم علی بعض اخرجہ الامام ابو عمرو عثمان ابن سعید المقری فی سننه

ترجمہ اور روایت ہی جابر ابن عبد اللہ سی کہ کہا اسنی کہ کہا رسول اللہ نی کہ ہمیشہ رہیگا ایک طائفہ میری امت کا کہ لڑتا رہیگا حق پر یہانتک کہ اترینگے عیسی ابن مریم وقت طلوع فجر کے بیت المقدس مین کہ اترینگی اوپر یعنی بعد مہدی کے تب کہا جائیگا کہ آگی ہو تم ای نبی خدا کے اور نماز پڑہاؤ ہملوگون کو پس کہینگی وہ عیسی کہ یہ امت امیر لوگ ہین بعض انکی اوپر بعض دوسرون کے ۔ نکالا اس روایت کو امام ابو عمرو عثمان ابن سعید المقری نے بیچ کتاب سنت اپنی کے ۔

متن وعن کعب الاحبار قال یحاصر الدجال المومنین بیت المقدس فیصیبهم فیها جوع شدید حتی یاکلوا اوتار قسیهم من الجوع فبینا هم

علی ذلک اذ سمعوا صوتا فی الغلس فیقولون ان ہذا الصوت صوت
رجل شبعان قال فینظرون فاذا عیسی ابن مریم علیہ السلام قال فتقام
فیرجع امام المسلمین المہدی فیقول عیسی علیہ السلام
تقدم فلک اقیمت الصلاۃ فیصلی بہم تلک قال ثم یکون عیسی
اماما اخرجہ الحافظ ابو عبداللہ نعیم بن حماد فی کتاب الفتن

ترجمہ اور روایت ہے کعب الاحبار سے کہا اسنے کہ تنگ پکڑیگا دجال مسلمانونکو بیت المقدس مین پس لگی ایک سخت بھوک اون لوگون کو یہانتک کہ کھاوینگے وہ لوگ رودون کو اپنی کمانون کے بسبب بھوک کی پس ہونگے وہ لوگ اس حال مین کہ ناگاہ سونینگے وہ لوگ ایک آواز تاریکی مین رات کے تو کہینگے کہ یہ ایک آواز ہے آسودہ آدمی کی کہا اس راوی نے کہ پس ناگاہ عیسی بن مریم علیہ السلام ہوتےگے کہا راوی نے کہ اٹھ جاوینگے عیسی اور لوٹ آوینگے امام مسلمانون کے مہدی علیہ السلام پس کہینگے عیسی علیہ السلام کہ آگے ہو تو اسواسطی کہ تیرے واسطی نماز قائم ہوتی ہے پس امام مہدی نماز پڑہاوینگے کہا راوی نے کہ بعد اسکی ہونگی عیسی ایک دوسری امام نکالا اس روایت کو حافظ ابو عبداللہ نعیم ابن حماد نی بیچ کتاب الفتن کے

ہشتم وعبداللہ بن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج
المہدی وعلی راسہ غمامۃ فیہا ملک ینادی ہذا المہدی خلیفۃ اللہ
فاتبعوہ اخرجہ ابو نعیم فی مناقب المہدی وعن عون بن سنبہ قال
کنا نحدث انما یکون فی ہذہ الامۃ خلیفۃ لا یفضل علیہ ابوبکر
وعمر اخرجہ الدوانی فی سننہ وعن محمد بن سیرین قال قیل المہدی
خیر ام ابوبکر وعمر قال ہو خیر منہما وفی روایۃ وذکر فتنہ فقال

اذا كان ذلك فاجلسوا فی بیوتکم حتی تسمعوا علی الناس بخير من ابی بکر و عمر اخرجهما الحافظ ابو عبد الله نعیم بن حماد قال و فی زمن المهدی ترعی الشاة و الذئب و یلعب الصبیان بالحیات و العقارب

ترجمہ اور روایت ہی عبد اللہ ابن عمر سی کہ کہا اُسنی کہ کہا رسول خدا نی کہ نکلیگا مہدی درحالیکہ اوپر سر اُسکی ہوگا ایک ابر کہ اُسمین سی ایک فرشتہ ندا کریگا کہ یہ مہدی خلیفۃ اللہ ہی پس تابعداری کرو تم لوگ اُسکی نکالا اس روایت کو ابونعیم نی بیچ کتاب مناقب مہدی کے ـــ

اور روایت ہی عون ابن منبہ سی کہ کہا اُسنی کہ یہ لوگ باخوریا چرچا کرتے تھے کہ اس امت مین ایک خلیفہ ہوگا کہ نہین فضیلت ہوگی ابوبکر اور عمر کو اُسپر نکالا اس روایت کو امام وقانی نی بیچ کتاب سنت اپنی کی اور روایت ہی محمد ابن سیرین سے کہ کہا اُسنی کہ پوچھا گیا اُس سی کہ مہدی بہتر ہین یا ابوبکر و عمر اور اُسنی جواب دیا کہ وہ مہدی بہتر ہی ان دونون سے اور ایک روایت مین ہی کہ ذکر کیا اُس محمد ابن سیرین نی حال فتنہ کا اور کہا اُسنی کہ جب ایسا ہو تو بیٹھے رہو تم لوگ اپنے گھرونمین یہانتک کہ سنو تم لوگ ایک آدمی کا حال کہ جو بہتر ہوا ابوبکر و عمر سی نکالا ان دونون روایتون کو حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد نی اور کہا محمد ابن سیرین نے کہ زمانہ مین مہدی کی ایک ساتھ چرینگی بکری اور بھیڑیا اور کھیل کرینگی لڑکی ساتھ سانپون اور بچھوونکی ثم قال الشیخ علاء الدولة احمد بن محمد السمنانی قدس سره فی ذکر الابدال و اقطابهم وقد وصل الی الرتبة القطبیة محمد بن الحسن العسکری و هو انه اذا اختفی دخل فی دائرة الابدال

وترقی متدرجا طبقة طبقة الی ان صار سید الاقطاب وکان القطب حینئذ علی بن الحسین البغدادی فلما جاد بنفسه ودفن فی الشونیزیة فصلی علیه محمد بن الحسن العسکری وجلس مجلسه وبقی فی الرتبة القطبیة تسع عشر سنة ثم توفاه الله بروح وریحان واقام مقامه عثمان بن یعقوب الجوینی الخراسانی وصلی علیه هو وجمیع اصحابه ودفنوه فی مدینة الرسول فلما جاد الجوینی بنفسه جلس احمد کوچک من ابناء عبد الرحمن بن عوف مجلسه وکان توفی فی العجم وصلی علیه وقبورهم لاصقة بالارض غیر مشرفة ولا مبنیة لا یعرفها غیرهم وهم یزورونها کل سنة کذا فی شواهد النبوة

ترجمہ کہا شیخ علاء الدولہ احمد بن محمد سمنانی قدس سرہ نی بیچ ذکر ابدال و اقطاب کے اور تحقیق کر پہونچا محمد ابن حسن عسکری درجۂ قطبیت تک اور جب کہ پوشیدہ ہوا وہ تو داخل ہوا وہ دائرۂ ابدال مین اور ترقی کی آہستہ آہستہ ایک ایک طبقہ کرکے یہانتک کہ ہوگیا وہ سید الافذاذ یعنی افذاذ ایک درجہ ہی کہ جسمین آدمی تمام عالم مین یکہ و تنہا ہوتا ہی اور اسوقت مین علی ابن الحسین بغدادی قطب تھی پس جب کہ مرگئی وہ قطب اور دفن ہوئی شونیزیہ مین تو نماز پڑہی اوپر اُسکی محمد ابن حسن عسکری نی اور بیٹھی اُنکی مقام مین اور قائم رہی رتبہ قطبیت مین اُنیس برس تک اور بعد اُسکی انتقال کیا اُس محمد ابن عسکری نی ساتھہ روح و ریحان کے اور اپنی جگہ مین قائم کیا عثمان ابن یعقوب جوینی خراسانی کو اور اُسنی و جمیع اصحاب نی اُسکی نماز پڑہی اُسپر اور دفن کیا اُسکو مدینۃ الرسول مین پس جب کہ مرگئی جوینی تو احمد

کوچک فرزندان سی عبد الرحمن بن عوف کی اُنکی جگہ مین ہوی اور مرگئی وہ جو بینے ملک عجم مین اور نماز پڑہی گئی اُنپر اور قبرین اُن لوگونکی ملصق ہین زمین سے اور نامعلوم ہین اور نہ اُن قبرون پر کچھ عمارت ہی کہ نہین پہچانتا ہی اُن قبرون کو کوئی شخص سوای اُن لوگون کی اور وہی لوگ زیارت کرتے ہین اُن قبرون کی ہر سال

اسطرحپر مذکور ہے شواہد النبوۃ مین ـــ

وھم و فی زبدۃ الاعمال قال سراج الحرم ابو بکر التکافی قدس سرہ النقباء ثلثمائۃ والنجباء سبعون والابدال اربعون والاخیار سبعۃ والعمد اربعۃ والغوث واحد ثم مسکن النقباء المغرب ومسکن النجباء مصر ومسکن الابدال الشام والاخیار سیاحون فی الارض والعمد فی زوایا الارض ومسکن الغوث مکۃ فاذا عرضت الحاجۃ من امر العامۃ ابتہل فیہا النقباء ثم النجباء ثم الاخیار ثم العمد فان اجیبوا فیہا والا ابتہل فیہا الغوث فلا تتم مسئلتہ حتی یستجاب دعوتہ

ترجمہ اور زبدۃ الاعمال مین کہا سراج الحرم ابو بکر التکافی قدس سرہ نی کہ نقیب لوگ تین سو ہین اور نجیب لوگ ستر اور ابدال لوگ چالیس اور اخیار سات اور عمد یعنی ستون چار ہین اور غوث ایک شخص ہی اور مسکن نقیبون کا ملک مغرب اور مسکن نجیبونکا مصر اور مسکن ابدال کا شام ہی اور اخیار لوگ سیاح ہین زمین مین اور عمد چار گوشونمین زمین کی ہین اور مسکن غوث کا مکہ ہی پس جب کہ پیش آوے کوئی حاجت عامہ خلائق کی تو وہ حاجت رجوع کیجای بطرف نقبا کی بعد اُسکے بطرف نجبا کی اور بعد اسکے بطرف اخیار کی اور بعد اُسکی بطرف عمد کے پس اگر دعا قبول کرین وہی لوگ تو بہتر وگرنہ حاجت پیش کیجای غوث سی پس نہین پورا

ہوگا مسئلہ اُسکا یہانتک کہ قبول کیجاے دُعا اُسکی ۔ رای راقم ۔
اسقدر روایات پریشان جو مذکور ہوئی سوا امر صحیح و اقرب الی الذہن ایک یہی
امر ہی کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام فی شبیہ پسر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
کی ہین کہ جو سرداب سر من رای مین مختفی ہوی اور بلحاظ انواع قدرت خداوندی اور
مثال زندہ رہنی حضرت مسیح وغیرہ کے زندہ باقی رہنا حضرت امام مہدی کا کوی
امر محال و بعید از قیاس نہین ہی اور اس رای کی قوت ایک اس امر سی بھی ہی کہ
خود مصنف کتاب تاریخ الخمیس نے جو کہ ایک سنی مذہب کا آدمی ہی ابتدای حال مین بصراحت
تمام نام حضرت امام مہدی امام دوازدہم کا بقید ابن حسن عسکری ابن امام نقی ابن امام تقی
ابن امام علی رضا کی ذکر کیا ہی اور علاء الدولہ احمد ابن محمد ایک شخص سنی مذہب نے ہوتا
ایک شخص محمد ابن امام حسن عسکری کا اقرار کرکی مختفی یعنی پوشیدہ ہوجانا انکا قبول
کیا ہی اور اصل بات یہ ہی کہ درحقیقت پیدائش حضرت امام مہدی کی ہوچکی ہو یا نہین
سو یہ دونون امر تا ظہور امام مہدی کی برابر ہی اور زیادہ گفتگو کرنی اسمین کچھ ضرور
نہین ہی اور غنیمت ہی کہ حضرت امام مہدی کا چند روایتون مین افضل ہونا حضرت ابوبکر
و عمر سی قبول کیا گیا ہی کہ جو فی شبہ اولاد حضرت علی مشکلکشا سی ہین اور اگر بالفرض
اولاد عباس سی بھی ہون تو افضل البشر بعد النبی ہونا حضرت ابوبکر و عمر کا باقی نہین رہا
اور حدیث مندرجہ فصل ۲ ۹ سی ظاہر کہ حضرت رسول خدا نی حضرت امام حسین امام
سیوم کو اپنی گود مین لیکر کے انکی آنکھون اور منھ پر بوسہ دیکر کے فرمایا کہ تو سید ہی بیٹا
سید کا اور بھائی سید کا اور باپ سادات کا اور تو امام ہی بیٹا امام کا اور بھائی
امام کا اور باپ امامون کا اور تو حجت ہی بیٹا حجت کا بھائی حجت کا اور باپ حجتون کا
کہ جو ۹ نو نکلینگے تیری پشت سی اور نوان انکا قائم رہنی والا ہوگا ان نو شخصون سی

سوا اس حدیث کی بھی بنظر لفظ قائم کے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا زندہ قائم رہنا عین قرین قیاس ہے۔

فصل ۱۰۵ ذکر چہاردہ معصوم

ہمنے قبل اسکے ایک فصل مین حساب چہاردہ معصوم کا اسطرح پر لکھا ہے کہ حضرت رسولخدا اور حضرت سیدہ فاطمہ اور دوازدہ امام ملاکر کے چاردہ معصوم ہین اور یہ حساب اپنی طور پر درست ہے مگر باب لطیفہ پنجاہ وسوم لطائف اشرفی حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ سے کہ مزار شریف اُنکا بمقام کچھوچھہ شریف ملک اودہ کی واقع ہے ظاہر ہوتا ہے کہ لقب چہاردہ معصوم کا عبارت ہے چہاردہ امام زادون سے کہ جو کمسنی مین انتقال فرمائی ہین حسب ذیل

۱	محمد اکبر بن علی مرتضی کہ بعمر دو سال کے انتقال کیا	
۲	عبداللہ ابن امام حسین بعمر	ایضاً
۳	قاسم ابن امام حسین بعمر	ایضاً
۴	قاسم ابن امام حسن بعمر	ایضاً
۵	حسین ابن زین العابدین امام چہارم بعمر	شش سال
۶	قاسم ابن ایضا بعمر	ایضاً
۷	علی ابن امام محمد باقر امام پنجم بعمر	ایضاً
۸	عبداللہ ابن جعفر صادق امام ششم بعمر	سہ سال
۹	یحیی ابن ہادی ابن امام جعفر صادق بعمر	ایضا
۱۰	صالح ابن محمود ابن موسی کاظم امام ہفتم بعمر	ہفت سال
۱۱	طیب ابن امام موسی کاظم بعمر	ایضا

۱۲	جعفر ابن امام تقی امام نہم بعمر	چار سال
۱۳	جعفر ابن حسن عسکری امام یازدہم بعمر	یک سال
۱۴	قاسم ابن ایضاً بعمر	سہ سال

صلواۃ اللہ علیہم اجمعین

فصل ۱۰۷ بذکر ولایت اولیاء اللہ

اولیاء اللہ عبارت ہے دوستان خدا سے کہ جو یاد و محبت خدا مین تا ہمرہ کرکے مردانہ دنیا سے گئے اور بطرف دنیا کی کچھ التفات نہین کیا اور حقیقت مین خوب سمجھا کہ دنیا درحقیقت کچھ قابل التفات کی نہین ہے ہم الفلاسفۃ حقا یعنی یہی لوگ درحقیقت فلسفی ہین اور شیعی لوگ ولایت کو منحصر دوازدہ امام مین جانتے ہین مگر ہم سمجھتے ہین کہ نبی لوگ نبی و امام و ولی سب کچھ ہین اور یہ دوازدہ امام ساتھ درجہ امامت کی ولی بھی ہین مگر نبی نہین اور ولی لوگ نہ نبی ہین نہ امام مگر بعد دوازدہ امام کی یہ لوگ بھی ہماری پیشوا ہین اور آیت ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاہم یحزنون کی مصداق ہین غرض یہ درجہ ولایت کا ایک درجہ خاص ہے کہ جو درجہ نبی و امام کے بعد ہے اور بمقتضای آیت ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین کی دیکھا جاتا ہے کہ خدا کی طرف سے اُن لوگون کو انعام خوب ملا کہ وہ لوگ درحقیقت مری نہین ہین بل احیاء ولکن لا تعلمون یعنی کہ وی لوگ زندہ ہین مگر تم لوگ نہین جانتے ہو اور ہم اون لوگون کو کیونکر مردہ کہہ سکتے ہین کہ حل مشکلات و رفع حاجات اون لوگون سے برابر جاری ہے اور اکثر لوگون کی تعلیم باطنی و فیض روحانی مزارات شریف سے اونکی ہوئی ہے اور کیونکر نہو کہ یہ لوگ پیرو اور نام لیوا حضرت شاہ ولایت یعنی

شاہ مردان مولی مشکلکشا علی علیہ السلام کے ہین ور دوازدہ امام اور سیدہ معصومہ کو جان و دل سی مانتی ہین اور یہی وجہ ہی کہ ہم بھی اُن اولیاء اللہ کو تمامتر مانتی ہین اور تمام اقوال کو اُن لوگونکی حق جانتی ہین اور اگر مسئلہ وحدت وجود وغیرہ کا ہماری سمجھ مین نہ آوی تو اُس سی بطلان اُس مسئلہ کا نہین ہو سکتا ہی کہ وہ تو سب اُنکی تصوفین کی از قسم حال کے ہین نہ از قسم مقال کے اور ہم خوب سمجھتی ہین کہ جب ہم اس حال مین پہونچین تو البتہ وہی ہمیر بھی حال ہو گا اور جب کمال انسانی یہ ہی کہ بحکم تخلقوا باخلاق اللہ کے اوصاف خدائی مثل حلم و ستر عیوب وغیرہ کی آدمی مین آوین تو البتہ اُس آدمی کے قول و فعل مین قدرت خداوندی بھی جلوہ گر ہو گی جیسا کہ اگر لوہا آگ مین ڈالا جاوی تو وہ لوہا سرخ ہو جائیگا اور کام بھی آگ کا مثل جلانے وغیرہ کے کریگا مگر خود آگ نہین ہو جائیگا اور خوب ہی قول الرب رب و لو تنزل والعبد عبد و لو ترقی کا یعنی خدا خدا ہی اگرچہ تنزل کری اور بندہ بندہ ہی اگرچہ ترقی کری اور اہل دل لوگون نی جو کچھ کہ سمجھا اور بوجھا ہی سو اہل علم ظاہری کے فہم و خیال سی تمامتر باہر ہی مگر علم باطن ایک امانت خدائی ہی کہ آنرا کہ میدہند میدہند و آنرا کہ نمی دہند از وی ستانند

علم ظاہر سر بسر قیل است و قال ۔ نہ از و کیفیتی حاصل نہ حال
پای استدلالیان چوبین بود ۔ پای چوبین سخت بے تمکین بود
گر باستدلال کار دین بُدے ۔ فخر رازی راز دار دین بدے

اور یہ شعر مولانا روم کا دربارۂ اقتدار اُن لوگون کے بہت درست ہی ؎

اولیا را ہست قدرت از اِلٰہ ۔ تیر جستہ باز گرداند ز راہ ؛
از برون طعنہ زنی بر بایزید ؛ وز درونت ننگ میدارد یزید

اور اولیاء اللہ مین ہی حقیقت خداوندی کی ظاہر ہوتی ہو سو اس مقام مین شعر
مولانا روم کا بہت درست ہو

چون پری غالب شدہ بر آدمے　　گم شود از وے صفات مردمے
چون پری را این چنین قانون بود　　خالق خود آن پری را چون بود

اور یہ درجہ اولیاء اللہ کا اس امت محمدی مین ایسا ہی کہ اس سے حقیقت دین اسلام محمدی کی ثابت ہوتی ہو کہ جب اس دین محمدی مین ایسے ایسے مردان خدا ہین تو البتہ یہ دین حق ہو اور حق یہ ہو کہ اگر وجود اولیاء اللہ کا اس دین محمد مین نہین ہوتا تو ایک عالم اس دین سی باہر ہو جاتا **شعر**

اولیار اہست قدرت از اله　　تیر جستہ باز گردانند ز راه

اور معنی ولی کے یہ سمجھ مین آتے ہین کہ ولی لوگ بعد دوازدہ امام کے ایک خاص لوگ ہین آئندہ کتب صوفیہ مین ہو کہ درجات اقطاب و اوتاد و اخیار و افراد و عمد وغوث وغیرہ کا ہی سو اس بات کو وہی لوگ جانتی ہونگی اور ہم اسمین زیادہ گفتگو نہین کر سکتی ہین تا درستائی ندانی مگر اسقدر بات سمجھ مین آتی ہو کہ جب سلسلہ اولیا کا حق ہو تو انکا اقرار اقطاب وغیرہ کا بھی درست ہوگا اور اس جگہ پہ ذکر بعض اولیاؤنکا کتاب تذکرۃ الاولیاء فریدالدین عطار علیہ الرحمۃ سی حسب ذیل کیا جاتا ہی—

اول حضرت معروف کرخی مادر و پدرش ترسا بودند چون بمعلم فرستادندش استاد بگفت ثالث ثلاثہ گفت نہ بل ہو اللہ الواحد ہر چند معلم میگفت میگوئی ثالث ثلاثہ او میگفت یکی ہر چند اُستادش میزد سود نداشت یکبار سخت بزدش معروف بگریخت و اورا باز نمی یافتند مادر و پدرش گفتند کاشکی باز آمدی بہر دین کہ او خواستی تا موافقت کردی وی بر دست علی ابن موسی رضا مسلمان شد **دوم** جنید بغدادی کہ یہ ایک ولے

بڑی درجہ کے تھے مثل منصور حلاج کے غرق وحدت انا الحق کے تھے اور خود راقم
حروف کو جو کچھ کہ تجربہ تصرفات و کرامات اولیاء اللہ کا حضرت مخدوم الملک شرف الدین
علیہ الرحمۃ بہاری و حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ کچھوچھہ شریف سے ہوا ہے
سو اس کتاب میں کچھ تفصیل انکی بسبب طوالت نہیں ہے اور اسیقدر لکھنا کافی ہے کہ زبان
ہماری بیان میں قدرت و تصرف ان لوگوں کی قاصر ہے اور حضرت مخدوم الملک شرف الدین
بہاری علیہ الرحمۃ کا انتقال ۷۸۲ ہجری میں ہوا کہ جو مادہ تاریخ اسکا شرف ہے اور
انتقال حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ ۸۰۸ ہجری میں ہوا اور درباره
لقب ولی کے درمیان سنی و شیعی کے صرف ایک اختلاف لفظی ہے اسواسطے کہ جس معنی سے
کہ ہم سنی لوگ ولی کو قبول کرتے ہیں اسکو شیعی لوگ بلقب عارف کی قبول کرتے ہیں اور
یہی وجہ ہے کہ جناب ملا سید مرتضی و سید رضی علیہما الرحمۃ دو برادران کو بنظر خوبی اور
زہد و تقوی انکی ہم حسب اصطلاح اپنی داخل اولیاء اللہ سمجھتے ہیں و لا مشاحۃ فی
الاصطلاح یعنی اصطلاح میں کچھ جھگڑا نہیں ہے۔

فصل ۱۰۷ وحدت وجود

سورۃ الکہف آیت ۱۰۹ قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد
کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا ترجمہ سورہ کہف آیت ۱۰۹ تو کہہ اگر دریا سیاہی ہو
کہ لکھے میری رب کی باتیں بیشک دریا نبڑ چکے ابھی نہ نبڑیں میری رب کی باتیں اور اگر
دوسرا بھی لادیں ہم ویسا اسکی مدد کو۔ سورۃ الکہف آیت ۱۱۰ قل انما انا بشر
مثلکم یوحی الی انما الہکم الله واحد فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا
صالحا و لا یشرک بعبادۃ ربہ احدا
ترجمہ تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھکو کہ تمہارا صاحب ایک صاحب

پھر جسکو امید ہو ملنے کی اپنی رب سے سو کرے کچھ کام نیک و ساجھا نہ رکھے اپنی رب کی بندگی میں کسیکا اور تفسیر محی الدین عربی میں بعد عبارت قبل ان تنفد کلمات ربی کے کیا خوب وجہ اُسکی لکھی ہے لکونہا غیر متناھیۃ۔ امتناع وفاء المتناھی بغیر المتناھی یعنی کلمات رب کے غیر متناہی ہیں اور بحر متناہی ہے اور یہ بات ممتنع ہے کہ متناہی پورا اُترے ساتھ غیر متناہی کے

مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ

بشنو از نی چون حکایت می کند
از جدائیہا شکایت می کند

کز نیستان تا مرا ببریدہ اند
از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

ہر کسی کو دور ماند از اصل خویش
باز جوید روزگار وصل خویش

تن ز جان و جان ز تن مستور نیست
لیک کس را دید جان دستور نیست

سر پنہان است اندر زیر و بم
فاش اگر گویم جہان برہم زنم

اشعار سعدی علیہ الرحمۃ

جہان متفق بر الہیتش
فرو ماندہ در کنہ ماہیتش ؞

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشد تختہ بر کنار ؞

توان در بلاغت بسحبان رسید
نہ در کنہ بیچون سبحان رسید

کہ خاصان درین رہ فرس راندہ اند
بلا احصی از تک فرو ماندہ اند

رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست ؞
بر عارفان جز خدا ہیچ نیست

توان گفتن این با حقائق شناس
ولی خوردہ گیرند اہل قیاس

کہ پس آسمان و زمین چیستند ؞
بنی آدم و دام و دد کیستند ؞

پسندیدہ پرسیدی ای ہوشمند
بگویم گر آید جوابت پسند ؞

که هامون و دریا و کوه و فلک ‏ پری آدمی زاد و دیو و ملک
همه هرچه هستند ازان کمتر اند ‏ که با هستیش نام هستی برند
چو سلطان عزت علم بر کشد ‏ جهان سر بجیب عدم در کشد

میر حسن شاعر دہلوی

وہی نور ہی سب طرف جلوہ گر ‏ اُسی کے یہ ذرہ ہین شمس و قمر
نہین اُس سے خالی غرض کوی شی ‏ وہ کچھ شی نہین اور ہر اک شی مین ہی
نہ گوہر مین ہی وہ نہ ہی سنگ مین ‏ ولیکن چمکتا ہی ہر رنگ مین
تامل سے کر دیکھیے غور کچھہ ‏ تو سب کچھ وہی ہی نہین اور کچھ
اُسی گل کی بوسی ہی خوشبو گلاب ‏ بھرے ہی لئے ساتھ دریا حباب
پر اُس جوش مین آکے بہنا نہین ‏ سمجھنے کی ہی بات کہنا نہین

ذات خداوند تعالی کی عجب طرحسی عیان مین نہان اور نہان مین عیان ہی کہ کوئی آدمی اس مشکل کو حل نہین کرسکتا ہی اور ہر فرقہ مین ہزارون عالم و کامل جستجو مین مسئلہ توحید کے گذر گئے مگر سوای حیرت کے کچھ ہاتھ نہین لگا اور ظاہر ہی کہ آدمی ایک شی حادث اور محدود علم کا اُس ذات قدیم اور غیر متناہی کو کیونکر سمجھ سکتا ہی جیسا کہ کیڑا جو اندر گولر یا کسی دوسری پھل کے پیدا ہوا اور سوای اُسکے کچھ نہین جانتا ہی سو اسیطرحسی آدمی بذریعہ اسباب ظاہری سمع و بصر وغیرہ کے اشیای ماورای اسباب ظاہری کو نہین سمجھ سکتا ہی مگر یہ قول فلاسفہ کا بہت درست ہی کہ ہر آدمی ذیہوش کے دل مین ایک میل طبیعی واسطی رجوع الی اللہ کے دیا گیا ہی اور یہ بات سمجھ مین آتی ہی کہ تمام کائنات زمین و آسمان کا جو سراسر حکمت و بند و بست و ارادہ و انتظام اور قدرت و شفقت عام سی معمور ہی وجود سی ایک شی قادر مطلق و صاحب ارادہ و ذی شعور

وہموار از رحم وکرم کی خبر دیتا ہی یعنی کہ یہ سب دنیا و مافیہا بخودی خود نہین ہی بلکہ صاف معلوم ہوتا ہی کہ وجود ان سب چیزونکا جو ہمکو معلوم ہی اور جو ماورای ہماری علم کے ہی بالضرور بذریعہ ایک وجود اکبر کے ہی اور آدمی کو جو عقل دیگئی سو اُسی عقل سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ آدمی مثل حیوانات وغیرہ کے نہین ہی بلکہ صاف ظاہر کہ آدمی کو جو تصرف و قدرت افعال نیک و بد کی دیگئی ہی سو ہر آدمی اپنی افعال کا جوابدہ و ذمہ دار ہی اسواسطی کہ تمیز نیک و بد کی اُسکو دیگئی ہی ہای یہ سب کرشمہ عقل کا ہی اگر عقل نہین ہوتی تو کیا پروا تھی مگر بات یہ ہی کہ اگر عقل نہوتی تو یہ سب تصرفات جہازرانی وغیرہ کی کہان سی کرتے اور عقل یہانتک ہدایت کرتی ہی کہ جب عالم حادث ہے تو بمقابلہ اُسکی ایک ذات قدیم تر اس سے ہوگی کہ جو اُسکی ساتھ کوی دوسری چیز نہین ہوگی اور صرف ایک ذات اُسکی ہوگی اور ایک بات عجیب یہ ہی کہ فلاسفہ دہریہ وغیرہم جو اپنی کو مثل گھاس بھوس کے سمجھتے رہی سو وہ درحقیقت بطور گھاس بھوس کے گذر گئے اور اُنسے کوئی خرق عادت اور تصرف وقوع مین نہ آیا اور خلاف اُنکی انبیا و دیگر خاصان حق جو خدا کو مانتی رہی سو اُنسے بیشمار خرق عادت مثل عبور دریای نیل و سزای فرعون و فرعونیان و احیای اموات وغیرہ کے ہوتی رہی اور ابتک انواع خرق عادات مردان خدا سے ہوتے ہین **بیت**

خم و خمخانہ با مہر و نشان است ہنوز آن ابر رحمت درفشان است

پس ہملوگون کو اسیقدر کافی و وافی ہی کہ ہملوگ بھی وجود خداوند تعالی کو حسب ہدایت و تعلیمات اُنکی قبول کرلین اور جملہ کتب سماوی اس بات مین متفق ہین کہ خلقت تمام زمین و آسمان کی ایک لفظ کن سے ہوئی یعنی کہ مرضی خدا کی ہوئی کہ ہوجا اور ہوگیا سورۃ البقر آیت ۱۱۱ بدیع السموات والارض واذا قضی

امرا فانما يقول له كن فيكون اللہ پیدا کرنیوالا آسمان وزمین کا ہی اور جب کرنا چاہا کسی امر کو تو کہدیا کہ ہوجا اور ویسا ہی ہوجاتا ہی اور جب تمام موجودات ایک وقت مین کچھ نہین تھا اور انکا کچھ اسباب مادہ کسی دوسری جگہ مین رکھا ہوا نہین تھا تو البتہ صرف اُسی الملک ذات سی یہ سب ظہور ہی تو اسیواسطی وجود غیر اللہ کا باطل ہی اور ہرگاہ صفات الٰہی عین ذات الٰہی کے ہین تو یہ لفظ کن کی بہی عین ذات الٰہی ہی الغرض مسئلہ واعتقاد وحدت وجود کا بہت حق و درست ہی اور فقرۂ اول صحیفۂ کاملہ امام چہارم زین العابدین علیہ السلام سے بہی تائید اس مسئلۂ وحدت وجود کی ہوتی ہی اور وہ فقرہ حسب ذیل ہے

الحمد لله الاول بلا اول كان قبله والاٰخر بلا اٰخر يكون بعده

یعنے سب تعریف ہی اُس اللہ کو جو کہ ایسا اول ہی کہ اُس سی اول کوئی چیز نہین تھی اور اس اللہ آخر کو کہ اُس سے آخر کوئی چیز نہین ہوگی اور یہی شعر مفصلہ ذیل سے حضرت امیر علیہ السلام کے جو کہ اُنکی دیوان مین ہی تائید الٰہی اسی رای کی ہوتی ہی وفی الاحد البناء لان فیہ تبدی الله فی خلق السماء ترجمہ اور روز اتوار مین بنا دنیا کی ہوئے اسواسطی کہ اُس روز اتوار مین خدا ظاہر ہوا پیدا کرنے سے آسمان کے یعنی کہ سوائے خدا کے اور دیگر موجودات کچھ نہین ہی بلکہ صرف ایک ذریعہ ظہور خداوند تعالی کا ہی مگر بات یہ ہی کہ جب خدا تعالی عالم شہود مین جلوہ گر ہوا اور تفرقہ خالق و مخلوق اور افعال نیک و بد و عذاب و ثواب کا قائم کیا تو ہمکو اُسی اعتبار سی فرق ہر نیک و بد کا سمجھنا چاہئی اور اصل مسئلہ وحدت وجود کو دل سی تمامتر محو وسہو کر دینا ضرور ہی اور جب تک ہمکو حواس باقی ہی تب تک کچھ بہی خیال اس مسئلہ وحدت وجود کا نہین کرنا چاہیی ہان درجہ فنا فی اللہ مین بسبب کمال یاد و استغراق کے پہونچکر کے

اگر لفظ انا الحق کی بھی بطور منصور حالت کے عالم بیخودی میں زبان سے نکلی تو وہ دوسری بات ہوگی مگر یہ امر بھی قابل ذکر اس مقام کے ہے کہ یہ بات از روی انتہائی درجۂ فنا فی اللہ کے ہے جو کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہا انا احمد بلا میم یعنی میں احمد ہوں بلا میم کے یعنی احد ہوں اور جو کہ حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ شقشقیہ میں فرمایا انا الحنان انا المنان انا الرزاق ـــ ے الا ـــ ام یعنی میں نہایت رحیم اور میں نہایت احسان کنندہ اور میں روزی رسان ہوں۔ جمونین مادر ان کے پس اگر مسئلہ وحدت وجود کا قبول کر لیا جای تو صاف بات یہ ہے کہ یہ سب اقوال بحالت کمال استغراق و اتصال مع اللہ کے سرزد ہوئے اور فی الواقع ذات حضرت مسیح و حضرت علی علیہ السلام کی ایسی ہوئی کہ جس سے بہت لوگون کو ان دونون بزرگوارون پر اعتقاد و گمان خود خدا ہونیکا ہوا۔ اور یہ شعر امام شافعی کا بہت حق و درست ہے

کفی فی فضل مولانا علی　　وقوع الشک فیہ انہ اللہ

یعنی فضیلت مولی علی میں صرف یہ امر کافی ہے کہ نسبت اس علی کے یہ شک پیدا ہوا کہ وہ علی خود خدا ہے اور وقوع اس شک کا در اصل بے وجہ نہیں ہے کہ ہر گاہ از روی حقیقت مسئلہ وحدت وجود کے سب کچھ وہی ایک ذات خدا کی ہے اور تمام وجود ما سوی اللہ کا صرف ایک شان ظہور اس خدا کی ہے تو اس بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہوگا کہ یہ حضرت علی ایک مظہر کامل ذات الٰہی کے ہوئے **بیت**

یہان بات کی اب سمائی نہین　　خدا کو علی مین جدا سے نہین
ہم علی کو خدا نہین جانا　　پر خدا سے جدا نہین جانا

اور اشعار عربی مفصلہ ذیل کتاب ریاض النضرۃ کے بہت حسب حال ہیں۔

قیل لی قل فی علی مدحۃ　　ذکرہ یخمد نارا موصدۃ

اور بعض جگہ عربی سے معلوم ہوا اور یہ عبارت خطبہ بیان میں موجود اور

ترجمہ مجھسے کہا گیا کہ کہہ تو ایک مدح بشان علی کے کہ جسکا ذکر سرد اور ٹھنڈا کرتا ہی آتش طبق بہ طبق کو دوزخ کے

قلت لا اقدم فی مدح امری
ذکر یخمد نارا موصدۃ

مین نے جواب دیا کہ نہین اقدام کرونگا مین مدح مین ایک شخص کے جو کہ صاحب عقل لوگ بھٹک گئے یہانتک کہ عبادت کی اسکی **ف** اس جگہ مین صرف دو شعر پر اکتفا کیا گیا کہ تمام پانچ اشعار اس قطعہ کے اندر فصل ۸۰ کتاب ہذا کی **صفحہ ۵۰۵** سے **صفحہ ۵۰۸** چھپے ہین مگر اتفاق سے یہ شعر دوم قلت لا اقدم کا اصل معہ ترجمہ کے وہان پر غلط چھپا اور سنیان معاویہ شاہی اس خیال سے خوش ہون کہ جب سب کچھ وہی ایک ذات اللہ کی ہی تو انکی معاویہ کو عذاب و عقاب آخرت سی نجات ہوئی اسواسطی کہ ہمارا اعتقاد وحدت وجود کا بطور وحدت مادہ فرقہ دہریہ کے نہین ہی کہ جو معاویہ بعد مرنے اپنے تمامتر فنا ہو جائیگا اگر جب معاویہ نے اس عالم شہود مین آکر کے بغاوت ناحق اختیار کی اور عمر ابن عاص کو براہ فریب ایک ثالث مقرر کرایا اور حضرت امام حسن سے خلافت بجبر چھین کر کے انکی مرنے پر خوش ہوا اور یزید ایک اپنی نالائق بیٹا کو برخلاف شرط کے خلیفہ بنایا اور حضرت علی پر عرصہ تک لعنت کراتا ہوا مر گیا تو اس عالم شہود کا مقتضی یہی ہی کہ خوب سزا اپنی اعمال کی پاوی مصرع گر فرق مراتب نکنی زندیقی۔ شرح معنی قل ہو اللہ اور فقرہ اول سورۂ اخلاص کے حسب تفسیر محی الدین عربی معہ ترجمہ کے حسب ذیل ہے۔

قران شریف قل ہو اللہ احد ۔ کہہ تو وہ اللہ ایک ہی ۔ تفسیر قُلْ اَمْرٌ مِنْ عَیْنِ الْجَمْعِ وَارِدٌ عَلٰی مَظْہَرِ التَّفْصِیْلِ لفظ قل کی ایک صیغہ امر ہی ذات جمع سے کہ جو وارد ہوتی اوپر ذات مظہر تفصیل کے یعنی قل بجای قولوا کے ہی یعنی کہو تم سب

لگے اور وارد ہونا صیغہ مفرد کا خطاب کرکے بطرف حضرت رسول کے باین اعتبار ہی
کہ ذات حضرت رسول کی ایک شان ظہور تفصیل کلی کی ہی ۔ هو عبارة عن الحقيقة
الاحدية الصرفة اى الذات من حيث هى بلا اعتبار صفته لا يعرفها الا هو
لفظ ہو کی عبارت ہی حقیقت احدیت محضہ یعنی ذات مجرد من حیث ہی سی بغیر اعتبار
کسی صفت کے کہ نہین جانتا ہی اسکی صفت کو کوئی شخص مگر خود وہی اللہ جانتا ہی
والله بدل منه و هو اسم الذات مع جميع الصفات ودل الابدال
على ان صفاته تعالى ليست بزائدة على ذاته بل هى عين الذات
لا فرق الا بالاعتبار العقلى ولهذا سميت سورة الاخلاص لان
الاخلاص تمحيص الحقيقة الاحدية عن شائبة الكثرة كما قال
امير المؤمنين عليه السلام كمال الاخلاص له نفى الصفات
عنه لشهادة كل صفة انها غير الموصوف وشهادة كل موصوف انه غير الصفة
اور لفظ اللہ کی بدل ہی اس لفظ ہو سی اور وہ اللہ اسم ذات ہی ساتھ جمیع صفات
جو کہ بسبب ترکیب بدل کے دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ صفات اس اللہ تعالی کے
کچھ ذات خدا پر ایک صفت زائد نہین ہی بلکہ وہ صفات عین ذات اسکی ہین اور نہین
کوئی فرق ہی مگر از روی اعتبار عقلی کے اور اسیواسطی نام اس سورت کا سورۂ اخلاص ہوا
اسواسطی کہ معنی اخلاص کے خالص کرنا حقیقت احدیت کا ہی شائبہ کثرت سی جیسا کہ
کہا حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے کہ کمال اخلاص کا واسطی اس خدا کی نفی کرنی ہی
صفات کی اس خدا سی اسواسطی کہ ہر ایک صفت دلالت کرتی ہی اوپر اس بات کے
کہ وہ صفت غیر ہی موصوف سی اور ہر ایک موصوف دلالت کرتا ہی اس بات پر
کہ وہ موصوف غیر ہی صفت سی وایاہ من عنی من قال صفاته تعالے

لاهو ولا غیره ای لاهو باعتبار العقل ولا غیره بحسب الحقیقة اور اُسی قول حضرت
علی کو مراد لیا اُس شخص نے جو کہ بات کہی کہ صفات اس الله تعالی کے نہین - هُوَ یعنی وه
ہی اور نہین غیر اُسکا ہی یعنی لا هُوَ ہی باعتبار عقل کے نہین غیر اُسکا ہی بحسب حقیقت کے -
واحد خبر المبتدء اور لفظ احد کی ترکیب مین خبر ہی هُوَ الله مبتدا کی -
والفرق بین الاحد والواحد ان الاحد هو الذات وحدها بلا
اعتبار کثرة فیها ان الحقیقة المحضة التی هی منبع العین الکافوری
بل العین الکافوری نفسه وهو الوجود من حیث هو وجود
بلا قید عمومٍ وخصوص وشرط عروض ولا عروض والواحد
هو الذات مع اعتبار کثرة الصفات وهی الحضرة الاسمائیة
لکون الاسم هو الذات مع الصفة فعبر عن الحقیقة المحضة
الغیر المعلومة الا له بهو وابدل عنها الذات مع جمیع الصفات
دلالة علی انها عین الذات وحدها فی الحقیقة واخبر عنها بالاحدیة
لیدل علی ان الکثرة الاعتباریة لیست بشیء فی الحقیقة وما ابطلت احدیته وما اثرت
فی وحدته بل الحضرة الواحدیة هی بعینها الحضرة الاحدیة بحسب الحقیقة ککون القطرات فی البحر مثلا
اور فرق درمیان احد و احد کی یہ ہی کہ احد وہی ایک ذات ہی بلا اعتبار کثرت کی اُس ذات
مین اسی حقیقت محضیہ - جو کہ وہ چشمہ منبع ہی چشمہ کافوری کا بلکہ وہ خود ایک چشمہ کافوری ہی
یعنی وہ ایک وجود ہی - من حیث وجود بلا قید عموم و خصوص اور بلا شرط عروض
و لا عروض کے اور واحد ایک ذات ہی ساتھ اعتبار کثرت صفات کے اور وہ کثرت صفات
کے ایک صفت اسمائیہ ہی بسبب ہونے اسم کی ایک ذات ساتھ حقیقت کے پس تعبیر کیگی اُس
ذات کی ایک ایسی حقیقت محضیہ سی کہ جو غیر معلوم ہی مگر خود اُسکو ساتھ خود اپنی اور

بدل ذات کا ہوا ساتھ جمیع صفات کے واسطے دلالت اسکی اثبات پر کہ وہ صفات درحقیقت عین ذات [illegible] اسکے ہیں اور نیز ونگنی ان صفات [illegible] ساتھ احدیت کے نظر دلالت کرنے اسکی اس بات پر کہ [illegible] اعتباری درحقیقت کچھ شی نہیں ہے اور یہ کثرت اعتبار [illegible] باطل کرتی ہے اسکی احدیت کو اور نہیں کچھ اثر کرتی ہے اسکی وحدت میں بلکہ وہ شئونات [illegible] حقیقت ظہور ان احدیت کا ہے مثال ہم قطرات کے دریا میں مثلا

ز دریا موج گوناگون [illegible] آمد	ز بیچونی برنگ چون [illegible] برآمد
گہی در کسوت لیلی [illegible]	گہی در صورت مجنون برآمد

[illegible] ۸۰ رویت باری تعالی

سورۃ الکہف آیت ۱۱۰ فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا **ترجمہ**

پس [illegible] ملاقات کا اپنے رب کی پس چاہئے کہ وہ کرے عمل نیک اور شریک نہ کرے عبادت میں اپنے رب کی ۲ سورہ فصلت آیت ۵۴ الا انہم فی مریۃ من لقاء ربہم الا انہ بکل شیء محیط ترجمہ خبردار ہو کہ تحقیق وہ لوگ شک میں ہیں ملاقات سے رب اپنے کی خبردار ہو کہ تحقیق کہ وہ اللہ ہر چیز کو محیط ہے ۳ سورۃ الانعام آیت ۳۱ قد خسر الذین کذبوا بلقاء اللہ حتی اذا جاءتہم الساعۃ بغتۃ قالوا یا حسرتنا علی ما فرطنا فیہا وہم یحملون اوزارہم علی ظہورہم الا ساء ما یزرون ترجمہ تحقیق کہ خسارہ پایا ان لوگوں نے جو کہ جھوٹھلایا ملاقات کو رب اپنے کی یہانتک کہ جب آگیا روز قیامت یکایک ناگہانی تو کہینگے وہی لوگ ای واحسرتا کہ ہم لوگوں نے [illegible] کیا اس امر میں اور وہی لوگ اٹھاوینگے اپنے بوجھوں کو اپنے پیٹھوں پر خبردار ہو

کہ برا ہوگا وہ بوجھا اُٹھانا الم سورۂ انعام آیت ۱۵۵ ثم اتینا موسی الکتاب تماما علی الذین احسن و تفصیلا لکل شئ و هدی و رحمة لعلهم بلقاء ربهم یؤمنون **ترجمہ** اور بعد اسکی دی ہمنی موسی کو وہ کتاب کہ جو پوری ہی واسطے اس شخص کے جو کہ نیک کام کرے اور تفصیل ہی واسطی ہر شئی کے اور ہدایت و رحمت ہی کا شکی وی لوگ ساتھ ملاقات اپنی رب کی ایمان لاوین ۵ **سورۂ یونس آخر آیت** ۴۵ قد خسر الذین کذبوا بلقاء الله و ما کانوا مهتدین **ترجمہ** تحقیق کہ خسارہ پایا اُن لوگون نی جو کہ جھوٹھلایا ملاقات کو اپنی رب کی اور نہ ہوئے وی لوگ راہ پانیوالی فقط اس جگہ مین باستدلال ثبوت رویت باریتعالی کی صرف اوپر نقل پانچ آیتون کی اکتفا کیا گیا اسواسطی کہ مضمون ان سب آیتون کا ایک ہی ہی کہ ملاقات اُس خدا سی ہوگی اور کتاب نجوم الفرقان مین جو نشان دیگر اٹھارہ آیات کا ہی سو بخوف طول کے وہ سب آیات نقل نہین کئی گئے اور ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ البتہ مضمون خدا کی دیدار اور محمد مصطفے کی شفاعت کا بہت درست ہی کہ واسطی دیدار خدا کی بسیاری آیات قران مین موجود ہین اور جو علما کہ دیدار خدا سی منکر ہین سو یہ انکار اُنکا بنظر عدم قابلیت بصر انسانی اور آیت لن ترانی کے ہوگا اور ہم سمجھتی ہین کہ فی الواقع چشم انسان کو کچھ قابلیت دیدار الہی کی نہین ہی مگر بمقتضای وعد الله حق کی یعنی کہ وعدہ خدا کا حق ہی اور بملاحظہ آیات صریح قرانی کے ہمکو تمام تر ایمان اوپر لقائے رب کی ہی اور ہمکو کیا معلوم ہی کہ بعد مرنے کے روز قیامت مین ہمکو کسطرح پر قابلیت دیدار خدا ایتعالی کی ہوگی مگر اس بات پر پورا یقین ہی کہ خدا سب بات پر قادر ہی اور وعدہ اُسکا سچا ہی اور اصل یہ ہی کہ اگر مسئلہ وحدت وجود کا التہ [illegible]

کچھ دشوار نہین ہی بلکہ اس دیدار کی امید پر تو خود ہماری زندگی ہی کہ آخر اپنی اصل تک پہونچینگی ؎

ہر کسی کو دور ماند از اصل خویش ٭ باز جوید روزگار وصل خویش ٭

فصل ۱۰۹ دوزخ و بہشت باصطلاح صوفیہ

سورہ بقر وان کنتم فی ریب مما نزلنا عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارۃ اعدت للکافرین وبشر الذین امنوا وعملوا الصالحات ان لہم جنات تجری من تحتہا الانہار کلما رزقوا منہا من ثمرۃ رزقا قالوا ہذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابہا ولہم فیہا ازواج مطہرۃ وہم فیہا خالدون ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقہا

ترجمہ اور اگر ہو تم لوگ کچھ شک مین نسبت اس چیز کی جو کہ اتاری ہین نی اوپر بندہ اپنی کی پس لاؤ تم ایک سورۃ مثل اسکی اور بلاؤ اپنی شہادت دینی والون کو سوای خدا کے اگر ہو تم سچی سو اگر یہ کام نہ کر سکو اور ہرگز نہین کر سکو گی تو ڈرو اس آگ سی کہ جسکی چھپٹیان آدمی اور پتھر ہین کہ جو تیار کی گئین ہین واسطی کافرون کے اور خوشخبری دی تو ای رسول ان لوگون کو کہ جو ایمان لای اور کئی نیک کام ساتھ اس بات کی کہ انکی واسطی ہین جنتین کے جنکے نیچی بہتی ہین نہرین اور جبکہ روزی دیجای انکو ان باغون سی ایک روزی تو کہین وی لوگ کہ یہ وہ چیز ہی کہ روزی دی گئی ہملوگ ساتھ اسکی قبل اسکی اور روزی دیجائیگی انکو متشابہ یعنی ایک دوسری سی ملتا ہوا اور انکو جوروان پاک ہین اور وے لوگ رہینگی ان جنتون یعنی باغون مین ہمیشہ تحقیق کہ اللہ نہین شرم کرتا ہی مثل دینی سی مچھر کے یا اس سے بھی زیادہ ۔

فاتقوا النار التي — والمراد بالنار احتراقهم بسورة نفوسهم وشر طباعهم
المصروفة عن الروح القدسي الروحاني والنسيم الذوقي الرحماني المحرومة
عن لذة برد اليقين وسلامة دار القرار المقطوعة بالمالوفات
الحسية واللذات البدنية الممنوعة بما ضريت به والفته مع بقاء
حنينها اليه وولوعها ورسوخ هيآت التعلق بالامور السفلية
ومحبة الاجساد الارضية فيها التي هي سبب استيقاد نيرانها

ترجمہ پس ڈرو تم آگ اُس آگ سی جو کہ اور مراد ساتھ آگ کے جلنا اُن لوگون کا ہی
ساتھ تیزی نفوس اُنکے اور شراری طبیعتون اُنکی کے جو پھر گئی ہین روح قدسی روحانی اور
نسیم ذوقی رحمانی سی کہ جو محروم ہین لذت ٹھنڈک سی یقین کے اور سلامتی دار القرار
سی کہ جو کٹ گئی ہین بسبب غوبات حسیہ اور لذات بدنیہ کے جو کہ ممنوع ہین اُس چیز سے
کہ جسکی عادت تھی اور الفت کی تھی ساتھ اُسکی ساتھ باقی رہنی حزن اور شوق اُسکے
اور نقش کہ جانی ہیئت تعلق ساتھ امور سفلیہ و محبت اجساد ارضیہ کے کہ جو سبب
اشتعال اُسکی آگ کا ہی — ۳ وقودها الناس والحجارة — اي الامور الجاسية
السفلية الصامتة التي تعلقوا بها بالمحبة فرسخت صورها في نفسهم
وسجنت نفوسهم بميلهم اليها كما قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم المرء يحشر مع من احب حتى لو احب احدكم حجرا لحشر معه
وكيف لا وقد ركزت صورته في نفسه بالمحبة بحيث صار قلبه صورته

ترجمہ [illegible] اُسکی آدمی اور پتھر ہین ای الامور جاسیہ سفلیہ یعنی سخت نازیبا دنیای
دون کے جو کہ صامت یعنی اشیا ہین کہ جنکے ساتھ وہی لوگ متعلق ہوئے تھے ساتھ

محبت کے پس جم گئین صورتین ان چیزون کی انکی نفسون مین اور انکی نفوس مقید ہوگئی اسیطرح محبت انکی ایطرف ان چیزون کی [illegible] کہ حشر آدمی کا ہوگا ساتھ اپنے محبوب کے مثل یا ثابت ہے کہ اگر کوئی پتھر کو [illegible] پتھر ہی تو حشر اسکا ہوگا ساتھ اُس پتھر کے اور وہ نقش ہوگئی [illegible] صورت اُس شی محبوب کی اسکے نفس مین اسطرح کہ جمگئی صورت دل کی اسلی عین صورت اُس محبوب کی ۔ ۲۳ وبشر الذین امنوا وعملوا الصالحات ان لهم جنات تجری من تحتها الانهار بالصانع وعملوا ما یصلحهم للجنة بمقتضى علمهم بتوحید الافعال ان لهم مرادهم ومشتهیاتهم فوق ما تصوروا وتمنوا التنكير الجنات والجنات الجارية من تحتها الانهار ابهى واطيب ما يكون من مقام والذ واحلى ما يكون من مرام لاهل الدنيا فهي لنفوسهم من جنس جنات الدنيا واصفى منها بحسب المعاد الجسماني فانه حق كما ستعلم ترجمہ اور بشارت دے تو ای رسول اُن لوگونکو کہ جو ایمان لائی نیک کام کئی ساتھ [illegible] انکی واسطی جنتین یعنے باغ سب ہین کہ جنکی نیچی بہتیہوئی [illegible] نہرین یعنی ایمان لائی وہ لوگ ساتھ صانع کی اور کام کئی نیک بقدر [illegible] مستحق ہوون جنت کی موافق اعمال اپنی ساتھ توحید فعال کہ [illegible] اس بات کی کہ انکو مرادات اور مرغوبات انکی ملینگے بالاتر اُس سی کہ جو تصور وتمنا کرتے تھے بوجہ نکرہ لانے جنات کی درحالیکہ وہ جنتین کہ جنکے نیچے بہتین ہین نہرین روشن تر وخوب تر ہی اُس سے کہ جو کسی مقام مین ہو اور لذیذ تر اور شیرین تر ہو اُس سی کہ جو مقصود ہو اہل دنیا کا پس وہ جنتین واسطی نفوس انکی از قسم جنات دنیا کی ہین اور اُس سے صاف ہین بحساب معاد جسمانی کی اور یہ بات حق ہی جیسا کہ آئندہ تو جانیگا ۔ ۲۴ كلما رزقوا منها من ثمرة رزقا قالوا هذا الذي رزقنا من قبل في الدنيا

محبت کے پس جم گئین صورتین ان چیزون کی انکی نفسون مین اور انکی نفوس مقید ہو گئی ایطرف یعنی رغبت انکی بطرف ان چیزون کے جیسا کہ فرمایا رسول خدا نے کہ حشر آدمی کا ہوگا ساتھ شئی محبوب کے اپنے یہانتک کہ اگر کوئی تم مین سے محبت لگاوے ساتھ پتھر ہی تو حشر اسکا ہوگا ساتھ اس پتھر کے اور یہ سو تب ہوئے کہ لگ گئی ہو صورت اُس شئی محبوب کی اسکے نفس مین اسطرح کہ ہوگئی صورت دل کی اصلی یعنی صورت اُس محبوب کی — ۳ وبشر الذین امنوا وعملوا الصالحات ان لهم جنات تجری من تحتها الانهار بالصانع وعملوا ما یصلحهم للجنة بمقتضی عملهم بتوحید الافعال ان لهم مراداتهم ومشتهیاتهم فوق ما تصوروا وتمنوا التنکیر الجنات والجنات الجاریة من تحتها الانهار ابهی واطیب ما یکون من مقام والذ واحلی ما یکون من مرام لاهل الدنیا فهی لنفوسهم من جنات الدنیا واصفی منها بحسب المعاد الجسمانی فانه حق کما ستعلم ترجمہ اور بشارت دے تو ای رسول اُن لوگونکو کہ جو ایمان لائے نیک کام کئے ساتھ یہ بات کے کہ انکی واسطے جنتین ہیں یعنے باغ سب ہین کہ جنکی نیچے بہتی ہین نہرین یعنی ایمان لائے وہ لوگ ساتھ صانع کی اور کام کئے نیک بقدر انکے لائق مستحق ہون جنت کی موافق اعمال اپنی ساتھ توحید افعال کی بقدر اس بات کی کہ اُنکو مرادات اور مرغوبات اُنکی ملینگے بالاتر اُس سے کہ جو تصور و تمنا کئے تھے بوجہ نکرہ لانے جنات کی درحالیکہ وہ جنتین کہ جنکے نیچے بہتین ہین نہرین روشن تر و خوب تر ہے اُس سے کہ جو کسی مقام مین ہو اور لذیذ تر اور شیرین تر ہو اُس سے کہ جو مقصود ہو اہل دنیا کا پس وہ جنتین واسطے نفوس اُنکی از قسم جنات دنیا کی ہین اور اُس سے صاف ہین بحساب معاد جسمانی کی اور یہ بات حق ہے جیسا کہ آئندہ تو جانیگا — ہم — کلما رزقوا منها من ثمرة رزقا قالوا رزقنا من قبل فی الدنیا

زیادہ —

فانهما الوفهم وانوا بالرزق متشابها وبقلوبهم هي مقاماتهم كالتوكل مثلاً وروضات عالم القدوس التي تنشاء من كل مرتبة منها انهار علوم تنفع السالكين عليه تنفع المتعطشين المشتاقين والثمرات هي الحكم والمعارف

ترجمہ جب جبکہ روزی دی جائین اُن باغون سی ایک پھل سی ساتھ ایک روزی کے توکہین وی لوگ کہ یہ وہ چیز ہی کہ جو روزی دیے گئے ہم لوگ قبل اسکی دنیا مین کسواسطی کہ وہ دنیا ایک شی مالوف و مرغوب اُنکی ہی اور دیے جائین وی لوگ ساتھ اوس روزی کے متشابہ یعنی ایک دوسری سی مماثل اور واسطی قلوب ان لوگون کی وہ باغات اُنکی مقامات ہین مثل توکل کے مثلاً اور مثل باغات عالم قدوسیت کی کہ جسکی ہر مرتبہ سی پیدا ہوتی ہین نہرین علوم کی کہ جو نفع دی سالکین کو اور نفع دی بیماری کو پیاس والون اور مشتاق لوگونکی اور ثمرات یعنی پھل سب وہ حکمتین اور معرفتین ہین

ف اگرچہ تاویلات صوفیہ کے ایام طالب العلمی مین بلقب شطحیات صوفیہ یعنی کلمات خلاف شرع کے بولیجاتی ہین مگر رفتہ رفتہ معلوم ہوتا گیا کہ یہ صوفی لوگ اکثر بڑی بڑی عالم ہوتے ہین اور فلسفہ وغیرہ سی خوب واقف ہین اور تمامتر ہمت اُنکی اون بات مین مصروف ہی کہ تمام اعتراضات و توہمات غیر لوگونکی مندفع ہون چنانچہ اس تاویل سی دوزخ و بہشت وغیرہ کی وہ اعتراض غیر لوگونکا کہ دین اسلام مین بیان دوزخ و بہشت کا از روی الم ولذت کیفیات جسمانی کے ہی تمامتر دفع ہوگیا کہ ملا محی الدین عربی تعبیر دوزخ و بہشت کی حسب تصریح بالا کی الم ولذت کیفیات روحانی سی کرتے ہین اور یہ تعبیر قریب قریب خیال فلاسفہ کے ہی کہ جو وہ لوگ یہ سمجھتی ہین کہ بعد مفارقت بدن کے اگر روح متعلق اور معتاد بلذات دنیا کی ہو تو اُسکی نہین پانی سے روح کو الم ہوگا اور خلاف اُسکی اگر روح دنیا سی فارغ و آزاد گئی تو اُسکو آرام رہیگا اور صاف معلوم ہوتا ہی کہ ذکر دوزخ و بہشت کا

جسطرح کہ قرآن مین ہی وہ باعتبار کیفیات جسمانی ہملوگون کے ہی کہ مثلاً آگ سی ہملوگ ڈرتے ہین اور باغ وغیرہ سی مسرور و محظوظ ہوتے ہین سو باعتبار اُسی عادت کے بنظر جسمانی ہملوگون کے یہ عذاب و ثواب لفظ آگ باغ وغیرہ سی تعبیر کئے گئے اور اسی طور پر توریت وغیرہ مین بھی تعبیر عذاب دوزخ کی بلفظ ہیل فائر یعنی آگ دوزخ کی ہی اور اصل یہ ہی کہ ہرگاہ ہملوگ بعد چھوڑنے اس دنیا کی جوابدہ نیک و بد اپنی افعال کے ہین تو البتہ کسی طرح جزا و سزا اپنی افعال نیک و بد کی پاوینگے پس اگر تعبیر اُس عذاب و ثواب کی الفاظ آگ باغ وغیرہ سی نہو تو کیا طور امید و بیم ہملوگونکا ہوگا اور دیکھا جاتا ہی کہ خود قران شریف مین بذکر جنت و نار کی جابجا لفظ مثل کی بسیاری آیات مین ہی چنانچہ اس جگہ پر دو آیتین مفصلہ ذیل بتائید اس بات کی نقل ہوتی ہین۔

۱ سورۃ الرعد آیت ۳۵ مثل الجنة التی وعد المتقون تجری من تحتها الانهار اکلها دائم وظلها تلك عقبی الذین اتقوا وعقبی الکافرین النار

ترجمہ مثل اُس جنت کے کہ جسکا وعدہ پرہیزگارون کو کیا گیا یہ ہی کہ بہتی ہین نیچی سے اُسکی نہرین اور خوراک و سایہ اُسکا دائمی ہی اور یہ عاقبت ہی اُن لوگونکی کہ جو پرہیزگاری کی ان لوگون نے اور عاقبت کافرون کی آگ ہی۔ ۲ سورۃ محمد آیت ۱۶

مثل الجنة التی وُعد المتقون فیها انهار من ماء غیر آسن وانهار من لبن لم یتغیر طعمه وانهار من خمر لذة للشاربین

ترجمہ مثل اُس جنت کی کہ وعدہ دی گئی پرہیزگار لوگ یہ ہی کہ ہین اُسمین نہرین آب غیر بوسیدہ سی اور نہرین دودہ سی ہین کہ نہین متغیر ہوا ہو مزا اُسکا اور نہرین شراب سے ہین کہ جسمین لذت ہی پینی والون کو۔

اور واضح ہو کہ استعمال لفظ مثل کا وہی عام طور پر حسب محاورہ ہملوگون کے قرانین

جابجا دیکھا جاتا ہی یہانتک کہ آیت ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقہا کی واقع ہی یعنی کہ اللہ نہین شرم کرتا ہی مثل مارنی سی مچھر وغیرہ کی اور آیت مفصلہ ذیل سے بھی معنی مثل کے وہی معمولی معنی مثل کے ہین۔ سورۃ العنکبوت آیت ۴۱

مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتا وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت

ترجمہ مثل اُن لوگون کی کہ جو بنا لیا سوای اللہ کے ولی اپنا مانند مثل مکڑی کے ہی کہ جو بنالی ایک گھر اور تحقیق کہ کمزورترین گھرونکا ہر آئینہ گھر مکڑی کا گھر ہی فقط اور توریت وغیرہ مین جو مذکور ہی کہ خدا آگی آگی بنی اسرائیل کے چلا اور پارۂ ابر مین نیچی اوترا اور اسی قسم سی بہت حالات نسبت خدا کی مثل بیان ہاتھ وغیرہ کے مذکور ہین سو بہ نسبت اُسکی رای علمای مفسرین توریت وغیرہ کے بہت درست معلوم ہوتی ہی کہ یہ سب بیان بنظر فہمایش ہملوگون کے حسب عادات ہم سبھون کی ہی اور ہمین نظر مسلمانان انگریزی دان سی امید ہی کہ بملاحظۂ بیانات دوزخ و بہشت وغیرہ مندرجہ قران کی کچھ وحشت کرنے کی حاجت نہین ہی

غزل حافظ

امروز شاہ انجمن دلبران یکی است
دلبر اگر ہزار بود دلبر آن یکی است

من بہر آن یکی دل و دین دادہ ام بباد
عیبم مکن کہ حاصل ہر دو جہان یکی است

سودا ئیان عالم پندار را بگوی
سرمایہ کم کنید کہ سود و زیان یکی است

خلقی زبان بدعوی عشقش کشادہ اند
ای من غلام آنکہ دلش با زبان یکی است

حافظ بر آستانۂ دولت نہادہ سر
دولت در آن سرست کہ با آستان یکی است

فصل ۱۰ معراج باصطلاح صوفیہ

سورۃ بنی اسرائیل سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام

الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا انہ ھو السمیع البصیر

ترجمہ پاک ہے وہ اللہ کہ جو لیگیا اپنی بندہ کو ایک رات مین مسجد حرام سی مسجد اقصی تک
کہ جو مبارک کیا ہمنی گرداگرد اُسکی تا دکھلائین ہم اُسکو اپنی نشانیان تحقیق کہ وہ
اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے

تفسیر محی الدین عربی بقدر ضرورت مقام

سبحان الذی اسری ای انزہ عن اللواحق المادیۃ والنقائص التشبیہیۃ
بلسان حال التجرد والکمال فی مقام العبودیۃ الذی لا تصرف
فیہ اصلا لیلا ای فی ظلمۃ الغواشی البدنیۃ والتعلقات الطبیعیۃ
لان العروج والترقی لا یکون الا بواسطۃ البدن

ترجمہ پاک ہے وہ اللہ کہ جو لیگیا یعنی پاک کیا اوسکو لواحق مادیہ اور نقصانات تشبیہ سے
ساتھ زبان حال تجرد وکمال کے مقام عبودیت مین کہ جسمین کچھ تصرف وتحویل نہین ہے
ہرگز ایک رات مین ای بیچ تاریکی پردہ ہای بدنیہ اور تعلقات طبیعیہ کے اسواسطی
کہ عروج وترقی نہین ہوتی ہے مگر بواسطہ بدن کے من المسجد الحرام
ای من مقام القلب المحرم عن ان یطوف بہ مشرک القوی البدنیۃ
ویرتکب فیہ فواحشہا وخطایاہا ویحجہ عنوی القوی الحیوانیۃ من
البہیمیۃ والسبعیۃ والمنکشفیۃ سواء نا افراطہا و
تفریطہا یعر زہا عن لناس الفضلیۃ

ترجمہ مسجد حرام سے یعنی مقام قلب سی کہ جو محروم ہو طواف کرنے سی مشترک قوی
بدنی کا اور مرتکب ہو اُسمین فواحش اور خطایا کو اُس قوای بدنی کی اور بہت کری
اُس دل سی کجی قوای حیوانیہ بہیمیہ اور سبعیہ سی کہ جو منکشف ہون بدیان افراط وتفریط

کی اسکی بسبب ننگے ہونے اسکی لباس فضیلت سے ان المسجد الاقصی الذی ھو
مقام الروح الابعد من العالم الجسمانی بشھود تجلیات الذات
وسبحات الوجہ وتذکر ماذکرنا ان تصحیح کل مقام لایکون الابعد الترقی الی مافوقہ
ترجمہ مسجد اقصی تک جوکہ وہ مقام روح کا ہی جوکہ دورتر ہی عالم جسمانی سے ساتھ شہود
تجلیات ذات اور عظمت ہای وجہ اللہ اور یاد کرنے اس بات کے کہ جو ہمنی ذکر کیا کہ تصحیح ہر
مقام کی نہین ہوگی مگر بعد ترقی الی مافوق کے فقط

غرض کہ حسب تفسیر محی الدین عربی کی معنی معراج صرف نسبت ترقیات روحانی کے ہی
اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ یہ معراج بخواب ہوا تہا اور معاویہ کی روایت ہی کہ یہ
معراج بخیال ہوا تہا غرضکہ درمیان حضرت عائشہ اور معاویہ کی نزدیک یکدیگر ہونا انکی
خیالات کا ظاہر ہی ہرچند کہ معاویہ بہائی حضرت ام حبیبہ ایک سوتن حضرت عائشہ کا تہا پس
کیا خوب ہوتا کہ جو حضرت عائشہ کو بوجہ ہونی معاویہ کی برادر ام حبیبہ ایک سوتن کے اس معاویہ کی ساتھ بہی ہی
عداوت ہوتی کہ جو ساتھ حضرت علی ایک داماد حضرت خدیجہ انکی سوتن کے تھی اور ہماری رای یہ ہی کہ
یہ معراج جو بجسم یا بخواب یا بخیال ہو سو یہ ایک مسئلہ فروعات کا ہی اور کچھ زیادہ تحقیق و تفتیش
اس بات کی ضرور نہین ہی کہ وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین
اس بات پر شاہد و ناطق ہی کہ اصل مرد حکم الٓہی صرف اسقدر ہی کہ عبادت اللہ کی کیجای
خالص کر کے دین کو واسطی اسکی یعنی بلا شرک کی پس انگریزی دان مسلمانان پر کچھ فرمایش
اس بات کی نہین ہو سکتی ہی کہ وہ لوگ بھی جو کہ فلسفہ پڑہی ہوتی ہین فرمایش قبول کر لینے
معراج کی ازروی جسم کی بھی کیجائے فقط

فصل ۱۱۱ شق قمر

سورۃ القمر پارہ ۲۷ اقتربت الساعۃ وانشق القمر ترجمہ

قریب ہوئی قیامت اور پھٹ گیا قمر **تفسیر بیضاوی** روی ان الکفار سألوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ فانشق القمر وقیل معناہ سینشق القمر یوم القیامۃ ویؤید الاول انہ قرئ وقد انشق القمر ای اقتربت الساعۃ وقد حصل من آیات اقترابها انشقاق القمر **ترجمہ** روایت ہی کہ کفار نے سوال کیا حضرت پیغمبر خدا سی واسطی ایک نشانی کے پس پھٹ گیا چاند اور بعضون نے کہا کہ معنی اسکی یہ ہین کہ قریب ہے کہ شق ہو جائیگا قمر بروز قیامت کے اور بتائید قول اول کے یہ بات ہے کہ قرات مین آیا ہے وقد انشق القمر ای اقتربت الساعۃ یعنی تحقیق کہ پھٹ گیا قمر اسی قریب ہوئی قیامت اور تحقیق کہ حاصل ہوا علامات سی قریب ہونے قیامت کے پھٹ جانا قمر کا فقط

غرضکہ شق قمر ایک اختلافی مسئلہ ہی کہ واقعی شق قمر باظہار معجزہ کے ہوا یا یہ کہ انشقاق قمر کا منجملہ علامات قرب قیامت کی ہی اور چونکہ یہ معاملہ شق قمر کا بھی مسائل فروعات سے ہی اسواسطی زیادہ تفتیش اس مسئلہ مین بھی ضرور نہین ہے

فصل ۱۱۲ شق صدر

سورۃ الانشراح الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک **ترجمہ** آیا نہین کھولا ہمنی واسطی تیری سینہ کو تیری اور اتار لیا ہمنے تجھسے تیری بوجھے کو جسنی کہ توڑا تھا تیری پیٹھ کو اور رفیع و بلند کیا ہمنی تیرے ذکر کو

تفسیر بیضاوی معہ ترجمہ

الم نشرح لک صدرک آیا نہین کھولا ہمنی واسطی تیری سینہ کو تیرے الم نفسحہ حتی وسع مناجاۃ الحق ودعوۃ الخلق وکان غائبا حاضرا آیا نہین کھولا ہمنی اس سینہ کو یہانتک کہ اس سینہ کو وسعت مناجات حق اور دعوت

خلق کرنیکی دی درحالیکہ تو خلق سے غائب تہا یعنی کہ لوگ تیری طرف کچھ متوجہ نہین تھی اور تو خود اُن لوگونکی پاس حاضر تہا او الم نفتحہ بما اودعنا فیہ من الحکم وازلنا عنہ ضیق الجہول او بما یسرنا لک تلقی الوحی بعد ما کان یشق علیک یا کیا نہین کہولا ہمنی اُس سینہ تیرا واسطی اس بات کی کہ ودیعت کی ہمنی اُس سینہ مین حکمت کی باتین اور دور کیا ہمنی اس سینہ سی تنگی و ضیق جہالت کو یا ساتھ اُس بات کی کہ ہمنی آسان کیا تجہکو قبول کرنا قرآن جو ہے بعد اسکی کہ یہ قبول وحی کرنا تجہپر شاق تھا وقیل انہ اشارۃ الی ما روی ان جبریل اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صباہ او یوم المیثاق فاستخرج قلبہ فغسلہ ثم ملاٗہ ایمانا وعلما لعلہ اشارۃ الی نحو ما سبق اور بعضون نے کہا کہ یہ انشراح صدر کا ایک اشارہ ہے طرف اُس روایت کے کہ آئی جبریل حضرت رسول خدا کی پاس ایام طفولیت مین انکی یا بروز میثاق معراج یا الست پر بچہ کے اور نکالا اُنکی دل کو پس دہویا اُس دل کو تب بھرا اُسکو ایمان اور علم سی اور شاید کہ یہ قول ایک اشارہ ہو بطرف اُس بات کے جو گذرا بیان اُسکا یعنی کہ دل کو وسعت قبول کرنے وحی کی دی گئی فقط

غرضکہ یہ مسئلہ شق صدر کا بہی بطور شق قمر اور معراج جسمانی کے ایک مسئلہ اختلافی ہی اور ہر شخص کو تکلیف قبول کر لینی ان باتون کی نہین دیجا سکتی ہی اور واسطی ثبوت رسالت کے پیشین گوئیہای سابق و اخلاق نبوت آپ کے کافی ہین —

فصل ۱۱۳ اصل مسلک صوفیہ

بیان طریقہ صوفیہ کا ہمسے کیا ہو سکتا ہی کہ تصوف ایک بہت بڑا علم ہی اور اُسمین باتین بہت بہت نازک ہین کہ درمیان کفر و اسلام کے صرف ا [illegible] ر ایک رہجاتا ہی مگر تمام خلاصہ اس طریقہ کا یہ ہی کہ [illegible] ی ہی اور سی

طریقہ کے لوگونکی دیکھنی سے یہ قول صادق آتا ہی کہ مسلمانی در کتاب و مسلمانان در گور اور بہ شوق توحید و یاد الہی کی اسقدر ہی کہ خود فراموشی یعنی اپنی ذات کا کچھ خیال نہین رہتا ہی **بیت**

قرب او را وصال سے گویند ۔ وصل او را محال سے گویند
تو در و گم شو وصال این ست بس ۔ خود مباش اصلا کمال این ست بس

مسئلہ وحدت وجود ان لوگونکا بہت حق ہی مگر ہم عوام لوگ اگر وحدت شہود پر اکتفا کرکے تابعدار رہین اُس خدا کی رہین تو ہم لوگونکی واسطی اسیقدر بہت غنیمت ہی اور تمام کمالات انسانی گویا اسی دو فقرونمین منحصر ہین اول **حب الدنیا راس کل خطیئۃ** یعنی محبت دنیا کی اصل تمام خطیئات کی ہی کہ اگر محبت دنیا کی دل مین مرتسخ ہوا اور اُس عالم باقی سے غفلت آدمی تو پہر کیا بدی نہین ہوسکتی ہی **بیت**

نفس ما ہم کمتر از فرعون نیست ✥ لیک او را عون ما را عون نیست

فقرہ دوم ترک الدنیا راس کل حسنۃ یعنی چھوڑنا دنیا کا اصل کل حسنات کی ہی کہ جب آدمی نے دنیا سی اپنی کو علیحدہ کر لیا تو پہر کیا بدی اُس سے ہوسکتی ہی اور اور دنیا کی تعلقات مین سے تعلق زر و مال و زن فرزند کا ایسا قوی نہین ہی کہ جیسا تعلق اپنی خودی کا اور تعلق گمان علم و عقل وغیرہ کا ہی یعنی ترک دنیا کی معنی یہ ہین کہ اپنا خیال کسی طرحکا باقی نہین رہی اور کیا خوب ہی وہ فقرہ انجیل کا کہ ہم ٹھیک طرحسی کہتے ہین کہ پیار کرو اپنی دشمنون کو جیسا کہ پیار کرتے ہو اپنی کو اسواسطی کہ جب تک تم اپنی دشمنون کو مثل اپنی کے پیار نہین کروگی تب تک کامل نہین ہوگی کہ دوستون کو تو حیوانات بھی پیار کرتے ہین پس کیا کمال ہوا اگر تمنی اپنی دوستون کو پیار کیا فقط سو یہ درجہ پیار کرنے کا دشمنون کے بغیر کمال خود فراموشی کے حاصل نہین ہوسکتا ہی الغرض

فیض عیسوی آخر کو ایک خاص طور پر حضرت علی علیہ السلام کو اور باقی دوازدہ امام کو پہونچا اور انکی طفیل سے اولیاء اللہ بہی اس کاسہ شراب روحانی سے سیراب ہوئے حسب قول وَلِلْاَرْضِ مِنْ کَاسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٌ یعنی کریمون کی پیالہ سی زمین کو بہی کچھ حصہ آخرین شراب کا ملتا ہی **بیت**

گر خوری جرعہ ز ساغر غم جام جمشید را ز سفنے بہم

فصل ۱۴۱ مسلک شیعہ

الدینُ و الملکُ توامان یعنی دین و بادشاہت دونون ہمزاد ہین پس جسطرح کہ خلافت ثلثہ اور خلافتہای بنی امیہ و مروانیہ و عباسیہ وغیرہ کے ہوتی گئی اور استیصال خاندان نبوت کا ہوتا گیا اور انواع حدیثین بسبیل خوشامد و تعصب کے موضوع ہوئین سو اصل مقتضا اس حکومتہای مخالفین علی و اولاد فاطمہ کا یہ تہا کہ سوای مذہب اہلسنت تفضیل شیخین معاویہ شاہی کے اس دین اسلام مین اور کوئی دوسرا مذہب نہین ہوتا اور اس اسلام مین مذہب اس قسم سنیونکا ویسا ہی ہی جیسا کہ مذہب عیسائیان مین مذہب رومن کاتھولیک کا ہی مگر الحق یعلو و لا یعلی یعنی حق غالب رہتا ہی اور مغلوب نہین ہوتا ہی سو اس وجہ سی اعتقاد افضلیت اہل بیت و ائمہ دوازدہ گانہ نی دو جگہ سی سر نکالا ایک فرقہ متصوفین کا ہوا کہ جو ببرکت تعلیمات و فیوضات باطنی کے اہل باطن لوگ اس عظمت و جلالت خاندان نبوی سی واقف ہوئی دوم فرقہ شیعونکا کہ شیعہ لوگ بزور قوت علمی و راست بازی کی بطرف خاندان نبوی کے ہوگئی اور یہ فرقہ شیعہ کا کوئی امر حادث و نو ایجاد نہین ہی کہ حضرت سلمان فارسی و عمار ابن یاسر و ابوذر غفاری و حضرت اویس قرنی و مقداد و ابن عباس وغیرہ اصحاب بطرف حضرت امیر علیہ السلام کے تھے اور حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام نی اس فرقہ کو بلفظ شیعتنا

یعنی بلفظ ہماری شیعون کی یاد فرمایا ہی اور علی بن المنذر تابعی و ابو الصلت ہروی تابعی راویان حدیث کا شاہ عبد الحق صاحب نے اپنی شرح مین مشکوٰۃ المصابیح کے شیعی ہونا قبول کیا ہی اور شک نہین ہی کہ ابتدای حال مین درمیان شیعہ و سنی کے کچھ تعصب نہین تھا اور ایک دوسری کے پیچھے نماز پڑھتا تھا غرضکہ یہ فرقہ شیعہ کا دین اسلام مین ویسا ہی ہی جیسا کہ مذہب عیسائی مین پراٹسٹنٹ نکلا ہی غرض تمام بنیاد مذہب شیعہ فی ادعای علم و راست بازی کے ہی کہ اصل حالات خلافت وغیرہ کو معلوم کر کے بطرف امر حق کے ہو گئی اور تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ مین جو کچھ جواب مطاعن وغیرہ کا لکھا ہی سو کوئی جواب نہ دے سکا یا شخص ثالث کے نہین ہی اور اس فرقہ شیعہ کا اصل مرکز ملک فارس عراق عجم و عراق عرب وغیرہ ہی اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ امام لوگ اپنی اصل وطن مدینہ سی نکلکر انہین ملکون مین شہید و مسموم ہوئی یا بمرگ طبعی انتقال کیا چنانچہ مزارات شریف انکو کی نجف اشرف و کربلای معلی و بغداد و سامرہ و مشہد مقدس مین واقع ہوئی اور قوت از طرف سلطنت کے یہ ملی کہ اسمعیل صفوی وغیرہ بادشاہان فارس کے اس فرقہ کے ہوئے اور یہ ملک فارس حملہ و تاخت و تاراج سی قوم ترک کی محفوظ ہو گیا چنانچہ مورخان انگریزی اسی جدائی مذہب بادشاہ و رعایای فارس کو منشاء حفاظت فارس کا صدمہ اتراک رومی سی جانتی ہین اور چونکہ یہ مذہب شیعہ کا ایک نکلا ہوا مذہب ہی سو اسی واسطی کتابین شرائع الاسلام و استبصار وغیرہ مذہب شیعہ کی زمان تالیف مین شرح وقایہ و ہدایہ وغیرہ کتب سنیان سی موخر تر ہین اور یہ مذہب شیعہ کا ہندوستان مین بقوت سلطنت کی نہین پہونچا کہ لودی و غوری و غزنوی و تیموری وغیرہ تمام بادشاہان دہلی کے سنیان تھے مگر بات یہ ہی کہ یہ مذہب شیعہ کا ہندوستان مین بذریعہ متوسلان دربار شاہی کے پہونچا اور عرب و شام و مصر و روم

وغیرہ ممالک مغربی مین وہی مذہب سُنّی کا جو کہ بقوت سلطنت ہای بنی امیہ وغیرہ کی جاری ہوا تھا سو اُسیطرحپر بلا تجویز و غور ثانی کے قائم رہگیا اور ایک خاصہ مذہب شیعہ کا یہ ہی کہ اس مذہب مین تمامتر تبعیت الفاظ ظاہری کی ہی یعنی مثلاً اگر حکم ظاہری بنسبت امتناع سماع و راگ و رنگ کی پایا تو پھر کوئی فکر تاویل اس بات کی نہین ہی کہ کسی طرحپر گانا سننا حلال بنایا جاوی مگر شیعون کا اصحاب ثلثہ کو خارج از اسلام سمجھنا اور انکو برا بھلا کہنا ہماری نزدیک براہ تعصب معلوم ہوتا ہی چنانچہ چند شیعیان عالم وغیرہ کو اس تبرا وغیرہ سی چندان علاقہ نہین ہی اور بی تکلف ان اصحاب ثلثہ کو بادشاہان اسلام سی قبول کر لیتی ہین اور ہم سمجھتی ہین کہ یہ تعصب مناقب و کا نہ سمجھنے کا بھی اسی وجہ سی ہی کہ اس فرقہ مین تاویل و رعایت اور اغماض و لحاظ ظاہر جانب چپ و راست کا کچھ نہین ہی یعنی جو بی اعتدالیان اصحاب ثلثہ کی نسبت اہلبیت کے دیکھین گئین سو اسی طرح یہ یکبارگی بحکم قطعی و ثمرہ نیابت رہا سب ہونیکا لگا دیا اور بطرف احادیث مناقب صحابہ و دیگر حالات زہد و تقوی انکی لحاظ نہین کیا حالانکہ احادیث مناقب کا ہونا بشان خلفای ثلثہ وغیرہم کے ضرور ہی اسواسطی کہ یہ بات سمجھ مین آتی ہی کہ اگر کچھ احادیث وعدہ جنت وغیرہ کی انکی شان مین نہین ہوئی تو کس امید پر یہ سب رفاقت ان لوگونکی تھی اور خود کوئی قول صحیح جناب حضرت امیر علیہ السلام کا دربارہ سب و طعن ان اصحاب کی دیکھا نہین جاتا ہی اور یہ قول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا کہ ہمکو ابوبکر نے دوبارہ پیدا کیا صحیح دلیل اس بات کی ہی کہ اس نسل دوبارہ ہونے کو بسبیل خوشی خاطر و ابتہاج کی بیان کیا ہی اور حضرت امیر علیہ السلام کا یہ امر معاویہ کو لکھنا کہ ابوبکر و عمر ہمیسے تھے اور عثمان اگر اچھا آدمی تھا تو ان الابرار لفی نعیم و اگر برا آدمی تھا تو ان الفجار لفی جحیم دلیل اس بات کی ہی کہ حضرت امیر علیہ السلام کو

ان اصحاب ثلثہ سے کچھ زیادہ تر شدید نہین تھا اور اس تعصب کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوا سے مقداد و سلمان فارسی وغیرہ چند اشخاص معدودہ کے باقی ہزاران اصحاب ایکدم محروم از احترام و اکرام و داخل منافق و کافر کے ہوگئی اور اسیواسطے سلسلہ حدیث کا مذہب شیعہ مین کچھ درست نہین تا خود حضرت رسول کے کمتر پہونچتا ہے کہ منتہای سلسلہ اکثر احادیث کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک ہے اور ایک نقصان عظیم مذہب شیعہ مین یہ ہے کہ زہد و تقوی کے لوگ مثل جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ وغیرہ کے بہت آدمی دیکھی جاتی ہین مگر مذاق فقر و تعلیمات باطنی کا کچھ ذکر و مذکور مذہب شیعہ مین نہین ہے اور اسیواسطے سلسلہ فقر و تصوف کا خوب مرغوب معلوم ہوتا ہے کہ ساتھ اہلبیت دوازدہ امام کے تمامتر گرویدہ ہین اور اپنی کسب و ریاضت باطنی مین مصروف ہین —

فصل ۱۱ - اقسام سنیان

چونکہ بنیاد مذہب اہل سنت کی حدیثون پر ہے اور حدیثون کا حال یہ ہے کہ بہت احادیث بروایت مروان و معاویہ و عمرو ابن عاص و عبداللہ ابن عمر و حضرت عائشہ و طلحہ و زبیر وغیرہ ایسے لوگونکی کتب صحاح ستہ مین موجود ہین کہ جو قطعاً حضرت علی و تمام اہل بیت و اولاد سیدہ فاطمہ سے علیحدہ و فرق رہکے بانی مبانی خلافت ثلثہ وغیرہا کے ہوئی اسواسطے عدد و احصا فرقہ ہای سنیان کی بہت دشوار ہے اور ہم صرف چند فرقہ ہای نامی سنیان کے اکتفا کرتے ہین اول فرقہ سنیان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کا ہے کہ حضرات ابوبکر و عمر کو قطعاً اور حضرت عثمان کو ظناً حضرت علی سے افضل جانکے قول افضل البشر بعد النبی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی کا قائم کیا ہے اور فضیلت حضرت علی کی انکی خیال مین باعتبار ثم ثم کے اخیر درجہ مین ہے اور چونکہ فضیلت اصحاب ثلثہ کے بغیر توہین و تنقیص شان علی کے نہین ہو سکتی ہے اسواسطے طرح طرح سی

اس تعین میں اہتمام کیا گیا اور حدیث وصیت خم غدیر اور۔ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ
وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ اور آیت لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی
اور دیگر احادیث و آیات سے چشم پوشی واجب ہو گئی اور جب حضرت علیؑ کی عزت کچھ
باقی نہین رہی تو صرف عداوت معاویہ اور اُسکا اجرای سبّ و لعن کا نسبت حضرت
علی کے کوئی ایسا امر سنگین نہین ہی کہ جسکے واسطے یہ سنیان معاویہ سے برہم ہون اور
بہمین نظر صرف اوپر مسئلہ خطای اجتہادی کے اکتفا کیا گیا اور طرفہ تر یہ ہی کہ معاویہ
و یزید بھی ایک حساب سے داخل خلفای دوازدہ گانہ کے ہو کر کے یہ سلسلہ خلافت
دوازدہ گانہ کا ولید ابن عبد الملک مروانی تک پہونچایا جاتا ہی اور اس حساب سے
سلسلہ دوازدہ امام کا بھی خورد برد ہو گیا اور اگرچہ ظاہرا خلافت حضرت ابوبکر
کی اجماع پر قائم کیجاتی ہی مگر حدیثون سے اصل با اہتمام اس بات کا بھی ہی کہ جس سے
خلافت حضرت ابوبکر کی از روی نص احادیث قران کے بھی ثابت ہو جای غرض
یہ فرقہ تابع قول ذیل کا ہی۔ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند۔ یعنی جسطرح جیسی کہ
ترتیب حکومت ظاہری کی ہوتی گئی سو اُسی ترتیب سے یہ سب حکام بزرگواران
و پیشوایان اس فرقہ سنی کے ہین اور کمال یہ ہی کہ معنی مولی و آل و عترت و آل عبا و
اہلبیت وغیرہ کی اسطرح پر بنائی گئی کہ جس سے کچھ خصوصیت مزید پنجتن پاک و دوازدہ امام
باقی نہین رہی غرضکہ یہ لوگ بی شبہ داخل خوارج و نواصب و دشمنان دوازدہ امام
کے ہین۔ دوم فرقہ وہابیان آمین بالجہر و رفع یدین وغیرہ کا ہی کہ عوام لوگ مثل شطرنجی باز
وغیرہ کی اسمین زیادہ تر دیکھی جاتی ہین اور پیر و پیغمبر انکی نگاہ مین کچھ زیادہ تر وزن نہین
رکھتی ہین اور ہر بات مین شرک و کفر انکی منہ مین رکھا ہوا ہی مگر چونکہ یہ فرقہ قران و حدیث
کیطرف متوجہ ہی سو اس وجہ سے ہمکو امید ہوتی ہی کہ رفتہ رفتہ قران و حدیث و سیر

وتواریخ دیکھتی ہے فرقہ قائل عظمت و جلالت خاندان نبوی کا ہو جاتی یعنی اس فرقہ کا راہ راست پہ آنا بمقابلہ فرقہ اول کے کچھ سہل تر معلوم ہوتا ہے اور اسیواسطے اس فرقہ سے ہمکو کچھ تکرار و بحث نہیں ہے سوم ایک فرقہ سنیون کا ہے کہ جو فرقہ اول سے نکلا ہے اور یہ لوگ وہ ہین کہ جو اور اعزا صوابی سفیانیان معاویہ شاہی کے بوجہ استعداد علمی و انصاف طبیعی کے قائم و ثابت نہیں ہین اور اس قسم کی لوگ بہت مختلف طبقات کی اور مختلف اقوال کے ہین ایک یہ کہ قاعدہ تفضیل الشیخین کا اگرچہ درست ہو مگر تفضیل شیخین کی من کل الوجوہ نہیں ہے کہ چند امور مین حضرت علی افضل ہین دوم یہ کہ افضل و مفضول قرار دینا کچھ ضرور نہیں ہے۔ حسب شعر نظامی

گہر خر چہار اند و گوہر چہار   فروشندہ را با فضولی چہ کار

سوم یہ کہ معاویہ پر کف اللسان چاہئی یعنی برا بھلا کچھ مت کہو چہارم یہ کہ سلسلہ دوازدہ امام کا بھی درست ہے اور اسی طرح پر بہت لوگ انواع خیالات کی دیکھی گئی اور یہ لوگ مختلف خیالات کی اکثر اہل تمیز لوگ اور کچھ لیاقت دار بھی ہین چہارم ایک عقیدہ تفضیلیہ راقم حروف کا ہے کہ حضرت علی از روی حدیث غدیر خم کے اوسی طرح پر مولی خلفای ثلثہ کے ہین کہ جس طرح پر خود حضرت رسول مولی خلفای ثلثہ کے ہین اور خلفای ثلثہ کو کچھ مقابلہ و نسبت ساتھ حضرت علی کی نہین ہے اور یہ کہ درحقیقت خلیفہ بلا فصل اور اصل جانشین اور وصی برحق حضرت رسول کے حضرت علی ہین اور خلافت ثلثہ جو برخلاف وصیت غدیر خم کے قائم ہوئی سو اس بات کیطرف کچھ التفات کرنا ضرور نہیں ہے کہ خود حضرت علی نے طوعاً و کرہاً قبول کر لیا اور انکی پیچھے نماز پڑھا کئی اور ان تینون خلافتون مین مشورہ دیا کئی اور فصل قضایا کرتے رہی الغرض مسئلہ کف اللسان کا جو بہ نسبت معاویہ کے بڑی حکمت سی قائم کیا ہے کہ اگر معاویہ پر

زبان بند ہو تو آیندہ خلفای ثلثہ تک کوئی خراش تراش نہین پہونچیگی وراس
حکمت سی معاویہ ایک چوب پہر اسفیون کا قایم ہوا ہی سو ہم یہ بات سمجہتی ہین کہ یہ
مسئلہ کف اللسان نسبت معاویہ کا دراصل نسبت خلفای ثلثہ کے قابل استعمال
کرنے کے ہی اور ہم دیکہتی ہین کہ فی الواقع حضرت علی نمونہ حضرت مسیح کو درحقیقت
کچہہ قابلیت خلافت ظاہری کی اور اصلا پابندی مصالح ملک داری کے نہین تہی
جیساکہ بزمان خلافت حضرت عثمان کے جسطرح پر کہ عمالان جفاپیشہ بنی امیہ کی تمام
ملک مین بہرگئی تہے سو حضرت علی نے ایکبارگی حکم معزولی اُن عمال کا جاری کرنا چاہا
اور کہاکہ ہم واسطی ایک ساعت کی بہی ان عمالان جفاپیشہ کو بحال نہین رکہ سکتی ہین
پس تماستر ظاہر کہ صرف بوجہ خوف خدا کی تحمل جفاپیشہ لوگونکا نہین ہوسکا غرضکہ تمام
معاملہ حضرت علی کا صرف بقاعدہ اَلحب للہ و البغض للہ کے تہا اور زمانہ سازی
سے انکو کچہہ علاقہ نہین تہا غرضکہ خلافت ثلثہ جسطرح پر کہ قایم ہوئی سو اس بات مین بڑی
حکمت الٰہی تہی کہ اس ذریعہ سی اسلام خوب پہیلا اور یہ بات بہی قابل لحاظ کی ہی کہ بوقت
ان خلفای ثلثہ کے کوئی بندوبست جانشینی اُنکی پسران کا نہین ہوا اور ان خلفای
ثلثہ کو ساتہ حضرت علی کے کچہہ کچہہ ادب بہی تہا کہ حضرت ابوبکر کا یہ قول ہی کہ النظر الی
وجہ علی المحبتہ عبادۃٌ ہی یعنی کہ محبت سی نظر کرنا بطرف چہرہ علی کے ایک عبادت ہی
اور بہ نسبت حضرت عمر کے یہ روایت ہی کہ کان عمر یتعوذ باللہِ من زمانٍ لیس فیہ
عَلیٌّ یعنی عمر پناہ مانگتی تہے ایسے زمانہ سی کہ جسمین علی نہوین اور یہ بہی ایک قول عمر کا ہی
هُوَ مَولَایَ وَمَولیٰ کُلِّ مؤمن یعنی وہ علی مولی میری ہین اور مولی کل مومن کے
غرضکہ یہ مسئلہ کف اللسان کا نہ نسبت اصحاب ثلثہ کے چاہئی نہ نسبت معاویہ کے
کہ جو حضرت علی پر برسر منبر لعنت کرتا ہوا مرگیا پس ہم اسکو کیونکر چہوڑدینگی اور یہ مسئلہ

خطای اجتہادی کو بھی صرف بہ نسبت اصحاب ثلثہ کے جاری کر سکتی ہین کہ غایۃ الباب یہ خلافت یعنی بہ خلاف وصیت خم غدیر کے براہ نیک نیتی اجرای دین اسلام کے ہو گی اور تفضیل حضرت علی کا حال یہ ہی کہ اگر کسی شخص کو تفضیلیہ کہا جای تو یہ بات سمجھی جاتی ہی کہ یہ شخص حضرت علی کی تفضیل کا قائل ہی نہ یہ کہ شیخین کی تفضیل کا قائل ہی اور ہر چند خطاب امیر المومنین کا ایک ایجاد حضرت عمر کی ہی مگر جب حضرت امیر یا جناب امیر کہئی تو حضرت علی سمجھی جاتی ہین اور جب کہئی کہ فلان شخص مناقب پڑہتا ہی تو یہی بات سمجھی جاتی ہی کہ وہ شخص مناقب حضرت امیر کے پڑہتا ہی اور وجہ اس اطلاق عام اور مراد شخص خاص کی بموجب اُس قاعدہ کے ہے کہ جب عام بولا جائے تو فرد کامل مراد لیا جائے

فصل ۱۱۶ عدم جواز سب ولعن بر صحابہ

سب ولعن صحابہ کا ایک مسئلہ مذہب شیعہ کا ہی کہ اُسکی جوابدہی بذمہ خود اُن لوگونکی ہی اور ایک عالم شیعی نے ایک تحریر چار ورق رو و پشت کی بذکر انواع روایات کی ہماری پاس بھیجی ہی کہ جس سی وہ عالم شیعی سب و تبرا کرنے کو ناجائز قرار دیتی ہین مگر چونکہ یہ کتاب حد تحقیق صرف باثبات افضلیت عام تمام دوازدہ امام کی ہی اور شیعون سی کچھ بحث نہین ہی اسواسطی کچھ ضرورت نقل روایات عدم جواز تبرا کی اس کتاب مین معلوم نہین ہوئی اور شیعون کی خدمت مین ہم صرف یہ بات کہسکتی ہین کہ البتہ حرب با علی حرب با پیغمبر خدا ہی سو خلفای ثلثہ نے کچھ حرب ساتھ حضرت علی کے نہین کیا اور طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ نے اپنی مخالفت سی آخر کو توبہ کی پس اگر آپ کو شوق تبرا اور لعن کہنی کا ہو تو واسطی اس مصرف کے معاویہ حاضر ہی کہ یہ شخص ساتھ حضرت علی کے خوب لڑا اور لعنت کرتا ہوا مر گیا اور اگر مجملاً بر دشمنان اہلبیت لعنت باد کہا جای تو ہم خود شریک اسبات کی ہین کہ البتہ جو شخص دشمن

اہلبیت کا ہو تو وہ شخص عند اللہ بالضرور مستحق لعنت کا ہی

فصل ۱۷ کیفیت استعمال لقب امام

ایک معنی سی امامت بطور نبوت کے ایک خاص عہدہ ہی کہ جس وجہ سی لقب امام کا درحقیقت مخصوص دوازدہ امام کا ہی ہان اگر امام صرف بمعنی پیشوا کے لیا جای تو وہ دوسری بات ہی جیسا کہ تسبیح کے دانون مین سی ایک دانہ کو سری پر کے اور ہر نماز کے پیش نماز کو بہی امام کہتی ہین اور آیت ۳ ۔ سورۃ الاسرے یوم ندعو کلّ اناس بامامھم سے یعنی خداوند تعالی کہتا ہی کہ جسدن کہ ہم بلاوینگی ہر ادمی کو ساتھ پیشوا یعنی سردار اسکی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ اس آیت مین معنی امام کے صرف پیشوا کی ہین اور کچھ تخصیص نیک بد ہونے امام کی بہی نہین ہی پس اہلسنت مین جو کہ استعمال لقب امام کا اوپر امام اعظم ابو حنیفہ کوفی و امام شافعی و امام احمد حنبل و امام مالک و امام محمد غزالی وغیرہ کے ایک ارزبازاری سو استعمال مین اس لقب امام بمعنی پیشوا کی بہ نسبت ان لوگونکی کچھ جای تعرض نہین ہی مگر کمال ادب یہ تہا کہ بنسبت ان مجتہدان اور علمای اہلسنت کی صرف اوپر لقب مجتہد کی اکتفا کیا جاتا کہ یہ لوگ درحقیقت صرف بطور علمای مجتہد کے ہین اور مجتہد کا حال یہ ہی کہ المجتہد قد یخطی و قد یصیب یعنی مجتہد کبہو خطا کرتا ہی اور کبہو برسر ثواب ہوتا ہی اور لقب امام کا بہ نسبت دوازدہ امام کے ایک دوسری بات ہی کہ اسکی مخالفت داخل بغاوت ہے

فصل ۱۸ نصب امام

اصول خمسہ مذہب شیعہ کی پانچ چیزین ہین یعنی توحید و عدالت و نبوت و امامت و معاد اور ملا عبد الرزاق بن علی بن حسین لاہجی نے باب سوم مقالہ سوم مین اپنی

کتاب گوہر مراد کی بحث امامت کی خوب لکھی ہی اور اُسمین جو کچھ رای صاحب شرح المقاصد کی لکھی ہی کہ ہر کہ متصدی امامت بقہر و غلبہ شود بدون بیعت اگرچہ فاسق باشد علی الاظہر منعقد شود خلافت برای او سو یہ امامت اُس شرح المقاصد کی عبارت خلافت سی ہوگی کہ معاویہ و یزید اور تمام بنی امیہ و مروانیہ و عباسیہ بھی بی تکلف خلیفہ نبی اور اجتک بلقب خلفای مروانیہ وغیرہ کی بولیجاتی ہین مگر ہماری امامت ائمہ اثنا عشر کی ایک دوسری چیز ہی کہ یہ لوگ بعد حضرت رسول خدا کی ایک بعد دیگری امام ہوتی آئی اور یہ سلسلہ امامت کا تا زمان امام صاحب العصر مہدی علیہ السلام کے قائم و بحال ہیگا اور بحث خاص اس فصل کتاب ہذا تحقیق کی یہ ہی کہ آیا نصب امام کا خدا تعالی پر واجب ہی یا نہین اور شیعہ لوگ نصب امام کا خود خداوند تعالی پر واجب قرار دیتی ہین باین دلیل کہ لطف اوس خدا پر واجب ہی اور نصب امام کا ایک لطف ہی مگر ہم سمجھتی ہین کہ غائت و غرض نصب امام کی یہ ہی کہ لوگ ہدایت پاوین سو خدا پر نصب کرنا خود نبی کا بھی واجب نہین ہے اور خلق کرنا دنیا کا بھی کچھ اُسپر واجب نہین تھا یعنی ذات اُس خدا کی کسی طرح سے اور کسی بات مین مجبور نہین ہی بیت

بری ذاتش از تہمت ضد و جنس
غنی ملکش از طاعت جن و انس

فصل ۱۱۹ عصمت ائمہ اثنا عشر

شیعہ لوگ ائمہ اثنا عشر کو معصوم قرار دیتی ہین اور سنی لوگ محفوظ مانتی ہین سو اصل بات یہ ہی کہ عصمت من حیث الذات کسی فرد بشر کو انبیا تک نہین ہی مگر ہر گاہ فریقین سنی و شیعہ سبھی اس بات کی قائل ہین کہ یہ ائمہ اثنا عشر گناہان صغیرہ و کبیرہ سے پاک ہین اور بی شبہ پاک تھی تو انکی معصوم کہنی مین ہمکو کیا عذر ہو سکتا ہی اور ائمہ اثنا عشر کو بلقب ائمہ معصومین علیہم السلام کی یاد کرنا ایک عمل عبادت کا واسطی ہم لوگون کے ہے

تیسری اور چوتھی جورو تک پہونچین

فصل ۱۲۲ لواطت با زوجہ

سورۃ البقر آیت ۲۲۳ - نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انّی شئتم وقدموا لانفسکم واتقوا اللہ واعلموا انکم ملاقوہ وبشر المؤمنین

ترجمہ اردو مطابق ترجمہ انگریزی مسٹر جارج سیل تمہاری جوروان ہین کھیتی اسلئی تم جاو اپنی کھیتی کو جسطرح سے کہ تم چاہو اور کرو پہلی کچھ کام کہ فائدہ مند ہو تمہاری جانون کو اور ڈرو خدا سی اور جانو کہ تم ضرور ملاقات کروگے اُس سے اور خوشخبری دو مسلمانون کو فقط اور دیکھا جاتا ہی کہ مسٹر جارج سیل نے ترجمہ انی شئتم کا جسطرح کیا ہی کہ جسطرح چاہو سو اُسکی حاشیہ مین یہ بات لکھی ہی کہ جسطرح چاہو گے معنی یہ ہین کہ اپنی جورون کے پاس جاو کھڑے ہو کر یا بیٹھکر کر اور آگے سی یا پیچھی سے سو اس ترجمہ اور حاشیہ سی ظاہر کہ مترجم مذکور نے انی شئتم کو معنی کیفما شئتم کے لیا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ اس معنی پر مترجم موصوف کو بخوبی تمام اطمینان ہی اور بروایت مسٹر جارج سیل از روی تفاسیر جلال الدین و یحیٰی زمخشر نے کی بہی معنی معلوم ہوتے ہین اور صاحب تفسیر بیضاوی نے بہی یہی معنی مراد لیا ہی مگر فرقہ شیعہ نے جو تمامتر تابع الفاظ ظاہری کا ہی یہ معنی مراد لیا ہی کہ انّی ظرف مکانی ہی پس معنی یہ ہونگی کہ جہان پر چاہو یعنی آگے سے یا پیچھی سے اور اسی انّی ظرف مکانی کے رو سے مسئلہ جواز وطی فی الدبر کا ساتھ زوجہ کے نکلتا ہی مگر جواب یہ ہی کہ جب عورت کی تشبیہ ساتھ کہیتی کے دیگئی تو کھیت مین کھیتی کیجائیگی نہ کہ گڑہا گوڑہی مین

اور یہ شعر بہت حسب حال اس جواب کے ہوگا ـ

زمین شور سنبل بر نیارد ؔ درو تخم عمل ضائع مگردان

اور اس سے زیادہ گفتگو کرنی اس مسئلہ مین کچھ ضرور نہین ہی اسواسطی کہ صاحب جامع عباسی بست بابی نے باب پانزدہم مین بذیل بست وہفت مکروہات جماع کو ستر ہوان مکروہ عبارت ذیل سی لکہا ہی ہفدہم دخول کردن در پس زنان و مالک کہ نیز یکی از علمای سنیان است بدین رفتہ و بعضی از مجتہدین این دخول کردن را حرام میدانند پس اس روسی کوئی تکرار ساتھ شیعہ کے باقی نہین رہی اور ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ رای بعض مجتہدین شیعہ کی جو بہ نسبت حرمت وطی فی الدبر کے ہی سو یہ رای اقرب الی الصواب ہی اور صرف مکروہ جاننا ایک مکروہ بات ہی اور شک نہین ہی کہ خصوصًا انہین مسائل یعنے تقیہ اور لعن بر خلفای ثلثہ اور متعہ اور وطی فی الدبر نی مذہب شیعہ کو بہت بدنما کر رکھا ہی

فصل ۲۳ باغ فدک

باب بست و ششم مجمع البحرین مین جناب مولوی سید احمد حسین صاحب کے انواع روایات نہایہ ابن اثیر اور صحیح بخاری و قسطلانی اور شرح ابن ابی الحدید و شمائل ترمذی وغیرہ کی بصراحت تمام مندرج ہی کہ کچھ حاجت اعادہ کی نہین ہی اور اس کتاب مین صرف ایک خلاصہ مختصر پر اکتفا کیا جاتا ہی کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام نی دعوی باغ فدک کا ازروی ہبہ کے کیا اور حضرت علی اور دایہ ام ایمن نی شہادت دی اور حضرت ابوبکر نے ایک نوشتہ واگذاشت کا لکھدیا اور حضرت عمر کی رای یہ ہوئی کہ گواہی حضرت علی کی بوجہ شوہر ہونیکی مقبول نہین ہو اور گواہی ایک عورت کی کافی نہین ہی اور آخر وہ نوشتہ حضرت فاطمہ سے واپس ہوکر کے چاک کیا گیا اور حضرت فاطمہ نے ازروے غضب کے عہد کیا کہ پھر وہ حضرت ابوبکر سے بات نہین کرینگی اور ویسا ہی ہوا کہ حضرت فاطمہ نے تاحیات اپنی پھر کوی بات حضرت ابوبکر سی نہین کی اور سیدہ علیہا السلام نے یہ وصیت کی کہ حضرت ابوبکر آنکی جنازہ پر نہ آوین چنانچہ لاش مبارک حضرت سیدہ کی رات کی وقت

بعد شش ماہ انتقال حضرت پیغمبر خدا کے دفن ہوئی اصل حال اسیقدر تہا جو کہ لکھا گیا اور اب اسیقدر امر قابل لحاظ کے ہی کہ اس دعوی مین کوی شکل دو فریق کی نہین ہی کہ اسمین حاجت گواہان فریقین کی ہو بلکہ یہ دعوی حضرت ابوبکر ایک خلیفۂ وقت کے پاس پیش ہوا کہ جو بجای پیغمبر خدا کے خلافت پر بیٹھی تھی تو صرف اسیقدر امر کافی تھا یا نہین کہ حضرت ابوبکر بطور خود از روی تحقیقات سرزمین بقدر دلجمعی اپنے اس دعوی ہبہ کو تحقیق کرتے اور یہ امر بہی قابل لحاظ کے ہی کہ حضرت فاطمہ سے کوی دعوی دروغ اور حضرت علی سے گواہی دروغ ہو سکتی تہی یا نہین اور اسطرحکا سلوک جو عام لوگونسی ہوتا ہی ساتہہ حضرت فاطمہ و حضرت علی کے بیجا تہا یا نہین اور الزام غضب فانے حضرت فاطمہ کا اوپر حضرت ابوبکر کے عاید ہوتا ہی یا نہین ۔ بات رہجائیگی اور وقت نکل جائیگا ۔ اور یہ کیا عجیب بات ہی کہ حضرت فاطمہ تو اس باغ فدک سی محروم ہون مگر بزمان خلافت حضرت عثمان کے مروان مستحق اس باغ فدک کا قرار پاوی مگر امر حق کو کسقدر زور ہوتا ہی کہ آخر عمر ابن عبد العزیز وغیرہ اور مامون خلیفہ نے اس باغ فدک کو ساتہہ اولاد فاطمہ کے واگذاشت کیا اور معذرت مین بحق ابوبکر و عمر کے صرف یہ بات کہی جاسکتی ہی کہ ان لوگون نے خود کوی تصرف نہین کیا بلکہ درمیان بنی ہاشم و ازواج وغیرہ کے محاصل باغ فدک کا تقسیم ہوتا رہا اور حضرت علی نے جو اپنی خلافت مین بطرف اس باغ فدک کے التفات نہین کیا سو وجہ اسکی ظاہر ہی کہ جب ایک بار شہادت اونکی نامقبول ہو چکی تھی تو کیا ہمت انکی پہر اوسطرف متوجہ ہو سکتی تہی بلکہ یہ التفات نہین کرنا حضرت علی کا ایک دلیل کمال درجہ نارضامندی و دل خستگی کی انکے ہے

فصل ۱۲۴ عقد ام کلثوم

باب پنجاہ و ہفتم مین کتاب مجمع البحرین تصنیف جناب مولوی سید احمد حسین صاحب کی

یہ قصہ عقد ام کلثوم کا بھی بجلد اول روایات اہلسنت کی بصراحت تمام مندرج ہی اور کچھ حاجت اعادہ کی نہین ہی ۔ اصل یہ ہی کہ یہ دو قصہ باغ فدک و عقد ام کلثوم کا ہم پر اسقدر شاق و گران ہی کہ تمامتر تفصیل کا ہمکو تحمل نہین ہی بہرحال خلاصہ عقد ام کلثوم کا اسقدر ہی کہ حضرت ام کلثوم دختر حضرت فاطمہ کی بعمر شش سال کے تہین کہ خلیفہ دوم نے بحیلہ حدیث کل نسب و سبب و صہر ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی و سببی و صہری کے اُس دختر شش سالہ سی بایام پیری اپنی نکاح کرنا چاہا اور مطلب اس حدیث کا یہ ہی کہ فرمایا رسول خدا نے کہ کل نسب و سبب و صہر کٹ جائیگا بروز قیامت کے مگر نسب ہمارا اور سبب ہمارا و صہر یعنی توسل ہمارا بذریعہ شادی ساتھہ ہمارے کے اور حضرت عمر نے یہ تمہید بھی کی کہ مین بڈہا ہوا سو یہ خواہش نکاح کی از روی شہوت کی نہین ہی بلکہ برعایت اُس حدیث کی ہی اور جب حضرت علی نے عذر کیا کہ وہ لڑکی صغیرسن ہی تو یہ بند و بست کیا گیا کہ حضرت ابن عباس چچیرے چچا اُس لڑکی کے باوصف موجود رہنی باپ کے ولی بنکر کے نکاح اُس لڑکی کا پڑہا دین اور اُس دختر شش سالہ کو خلیفہ دوم نی اپنی زانو پر بٹھا کر کے بوسہ اُسکا لیا اور اُس لڑکی کو یہ بات بھی سکھلائی کہ وہ اپنی گھر جا کر کے کہے کہ وہ واسطی نکاح ساتھہ حضرت عمر کے راضی ہی غرضکہ یہ دونون قصے باغ فدک و عقد کلثوم کے پُراز غم و الم ہین اور بقول اللہ یعلم ما فی الصدور کے یعنی کہ دل کی بات کو خدا جانتا ہی ہم نہین کہہ سکتی ہین کہ اصل نیت دلی حضرت عمر کے کیا تہی یعنی در اصل واسطی نجات اپنی یعنی نکاح ساتھہ ام کلثوم کے چاہتی تھے یا بوجہ شدت مزاج و درشت خوئی اپنی کے اس دختر بے مادر پر یہ ستم کرنا چاہا تہا اور یہ استعمال لفظ ستم کا ہمنی اس وجہ سی کیا ہی کہ کیا حضرت عمر بہ نسبت اپنی اس بات کو پسند کرتے کہ کوئی لڑکی شش سالہ انکی ایک شخص بوڑہی سی بولایت چچیری بہای

انکی بنا ہی جاتی پس تم اسی بات کو کہتی ہین کہ ایک وہ بات بہ نسبت ایک شخص غیر کے روا رکھی کہ جو بہ نسبت اپنی پسند نہین کرے اور یہ ایک اتنا بڑا مسئلہ فن اخلاق کا ہی کہ ایک آئینہ ہی تمام اخلاق نیک و بد کا اور ظاہرا یہ ارادہ نکاح ام کلثوم کا درحقیقت ایک بدلا ہی اس بات کا کہ جو حضرت حفصہ بیٹی انکی زوجہ حضرت پیغمبر خدا کی ہوئین تہین اور یہ ارادہ بخوبی تمام بدلا اُس بات کا بہی ہی کہ حضرت عمر رضؓ نی درخواست اپنی شادی کی ساتھ حضرت فاطمہؓ کے کی تہی اور اسی امر مین حضرت علی ترجیح پا کر گئے انکی مقابلہ مین حضرت عمر نے شکست کھائی تہی سو اسکی عوض مین اب خود حضرت علی و حضرت فاطمہ کی بیٹی کے زوجہ بنانی کا حوصلہ ہوا باقی رہا ایک امر کہ فی الواقع کسی طرح پر شادی حضرت عمر کی ساتھ بیچاری ام کلثوم کے ہوئی یا نہین سو تمامتر تصفیہ اس امر کا دشوار معلوم ہوتا ہی اسواسطی کہ تاریخ الخمیس عربی مین ہی کہ شادی حضرت عمر کی ساتھ حضرت ام کلثوم کے ہوئی اور یہ کہ زید پسر و زینب دختر دو اولاد بہی ہوئی جو کہ یہ دونون ایک ہی روز مین مر گئے ۔ اور جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مصنف کتاب مجمع البحرین سے جو ہمنے زبانی پوچہا کہ انکی رای مین شادی حضرت عمر کی ساتھ ام کلثوم کے حقیقت مین ہوئے یا نہین تو مولوی صاحب نے ہمکو جواب یہ دیا کہ انکی رای مین شادی ہوئی مگر حضرت ام کلثوم سے وصال نہین ہوا اور صاحب رسالہ الہامیہ کی رای یہ ہی کہ درحقیقت نکاح خلیفہ ثانی کا ساتھ حضرت ام کلثوم دختر فاطمہ علیہا السلام کے ہرگز نہین ہوا تہا بلکہ بات یہ ہی کہ حضرت علی کے پاس دو بیٹیان تہین ایک ام کلثوم دختر حقیقی انکی از بطن جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے اور دوسری ام کلثوم دختر حقیقی حضرت ابوبکر کی اور دختر ربیبہ حضرت علی کی بطن سے اسماء بنت عمیس کے کہ جو اسماء بعد انتقال حضرت ابوبکر کے زوجہ حضرت علی کی ہوئی تہی اور اپنی بیٹی ام کلثوم کو ساتھ اپنی حضرت علی کے گہر مین لائی تہے سو درخواست شادی

حضرت عمر کی ور اصل ساتھ اُس اُم کلثوم دختر ابو بکر کے ہوئی تھی اور صاحب رسالہ الہامیہ نی منجملہ وجوہات اپنی رای کے ایک بات یہ خوب لکھی ہی کہ ہر گاہ حضرت عمر کا استدعاے شادی کرنا بعمر شصت سال کے حسب تصریح کتب سُنیہ کے تہا تو بیشک یہ استدعا ۱۷ سنہ ہجری مین ہوی کہ حضرت عمر نے بعمر شصت و سہ سالگی کے ۲۳ سنہ ہجری مین انتقال کیا تہا اور انتقال حضرت فاطمہ رض کا ۱۱ سنہ ہجری مین ہوا تہا پس ضرور ہی کہ سنہ بستیں ہجری مین بوقت استدعای نکاح حضرت عمر کے سن حضرت ام کلثوم کا دس گیارہ برس کا ہوگا کہ حمل محسن کا جو ساقط ہوا تہا سو حضرت ام کلثوم اُس سے پیشتر پیدا ہوئی تہین اور کتب سُنیہ مین ہی کہ بوقت استدعای حضرت عمر کے سن حضرت ام کلثوم کا بقدر شش سال کے تہا پس صاف ظاہر کہ وہ ام کلثوم کہ جسکے استدعا خلیفہ دوم نے کی تھی وہ دوسرے ام کلثوم بنت ربیبہ حضرت علی کی مادر دختر حقیقے حضرت ابوبکر کی تہی ورنہ ہم نہین سمجھ سکتی ہین کہ جب انتقال حضرت فاطمہ کا ۱۱ سنہ ہجری مین ہوا اور انتقال خلیفہ دوم کا ۲۳ سنہ ہجری مین ہوا تو اتنی زمانہ قلیل مین متولد ہونا ایک پسر زید اور ایک دختر زینب کا ام کلثوم دختر حضرت علی سے کیا معنی رکھتا ہی الغرض ای ہماری اسی بات پر قرار پکڑتی ہی کہ ہرگز شادی خلیفہ دوم کی ساتھ ام کلثوم دختر از بطن سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے نہین ہوئی تہی

فصل ۱۲۵ شرائط امامت و وجوب قرات

امامت نماز سے غرض یہ ہی کہ نماز جماعت سی ہو وفی الجماعة رحمة یعنی جماعت مین رحمت ہی اور فائدہ خاص جماعت کا ایک یہ ہی کہ ایک مسجد اور ایک وقت خاص مین جو دس بیس آدمی جمع ہوتے ہین تو اُس سے ایک شوکت جمعیت اسلام کی ہو سکے ہے اور آپس کی بات چیت سے ایک کو دوسرے سے قوت دینی حاصل ہوتی ہی اور ایک دوسرے کا حال دریافت کر کے کچھ سلوک نقدی اور صلاح نیک

و بد تعلیم اطفال و بیماری وغیرہ کی دی سکتا ہی اور ایک بڑا فائدہ یہ ہی کہ اس ذریعہ
سی غریب و امیر و جاہل و عالم و دیگر اشخاص مختلف طبقات کے ایک جگہ مین باسانی
تمام جمع ہو جاتے ہین اور اہل حاجت کو اکثر موقع عرض و معروض کا ملتا ہی اور
کچھ غرور و تفاخر بھی اہل غرور و تفاخر کا اور نفرت امرا و علما وغیرہ کی اشخاص فروتر
سی انکی کچھ کم ہو جاتی ہی کہ سب لوگ ایک ایسی جگہ مین جمع ہوتے ہین کہ جہان سب
لوگ ایک طور پر حاضر ہوے ہین اور سب لوگون کو ایک قسم کی محتاجی عام بحضور
خداوند عالم کے ہی اور اس رواج عام جمعہ و جماعت سی آبادی مسجد کی ہوتی ہی مگر
مذہب شیعہ مین اسقدر شرائط امام کے کثرت سی ہین کہ کوئی آدمی امامت نماز کی نہین
کر سکتا ہی جب تک کہ اسکو ایک لائسنس یعنی اجازت نامہ امامت کا از طرف مجتہد
صاحب کے حاصل نہو اور ایک آدمی گو بذات خود ہزار درجہ لائق و پرہیزگار ہو مگر بغیر
اس لائسنس کی امامت نماز کی کسی موقع مین نہین کر سکتا ہی سو نتیجہ یہ ہوا کہ ایسی لوگ
کہ جنکو پٹہ امامت کا ملا ہی بہت کم ہین اور سوای مساجد امرای شیعہ کے اور کسی
دوسری جگہ مین کمتر دیکھے جاتے ہین اور اسی وجہ سی مسجدین امرای شیعہ کی حسب
دلخواہ آباد نہین ہین اور اس امر امامت نماز مین مسئلہ سنیان کا بہت آسان تر
معلوم ہوتا ہی کہ جہان پر موقع ادای نماز بجماعت کا ہو تو اسیقدر بس ہی کہ ان اشخاص
حاضرین مین سے جو شخص باعتبار تقوی و علم وغیرہ کے مقدم تر معلوم ہو سو وہ شخص
نماز پڑھاوی سو اس وجہ سی مسجد سنیون کی اور خصوصاً مسجد وہابیون کی خوب آباد
رہتی ہی مگر ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ سید رہتی ہوی ایک شخص غیر سید کا امام ہونا نامناسب ہے
اور جاننا قرات کا عقلاً بہت ضرور ہی تاکہ الفاظ عربی آیات قرآنی وغیرہ کے صحت سے
ادا ہون مگر یہ وجوب اس سختی سے نازیبا معلوم ہوتا ہی کہ بغیر صحت قرات کی اصل نماز

دارا ست نماز کی نا نہ ہو حالانکہ حضرت بلال بجای اشہد کے اسہد پڑھتے تھے اور وہی اسہد انکا پسندیدہ تر تھا ۔

فصل ۱۲۶ عہدہ مجتہد

ہرگاہ قرآن و حدیث و تفاسیر اور کتب فقہ و اصول کے موجود ہین تو تخصیص نامزد کرنے ایک شخص کے بلقب مجتہد کے کس مطلب سے ہی اور اگر کوئی رای مجتہد کی کسی شخص عالم غیر مجتہد کی نظر مین بر سر خطا معلوم ہو تو کیا وجہ کہ وہ شخص عالم خلاف تدین اپنی اُس رای پر جو بر سر خطا کا پابند ہو اور کیا معنے ہین اس قول کے کہ مات المجتہد مات الفتوی یعنی مرا مجتہد تو مر گیا فتوی اُسکا حالانکہ مر جانا مجتہد کا عقلاً کوئی چیز باعث مر جانے فتوی کی نہین ہی اسواسطی کہ یہ بات بخوبی تمام ممکن ہی کہ ایک رای مجتہد مردہ کی صائب تر ہو رای سے مجتہد زندہ کے اور کیا ہوگا جب اختلاف درمیان چند مجتہدان زندہ مقامات لکھنؤ کربلا وغیرہ کے ہان درجہ مجتہدان لکھنؤ وغیرہ کا صرف بدرجہ مجتہد ابو حنیفہ و شافعی وغیرہ کے سمجھا جاے تو اُسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اسواسطی کہ اگر شخص حنفی ہو کر کے کسی مسئلہ کو حسب رای امام شافعی کے عمل کرے تو یہ بات بخوبی ممکن ہی اور کچھ حکومت ابو حنیفہ کو نہین پہونچتی ہی مگر ہم سنتی ہین کہ حکومت مجتہدان زندہ کی حکومت اجتہاد ابو حنیفہ وغیرہ سی بہت زائد تر ہی سو اس بات کی بھی کوئی وجہ ہمارے خیال مین نہین آتی ہی

فصل ۱۲۷ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بنظر سیادت پرستی کے کچھ ذکر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا بھی ضرور معلوم ہوتا ہی سو از روی مقامات دستگیری تصنیف ملا محمد عبد الرحیم ساکن حیدر آباد دکھن کے معلوم ہوتا ہی کہ شیخ عبد القادر جیلانی علاوہ نسب سیادت کی ایک بڑی ولی ہین

اور بلقب غوث اعظم محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی کی مشہور ہین

رباعی

آن شاہ سرافراز کہ غوث الثقلین است   در اصل سیادت چہ صحیح النسبین است
از سوی پدر تا بحسن سلسلۂ اوست   از جانب ما در دُر دریای حسین است

اور اس مقامات دستگیر مین نسبنامہ انکا حسب ذیل ہی ۱ شیخ عبد القادر جیلانی ۲ پسر سید نور الدین ابو صالح ابن ۳ ابو عبد اللہ عبد الکریم ۴ ابن یحیی الزاہد ابن ۵ محمد ابن ۶ داؤد ابن ۷ موسی ابن ۸ عبد اللہ ابن ۹ موسی الجون ابن ۱۰ عبد اللہ محض ابن ۱۱ حسن مثنی ابن ۱۲ حسن مجتبی ابن ۱۳ علی مرتضی غرضکہ اس وسی درمیان پیر دستگیر حضرت مولی مشکلکشا علیہ السلام کی واسطہ گیارہ پشت کا ہے

قطعہ ولادت وتعداد عمر وسال وصال

محی الدین کہ انوار جمالش   ز عرش و کرسی از سمہ تا بہ ماہی است
تولد عاشق و کامل سنینش   وصالش دان ز معشوق الہی است

۴۷۱ ۹۱ ۵۶۲

اور ہمکو معلوم ہوا کہ سادات قصبۂ بہار ضلع گیا کی اولاد سی انہین سید عبد القادر جیلانی کے ہین۔ اور نفحات الانس مین تصنیفے ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی حال نسب حسنی الحسینی ہونیکا حضرت پیر دستگیر کے ساتھ تصریح انواع کرامات وخرق عادات کی مندرج ہین اور ہمکو معلوم ہوا کہ یہ بزرگ بلقب شیخ کے بوجہ درجہ شیخ وقت ہونیکے مشتہر ہوئے ہین اور کیا وجہ ہی کہ شیعون کو کچھ سوء اس بزرگ سی ہی مگر افواہاً سنا گیا ہی کہ شاید قول قتل الحسین بسیف جدہ کا یعنی کہ حسین مارگئی ساتھ تلوار اپنی دادا یعنی پیغمبر خدا کے اندر کتاب غنیۃ الطالبین تصنیف غوث اعظم کے مندرج ہی مگر یہ بات بھی سنی جاتی ہی کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین درحقیقت تصنیف اس بزرگ

کی نہین ہی اور ہمنی کسی کتاب مین نشان غنیۃ الطالبین کا تصنیفات سی اس بزرگ کے نہین دیکھا ہی اور اگر یہ فقرہ قتل الحسین بسیف جدہ کا کتاب غنیۃ الطالبین مین ہو تو ہم یہی حکم لگا دینگی کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین ہرگز تصنیف اس بزرگ کی نہو گے اسواسطی کہ سید ہوکے ایسا فقرہ انکی منہہ سی کیونکر نکل سکتا ہی کہ اس فقرہ سے تو خود ظالم ہونا حضرت پیغمبر خدا کا ظاہر ہوتا ہی یعنی امام حسین علیہ السلام جو یزید کی وجہ سے مارےگئی سو یہ امر کہنا کہ اپنی دادا کی تلوار سی مارےگئی تو صاف مطلب اسکا یہ ہوا کہ جیسا دادا نی کیا تہا سو اسکا بدلا پایا۔ اور ہم سنتی ہین کہ غنیۃ الطالبین مین شاید یہ ذکر بہی ہی کہ بروز عاشورہ محرم کے بجای غم کرنیکی خوشی حصول شہادت کی کرنی چاہئی سو یہ فقرہ بہی ایک عجیب فقرہ ہی اور اتفاق کی بات یہ ہی کہ ہمنی اس کتاب غنیۃ الطالبین کو ابتک نہین دیکھا ہی اور اسیواسطی ہم کچہہ لا و نعم نہین کہہ سکتی ہین اور شاید علاوہ مراتب مذکورہ بالا کے اور بہی کچہہ وجوہات سوء کی شیعون کو ہون کہ جس سے ہمکو اطلاع نہین ہی اور شعر مفصلہ ذیل سے بہی شیعون کا سوء ساتہہ اس بزرگ کی ظاہر ہوتا ہی۔ شعر

دسوین نہ کبہی حضرت شبیر کی سوجہی   گیارہوین سو جہی تو بڑی پیر کی سوجہی

فصل ۲۸ از زیارت کربلا وغیرہ

بہت سنی صاحبان موسم حج مین حج حرمین کو جاتے ہین مگر زیارت کربلای معلی و نجف اشرف وغیرہ سے محروم رہتے ہین اور شاید قول انکا یہ ہی کہ سولہا فرسخ یعنی تین منزل سے زیادہ تر واسطی زیارت قبور کے جانا ازروی حدیث کے منع ہی مگر یہ عذر محض ناکافی ہی اسواسطی کہ اس صوبہ بہار سی مقامات اجمیر و پاک پٹن وغیرہ بہی تین منزل سی بڑہکر کے ہین پس یہ سنی لوگ ان مقامات اجمیر وغیرہ کو کیونکر جاتے ہین اور حدیث مین جو تین منزل سے زیادہ جانا واسطی زیارت قبور کے منع ہوگا سو مجرد نام حدیث کا

قابل دلیل کے نہین ہی اسواسطی کہ طرق روایت کو دیکھنا چاہئی کہ متواتر یا حسن یا غریب و منقطع یا مرسل ہی اور یہ کہ اصل مطلب اس حدیث کا کیا ہی اور ہم یہ پوچھتی ہین کہ آیا کربلا جا کر کے موقع ظلم شامیان شامتیان کو اور درجہ صبر حضرت شہید کربلا کو ملاحظہ و غور کرنا اور شریک اس غم کا ہونا کسی حال مین خلاف مرضی جناب حضرت نبوی کے ہو سکتا ہی اور کیا یہ بات ممکن نہین ہی کہ جسطرح کہ بمبئی و عدن وغیرہ ہو کر کے حج حرمین کو لوگ جاتی ہین سو اسیطرح سی کربلا وغیرہ بہی ہو کر کے مکہ کو جائین تو اس حال مین وہ عذر بالای تعین منزل زیارت قبور کا بہی طی ہو جاتا ہی اور ہمارا اعتقاد تو یہ ہی کہ زیارت کربلا و نجف اشرف وغیرہ کی بمثال تقدم وضو علی الصلوۃ کے اصل حج کرنے سے اول و مقدم کرنا چاہئی اور اصل یہ ہی کہ یہ نہین جانا سنیان کا زیارات کربلا وغیرہ کو بوجہ غفلت و بی اعتنائی نسبت اہل بیت و عترت نبی کی ہی اور کیا معنی اسکے ہین کہ بعد حج کے سود لینا جائز ہو مگر زیارات کربلا وغیرہ کی جائز نہین سمجھی جاوے اور اگر یہ عذر ہو کہ کربلای معلی و نجف اشرف وغیرہ مین شیعہ لوگ رہتی ہین سو یہ عذر بہی فضول ہی اسواسطے کہ سوای مشہد مقدس امام ہشتم کے باقی تمام مزارات دس امام کے اندر عملداری بادشاہ روم کے ہین اور کسیطرح پہ وہان تبرا نہین ہو سکتا ہے

فصل ۱۲۹ مرثیہ خوانی و تعزیہ داری

مرثیہ عبارت ہی نقل حالات مصائب سید الشہدا خامس آل عبا امام حسین کربلا علیہ السلام سی کہ ان حالات کو یاد کر کے غم کرنا اور تباہی اہلبیت پر رونا عین ایمان ہی اور اتنی بڑے مصائب کا ذکر محو و سہو کرنا ویسا ہی ہی کہ جیسے فرضاً عیسائی لوگ ذکر مصائب حضرت مسیحؑ و بدسلوکیہای یہود ان کو متروک کرین اور خود حضرت فاطمہ سے اشعار مرثیہ انتقال حضرت رسول کے مروی ہین پس مرثیہ خوانی سے بہاگنا دلیل اس بات کی ہی کہ

آن پر منبر کر نہوا [illegible] نہین یہ مصائب کربلا کچھہ وزن نہین کہتی ہین یا یہ کہ معاویہ و یزید اور انکی توابع کی [illegible] کیان سو نتی خلاف مصلحت مذہب سنی کی ہی کہ مرثیہ خوانی سنی سے شیعون کا سا [illegible] الزام آتا ہی اور فعل شیعون کا کسی قدر معقول ہو مگر تقلید اونکی نہین [illegible] خدمت مین سنی صاحبون کے عرض یہ ہی کہ یہ واقعہ کربلا کا ایک امر [illegible] درمیان شیعی و سنی کا ہی کہ شہید کربلا نواسہ رسول خدا کے آخر مقبول فریقین ہین اور اس سید مظلوم نی معاویہ سی کچھہ مخالفت بہی نہین کی ہی پس انکی حالات سنی مین کیا پیچ وتاب کہانی کی ضرورت ہی اور اگر یہ احتیاط ہو کہ مرثیہ مین مضامین لغو اکثر مندرج رہتی ہین سو اسقدر احتیاط بس ہی کہ صرف مرثیہ ہای مضامین راست گو سنین اور دیکہی کہ جناب قاضی سید مخدوم عالم صاحب ساکن پہلواری ایک سنی مذہب کے آدمی ہین مگر کس تپاک و جوش سی کتاب عمدة المجالس حالات کربلا کی لکہی ہی اور البتہ یہ کتاب اس قابل ہی کہ عموما عشرۂ محرم مین پڑہی جای اور اس جگہہ پہ ایک رباعی اس کتاب کی تیمنا و تبرکا نقل ہوتی ہی **رباعی**

مسلم ہی وہی جو ہو فدائی شبیر — جان اپنی کرے نذر برائی شبیر
مسلم کی پیروی کرینگے مسلم — کافر ہی جسی نہین ولاے شبیر

اور تعزیہ داری کا حال یہ ہی کہ تعزیہ یعنی نقل روضہ مبارک اور دیگر سامانہای وجہ کی ہم کچھہ تائید نہین کر سکتی ہین کہ البتہ کچھہ بنیاد ان سب رسومات کی شرع مین نہین ہی اور اگر کوئی شخص بجوش محبت یہ سب کام کرے تو اسپر کچھہ سرزنش بہی ہم نہین کر سکتی ہین۔ **حافظ**

سخن درست بگویم نمی توانم دید — کہ می خورند حریفان و من نظارہ کنم
گدای میکدہ ام لیک وقت مستی بین — کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم

چو غنچہ بالب خندان بیاد مجلس شاہ — پیالہ گیرم و از شوق جامہ پارہ کنم
نہ قاضیم نہ مدرس نہ محتسب نہ فقیہ — مرا چہ کار کہ منع شراب خوارہ کنم

فصل ۱۳۰ نماز تراویح

اگرچہ قول مشہور یہ ہی کہ رمضان نمی کشد تراویح می کشد اور وہ مثل درست ہی کہ گئے روزہ بخشانی کو گلی پڑی نماز بیچ یہ ہی کہ دن بھر روزہ رکھہ کرکے تراویح کا گلی پڑنا خالی از سختی نہین ہی مگر یہ التزام مالایلزم کرنا حضرت عمرؓ کا بہت قابل پسند ہی کہ اس سے رواج کثرت حفاظ قران کا سنیون مین ہو گیا اور تاریخ واقدی سے معلوم ہوتا ہی کہ جنگ ملک شام مین مجاہدین عرب دن کو روزہ رکھے ہوی جہاد کرتے تھے اور رات کو رات بھر نماز و تلاوت قران مین مصروف تھی سبحان اللہ کیا ہمت یہ لوگ تھی

فصل ۱۳۱ کلمہ توحید

ہماری نزدیک اصل کلمہ توحید دین اسلام کا حسب ذیل ہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ اور اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ و اشہد ان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ اور جب حدیث مین بنسبت حضرت علی کے ہو ولی کل مومن ہی اور حدیث وصیت غدیر خم کی موجود ہی تو اس بات کی کہنی مین ہمکو کیا عذر ہی شعر
سنی شیعہ ملا جانین ہم سانچ بات بتاوینگی ؞ گو رسی اٹھکی بن پوچھی علی علی دوہرا وینگے

فصل ۱۳۲ بعض مسائل متفرقہ کہ جسمین سنی و شیعہ مختلف ہین

اول مسئلہ روزہ افطار کرنیکا ہی کہ شیعہ لوگ دن تمام ہونے پر کچھ رات گئے ہوئے روزہ افطار کرتے ہین اور سنی لوگ بمجرد غروب آفتاب بلا شمول در آنے کچھ رات کی روزہ افطار کرتے ہین اور یہ اختلاف صرف دو چار منٹون کا ہی اور دونون فریق کے

پاس اصول آیت قرانی وہی ایک آیت ہی اتموا الصیام الی اللیل کے یعنی روزہ تمام کرو رات تک اور اس ترجمہ مین بہی کچھ اختلاف نہین ہی بلکہ بحث صرف اسقدر ہی کہ اصول سنیان کا یہ ہی کہ اگر غایت جنس ما قبل یعنی مغیا سی نہو تو مابعد حرف غایت کا ماقبل سے خارج سمجھا جاتا ہی اور چونکہ رات جنس روز سی نہیں ہی اسواسطی روزہ سی رات خارج ہی اور اصل بات اسقدر ہی کہ روزہ در اصل نام ہی دن بہر کے فاقہ رہنی کا مگر شیعون نے جو کہ شمول کچھ رات کا زیادہ کرلیا تو اسمین کیا مضائقہ شرعی ہی بلکہ یہ فعل ایک احتیاط کا ہی مسئلہ دوم مرافق دہونیکا ہی کہ شیعہ لوگ مرافق یعنی کہنی چہوڑ کرکے وضو مین ہاتھ دہوتے ہین اور سنی لوگ مرافق دہو لیتی ہین اور یہ اختلاف بہی فضول و رائگان ہی کہ اس مسئلہ مین فریقین خلاف مسئلہ روزہ کی تعمیل کرتے ہین حالانکہ آیت اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الی المرافق کے مقبولہ طرفین ہی یعنی جب ارادہ نماز پڑہنے کا کرو تو دہوؤ تم اپنی منہون کو اور اپنی ہاتھون کو کہنیون تک اور ہم تو یہ سمجھتی ہین کہ مرافق یعنی کہنیون کو بہی داخل دہونے ہاتھ کے لینا چاہیے جیسا کہ افطار روزہ مین کچھ توقف شیعہ لوگ کرتے ہین **مسئلہ سوم** غسل و مسح پاون کا سو اصل آیت قرانی اسطرح ہی اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین یعنی جب ارادہ نماز پڑہنی کا کرو تو دہوؤ تم لوگ منہون کو اپنی اور ہاتھون کو اپنی کہنیون تک اور مسح کرو اپنی سرونکو اور اپنی پانوون کو ٹخنیون تک اور یہ ترجمہ موافق شیعون کے ہی اور ترجمہ سنیون کا اسطرح ہی کہ دہوؤ تم اپنی منہون کو اور اپنی ہاتھون کو کہنیون تک اور مسح کرو اپنی سرون کو اور دہوؤ تم اپنی پانوون کو ٹخنیون تک سو یہ ترجمہ سنیون کا محض بی سیاق ہی اسواسطی کہ جب منہ اور ہاتھ دہونے کے بعد حکم مسح کا سری شروع ہوا تو بی شبہہ سیاق عبارت کا

+ اب تحقیق سے معلوم ہوا کہ شیعہ لوگ بہی وضو مین مرافق کو دہوتی ہین مگر ایک اختلاف باقی ہی کہ مرافق سی کہنیون تک ہونا چاہی یا کہنیون سی مرافق تک طریقہ دوم موافق سیاق آیت قرانی کی معلوم ہوتا ہی

یہ چاہتا ہی کہ پانوون کا حکم عطف ہی اوپر مسح سر کے اور لطف یہ ہی کہ سنیان ارجلکم کے لام کو کسرہ بھی دیتی ہین مگر تاویل یہ ہی کہ یہ کسرہ از قسم جر جوار کے ہی اور قرءت سنیان مین ارجلکم کا لام مفتوح بھی پڑہا جاتا ہی تو اس حالت مین بھی کلام فی سیاق رہتا ہی اسواسطی کہ اگر پانون دہونا منظور تہا تو یہ عبارت کیا دشوار تہی فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الی المرافق وارجلکم الی الکعبین وامسحوا برؤسکم یعنی دہو ڈالو منہکو اپنی اور ہاتہون کو اپنی کہنیون تک اور اپنی پانون کو پھلیون تک اور مسح کرو اپنی سرونکو اور البتہ یہ عذر سنیون کا مقبول ہو سکتا ہی کہ وضو میں دہونا پانون کا ابتدائی زمان اسلام سی حرمین مین ایک طرح پر جاری ہی سو جواب اسکی شیعہ لوگ بہی کہہ سکتی ہین کہ طریقہ انکی وضو کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام وغیرہ سی منقول ہی بہرحال ایک شیعی معزز کی یہ وضع ہمکو بہت پسند ہوئی کہ وہ اول پانون دہو کر کے وضو کرتے تھے اور آخر وضو مین مسح پاکرتے تھے **مسئلہ چہارم** نجاست مردہ کہ شیعون کی نزدیک مردہ نجس ہی اور چہونا اسکا محض ناجائز ہی اور یہی منشاء ایجاد مردہ شو ونکا ہی اور ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ جب روح نے بدن سی مفارقت کی تو اصل جسم خاکی بلا روح کو ہم کہانتک پاک کہہ سکتی ہین مگر شک نہین ہی کہ اسقدر سختی شیعون کی کچہ نازیبا معلوم ہوتی ہی اور ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ ہم اپنی ہاتہ سی دہونا ایک مردہ قوم رذیل کا بہی ایک خدمت باسعادت اپنی سمجہتی ہین کہ انجام کار اپنا معلوم نہین ہی ۔ **مسئلہ پنجم** حرمت خرگوش کا سو جب خرگوش کو شیعہ لوگ حرام جانتی ہین اور سنی لوگ حلال جانتی ہین تو اس اختلاف حلال و حرام مین احتیاط اس بات کو مقتضی ہی کہ جانب حرمت کی اختیار کیجاے اور خصی وغیرہ کا گوشت کیا کم ہی کہ خرگوش کو بالضرور حلال بناوین خصوص اس حال مین کہ طرز منہہ اور لڑ لڑا گوشت ہونا اسکا ایسا ہی کہ اسکو مشابہت ساتہ بلی وغیرہ

کی بہت ہی اور ہم نہین سمجھتی ہین کہ کیونکر گوشت خرگوش کا کھایا جاتا ہوگا **مسئلہ ششم** علم فرائض مین مسئلہ عصبہ کا ایک خاص ایجاد سنیون کی ہی کہ جسکا نتیجہ یہ ہی کہ اگر ایک سنی ایک دختر اور ایک برادرزادہ چھوڑ کر مرجای تو آدھا بیٹی کو اور آدھا برادرزادہ کو پہونچیگا اور کچھ وجہ وراثت عصبہ کا قرآن سے پیدا نہیں ہی مگر شک نہین ہی کہ یہ مسئلہ عصبہ کا بڑی دور اندیشی سے نکالا گیا ہی کہ اگر حضرت رسول خدا کی وراثت حضرت فاطمہ ایک دختر کو بہ نسبت باغ فدک کی پہونچی تو اسمین نصف حق عصبہ ابن عباس وغیرہ بنی اعمام کا تھا یعنی دعوی کل باغ فدک کا حضرت فاطمہ کا کرنا جائز نہین ہوسکتا ہی اور ہم کیا بیان کرین کہ اس مسئلہ عصوبت نے کسقدر پریشانی ڈال رکھی ہی کہ بھتیجا آدھا حق عصوبت کا لیکر کے اُس ایک بیٹی صلبی شخص متوفی کو کس کس طرحسے دبایا چاہتا ہے اور اگر وہ بیٹی بیوہ اور لاولد ہوئی تو اس بھتیجے کو گویا تمام متروکہ بے تکلف خود زندگی مین اُس دختر کے ہاتھ لگ جاتا ہی اور علاوہ اسکی بسیاری مسائل فقہیہ و مسائل فرائض وغیرہ مین فریقین مختلف ہین کہ حد و احصا اُسکا حیثیت اس کتاب سے باہر ہی اور ہمین نظر صرف اوپر ذکر چند مسائل مذکورۂ بالا کے اکتفا کیا گیا اور یہ قول شیعون کا کثیر الوقوع ہی کہ الحق دائر بین الاربع یعنی حق دائر ہی درمیان ائمہ اربعہ سنیان کے سو اکثر مسئلہ شیعہ لوگون کا ایسا ہی کہ کسی نہ کسی امام ابوحنیفہ وغیرہ سے مطابق ہو جاتا ہے۔

فصل ۱۳۳ صلوۃ و سلام بر علی علیہ السلام

ہمارے نزدیک بقول صلوا علیہ و آلہ کی سلام و درود بھیجنا حضرت علی و تمام دوازدہ امام پر واجب لازم ہی اور کچھ عذر سنیان کا قابل سماعت نہین ہی

گرچہ لکھی یہ حدیث نبوی سے ہے
بے صل علی نام علی بے ادبی ہے

فصل ۱۳۴ چند امورات متعلق خاتمہ کتاب

اول یہ کہ ذکر چند قولون کا کتاب تذکرۃ الاولیای فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ سی حسب
ذیل نقل کیا جانا مناسب اس جگہ پر معلوم ہوتا ہی۔ اول اس کتاب کا باب اول بذکر
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے انتخابًا اسطرح پر ہی۔ آن سلطان ملت مصطفوی
ان برہان حجت نبوی آن عامل صدیق آن عالم تحقیق آن میوہ دل اولیا جگر گوشہ انبیا
ان ناقد علی آن وارث نبی ان عارف عاشق ابو محمد امام جعفر صادق چون از اہلبیت بود
وسخن طریقت بیشتر او گفتہ است و روایت بیشتر ازو آمدہ ہست کلمہ چند از آن او بیاوردم
کہ ایشان ہمہ یکی اند نہ بینی کہ قومی مذہب او دارند مذہب دوازدہ امام دارند یعنی یکے
دوازدہ است و دوازدہ یکی در جملہ علوم و اشارات بی تکلف بہ کمال بود و قدوہ جملہ
مشائخ بود و اعتماد ہمہ بروی بود و مقتدای مطلق بود ہم الہیان را شیخ بود و ہم محمدیان را
امام و ہم اہل ذوق را پیشرو بود و ہم اہل عشق را پیشوا ہم عباد را مقدم بود و ہم زہاد را مکرم
ہم صاحب تصنیف حقائق بود و در لطائف تفسیر و اسرار تنزیل بی نظیر بود و از باقر رضی اللہ
عنہ بسیار سخن نقل کردہ است۔ عرض راقم حروف۔ سنی صاحبان ملاحظہ کرین
کہ فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ کو وجود دوازدہ امام و اہلبیت سے ساتھ کس جوش و تپاک کے
اقرار ہی اور شاہ عبد الحق صاحب وغیرہ کا معنی بنانا اہلبیت کا کیا رائگان ہی۔ دوم
عجب میدارم از آن قوم کہ ایشان را خیال بندد کہ اہلسنت و جماعت را با اہلبیت چیزے
در راہ است۔ راقم حروف۔ اہلسنت مین اکثر ایسی لوگ بہی ہین کہ انکو ساتھ
اہلبیت کی کچھ خلش نہین ہی۔ سوم در خیال باطل ماندہ ہست آن کہ بمحمد صلی اللہ علیہ
وسلم ایمان دارد و بفرزندان او ندارد۔ راقم حروف۔ ہمکو نہایت عجب ہی اس بات پہ
کہ پیغمبر خدا کو قبول کرکے قران و عترت حدیث الثقلین سے علیحدہ و فرق رہنا کیا معنی
رکھتا ہی اور یہ کیسا ایمان ہی [illegible]

بیعت کردند و او تبوس [illegible] انیدند — راقم حروف — امام شافعی پر کچھ موقوف نہیں ہے بلکہ امام احمد نسائی وغیرہ کی اہانت بجہت اہلبیت کی انواع عقوبت سی بہت لوگونکی جان گئی ہے اور ابھی [illegible] معلوم ہے مگر بقول لارڈ بیکن کے کہ رگ وہی ہے مگر خون وہ نہیں ہے اب یہ اثر سلطنت انگریزی کا ہے کہ ہر شخص اپنی آزادی دی سکتا ہے تا اینکہ اگر ایک شخص لامذہب خود خدا و حضرت مسیح روح خدا کو بھی برا بھلا لکھی تو اس سے کچھ تعرض حکام کو نہیں ہے بلکہ یہ ایک حق عام دیا گیا ہے کہ جو شخص چاہی سو تردید قول اس دہریہ کی کرے

پنجم انصاف آنست کہ چون بادشاہ دنیا و آخرت محمدؐ را میدانی وزرای او را بجای خود باید شناخت و صحابہ را بجای خود باید دانست و فرزندان او را ہمچنین ناسزی پاک باشی۔

راقم حروف — عجب وزرا ہین کہ سلطنت سی خود وصی و ابن عم و داماد بادشاہ کو خارج کردیا مگر کیا کیجی کہ اس وصی و جانشین برحق نے اس سلطنت وزرا کو بمجبوری قبول کرکے جائز رکھا الراقم

خلافت کو نہیں گر مان لیتی وہ تو کیا کرتی اُسی ڈر سے تو ہم بھی مان لیتی ہین خلافت کو		کہ انکا ظلم سہنی کو بنا سارا گھرانا ہے ہوا اسلام شایع واقعا اس سی کہ مانا ہے

ششم ابوحنیفہ را سوال کردند از پیوستگان پیغمبر کہ کدام فاضلتر است گفت از پیران صدیق و فاروق و از جوانان عثمان و علی و از زنان عائشہ و از دختران فاطمہ —

راقم حروف — یہ قول ابوحنیفہ کا محض خبط و لغو ہے اسواسطے کہ حضرت عثمان کو بذیل جوانان کے شامل حضرت علی کے کردینا کچھ معنی نہیں رکھتا ہے اسواسطے کہ حضرت عثمان باعتبار سن کے تو حضرت عمر سے بھی بڑے تھے اور بذکر زنان کے ذکر حضرت عائشہ کا بی معنی ہے اسواسطے کہ آسیہ زوجہ فرعون و مریم مادر مسیح و خدیجہ زوجہ اولی اور فاطمہ دختر چار عورتون کو سیدۃ النسا کا لقب دیا گیا ہے اور اسمین کچھ ذکر حضرت عائشہ کا

نہین بتہ — دوم یہ کہ سبب تالیف اس کتاب حد تحقیق کا یہ ہوا کہ ہم لوگ دہقانیون مین دونون مذہب کے لوگ سنی و شیعہ ایک ساتھ رہتی چلی آتے ہین اور آپسمین شادی بیاہ بھی جاری ہے اور محبت و تعظیم اہلبیت و دوازدہ امام مین فریقین ہمداستان ہین تاآنکہ مولانا احمدی صاحب مرحوم پھلواری محشی میرزاہد ملا جلال وغیرہ کے خود اپنی سر پر گہڑا شربت کا لیکر کے عشرۂ محرم مین امام باڑہ تک لاتے تھے اور آنکی مرثیہ کا ایک شعر مفصلہ ذیل ہے کہ جو ایک آیت قرآنی کو نظم کیا ہے ثم اقررتم وانتم تشہدون ثم انتم ہؤلاء تقتلون یعنی تس پیچھے تم لوگون نے اقرار کیا اور تم لوگ گواہ ہو تب پہر تم لوگ انہین لوگون کو قتل کرتے ہو اور حضرت شاہ ابوالحسن صاحب فرد سجادہ نشین پھلواری کی ایک مرثیہ بہی انکی کتاب کلیات فرد مین موجود ہے اور شعر مفصلہ ذیل بہی انکا ہے

یاعلی کیست کہ او بندہ احسان تو نیست
بندۂ نسبت کہ اندر خط فرمان تو نیست

اور جناب قاضی سید مخدوم عالم صاحب پھلواری مصنف کتاب عمدۃ المجالس واقعات کربلا کی بفضلہ تعالی اسوقت تک اسی اعتقاد قدیم پر جمے و قائم ہین مگر بالفعل گل دیگر شگفت کا مضمون پیدا ہوا کہ بزور خیالی علم کے روایات ابن تیمیہ وغیرہ کو استدلال کرکے توہین و تنقیص شان علی مین اہتمام تام کیا گیا اور اشعار مفصلہ ذیل سے جناب مولوی سید نور الحسن خانصاحب بہادر صدر الصدور شاہ آباد کے اس خرخشہ تازہ کا حال کچھ کچھ ظاہر ہوتا ہے۔

الٰہی این چہ غوغا صبح و شام است
سواد پٹنہ گویا ارض شام است
یکی را در بیان فضل شیخین
بتوہین علی صد اہتمام است
معاذ اللہ ازین بے راہہ رفتن
علی مرتضی آخر امام است

اور آخر یہ نوبت پہونچی کہ بحث تفضیل الشیخین من کل الوجوہ و من بعض الوجوہ کی شروع ہو گئی اور فصل صفدری و مصابیح الظلام وغیرہ انواع تحریرات از طرف جناب سید نجم الدین حسن صاحب قبلہ بلا دریغ ہماری و از طرف فریق ثانی انکی تحریر پای اور ایک کتاب بڑی شور و زور سی باسم اسوۂ حسنہ کی مخالفت علی مین مرتب ہوئی اور بدست مخالفان علی کے دست بدست پہونچی اور یہ بات زبان زد ہوئی کہ اسوۂ حسنہ تمام احادیث سی معمور ہی اور لوگونکی اعتقاد مین بہت فساد شروع ہوا تو ہمکو ضرور معلوم ہوا کہ اصل تحقیق مذہب سنی کی خود قران و حدیث و تواریخ سی کیجای اور احادیث موضوعہ و غیر موضوعہ کا فرق دکھلایا جای اور ہمنی اس کتاب اسوۂ حسنہ وغیرہ کو ابتک قصداً نہین دیکھا ہی تاکہ اس ہماری تحریر مین غصہ و نفسانیت کو کچھ شمول نہو اور ہماری تحقیق مین تفضیل الشیخین ایک جعلی و بی بنیاد بات ہی کہ کسی صحابہ کو ساتھ حضرت علی کے کچھ مقابلہ نہین ہی کہ حدیث مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ ہی اور ہم کیا بیان کرین کہ اس فساد عقیدہ سی کیا کیا آفات و بی برکتی پٹنہ و قصبہ پھلواری کو خوار و خارستان کر رہی ہی خدا کرے کہ وہان کے لوگ بدستور سابق راہ راست پر آجائین مصرع

بہار آی الٰہی چمن پری ہو جای

۔ سوم یہ کہ یہ کتاب ہماری اگر کچھ مخالف سنیان معاویہ شاہی کے ہی تو اسی طرح پر کچھ مخالف شیعہ کے بھی ہی مگر ہم دیکھتی ہین کہ یہ سنیان اس کتاب سی بنظر جنگ حد کے تمامتر فرار کرتے ہین اور شیعہ لوگ بفحوای خذ ما صفا ودع ما کدر کے بڑی رغبت سی اس کتاب کو ملاحظہ کرتے ہین اور ہمکو امید ہی کہ علمای شیعہ کی جہان جہان کہ ہمکو انسی اختلاف ہوا ہی تردید ہمارے رای کی لکھینگے مگر سنیان معاویہ شاہی سے کچھ امید اس بات کی نہین ہوتی ہے اسواسطی کہ سنیون کو عموماً کتاب پڑھنے سے نفرت ہی اور ایکبارگی جاہل لٹھ

ہوگئی ہین **چہارم** یہ کہ اگر مباحث مذہبی فریقین کی ہزار حصہ کی فرض ہون تو یقینا اسمین سے معلومات ہماری دس حصہ تک بہی نہین ہونگی اور اسمین سے ایک حصہ بہی ہم لکہہ نہین سکی ورنہ ہمنی صرف بقدر ضرورت پر اکتفا کیا اگر در خانہ کس است یکحرف بس است **پنجم** یہ کہ مذہب و مسلک طریقہ صوفیہ صافیہ کا بہت پاک صاف ہی کہ یہ لوگ یاد الٰہی و محبت رسول و خاندان رسول مین مصروف ہین اور تمام جہگڑا و فساد کو متکلمین پر چہوڑ دیا جای **حافظ**

حدیث از مطرب و می گو و راز از دہر کمتر جو ؛ کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

ششم یہ کہ چند تاریخین اس کتاب کی قابل ذکر کے ہین

مادۂ تاریخ	سال	نام تاریخ گوینده
۱ حاتحقیق مبشر سنی ۹۴ ۱۲ھ	سال ابتدای تالیف	خود مولف کتاب ہذا
۲ افضال صفدری ۹۶ ۱۲ھ	سال اختتام کتاب	خود مولف
۳ ہدایت الطریق در باب الانصاف و تحقیق ۹۵ ۱۲ھ	سال وصول کتاب	جناب مولوی سید ضیار اللہ صاحب [illegible] بہاگلپور

اور واضح ہو کہ ہدایت کی حرف تا کا پانچ لیا گیا ہی اسواسطی کہ یہ حرف تا بجاے ہای ہوز کی ہی اور یہ تاریخ جناب موصوف کی تقریظ عربی مندرجۂ فصل ۸۱ مین مندرج ہی

مادۂ تاریخ	سال	نام تاریخ گوینده
۴ کیا حسب ہوا باغ ارم ۹۵ ۱۲	سال وصول کتاب	سید اقبال حسین صاحب اور یہ تاریخ فصل ۸۵ مین مندرج ہے
۵ مرحبا غالب ہو ۹۵ ۱۲	سال وصول کتاب	سید اقبال حسین صاحب یہ تاریخ فصل ۸۵ مین مندرج ہی
۶ منقبت حیدر کرار کی ۹۵ ۱۲	سال وصول کتاب	جناب سید مہدی حسین صاحب
۷ زہی ذو الفقار علی ولی	سال اختتام کتاب	جناب سید مظفر علی صاحب بلگرامی تخلص مجنون یہ تاریخ فصل ۹ مین ہی
۸ ممیز حق و باطل کتاب یاد خطاب ۹۵ ۱۲	سال وصول کتاب	جناب سید محمد حسین صاحب تخلص ندرت فصل ۹۰ مین ہی

۹ لکھا کتاب بلا ریب سبیل نجات	سال وصول کتاب	ایضا فصل ۹ مین ہہ
۱۰ ختم گردید واہ گفت سروش ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	ایضا

اور علاوہ تاریخہای مذکور الصدر مندرجہ کتاب ہذا کی جو قصائد و اشعار تاریخیہ کہ حال مین وصول ہوی ہین حسب ذیل ہین —

اول

از جناب مولوی سید نثار حسین صاحب ساکن موضع پالی ضلع گیا کہ جو ہماری قرابت مین ہین اور یشتماز و عالم و طبیب بہی ہین

یہ آل عبا کی مناقب مین ہہ
فضائل مین ہہ اور مصائب مین ہہ
جناب وحید زمان نے لکھا
رسالہ یہ حال مذاہب مین ہہ
سراپا ہہ انصاف طبع وحید
وہ مقبول درگاہ واہب مین ہہ
بنزد جہان علم و دین وحید
نہین ریب اُنکی مراتب مین ہہ
نہ کیونکر پسند جہان ہو کتاب
ائمہ کے فضل و مناقب مین ہہ
لکھی مین نے تاریخ ختم کتاب
یہ تحقیق باب مشارب مین ہہ
۱۲۹۶

دوم از جناب ایضا

واہ وا باب اصول دین مین
مولوی صاحب نی کی تدقیق خوب
از سپے تاریخ اغاز کتاب
شور ہہ لکھا حد تحقیق خوب
۱۲۹۴

سوم از جناب ایضا

چکایا دین کا صدر الصدور نی جہگڑا
تو منصفان زمان کو بہت پسند آیا
لکھی ہہ مین نی یہ ختم کتاب کی تاریخ
عجیب فیصلۂ شرع صدر اعلی کا
۱۲۹۶

چہارم از جناب ایضا

زمان کی دی ہہ داد جو ازادنی ولا
جن و بشر ملک نی اُنہین مرحبا کہا

تاریخ ابتدای رسالہ کی فکر تھی　　آئی ندای غیب کہ مرغوب دل ہوا
۱۲ ۹۴

پنجم از جناب ایضاً

یہ تحقیق مذہب مین انشا ہوا　　رسالہ بلاغت مین یکتا ہوا
تواریخ مین یہ رسالہ ہی خوب　　نہایت بایجاز انشا ہوا
ہوئی خوب تلخیص علم کلام　　خلاصہ حدیثون کا اچھا ہوا
کہا مین نے تاریخ کا مادہ　　یہ لب تواریخ زیبا ہوا
۱۲ ۹۴

ششم از جناب ایضاً

جناب مولوی صاحب نے دکھلائی رہ دین ہی　　ہراک بات تاہی فیض انسی وہ دین مین جو کم بین ہی
نہی ہادی نہی عالم نہی منصف نہی جواد　　عجب وہ ذات بابرکات وبا انصاف تمکین ہی
رسالہ یہ حد تحقیق و بستان بلاغت ہی　　گلستان فصاحت ہی کہ سحبان اس سی گلچین ہی
ہوا ختم رسالہ جب تو مین نی مادہ ڈھونڈھا　　صدا ہاتف سی یہ آئی چراغ جادہ دین ہی

ہفتم یہ کہ شکر وہزاران شکر خداوند تعالی کو ہی کہ بتصدق و برکت روح پاک نبی و علی اور وصی کے یہ کتاب مجھ ایسی قلیل البضاعت آدمی سی انجام کو پہونچی اور امید ہی کہ ہمنی اس کتاب مین اپنی جانتی کوئی تجاوز و تفاوت نہین کیا ہوگا ہان اسقدر قصور البتہ ہی کہ بہت حالات سی نسبت حضرت عائشہ و خلفای ثلثہ و طلحہ و زبیر وغیرہ کے بالقصد اکثر جگہ چشم پوشی کی کہ بلاحظہ تمام حالات و کیفیات نیک و بد اُن لوگونکی اور از روی آیت ان الحسنات یذھبن السیأت کے سب نیک و بد کو مجرا مجرائی کرکے یہ لوگ بھی اپنی اپنی طور پر اچھے لوگ معلوم ہوئے اور شیخین کا اندر قبہ مزار نبیؐ کے دفن ہونا گو کسی ذریعہ سی ہو خصوصًا باعث ادب کا ہی اور بال کی کھال شرم سی ہم کھینچ نہین سکے اور خطوط مین جناب مولوی سید محمد صاحب آگرہ و جناب سید عطا علی صاحب رئیسہ

اور اشعار و اقوال مین جناب مولوی سید نثار حسین صاحب وغیرہ کی جو کچھ شکایت ایجاز و اختصار کی نسبت ہماری ہی سو یہ شکایت اُن لوگونکی بی وجہ نہین ہی۔ بہر حال بار خدایا جو کچھ تجاوز و تفاوت یا کوتاہی قلم تیری نظر مین ناپسندیدہ ہو تو اُسکو اپنی خداوندی سے معاف کر اور اصلاح ہماری قصورونکی بذریعہ کسی اپنی بندہ کے کرادی ہ شعر

یکہ المنت فتد کہ نیازم بہ نسب نیست ÷ اینک بشہادت طلبم لوح و قلم را

ہمارا کچھ قصد نہین تہا کہ اس کتاب مذہبی مین کچھ حسب و نسب اپنا جتاوین کہ ہم بہت پشتون سی اس اضلاع پٹنہ و گیا کی رہنی والی ہین اور کچھ حاجت نام لینی فلان ابن فلان کی نہین ہی اور علاوہ اسکی سعادت یا شقاوت ہر شخص کی جدا جدا ہی اور نسب کو کچھ دخل نہین ہی شعر

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی ÷ کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزی نیست

مگر ہمنی دیکہا کہ یہ کتاب دور دور تک پہونچی اور یہ نصیب ہمارا ہوا کہ فرمائش دو نسخونکی اس کتاب کی کربلای معلی سے آئی مصرعہ بلبل ہمین کہ قافیہ گل شود بس است بس قیاس چاہتا ہی کہ صوبجات دور دور کے خوانندگان اس کتاب کو ایک تجسس انساب کا بہی پیدا ہو گا کہ مولف اس کتاب کا کون شخص ہی سو رفع انتظار کرنا اس امر کا بہی مناسب معلوم ہوا اور علاوہ اسکی ہر شخص کو شوق اس بات کا ایک امر طبیعی ہی کہ نام و نشان اُسکا بذریعہ اولاد و احفاد اُسکی جاری ہی اور بلند نامی سے ایک شخص کے سربلندی اُسکی قرابت داران کی بہی ہوتی ہی غرض ضرور ہوا کہ کچھ کچھ حال ہمارے آبا و اجداد و قرابت داران کا لکہا جای کہ اس ذریعہ سی ایک امید اشاعت عام اس کتاب کی درمیان قرابت داران کے بہی ہوتی ہی سو حال ہماری خاندان کا یہ ہی کہ ہمارا خاندان کوئی خاندان نامی گرامی نواب وزیر وغیرہ کا نہین ہی بلکہ ہم سب صرف

دہاتی لوگ ہین اور ہمنی اپنی باپ کو فخر نسب مین کہتی ہوئے سُنا ہی کہ علم و فقر مدد
اسباب پردہ پوشی نسب کے ہین سو ہماری نسب آبائی مین کوئی شخص عالم یا مخدوم
و پیر قطب نہین ہوا ہی مگر اسی حالت ظاہری توسط یا غربت مین ابتدا سی سید کہلاتے
آئے ہین سو حسب فرمودہ اپنی باپ کی یہ بات ہم دیکھتے ہین کہ ہماری نسب آبائی مین
فی الواقع کوئی شخص عالم نہین گذرا ہی اور جسقدر مزارات اولیاء اللہ مقامات اجمیر
و کچھوچھہ و بہار و منیر وغیرہ کے ہندوستان مین ہین سو ہمکو کسی صاحب مزار سی دعوی
سلسلۂ نسبی کا نہین ہی مگر یہ دعوی البتہ کہ تمام قرابت داران ہمارے سادات
کہلاتی ہین ۔ خلاصہ یہ ہی کہ جد اعلی ہماری سید فیروز نسل سے سید ابو الفرح واسطے
کی اس ملک مین آئے کہ اس وسی ہم اپنی باپ کیطرف سی زیدیہ ہین اور ہماری باپ
سید امداد علی ابن سید امام علی ابن سید بقیت اللہ ابن سید احمد اللہ ساکن کراے
بر سرای چار کروہی جانب جنوب فتوحہ اسٹیشن ضلع پٹنہ کے تھے اور پیدائش
انکی سنہ ۱۲۰۴ ہجری کے تھے کہ کسی شاعر نے اُسوقت کی ایک قصیدۂ مبارکباد پیدائش کا
انکی بحضور سید مردان علی نانا اُنکی جو کہ عامل پرگنات بھوجپور وغیرہ ضلع شاہ اباد
کی تھے پیش کر کے مادہ پیدائش ہماری باپ کا لفظ چراغ کو قرار دیا تھا کہ جس سے
بارہ سو چار نکلتا ہی اور انتقال ہماری باپ کا بتاریخ چہارم شوال سنہ ۱۲۸۰ ہجری
مطابق ۱۳ ۔ مارچ سنہ ۱۸۶۴ء کے ہوا کہ برعایت اُسی لفظ چراغ مادہ پیدائش کے
ایک شاعر نے مادہ انتقال کا چراغ دین بود کو قرار دیکر کے نظم کیا ہی اور منجملہ مادہ ہا
تاریخ انتقال ایک لفظی تا ہفت لفظی کے جو کہ اوپر سنگ مزار اُنکی کندہ ہین یہہ
یہ ایک مادہ چار لفظی کا ہمکو بہت پسند ہی دخل الجنۃ بامداد علے
اور کل عمر ہماری باپ کی پچہتر برس کی ہوئی اور ہماری باپ سید امداد علے

بعہدہ صدر اعلی ضلع سارن کے مقرر تھے کہ بعد تینتیس ۳۳ برس خدمت سرکاری کے
یکم مارچ ۱۸۴۷ء سی پنشن لیکے انیس ۱۹ برس تیرہ روز تک زندہ رہی اور ہماری باپ نے
اپنی فیصلجات وغیرہ مین بھی خطاب خان بہادر کو استعمال نہین کیا اور اعتقاد تولاے
اہلبیت و دوازدہ امام مین راقم حروف سی بھی زیادہ تر راسخ تھے اور ہماری دادا
سید امداد علی اور پر دادا سید بقیت اللہ صراحۃً اور بی تاویل شیعی تھے مگر تبرا وغیرہ
کا کچھ ذکر ان لوگونکی پاس نہین تھا اور ہماری تمام قرابت دادھیالی سنی و شیعہ سے
معمور ہے اور دونون فریق سنی و شیعہ ہماری قرابت کے آپس مین ملی جلی ہوئی ہین
اور تعزیہ داری وغیرہ مین باخود ہا کچھ فرق و امتیاز نہین ہے اور ہماری پر دادا
سید بقیۃ اللہ تحصیلدار مقام باڑہ ضلع پٹنہ کے تھے اور اُسی عہدہ مین انتقال کیا
اور سال انتقال اُنکا ہمکو معلوم نہین ہے اور ہماری دادا سید امام علی عہدہ تحصیلداری
مین مقام کوئلور ضلع شاہ آباد کے مقرر ہوے تھے مگر اتفاق یہ ہوا کہ ایک ہندو زمیندار
نی کہ جسکے ذمہ کچھ مالگذاری سرکار باقی تھی ہماری دادا سی یہ کہا کہ فلان عرصہ تک وہ
زمیندار مالگذاری کو بیباق کردیگا اور اُس مدت تک حضرت مولی مشکلکشا علی کو ضامن
دیتا ہے سو ہماری دادا نے اس نام کے سنتے ہی اُسی وقت اُس زمیندار کو رہائی دیدی
اور جب وہ وقت موعود قریب پہونچا تو وہ زمیندار اطراف ڈہری گھاٹ سی دریاے
سون مین کشتی پر سوار ہوکر کے بطرف کلکتہ کے چلا اور اتفاق یہ ہوا کہ عین روز وعدہ
کو وہ کشتی مقابل کوئلور کے پہونچی اور اُس زمیندار نے چاہا کہ وہ کشتی پورب کنارہ
ہوکر کے آگے کو بڑہے مگر ایک باد مخالف ایسی چلی کہ وہ کشتی چارنا چار پچھم کنارہ نیچی
کوئلور کے آلگی اور ایک ہندو پیادہ نے تحصیلداری کے جو اُسوقت اتفاقاً کنارہ
پر تھا اُس زمیندار کو پہچانا اور فوراً تحصیلدار ہی اطلاع کی اور تحصیلداری سے

لوگ آئی اور اُس زمیندار کو پکڑ کے لیگئے اور تمام مالگذاری وصول و بیباق ہو گئی مگر حاکم وقت نی یہ حکم لکھوا کر کے عہدہ سی ہماری دادا کو معزول کر دیا کہ یہ تحصیلدار ایک بیوقوف آدمی معلوم ہوتا ہی کہ ایک شخص مردہ کی ضامنی پر باقیدار سرکار کو چھوڑ دیا اور ہمنی اس قصہ کو بدین نظر قلمبند کیا ہی کہ اس قصہ سی اعتقاد و یقین کا درجہ ہمارے دادا کا ساتھ حضرت مولی علی علیہ السلام کے ظاہر ہوتا ہی اور ہمارے دادا کا یہ ایک امر التزامی تھا کہ بغیر مہمان کے اکیلے کبھو نہین کھاتی تھے۔ اور منگرا و سہراب دو چھوکرے گھر کے تھے کہ اگر کوئی مہمان نہین رہا تو گانون سی باہر جا کر کے اور راستہ پر سے یہ بات کہکر کے کہ میان واسطی مہمان کی بلاتے ہین مہمان لی آتے تھے اور جب کوئی مہمان نہین ملا تو ہماری دادا ہماری باپ یا ہماری منجھلے چچا سید اشہد علی کو بلا کر کے اور اُنکو مہمان بنا کر کے کہانا کھاتے تھے اور نام مولی علے کا ہر وقت ورد زبان اُنکا تھا اور اُنکی ایک دعا دائمی یہ تھی کہ یا اللہ یا مولی علی ہم کو اور ہماری آل اولاد کو کبھو محتاج مت کر سو یہ ایک عجیب بات ہی کہ خدا کی فضل سے اسوقت تک کوئی آل یا اولاد اُنکی محتاج نہین ہی اور انتقال ہماری دادا کا سنہ ۱۲۳۴ ہجری مین ہوا اور سید علی احمد و سید علی قاسم پسران اشہد علی ہماری منجھلی چچا کی اور سید عبد الکریم و سید اصغر حسین پسران سید ارشاد علی ہماری سنجھلے چچا کی موجود ہین اور سید افتخار علی ہماری چھوٹے چچا کو بیٹیونکی طرف سی کچھ اولاد ہین مگر انکو بیٹا کوئی نہین ہوا اور ہماری چھوٹی چچا باسم بودھو میان کی اور بڑی آدمی سخی مرد اور دلیر تھے اور مادہ اُنکی انتقال کا غازی مرد ۱۲۶۲ھ ہی کہ جس سے سنہ ۱۲۶۲ ہجری نکلتا ہی اور ہمنی اوپر بیان کیا کہ ہماری باپ کی جانب کوئی شخص عالم یا فقیر صاحب مزار نہین گذرا ہی مگر ہماری ماں کی طرف نشان دو عالم کا ملتا ہی ایک شاہ سید محمد مقیم رحمۃ اللہ علیہ ہماری ماں کے دادا کہ دہلی مین تحصیل علم ظاہری سے فرصت کر کی اور

حضرت شاہ مظہر جان جانان یا حضرت شاہ غلام [illegible] یا کسی دوسرے بزرگ سے استفاضہ باطنی کرکے تارک الدنیا ہوئی اور قریب [illegible] ہجری کی انتقال کیا اور انسے خرق عادات وکرامات بہت ظاہر ہوئی دوم ملا سید محمد سعد ابن ملا سید [illegible] الدین کہ موضع سرہیدہ ضلع گیا مین سکونت پذیر ہوئی اور سید [illegible] احمد یار بادشاہ دہلی کی طرف سی علی اور سید ملا سعد استاد شاہ جہان دہلی کے اور انکا بیٹا حاجی سید محمد سید حسان وزیر السلطنت تھی اور دہلی کی طرفسی وکیل مطلق ہوکے روم کی بادشاہ کے پاس گئی تھے اور دہلی مین انتقال کرکے لاش انکی آٹھ روز مین سرہیدہ مین لاکے دفن ہوئی اور ایک مسجد شہدا انکی سرہیدہ مین ماسکی قریب عیدگاہ کے دریای پہلگون مین واقع ہو گئی ہی اور ابتک قائم ہی اور [illegible] خان پسر میر محمد زنج ابن ملا سعد یعنی بھتیجی حاجی محمد سعید [illegible] کی ہوئی دار [illegible] تھے کہ اولاد انکی بذریعہ میر نصیر الدین وغیرہ کے ابتک مقام نوشہرہ قریب [illegible] شکوہ آباد کے ضلع مین پوری اور خاص مقام ایٹاوا مین [illegible] وہین اور راقم حروف کو بعض ان قرابت داران سی ملاقات ہی اور مقام ایٹاوا مین سید عظمت علی صاحب تھانیدار و مختار کار معزز ایٹاوانی ہماری دعوت بڑی تکلف سی کی تھی اور یہ سب لوگ شیعی مذہب ہین اور اس ملا سعد کے ایک بیٹا محمد شفیع اور انکا بیٹا محمد فاضل ساکن تھیانوان ضلع گیا کی تھے اور محمد فاضل کی بیٹا سید ابو المعالی اور انکی بیٹا سید فضل المصطفے اور انکی بیٹی مسماۃ اقلیمہ اور انکی بیٹی مسماۃ حیاتن ہماری مان تھین کہ اس رو سے ہماری مان کی نانا سید فضل المصطفے کی دادا سید فرخ اور انکی دادا ملا سعد تھی اور جناب حاجی سید اسماعیل علی صاحب رئیس عظیم آباد محلہ گودھ [illegible] کے اولاد سے ملا سید پیر محمد ایک پسر ملا سعد کی ہین اور ہماری مان کے آبائی جد اعلی سید محمد عرب جنگ سوار تھی کہ جو اس ملک مین آکر کچھ

نیورہ قریب داناپور کو ایک ہندو راجپوتی لڑکے نے ذبح کیا تھا اور انکی قبر اسی نیورہ مین ہی اور یہ بات اندر سات سو ہجری کے ہوئی تھی [illegible] نیورہ وکریہ [illegible] و اولاد انہین سید محمد عرب خنگ سوار کے ہین اور بہت اولاد انکی [illegible] اضعات کنہ [illegible] پیلانہ ان وغیرہ مین ہین اور یہ بات سنی گئی ہے کہ آن سید محمد عرب بھی [illegible] سید حسن خنگ سوار تھی [illegible] اور انکی قبر قریب اجمیر کی کسی پہاڑی پر بنی ہوئی ہے مگر کچھ کوئی تحقیق اس بات کی [illegible] نہین ہے [illegible] سید [illegible] سادات رضوی سی تھے بہرحال ہماری مان انکی نسل مین سے سید سلامت علی ابن شاہ سید محمد دائم ابن سید محمد منور ساکن نیورہ قریب داناپور کے تہین جو کہ بتاریخ ۱۳ ذیحجہ سنہ ۱۲ ہجری مطابق ۲۴ دسمبر سنہ ۱۸۴۴ع کے انتقال کیا اور عبادت و ریاضت فقر وغیرہ [illegible] قدم بقدم اپنے دادا کے تہین اور مادہ تاریخ انتقال انکا حسب ذیل ہے

وہ بی بی حیاتن جو تھین عابدہ — بیاد الٰہی [illegible] کامل [illegible]
جو رحلت کو پوچھا تو دل نے کہا — [illegible]

اور معلوم ہوتا ہے کہ اس [illegible] نے ہو تین کے [illegible] کا [illegible] دادا کے [illegible] لیا ہے اور یہ ایک [illegible] لینا [illegible] بجای الف کی درست [illegible] سید سلامت علی بعہدہ صدر امینی ضلع شاہ آباد کی مقرر تھے اور انتقال انکا سنہ [illegible] یعنی سنہ [illegible] فصلی مین ہوا اور سید نجم الدین مولف کتاب مناہج الطلاب وغیرہ کی [illegible] سید فرید الدین صدر امین شاہ آباد کی اور راقم حروف تین برادران تھی کہ سید فرید الدین ہماری منجھلی بھائی نے بتاریخ ۲۸ جمادی الاول سنہ ۱۲ ہجری مطابق ۱۶ ستمبر سنہ [illegible]ع روز چہار شنبہ کی انتقال کیا اور مادہ پیدائش انکا کسی شاعر نے حسب ذیل نظم بند کیا ہے

ز تاریخ ہجری ظہور حسن — ز تاریخ فصلی ظہور سے علی
۱۲۹۱ھ — ۱۲ ۲۱ھ

اور قطعہ تاریخ انتقال انکا جناب مستطاب مولوی محمد سعید صاحب عظیم آبادی سے عربی مین حسب ذیل ہے

اذ فرید الدین لاقی ربه		من خیار الناس آل الفاطمه
رمت تاریخا لتلك الواقعه		قال قلبی نیل حسن الخاتمه

اور خدا کی فضل سے سید لطف الرحمن اکلوتا بیٹا ہماری منجھلی بہائی موصوف کا خیریت سی موجود ہی اور اپنی زمینداری کا کام کرتا ہی اور سید نجم الدین صاحب برادر کلان اور راقم حروف کو متعدد پسران و دختران موجود ہین اور سید قطب الدین پسر اکبر بڑی بہائی کا جو ایک داماد ہمارا ہی بعہدۂ سب ڈپوٹی کلکٹر کے مقرر ہی اور سید محی الدین پسر دوم انکا سررشتہ انگریزی محکمہ فوجداری مین نوکر ہی اور سید امداد امام پسر اکبر ہمارا مدرس عربی پٹنہ کالج کا ہی اور اشعار اسکی مناقب علی مرتضی مین اندر فصل ۷ و ۸ کتاب ہذا کی منقول ہین اور سید فضل امام پسر دوم ہمارا ایک کمشنر منجملہ کمشنران مینوسپل کمیٹی شہر پٹنہ کے مقرر ہوا ہی اور ہماری ماں کو تین برادران تھے سید لطف علی و سید رحمت علی و سید شجاعت علی اور منجملہ انکی سید راحت علی منجھلے ماموں ہماری ایک بڑی نامور و سخی مرد اور فیاض آدمی تھے اور انکی قبر پر مادہ انتقال انکا حسب ذیل کندہ ہے۔

بود سید جنتی راحت علی ۞ اور پسر اکبر انکی سید محمد کاظم تھی کہ سنہ ۱۸۸۵ع مین بایام نوجوانی اپنی اندر عمر پچیس برس سکے غازی پور مین لاولد انتقال کیا اور پسر دوم سید راحت علی کے سید عبد الحی منیجر کورٹ آف وارڈس ضلع شاہ آباد کے اور رئیس وقت کام نیورہ کے بفضلہ تعالی حی و قائم ہین اور انکا بیٹا سید عبد الحمید ایک لائق لڑکا نکلا ہی اور حال مین شادی اسکی ساتھ دختر سید امداد امام پسر کلان ہماری یعنی ساتھ پوتی ہماری کے ہوئی ہی اور سید لطف علی و سید شجاعت علی بڑی اور چھوٹی ماموں ہمارے

لاولد گذر گئی اور سید فرزند علی پسر سید کرامت علی از بطن مسماۃ واسعن ایک خالہ ہمارے کے ایک شخص از بس لائق و ذی شعور تھے اور بعد انجام عہدہ سررشتہ داری عدالت دیوانی ضلع شاہ آباد بعہدۂ وکالت درجہ اعلی ضلع سارن کے بہت نام و نشان و عزت و آبرو سی سقرر تھی کہ بتاریخ ۲۷ جمادی الاول سنہ ۱۲۹۰ ہجری مطابق ۲۳ جولائی سنہ ۱۸۷۳ء کی بعمر اندر پچاس برس کے انتقال کیا اور مادہ تاریخ انتقال اُنکا جناب سید مہدی حسین صاحب خنا ہماری قرابت دار سے حسب ذیل کیا خوب ہے۔ بفرزند علی جنت عطا شد۔ ۱۲۹۰ھ اور سید فخر الدین پسر اکبر سید فرزند علی مرحوم کا عربی و فارسی و انگریزی مین از بس لائق ہے کہ ذکر اُسکا اس کتاب مین اندر فصل ۴۹ کے ہو چکا ہے اور سید فخر الدین کا ایک خواب بہت عجیب ہے کہ اُسنی محرم گذشتہ کی نوین تاریخ کو رات کی وقت خواب مین دیکھا کہ جیسے ایک شخص نے اس فخر الدین کو کہا کہ ایک شخص غریب بہت جاڑا کھاتا ہے سو اپنی کمل کو جو برف لانے کے واسطے ہے سو اگر وہ کمل اُسکو دوگے تو تمکو برف سی زیادہ آرام ملیگا غرض جب فخر الدین اُسوقت جاگا تو ایک آواز سُنی گئی کہ جیسے باہر مین کوئی شخص کچھ کہہ رہا ہے آخر فخر الدین اپنی خلوت کی مکان سی صدر زنانہ مین اور وہانسے دروازہ کھول کر باہر کمرہ کے صحن مین آیا اور صدر دروازہ کھولوا کر کے باہر آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک ہندو فقیر صرف ایک لنگوٹی پہنے ہوئے جاڑی سے ٹھرٹھرا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ امام صاحب کمل دو تب فخر الدین جلدی سے پھر آیا اور توشک خانہ سی اُس کمل کو نکلوایا کہ جو گرمی کے دن مین واسطے برف لانے کے مقرر تھی اور اُس کمل کو لیکر کے اُس ہندو فقیر کو اوڑہا دیا اور وہ ہندو فقیر وہانسے اُٹھ کر کے وہ کمل اوڑہے ہوئے امام باڑہ کے چبوترہ کی پاس آگر کے اور اُس چبوترہ سی بطور سجدہ شکر کے سر اپنا

تھا [illegible] کی پاس [illegible] پڑا رہا اور آخر جب دن ہوا تو فخر الدین نے
جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا [illegible] کہ دلنوازی خوش کیا شان ہے حضرت امام حسین علیہ السلام
کی ایک ہندو فقیر کے سوال کو بھی رد نہیں کیا اور اب حال عقیدت فخر الدین کا یہ ہے
کہ وہاں خادم امام باڑہ کو کچھ اینٹ وغیرہ سی باہتمام خاص اپنی درست کرا رہا ہے خدا مبارک
کرے آمین ۔ اور سید نصیر الدین پسر دوم راوی مرحوم کا بعہدہ سب ڈپٹی کلکٹری کے
مقرر ہوا ہے اور سید شرف الدین پسر خورد انکا شہر لندن ملک انگلینڈ میں واسطے
حاصل کرنے درجہ بارسٹری یعنی وکالت کی قانون روم وغیرہ پڑھتا ہے اور سید عبد الوہاب
برادر دوم سید فرزند علی مرحوم اور سررشتہ دار محکمہ صدر الصدور شاہ آباد کی ایک بڑی
سخی و فیاض آدمی تھے کہ بتاریخ دہم جمادی الاول سنہ ۱۲۷۹ ہجری مطابق ۴ نومبر سنہ ۱۸۶۲ ع
بعمر اندر ۳۵ برس کے انتقال کیا اور مادہ تاریخ انکا حسب ذیل ہے ۔

یا الٰہی داخل جنت بود عبد الوہاب ۔ اور سید ظہیر الدین پسر سید عبد الوہاب مرحوم
کا انگریزی و عربی و فارسی میں بہت لائق ہے اور امتحان وکالت درجہ اعلیٰ ضلع کا
ہائی کورٹ الہ آباد میں طے کر کے داخل وکلای عدالت ضلع غازی پور کا ہوا ہے اور
سید عبد الکریم برادر سوم سید فرزند علی کا جو بجای سید عبد الوہاب بھائی اپنی کے
سررشتہ دار صدر الصدوری شاہ آباد کا مقرر ہوا تھا اندر عمر تیس برس کی بتاریخ
۱۰ صفر سنہ ۱۲۸۰ ہجری مطابق ۲۷ جولائی سنہ ۱۸۶۳ ع کی لاولد انتقال کیا اور سید محمد اسمعیل
برادر چہارم سید فرزند علی مرحوم کا سررشتہ دار منصفی شہر پٹنہ کا ہے اور داماد ہمارے
بڑے بھائی سید محمد نجم الدین صاحب کا ہے اور سید محمد حسین صاحب پسر اکبر سید
کبیر حسین مرحوم ایک مختار کار نامی مقام کلکتہ کا بیاہ جو ساتھ دختر کلان سید حسین علی
چھوٹے ماموں ہمارے کے ہوا ہے سو یہ ایک بہت لائق ہیں اور مسلک تصوف انکا

اور محبت اہلبیت ایک خاندانی بات انکی ہی اور انکی باپ سید کبیر حسین صاحب جو ایک مختار کار معتبر سرکار مہاراجہ متر جیت سنگہ بہادر راجہ مقام ٹکاری ضلع گیا کی تھے سو شعر مفصلہ ذیل مہاراجہ موصوف بعمر ہشتاد سال کا قابل نقل کرنیکی معلوم ہوا

ز نسیان خودم خورسند می باشم کہ در پیری ٭ بیادم مید ہد کمتر ز ایام جوانیہا

اور ایک خالہ ہماری مسماۃ نصیبن زوجہ سید بضاعت علی کی سنہ ۱۲۷۹ ہجری مین وقت نماز صبح کے عین سجدہ مین جانماز پہ انتقال کیا اور اس جانماز پر سی مردہ اٹھائی گئین اور انکو تین پسران تہی ایک سید محمد صدیق مرحوم محافظ دفتر عدالت دیوانی شہر پٹنہ کے تھے کہ جو سنہ ۱۲۸۴ ہجری مین لاولد انتقال کیا اور بہت نیک و ممدوح عام تہی دوم سید محمد یحیی منصف مقام بہار ضلع گیا کی تہی اور انکی جان کثرت عبادت و ریاضت سی گئی کہ رات دن مین صرف ایک ٹکڑہ جو کی روٹی کا کچہ ساگ کی ساتھ کہاتی تہی اور سرکاری کام سی فراغت کرکے روزہ داری و شب بیداری مین رہتی تھے اور سنہ ۱۲۷۲ ہجری مین لاولد انتقال کیا اور مادۂ انتقال انکا راقم حروف سی حسب ذیل ہی۔ وا غم و درد و داد ۱۲۷۲ ہجری

سوم سید محمد عمر کہ اپنی زمینداری کا کام کرتے ہین اور افسوس یہ ہی کہ انکو بہی کوئی اولاد اسوقت تک نہین ہی اور پیدایش راقم حروف کی بتاریخ ۱۳۔ صفر سنہ ۱۲۳۴ ہجری مطابق ۱۲۔ دسمبر سنہ ۱۸۱۸ع کی ہوئی تہی کہ اس وجہ سی نام تاریخی ہمارا اظہر حسین ہی ۱۲۳۴ ہجری شعر

وای نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا ٭ خواب تہا جو کچہ کہ دیکہا جو سنا افسانہ تہا

نہم یہ کہ اندنون بسبب کثرت تقریبات شادی وغیرہ کی رقعجات نوید مختلف طور کی دیکہی گئی سو اب تعصب کا حال یہ ہی کہ ایک رقعہ مین ذکر نکاح امّ المومنین کا حمد مین اور ذکر نکاح سیّدہ فاطمہ علیہا السلام کا بعد اسکی نعت مین تہا اور عبارت نکاح ام المومنین کی اسطرح پر تہی کہ ام المومنین را در مجلس ملائک علی رؤس الاشہاد در عقد داد

سو اگر اس ام المومنین سی حضرت عائشہ مراد ہون تو نکاح انکا معمولی طور پر ہوا تہا کہ یہ نکاح مجلس ملائک کا حضرت زینب سی متعلق ہی نہ حضرت عائشہ سی اور چونکہ حضرت عائشہ سی کوئی اولاد نہیں ہوئی اسواسطی ذکر انکی نکاح کا رقعجات شادی مین دستور نہین ہی اور اسیواسطی ماہ ذیقعدہ مین جو نکاح حضرت عائشہ کا ہوا تہا سو اس مہینہ کو شیعہ لوگ کا مہینہ گنتے ہین اور اس مہینہ مین نکاح ہی پرہیز کرتے ہین اور قریب قریب انہی رقعجات کے بعض دیگر رقعجات اہل تسنن مین بہی کچھ کچھ بوی تعصب سنیت کی بطرز جدید دیکہی گئی

شعر

بہر غم تو خمش کن و لب بشکایت مکشا ؞ کہ شکایت ز فلک شیوہ عام است اینجا

مگر تین رقعجات منجملہ دیگر رقعجات اہل تشیع کی ہمکو نہایت درجہ پسند اور قابل نقل کے مستفید ہوئی ایک رقعہ نوید سید ولایت علی خانصاحب سی آئی ای کا کہ نظم اسکا جناب مولوی سید نور الحسن صاحب استاد نوشہ سی بہت لطیف و بلیغ طور پر مرتب ہوا ہی اور اون اشعار پر جو نہایت درجہ انتخابی مضمون کے ہین نشان حرف ص کا دیا گیا دوم رقعہ نوید سید واعظ حسین ساکن موضع پالی ضلع گیا کا کہ حمد و نعت اسکا بذکر آیت تطہیر اور فقرہ امابعد اخف الکونین المتمسک بالثقلین السید واعظ حسین کا ہمکو پسند ہوا اور نیز رسم کسمدوری کا بہت پسند ہوا کہ قدیم طریقہ عام ہملوگون کا یہی ہی اور یہ سید واعظ حسین ہماری قرابت کی آدمی ہین سوم رقعہ نوید جناب راجہ سید غضنفر حسین و راجہ سید باقر حسین تعلقداران اکبرپور علاقہ اودہ کا کہ بہت سادہ طور پر بعبارت الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد سید المرسلین وعلی آلہ وعترتہ الطاہرین کے ہی اور ایمان وحب اہلبیت سے خبر دیتا ہے

نقل رقعہ اول

بسم الله الرحمن الرحیم

زهی حمد آن بادشاه مجید
که نه حجلهٔ آسمان آفرید

صدف را گهر بحر را موج داد
بهر فرد از فضل خود زوج داد

رسولم گل بوستان خلیل
جلیل و جمیل و شکیل و عقیل

بر آن خسرو نه محل صد درود
که در پرده حق راز با او کشود

سرور دلش حضرت فاطمه
خدا کرد عصمت برو خاتمه

وصیش بتوقیر از جمله بیش
که بنهاد بر پشت او پای خویش

خوشا رفعت و شان آن شهسوار
نبیؐ داد دختر خدا ذو الفقار

علی راز دار خدا و رُسل
علی کاشف سرّ هر جزو و کل

حسن رنگ افزای باغ جهان
ازو گشت سرسبز کون و مکان

وحید زمان سرور مشرقین ٭
شهنشاه عالم امام حسین

بسلسلش همه مهرتابان شدند
عیان نه امامان ذیشان شدند

پس از حمد و نعت خدا و نبیؐ
دهد مژدهٔ نو ولایت علی

بگلشن نسیم بهاری وزید
گل و لاله در بوستان بردمید

درینوقت از فرط عیش و سرور
رسانم نویدے بنزدیک و دور

گل گلشنم سرو بستانِ من
سرور دلم راحت جان من

چو شد لفظ الطاف ضم با حسین
شده منجلی نام آن نور عین

بسانِ خضر باد عمرش دراز
معین شده عقد آن سرفراز

ز افراط افضال ربّ غفور ٭
نمودم بنا بزمهاے سرور

بتاریخهاے سعید و نکو
که در ذیل ثبت است تصریح او

چه صاحبان مسرت لب خند ‌ ‌ ‌ بآن روندها حسرت افزا شوند
بهمراه نوشته رونها از کرم ‌ ‌ ‌ بشتان و شکوه و جاه و حشم
ز اشفاق یاران باران نواز ‌ ‌ ‌ کنم شادمانی شوم سرفراز

نقل رقعه دوم

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله العلی الکبیر والصلوة علی رسوله البشیر واهلبیته الذین نزل فیهم آیة التطهیر اما بعد اخص الکونین المتمسک بالثقلین السید اعظم حسین نوری یا اعطاه الله سعادة الدارین بخدمت عالی درجت بزرگان ذیشان ومحبان خلاص نشان چنین ملتمس است که درین زمان مسعود و آوان محمود که غنچه دل حسین بنسیمه شگفتها مشغول لیل ونهار و بیک صبا مژده رسان آمدها است بصلاح بزرگان والا تبار وبرادران عالی وقار چنان روز تعیین آورده که بتاریخ دوم روز جمعه شهر جمادی الاول رسم سایه بندی و بتاریخ سوم روز شنبه نیاز کندوری و سامان ارباب نشاط و بتاریخ چهارم روز یکشنبه روانگی بارات قوت افزای بصر سعید دوسرا سید حیدر رضا طال الله حیاته وضاعف درجاته بمقام پالی قرار یافته امید که گرمی هنگامهٔ نشاط را از قدوم میمنت لزوم نور علی نور ساخته رونق دوبالا بخشند والسلام بالاکرام

زیاده ناطقه آرزومند گفتار است و باصره متمنی دیدار

امید کرم هست بخورشید ستهارا ؛ شاهان چه عجب گر بنوازند گدارا

الثابتة بالعافیة

نقل رقعه سوم جانب راجه سید غضنفر حسین و راجه سید باقر حسین صاحبان

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی خیر خلقه محمد سید المرسلین وعلی آله وعترته الطاهرین

اما بعد درین ایام میمنت انجام که الطاف حضرت آفریدگار شامل حال و کافل امانی و آمال هست غلغلهٔ آمد فصل بهاری در گنبد دوار پیچیده و زمزمهٔ عیش و طرب از فرش زمین تا عرش برین رسیده ترانهٔ مسرت و انبساط از کام و زبانها در جوش و مرغان چمن هر سو محو الحان و پر خروش ؎

گلها و بهار فوج در فوج مرغان و ترانه موج در موج
روی سمن و بهار شمشاد از شام و سحر نمیدهد یاد
نظارهٔ آب و رنگ گلها بی جام و سبو نشاط افزا

بتقریب تسمیه و مکتب نشینی و نیز غسل صحت از رسم مسنون اختتان نونهال چمن اقبال تازه سرو حدیقه آمال برخوردار کامگار قرة العین سید ابو جعفر صانه الله عن کل شین بمقام ـ تویور انعقاد بزم نشاط قرار گرفته و تاریخ پنجم و ششم شهر ربیع الثانی یوم شنبه و یکشنبه زیب تعیین پذیرفته چشمداشت از حضرت رؤسای عالیشان و اعزه و والا دودمان احباب خلت نشان چنان هست که بتاریخ معینه یا قبل از آن بقدوم بهار لزوم خود بزم نشاط را زیب و بهار بخشند و محفل انبساط را رنگین فرموده گل منت و افتخار بر فرق نیاز گذار گذارند

فقط و ہم یہ کہ ایک تشبیہ مذہب اہلسنت معاویہ شاہی اور مذہب شیعہ اور مسلک تصوف کی ہماری خیال مین یہ ہی کہ مذہب سنی تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کا مثل ایک بت سنگین دل کی ہی کہ جو ہاتھہ پانون اور آنکھہ ناک اور منھہ اسکا خوب حدیث وغیرہ سی خراش تراش کرکے ایک خوبصورت آدمی کا نقشہ بنالیا ہی مگر اسمین بسبب نہونے محبت اہلبیت کی کچھہ جان نہین ہی اور جیسا کہ مسلمان بادشاہون کی وقت کا کسی کی ناک کسیکا منھہ کسیکا ہاتھہ ٹوٹا ہوا ہی سو اسطرحسی مسئلہ سنیون کا کمتر صحیح ثابت ہوگا اور آیت سورۂ مریم اذ قال لابیه یا ابت لم تعبد ما لا یسمع

ولا یغنی عنک شیئاً کی یاد آتی ہی یعنی ابراہیم نی کہا اپنی باپ کو کہ اے بابا میری تو کسو اسطی عبادت کرتا ہی اسکو کہ جو نہ سنتا ہی اور نہ دیکھتا ہی اور نہین بچا دیگا تجھکو کسی شی سی۔ ان سنیونکی حضور مین ہماری عرض یہ ہی کہ معاویہ وغیرہ لیاکاہ آونیگی مناسب ہی کہ قبل مرنیکی اندر لوائی محبت حیدری کی چلی آئی کہ خدا و پیغمبر آپ سی راضی ہون اور شفاعت مولی علی اور آب حوض کوثر کا آپکو نصیب ہو اور مذہب شیعہ کا بھی ایک پتھر ہی مگر وہ پتھر ایک ہیرا کوہ نور کوہ طور کا ہی کہ جو خزانہ پادشاہی کی چیز ہی یعنی کہ مذہب شیعہ کا تمامتر تابع قرآن و حدیث ثقلین کا ہی اور ارکان نماز وغیرہ کی خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہین مگر بسبب تبرا وغیرہ کی یہ ہیرا اسیقدر گرد آلود ہو گیا ہی اور مسلک تصوف کا بھی ایک ہیرا ہی کہ جو کوہ نور کوہ طور کے برابر تو نہین ہی مگر بوجہ استغراق یاد الہی و محبت اہلبیت کی یہ چھوٹا ہیرا وہ ہی کہ جو خلعت شاہی مین سر کی کلغی مین جڑا ہوا ملتا ہی **یازدہم** یہ کہ اگر ہمکو سنی کہا جای تو ہم سنی بی تعصب ہین یعنی فضائل و ولای اہلبیت مین شیعہ سی کچھ کم نہین ہین اور اگر ہمکو شیعہ کہا جای تو ہم شیعہ بی تقیہ و بی تبرا ہین اور محبت دوازدہ امام کی ہم خدا سی چاہتی ہین کہ آخر وقت تک اور قبر مین اور حشر مین ہماری ساتھ رہی **دوازدہم** یہ کہ بوقت دعوی باغ فدک کے حضرت ابوبکر و حضرت عائشہ نی یہ حدیث بیان کی کہ الانبیاء لم یرث و لم یورث یعنی کہ انبیا نہ کسی کے وارث ہوئی اور نہ کوئی انکا وارث ہوا اور حضرت عمر خوب آمین الله مین اس حدیث کی ہمداستان ہوئی اور حضرت فاطمہ اس بہانہ سی محروم کی گئین سو یہ حدیث صراحۃ ساختہ و موضوع ہی اسواسطی کہ یہ حدیث صریح خلاف آیت قرآنی و ورث سلیمان وداؤد کی ہی اور علاوہ اسکی حضرت پیغمبر جو

کم سنی مین یتیم ہوئی تھے سو چند نشتر اُنکی حصہ کے حوالہ ابو طالب اُنکی چچا اور ولی کی گئی
اور ہرگاہ حضرت رسول کو پیغمبری بعمر چالیس سال کے ہوئی تو بوقت مرنے عبداللہ
اُنکی باپ کی لوگون کو کیا اطلاع ہو سکتی تہی کہ یہ لڑکا آخر کو نبی ہوگا کہ بقصور احتمال نبی ہونیکے
حضرت رسول اپنی حصہ داری متروکہ پدری سے محروم کئے جاتی سو مضمون فقرہ اول
نہین وارث ہونیکا محض بی بنیاد ثابت ہی اور اسی واسطی اگر اس حدیث مین صرف
اوپر فقرہ دوم کے اکتفا کیا جاتا تو اُنکو اختیار و قابو تہا کہ اس حیلہ سی حضرت فاطمہ کو
محروم کرتے اور ہم پوچھتی ہین کہ کیا حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب و سلیمانؑ و داؤد
وغیرہ انبیا اپنی وراثت آبائی سے بعذر انبیا ہونیکے محروم کئے گئے تھے اور یہ بات
نہین ہی بلکہ توریت و دیگر کتب عہد عتیق سی ثابت ہی کہ ان سب انبیا نی اپنی جائداد
موروثی پر قبضہ پایا تہا اور اُنہی انبیا پر حکومت بیت المقدس و فلسطین و کنعان
وغیرہ کی حسب وعدہ الٰہی کے یکے بعد دیگرے اُسی نسل بنی اسرائیل مین ہوتی چلی آئی
اور کیا قصور انبیا کا ہی کہ ہم عوام لوگ وراثت پاوین اور وارثان انبیا کی محروم
رہین یہان صفات ذاتی انبیا اور تمام عوام و خواص کے البتہ ایسی ہوتے ہین کہ اُنمین
وراثت کو کچھ دخل نہین ہی مگر ہم دیکھتی ہین کہ حضرت علی کو اصل وراثت صفات
نبوت کی بھی ملی تھی اور اسیواسطی اب آرزو یہ ہی کہ ایک شرح اردو اشعار عربی
دیوان مظہر العجائب حضرت علی ابن ابیطالب غالب علی کل غالب کی بھی کیجای تاکہ
رفعت و جلالت شان اُنکی ظاہر ہو اور تمام سلوکات خلفای ثلثہ تا عباسیہ کے اور
اُنکی نسل کی اسطرح پر ہوی کہ جیسے پیغمبر خدا کلالہ یعنی محض لاوارث مرے ہون مگر عجیب
قدرت خدا کی ہی کہ دوازدہ امام سی یہ گھر ہمیشہ کو آباد رہا اور معاویہ و یزید کلالہ ہو گئی
حسب آیت ان شانئک ہو الابتر کے کہ کوئی شخص ہونا اپنا نسل معاویہ و یزید سی

قبول نہین کرتا ہی اور چند صاحبان معززین کی ہمیں ایک فرمایش خاص یہ تھی کہ ہم کو یہ کتاب بطور یادگار دیگا . . . تیر اکثر دیتے . اتفاقاً تکمیل اس فرمایش کی بذریعہ تحریر اس رسالہ حد تحقیق کے ہوگئی مگر ضرورت یہ ہی کہ البتہ یہ کتاب داخل طبع انکی نہ ہو گی اور زبان حال انکی یہ بات کہہ سکتی ہی کہ صلاح نہ . باشد بہر حال واسطی تسکین خاطر ہماری اسیقدر بس ہی کہ بسیاری صاحبان علم و شعور نی فریق شیعہ کے قدر دانی اس کتاب کی ہماری حوصلہ سی بھی زیادہ تر کی ۔

نقل خط جناب راجہ سید بخشش حسین صاحب تعلقہ دار اکبرپور ملک اودہ

جناب السید السند و الجید المستند البحر القمقام و الحبر الهمام علامة الزمان فہامة الدوران صدر الصدور محاکم الدینیه و الشرعیه آمر الامور معالم الاصلیة و الفرعیة اللوذعی الالمعی و المولوی الیلمعی منطقه کرهٔ تدقیق نقطه دائره تحقیق فاصل بین الحق و الباطل فاضل عین الصدق و الکامل وحید الدهر فرید العصر ادام الله العالمین جلاله و مد علی اهل العلوم ظلاله مدحتی که نفحات سوابق نیاز و اخلاص مشام جان اخوان الصفا را معطر و خدمتی که فوحات روائق خلوص و اختصاص دماغ دل ارباب صدق و وفا را منضر دارد بجناب رفیع و صدر منیع که مجمع مقبلان روزگار و مرجع صاحبدلان اخیار ہست ہدیه می فرستد و بامید استجابت در منتظر تصور کرامت منظر خادمانه می ایستد ع گر قبول افتد زہی عز و شرف آثار سقاطر اقلام گوہربار و انوار جواہر کلام درر نثار طلیعهٔ جنود سعود حجة الزمانی ذریعه وفود سعود دولت جاودانی غیوم ماطره بمنظر قحط سالی و غمام متقاطره مانا بہمت عالی اعنی کتابات عطریة الرقوم و خطابات مسکیة الرسوم اعذب من الفرات و الکوثر و اطیبات من المسک و العنبر محتوی بفتوحات فائحات کریمه ذلک الکتاب

لاریب فیہ ہدی للمتقین و منطوی بفیوضات لائحات منطوق ہذا کتابنا ینطق علیکم بالحق والیقین محلی بزیور اعجاز وارث عالم علم لدنی مسمی بجد تحقیق مشرب حسنی مرۃ بعد اولی وکرۃ بعد اخری مانند معصرات مستنزلہ باستبشار دورۂ شمس در اسد و سنبلہ و کسحب ممطرۃ و صحف مطہرۃ بایدی سفرۃ کرام بررۃ در اوقات سعیدہ و ساعات حمیدہ نزول اجلال جاودانی و حلول آمال و امانی مرحمت و ارزانی فرمودہ غرف سرور و سرور موفورہ ابواب فتح و حبور نا محصور بر روی ارباب عقل و شعور سیما بدیدۂ مخلص مہجور کشود بلکہ سواد ہر حرفش گلوی حورا از غرفات قصور بسایر بیوت و دور اہل جنان و فرادیس معمورۃ النور کالنور من شوامخ الطور بہر نزدیک و دور می نمود یا دامن امن اکواب یاقوت و بلور پر از شراب طہور مرکب بمزاج زنجبیل و کافور بر راحات ایادی حور روشن تر از وجنات حور جلوہ شہود و ظہور می افزود رباعی

اتانی کتاب من المستطاب	کطوبی تطل علی کل باب
فافدی بنفسی لانسانہ	کموسی فداء لفصل الخطاب

الحق حق و ولاے امام بحق و وصی مطلق ہمین است کہ ازان سید جلیل جنبیل سلیل ہمان امام نبیل و حبیب و خلیل و صنو جلیل و صہر جمیل قدوۂ آل ابراہیم الخلیل صلوات اللہ المقیل النبیل علیہما و علی آبائہما و ابنائہما بر روی کار آمد جزاکم اللہ فی الدنیا والآخرۃ خیر الجزاء بمحمد و آلہ الی محمد و لو خشن اللہ کہ آن ساعی شعائر لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی و داعی مشاعر سیجعل لہم الرحمن ودا مجاری اوقات عمر عزیز شریف را در رفع اختلاف دین منیف و ازالہ افتراق سخیف کہ باجماع خفیف اہل سقیفہ رو دادہ بسر کردند و این دولت عظمی و نعمت کبری بسعی مشکور و جہد موفور بدست آوردند ہمانا از باقیات صالحات

و نافیات طالحات از زمان ظهور موفور السرور آیه جلال الله و قائم آل الله یادگار آن مدرّس حقائق التنزیل بدقائق البیان و مؤسس مبانی التاویل بمعانی التبیان خواهد ماند و گمگشتگان تیه ضلالت و غوایت را باندک غور و فکر بصراط المستقیم ولایت و منهاج قویم هدایت خواهد رسانید

مرحبا مرحبا جزاک الله   آفرین آفرین بقاک الله

در حقیقت ملازمان آن کاشف براقع استار اتفاق و اختلاف عارف مواقع اسرار وفاق و خلاف در طلب حق آل رسول از دلائل و براهین معقول و منقول کاری نمایان کرده اند بلکه حقاً ثم حقاً که بر خدا و رسول و زوج بتول احسان فراوان کرده اند که در کنج هر فقرهٔ و گوشه هر کلمه حق نهفته را نشان داده مانند ید بیضای موسی بر کف دست آورده اند گویا در چنین تنهائی و بی نوائی و بی کوسی و بی لوائی رستمانه و مردانه به ذو الفقار زبان و نیزه خامه مقطوع اللسان بلشکر حق پوشان و سپاه ناحق کوشان شکست آورده اند

این کار از تو آید و مردان چنین کنند   هان پیروان ضیغم یزدان چنین کنند

الحاصل راقم آثم زبانی ندارد که شمه از مدحت آن بمعرض بیان آرد امید از الطاف کریمانه و منت گذار اعطاف قدیمانه آنکه از عطای بقیّه این عطیه رضیّه و تحفه بهیّه و هدیه مرضیّه بهره اندوز سعادت کونین و کامیاب رشادت دارین فرمایند و جرم تاخیر ارسال رسیدش که بوجه هجوم افکار سرزده به کزلک عفو حک نمایند

منظومه ساقی نامه لراقمه

ساقیا ساتکین دلکش کو   شاهد نازنین مهوش کو
آن خم عهد خم کجاست بیار   قمقم رشک قم کجاست بیار

از خمار شبیه جان بلبم
از صبوح نکهت جان بلبم
آمده با هشتو بداد این پیام
السلام السلام زود خرام
نامهٔ جانفزاے یار رسید
بلبلا گویم که نو بهار رسید
چهچههٔ بلبلان شنو بخروش
نغمهٔ عندلیبان شنو بخروش
می سراید یکے ترانهٔ خوش
می نماید یکے فسانهٔ خوش
بلبلے حالتی عجب دارد
بیت غم خوانده در طرب آرد
یازده سن شروع هجرت بود
که نبی زین جهان وفات نمود
بارها گفته بود پیغمبر
که نگردد ز حق جدا حیدر
لیک باطل چنان هجوم نمود
که بپوشید حق ز عین شهود
دیدها جمله با صر و بینا
لیک نگه همه ز مهر و ضیا
دست حق اندر آستین آمد
دست باطل بر آستین آمد
شد مفضول آنکه افضل بود
حکم نافذ که معطل بود
ستم و ظلم و جور شایع گشت
حق و دین و وفا ضایع گشت
تا بقول یکے نکو گفتار
[illegible]
آنکه متبوع بود تابع شد
اولیت در تمام رابع شد
آنچنان دین باختلاف رسید
که بعهد یزید شوم و پلید
کشته شد شمع دین بکرب و بلا
گشت تاراج یثرب و بطحا
باز خون از مدینه گشت روان
رفت آخر بسوی مکه دوان
کعبه را هم بسوخت آن بیدین
کس ندیدست آنچه گشت چنین
با چنین کفر ادعای مرید
جد باطل کسے بحق نرسید

لیک چون وعدهٔ خداست چنین
که نیاید زوال دین مبین
بسر صد سن از قضا و قدر
حجت حق پدید ماند اکثر
باز غیبت چنان بخلق آشفت
کز رخ حق ز دیدها بنهفت
سال نهصد گذشت در تکرار
خلق با هم گرسر پیکار
سن هجری که حال در کار است
یهزار و دو صد نود و چار است
تا جناب **وحید** دین آزاد
حد تحقیق را نمایش داد
بعد این مدت مدید و مزید
سعی مشکور او بخیر رسید
۳۰ اختلاف و خلاف را برداشت
صاف بگرفت و دُرد را بگذاشت
خط بطلان کشید بر بُطلان
حق گرفت و نمود و داد نشان
داشت در دل چو حبّ آل رسول
گشت همدوش با نوال رسول
شد نزول کمک بعزت و جاه
از حضور جناب ظل اله
حجت حق خلیفة الرحمان
قائم و منتظر امام زمان
۳۵ یافت حق را بجیب سینهٔ خویش
یک بیک جلوه اش نمود از پیش
در دلش ماند هیچ شک و نه ریب
بنوشت آنچه یافت از سر غیب
حق همین است آنچه او بنوشت
نیک دریافت و نکو بنوشت
حق ولی و وصے بحق باشد
در عدد هم علی بحق باشد
چند اعالم نکو کردار
که بحق علے کنند اقرار
حق بفرمود احمد مختار
نتوانند نهفت حق زنهار
باز تعریف حق نمود ادا
کان یعلو و کان لایعلے
همچنان اکثرے ز اهل خرد
حق گرفتند و قول باطل رد

مثل اکثر ائمه سنّی
امر حق را پدید می کردند
می بود در تمام ماه روان
چون بهر صد شهود اشهاد ست
تا عیان گشت حق بدولت او
بهر تاریخ سال این تصنیف
سعی مشکور باصواب افتاد
۱۲ھ ۹۴

شافعی تفتزانی و نسائی
سبّ قوم یزید می کردند
معلن حق مجدد ایمان ہٗ
سیزده صد بدست آزاد است
باد دایم بخلق حشمت او
عقل چون کرد فکر در توصیف
حق بکرسی نشسته زین آزاد
سنہ ۱۲۹۵ ہجری

بدوحید الدینخان بہادر و آزاد نیور و سے

ملتمسه بست و پنجم شهر ربیع الاخر سنہ ۱۲۹۶ ہجریے مقام اکبرپور ضلع فیض اباد سنہ ۱۲۹۵ ہجری

المتمسك بذیل الثقلین الراقم الاثم غضنفر حسین

نقل خط جناب سید ریاض الحسن صاحب لکھنوی مدرّس مدرسه ایمانیه

جناب مولویصاحب فخر الاواخر والاوائل المتحلے بالفضائل والمتخلے عن الرذائل محی السنة ماحی البدعة دامت معالیکم و بورکت ایامکم ولیالیکم —

بعد اہدای ہدیہ بہیہ سنت سنیہ حضرت خیر البریہ علیہ وآلہ الاف التحیة گذارش ما ضروریہ اینکه درین زمانه که کساد بازار علم و انصاف از چارسو ہویدا و فساد آزار اہل جہل و اعتساف کوبکو پیدا است رساله شریفه حد تحقیق که از مغتنمات این زمانه بلکه در مراعات سجیه رضیه انصاف و ترک طریقه نامرضیه معاندت بخلاف بسان مولف خود وحید و یگانه است بنظر قاصر گذشت و تحقیق انیق و تجدید عہد عتیق موجب انشراح خاطر گشت زہی مولف و خہی مولف که قول لی الله المتعال انظر الے ما قال ولا تنظر الی من قال در نظر تحقیق بر خود لی و خورش اسلوب

بر وجود [illegible] است اختی مشتود آشیده می رسانیده فالحق آئین این رساله [illegible]
و مجموعه بلحاظ [illegible] مولفش شخصی نیست کاهی حق را نه پسندد و [illegible] بار معاویه
ستایی که [illegible] همان پایه اولیس [illegible] و گمراهی اند مجو کلمات حق [illegible]
[illegible] القبول [illegible] از غلبه محبت معاویه و عداوت آل رسول باستماع مسائل
[illegible] اتل رو باه [illegible] و جناب [illegible] الگناه [illegible] اهلبیت
و کا [illegible] برنفس [illegible] و کدام حضرات [illegible]
[illegible] همین علت [illegible] افترا [illegible] ندانسته [illegible]
تیز بجرم [illegible] کلمه حقی که در [illegible] نسبت [illegible] اوصاف مرتضوی [illegible]
پایه بدار [illegible] انتسه اند چنانچه ابن [illegible] کابلی مذهب که از کاسه لیسی معاویه
اخراتش در بغض علی [illegible] الجاتش [illegible] مثل مشهور کاسه گرم تر از آش است
در حق امام رازی چنین زبان درازی کرده که ان الفخر کان شیعیا یقدم محبة اهل
البیت کمحبة الشیعة حتی قال فی بعض تصانیفه و کان علی شجاعا جلا و غیره انتهی
خوشا بحال شیعیان که در تقدیم محبت اهلبیت مطعون سنیان باشند و وای بحال
چنین سنیان که در تنقیص مراتب این بزرگان نمک بر جراحت اهل ایمان پاشند
لاکن نازم [illegible] اخلاص و سنیت خاص حضرت مولف که در استکمال ولای علی و اولاد
از بند و قید محبت بیچاره عمر و زید آزاد اند و در سنیت بتکمیل ارشاد مرتضوی
[illegible] چنانچه [illegible] طولانی در توضیح معانی اهلسنت و جماعت و اهل بدعت و [illegible]
در کنز العمال المتقی مسطور و شطری از کلام بلاغت نظام امام انام مناسب مقام
درینجا مذکور میگردد قال علیه السلام واما اهل السنة فالمتمسکون بما سنه الله لهم
و رسوله وان قلوا واما اهل البدعة فالمخالفون لامر الله ولکتابه ورسوله العاملون

یارائهم واهوائهم وان کثروا واما اهل الجماعة فانا ومن اتبعنی وان قلّوا واما اهل الفرقة فالمخالفون لی ومن اتبعنی وان کثروا انتهی

پس باید که سنیان معاویه شاهی بر کثرت خود مغرور نشوند و بر همین جاده ممدوح وسنیت غیر ممدوح که جناب مولف دران وحید اند ایشان هم بروند خلاصه چنین کتاب لاجواب در مذهب اهلسنت تا این زمان بنظر فقیر نرسیده بلکه بچشمی ندیده و بگوشی نشنیده

ع

لایدرک الواصف المطری خصائصه
وان یک سابقا فی کل ما وصفا

پس بشرط امکان دو سه جلد آن بمقداریکه تا این زمان چاپ زده باشند باین مشتاق نیز حسب نشان خاتمه لطف فرمایند تا تنها حظ نبریم بلکه بعض مخلص احباب خصوصا قاری فضل حق صاحب را نیز که زیاده تر از مخلص فریفته این اعجوبهٔ روزگار و شیفته این باغ نوبهار اند درین نعمت شریک خود کنیم و در حالت تعسر یک جلد هم کافی است و آینده هر قدر که مطبوع شده باشد بعنایت آن مذاق قند مکرر بخشیده باشند و نشان این بی نشان همین بس که در شهر لکهنو محله کتره ابو تراب خان مکان مسکنه مولوی کمال الدین حسین صاحب رسیده نزد فلان برسد و باین طور هم ممکن که در شهر لکهنو محله سرای معالیخان در کوتهی زرد مملوکه آغائی صاحب مکان مدرسه ایمانیه رسیده نزد ریاض الحسن مدرس درجه عربی برسد که ان شاء الله بلا وقت خواهد رسید زیاده اشتیاق سامی ملازمت برمزید — الراقم الاثم عبده السید ریاض الحسن النقوی البخاری الاثنی عشری الصفی فوری موطنا و الکهنوی مسکنا و النجفی مدفنا ان شاء الله العلی العظیم ۲۹ سنه ۱۲۹۶ھ

نقل خط حکیم مرزا احمد رضا صاحب نبیره جناب حکیم مسیح الدوله بهادر مرحوم لکهنوی ساکن کتره سید حسین خان متصل چوک

شمس فلک علم ایقان بدر کامل نور عرفان سالک مسالک ایمان جناب مولوی سید وحید الدین خان صاحب بهادر دامت برکاتکم ولا زالت افاداتکم

سلام من خزائن لطف ربی ٭ علی من عنده روحی وقلبی

مدحاتی که صفا زلال از ینابیع خاص وخصوص جاری وتحیاتی که مجاری ورود درمشارب صدورش از شوائب تکلف وکدورت تصلف عاری وخالی باشد بالظهر والاسحار بدرگاه دولت آثار مرفوع میگردانند

نسیم صبح سلامم بدوستان برسان
تا کرد جا بگوشم آوازهٔ جمالت
پیام بلبل بیدل بگلستان برسان
خلوت سرای دل شد جولانگه خیالت

هرچند دیدهٔ ظاهر بسعادت لقای انور فائز نگشته اما از استماع اخبار فضل وکمال آن منظور نظرات الطاف ملک متعال که درعرصه غبرا وقبه خضرا زمزمه صدای آن زیور گوش هوش شده مهیج شوق عظیم است ـه

در دیدهٔ جانم چه تونی مردم دیده
عالم بتو می بینم وروے تو ندیده

افسانه اشتواق وداستان الم فراق نه بمثابه ایست که اندکی از هزار وقدرے از بسیار بحیز تحریر در آورده ناچار

خامه بشکستیم ولب بستیم از تعداد شوق
کان نه در تحریر ما گنجد نه در تقریر ما

لله الحمد والمنه که بباعث تالیف وترسیل کتاب سراپا هدایت الموسوم به تحقیق بشرشنی اگر غلط نکنم میتوان گفت که فی الواقع نمونه ایست از اسرار الهی ورمزیست از رموز خلاق سپیدی وسیاهی که احدی را قابلیت تبلیغ این امور باین نمط بیش حق پوشان عترت سید المرسلین دورین زمان وزمین بجز ذات فیض بنیاد آنگرامی مرتبت ممکن نبود غرض اوصافش چندانکه مرقوم کرده شوند از رفعت شانش حجاب

ـه بمعنی لاف زدن

می آید و از علوی پایه اش آسمان خندد که ستائش دیگریست لهذا بنظر اکتساب ثواب نه بر وفق تعریف کتاب اکتفا به ترقیم این دو تا بیت می نمایم **ابیات**

ففی کتاب حاز کل فضیلة ... وصار لتکمیل البریة ضامنا
مولفه قاید الحق خالصا ... بتالیفه من بعد ما کان کامنا

بهترین ذریعه رسائل ناجات بلکه امید حصول شرف ملاقات دستیاب نشده مسرت عظیم بخشید مرجو از الطاف لایزال آنکه بهر چه زود تر نسیم ظهور نور جمال باکمال شنید بمی بر چمن دل وزد و ترقب از عنایات حضرت واهب المواهب تعالت اسماؤه و توالت نعماؤه آنکه ضیاء چشم مشتاق را بمعاینه غره غرا و بمشاهده جمال جهان آرا که عنوان سعادت و دیباچه دفاتر مراد است بزودی روزی گردانند قریب مجیب کتاب و الا با حسن اوقات بدست عنایت فرمای بنده میر سخاوت حسین صاحب پیش نحیف رسید عظم الله اجورکم در رفع اقدر شانکم عنایت فرموده بر وقت اختتام کتاب از باقی اجزائش هم ضرور یاد فرمایند و حسب خواهش بعض احباب که بزیور صفت وسلمان وقار هستند ضرورت دو نسخه دیگر نیز هست بهر نوعیکه مناسب باشد یعنی اگر کتاب محتشم الیه بفروخت هم ممکن باشد فهو المطلوب و الا بفحوای روی تو نادیده مهمان آمدند آنهم مرحمت فرمایند فقط

الراقم الاثم مرزا احمد رضا نبیره جناب حکیم مسیح الدوله بهادر مرحوم لکهنوی ساکن
کٹره سید حسین خان متصل چوک۔

نقل خط جناب نواب سهراب جنگ بهادر

خلف نواب سید مهدی قلیخان بهادر ابن نواب سید کریم قلیخان بهادر ابن نواب سه منیر الدوله بهادر از کوٹهی بهکنا پهاڑی شهر عظیم آباد بتحریر وتد رحمت و فضیلت

اہلبیت نبوت افتادگان چاہ ضلالت را راہ ہدایت نمودہ الطاف گستر اجزاکم اللہ خیرا
کلب آستان بوتراب پرستان نواب یکرنگ سہراب جنگ پس تبلیغ ہدیہ سلام مسنون حرچہ
اندکی مطالب نگارش میدہد اینکہ دیروز بباعث سامان باد و باران و ہم بسبب علیل شدن
اسپ ڈاک از حصول شرف ملاقات آن وحید عصر پادرگل ماندم چشم عفو دارم انشاءاللہ تعالی
اگر حیات مستعار وفا نمود فردا تا ساعت یازدہ بصحبت سراسر افادت آن الطاف گستر
مستفیض خواہم شد باقی تبہ تسطیر اوصاف نسخہ ہدایت خیز و رسالہ حقیقت آمیز آن حق شناس
شفیق کہ فی الحقیقت دین محمدی و مذہب حق را رونق بازار تازہ بخشیدہ افتادگان چاہ
ضلالت را راہ ہدایت نمودہ اند اگر ہر سر مویم ہزار زبان شود یکی از ہزار و اندکی
از بسیار شرح دادن نتوانم انشاءاللہ روز جزا صلہای این حق شناسی و استخوان شکنی
از جد او حضرات آل عبا علیہم السلام خواہند یافت الغرض تمیدہ این کمترین بندہ آستان
ائمہ ہدی مطالعہ صحیح کتاب مستطاب کہ رسالہ رہنما است سواد حروفش را توتیای چشم بصیرت
کور باطنان توان گفت خالی از عبادت نیست از وقتی کہ آن مصدر الطاف کتاب
مذکور را بمن عطا فرمودہ اند یکدم و یک نفس از دست نگذاشتہ بمطالعہ اش مشغول میباشم
بل دیگر شغلی ندارم و چہ حظہا کہ از مطالعہ اش برنمیدارم و چہ دعاہا کہ بحق آن الطاف گستر
نمیکنم جزاکم اللہ من رب الغفور و سعیہم المشکور بخدا کہ اگر تمامی فرق اسلام فی الجملہ عقل
سلیم داشتہ حق پرست باشند و حق را از باطل و باطل را از حق فرق نمایند این کتاب
مستطاب را از جان و دل عزیزتر دارند و سواد حروفش را سرمہ وار بدیدہ دل کشند
اما حق شناس کو و عقل سلیم کجا فقط والسلام علی من اتبع الہدی سہراب جنگ عفی عنہ روز شنبہ

نقل خط جناب مرزا محمد علی صاحب وکیل آگرہ

عمدة الاعاظم والاکابر زبدة العمائد والاعیان مولوی سید وحید الدین خان صاحب

بہادر زاد و شرفہم۔ بعد تقدیم مراسم تسلیم و تعظیم عرض میشود کہ نسخہ حد تحقیق بمشرب شنی رسیدہ ممنون فرمود و قصور توقف اطلاع رسیدنش معاف بفرمائید۔ مشغول بمطالعہ آن بودم دیروز ختم کردم و حظی بر داشتم۔ کتابی است کہ اصل حقیقت خلافت و امامت و تشریح و تمیز این ہر دو در ابراہانی است روشن و جمع تفرقہ صدہا سال را کہ درین امت مرحومہ واقع شدہ تدبیری احسن خدا توفیق بدہد کہ شیعیان دست از سب صحابہ چنانکہ معمول شانست بر دارند و سنیان تاویل خطاء اجتہادی پدر یزید نپرداختہ اقلا علیہ ما علیہ گفتن روا دارند و بہ عظمت شان حیدری قائل شدہ غیرہ را بر ولی و وصی رسول ترجیح نہ ہند۔ آری کف لسان نسبت بسب صحابہ کبار بابت مشاجرات و واقعات نا ملائم کہ دل و جان رسول حسن و قبیح آنہارا خوب میداند لازم ہست و اگر واجب نباشد مستحسن بودنش عقلا و نقلا بہ اوضح براہین ثابت اعتقاد حقیر اینست کہ بحق خلفاء ثلاثہ مثل امیر المومنین کلاہ باید کردن و یا آنہا باید بودن شکر عطای کتاب موصوف ہرچہ ادا کنم کمتر ہست و آرزوی حصول بقیہ آن بعد اختتام طبع بیشتر والسلام ۵ مئی سنہ ۱۸۷۹ء یوم دوشنبہ مطابق ۱۳ رجب سنہ ۱۲۹۶ ہجری بمقام اگرہ گذری منصور علیخان رقیمہ بندہ محمد علی وکیل

اور دیگر بسیاری خطوط جناب نواب انیس الدولہ بہادر مٹیا برج کلکتہ و جناب مولوی سید سخاوت حسین صاحب لکھنو و محمد امیر باز خان صاحب شملہ و سید عبد الرحیم صاحب سابق وکیل ریاست پٹیالہ و حال مقیم انبالہ و سید لطف علی شاہ صاحب امرتسر و حکیم سید محمد حسن صاحب گیا و جناب مرزا محمد شیرازی صاحب بمبئی وغیرہ کے متضمن قدر افزائی اس کتاب حد تحقیق کی آئی ہین کہ بخوف طوالت کتاب کی وہ سب خطوط نقل نہین کئے گئے۔

خلاصہ رای مولف در خاتمہ

نیکی و بدی ہر شخص کی اُسکے اعمال و افعال سے ظاہر ہوتی ہی جیسا کہ جودس اسقریوطی کا حال ہوا کہ با وصف ہونے یکے از دوازدہ حواریان حضرت مسیح روح اللہ و کلمۃ اللہ کے خود جناب مسیح ممدوح کو طمع دنیوی مین آکر کے گرفتار کرا دیا اور عیسائیان لوگ صرف اوپر نقل اُس روایت کی اکتفا کرتے ہین سو اُسی طرح پر تفتیش حال نیک و بد ہر صحابہ کی راست راست طور پر ضرور ہی مگر اُس سے زیادہ اپنی طرف سی سب و لعن بڑھانا کچھ ضرور نہین ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ شکائتین مندرجہ اشعار مفصلہ ذیل کی تمامتر بے بنیاد نہین ہین۔

باغ فدک کو چھین لیا اور مکر گئے
محسن کے تئین شہید کیا اور مکر گئے
مولی علی پہ ظلم کیا اور مکر گئے
حضرت حسن کو زہر دیا اور مکر گئے
محشر مین یہ صدا ہی سدا شور و شین کی
ایسا نہو کہ مکر ین شہادت حسین کی

پس ہماری عرض یہ ہی کہ اگر سفیان معاویہ شاہی کو کچھ بھی پروا روح پاک حضرت نبی کی ہو تو ان سب حالات کو غور اور تحقیق کرنا چاہئی کہ یہ سب حالات کسقدر صحیح اور درست ہین یا کہ تمام بی بنیاد ہین

شکر کہ این نامہ بپایان رسید
پیشتر از عمر بہ سامان رسید

صحیفہ کاملہ

[illegible]ول بلا اول کان قبلہ
والآخر بلا آخر یکون بعدہ

قد تم الکتاب

فہرست فصول کتاب تحقیق مشرب سنی

فصل ۱ تا فصل ۹ مقدمات تمہید کتاب صفحہ ۲ تا صفحہ ۱۴

فصل		صفحہ
فصل ۱	ترغیب صدق و راستی۔	صفحہ ۲
ف ۲	وجہ اختلافات در علم معاد۔	ص ۳
ف ۳	تالیف کتاب ہذا بہ بنیاد تسلیم کر لینے حقیقت دین اسلام کے۔	ص ۴
ف ۴	بنیاد کتاب ہذا اوپر قرآن و حدیث اور تاریخ صحیح کے۔	ص ۵
ف ۵	خلافت سی سالہ و خلافت دوازدہ گانہ یعنے امامت۔	ص ۶
ف ۶	خلافت ابو بکرؓ اصل منشا تمام اختلافات	ص ۶
ف ۷	حضرت علی ابن عم و داماد حضرت رسولؐ	ص ۷
ف ۸	تشبیہ سنیان معاویہ شاہی ساتھ ظروف نقرئی انگریزی کے۔	۸
ف ۹	ناد علیاً مظہر العجائب۔	۹

فصل ۱۰ تا فصل ۱۴ - احادیث بمناقب علیؑ و اہلبیت صفحہ ۱۱ تا صفحہ ۵۶

ف ۱۰	حدیث عطای علم بروز جنگ خیبر	۱۱
ف ۱۱	رباعی امام شافعی و حدیث من کنت مولاہ یعنے جسکے مولیٰ رسول ہیں اوسکے مولیٰ علیؑ ہیں	۱۲
ف ۱۲	حدیث انت منی بمنزلۃ ہارون یعنی علی میرے واسطے ہارون ہے واسطے موسیٰ کے	۱۷

فصل		صفحہ
فصل ۱۳	حدیث مواخات یعنی صحابہ لوگ آپس میں بھائی بنائے گئے مگر علی بھائی خود نبیؐ کے ہیں دین و دنیا میں۔	صفحہ ۱۸
۱۴	حدیث طیور بریان اور علی کا احب خلق الیہ ہونا	۱۹
۱۵	حدیث آیت مباہلہ اور علی کا نفس پیغمبر ہونا	۲۱
۱۶	حدیث آیت تطہیر آل عبا کی۔	۲۴
۱۷	حدیث مومن ہونے محبان علی کے	۲۵
۱۸	حدیث علی منی و انا منہ۔	۲۵
۱۹	حدیث لا یؤدی عنی الا انا و علی یعنی رسول کے ذمہ کا حق کوئی ادا نہیں کریگا مگر خود رسول یا علی۔	۲۶
۲۰	حدیث سی جب مانگتے تھے رسول سے تو پاتے وہ چیز۔	۲۷
۲۱	انا دار الحکمۃ یا انا مدینۃ العلم و علی بابہا یعنے رسول گھر حکمت کے ہیں یا شہر علم کے اور علی دروازہ اوسکے۔	۲۸
۲۲	مشورہ کرنا رسول کا ساتھ علیؑ کے دیر تک بروز جنگ طائف کے اور فرمانا رسولؐ کا کہ خدا اوس سے مشورہ کرتا تھا	۳۵
۲۳	علی کا مسجد نبوی ہو کر جانا بحالت جنب کے	۳۶

۲۴	علی جو ایک لڑائی مین بھیجے گئے تھے تو رسول کا دعا کرنا کہ پہر دکھلائی ہوسے علی کے ہمکو نہین مارنا ۔	۳۶
۲۵	نہین دوست رکھیگا علی کو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا اوس سے مگر منافق ۔	۳۷
۲۶	علی کو گالی دینی خود رسول کو گالی دینی ہے	۳۷
۲۷	مثال علی ساتھ حضرت مسیح کے ۔	۳۹
۲۸	شادی حضرت علیؑ با حضرت فاطمہؑ	۴۰
۲۹	سب گہرون کے دروازے بطرف مسجد نبوی کے بند ہوئے مگر دروازہ علی کا اور ابوبکر کو اجازت روزن رکھنی کی ہوئی اور عمر کو اجازت بقدر ناکہ سوئی کے بھی نہین ہوئی ۔	۴۰
۳۰	کسی شخص کو منزلت پیش رسول مثل منزلت علی کے نہین تھی ۔	۴۱
۳۱	دعاے رسول بنسبت شفاے علیؑ	۴۲
۳۲	رسول کی چپکے سے حضرت فاطمہ کو خبر دینی اپنی موت کے اور اوسپر رونا حضرت فاطمہ کا اور پہر کہنا رسول کا کہ تو اول سب اہلبیت سی ہمسے آکر ملیگی اور	۴۳
ت	اوسپر خوش ہونا حضرت فاطمہؑ کا ۔	صفحہ
۳۳	جو فاطمہ کو رنج دے سو اوسنے خود رسول کو رنج دیا ۔	۴۵
۳۴	حدیث انی تارک فیکم الثقلین یعنے رسول نے چہوڑا دو بھاری چیز ایک قرآن اور دوسری اولاد ۔	۴۶
۳۵	اے اللہ دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے حسنینؑ کو ۔	۴۷
۳۶	حسن صلح کرا دیگا درمیان دو فرقہ مسلمانان کے	۵۰
۳۷	قرآن و اہلبیت ۔	۵۲
۳۸	جو علی و فاطمہ و حسن و حسین سے لڑا سو خود رسول سے لڑا ۔	۵۳
۳۹	تفرقہ با خود ہا قریش و بنی ہاشم ۔	۵۴
۴۰	محبوب تر ہونا زید کا حضرت عمر سے	۵۵
۴۱	اہلبیت مثل سفینہ نوح ۔	۵۶
۴۲	اقرار عائشہ بنسبت رشک با خدیجہ اور گوشت تقسیم کرنا رسول کا درمیان زنان دوستان خدیجہ کے ۔	۵۶
۴۳	موضوع ہونا حدیث بشان معاویہ کا	۵۹
۴۴	ہونا علی و حسنین و جعفر و حمزہ و ابوبکر	۶۳

ف		صفحہ
	وعمر ومصعب وبلال وسلمان وعمار وعبداللہ ابن مسعود وابوذر ومقداد چودہ آدمیون کا نقبا رسول -	
۴۵	حدیث درشان ابوبکر وعمر وعبداللہ ابن مسعود	۶۴
۴۶	جنت مشتاق علی وعمار وسلمان کی ہی	۶۵
۴۷	حکم محبت با علی وابوذر ومقداد وسلمان	۶۶
۴۸	کہا عمر نے کہ ابوبکر سردار ہمارے ہین اور آزاد کیا بلال ہمارے سردار کو -	۶۶
۴۹	سلمانان تابع سلمانان قریش کے ہین اور کافران تابع کافران قریش کے	۶۷
۵۰	حدیث خلافت دوازدہ گانہ یعنی امامت ودرود ذکر دوازدہ امام بعبارت حسانی نجبانہ وغیرہ کے	۶۹
۵۱	کراہت رسول از سہ قبیلہ بنی ثقیف وبنی حنیفہ وبنی امیہ -	۷۳
۵۲	حدیث امتناع بہ سب لعن یعنی دشنام بر صحابہ	۷۴
۵۳	نہین مس کریگی آگ ایک مسلمان کو جس نے دیکھا ہو خود نبی کو یا دیکھنے والے کو نبی کے	۷۶
۵۴	اصحابی کالنجوم وحدیث کل نسب وسبب وصہر ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی	۷۷

ف		
	وسببی وصہری -	۲
۵۵	حدیث عشرہ مبشرہ حدیث نام زدکرنی حضرت عمر کے حضرت علی وغیرہ چھہ آدمیون کو واسطے خلافت کے -	۷۹
۵۶	حدیث عائشہ کہ رسول ابوبکر وغیرہ کو خلیفہ کرتے -	۸۱
۵۷	حدیث عشرہ مبشرہ -	۸۲
۵۸	حدیث مشترک درمیان ابوبکر وعمر وعثمان وزید ابن ثابت وابن کعب ومعاذ ابن جبل وابوعبیدہ وعلی -	۸۳
۶۰	حدیث مشترک درمیان ابوبکر وعمر وعثمان وحدیث القرآن مع علی -	۸۵
۶۱	اگر کسی شخص کو رسول دوست اپنا بناتے تو ابوبکر کو دوست اپنا بناتے اور دیوار ابوبکر مین ایک روزن کھلنے کی اجازت ہوئی -	۸۶
۶۲	حدیث دوست بنانے ابوبکر کی	۸۹
۶۳	حدیث عائشہ نسبت طلب ابوبکر وپسر اونکے واسطے لکھے جانے وصیت خلافت کے	۹۰
۶۴	کہنا رسول کا ایک عورت کو کہ اگر تو ہمکو	۹۱

ف		صفحہ
	نہ پاوے تو ابوبکر کے پاس جایا۔	
٦٥	حدیث عمرو ابن عاص نسبت احب خلق بسوے نبی عائشہ و باپ اونکے	٩٢
٦٦	کہنا حضرت علی کا کہ ابوبکر و عمر بہترین مردم ہین اور نسبت خود اپنے کہ ہم بھی تو ایک آدمی ہین مسلمانون مین سے	٩٣
٦٧	حدیث عبد اللہ ابن عمر کہ ابوبکر و عمر و عثمان کے برابر کسی شخص کو ہم لوگ نہین سمجھتے تھے۔	٩٤
٦٨	ما نفعنے مال احد کما نفعنے مال ابی بکر یعنے مثل مال ابوبکر کے ہمکو نہین نفع دیا کسی شخص کے مال نے۔	٩٧
٦٩	کہنا عمر کا کہ ابوبکر سردار ہمارے اور احب رسول خدا کے ہین۔	٩٨
٧٠	ابوبکر صاحبنی فی الغار و صاحبنی علی الحوض۔	٩٨
٧١	حدیث عائشہ نسبت امامت نماز ابوبکر	٩٩
٧٢	صدقہ کرنا تمام مال کا نسبت ابوبکر کے اور نصف مال کا نسبت حضرت عمر کے	١٠٠
٧٣	متضمن تین حدیثین نسبت حضرت ابی بکر کے اول حدیث عائشہ کی نسبت عتیق اللہ ہونے ابوبکر کے دوم حدیث ابن عمر کہ ابوبکر اول زمین سے نکلینگے سوم ابوبکر جنت مین اول داخل ہونگے۔	١٠١
٧٤	حدیث عمر کی بہ نسبت قصہ یار غار ہونے ابوبکر کے یا دیگر مراتب۔	١٠٣
	غزل مؤلف علی مرتضی داری از حق بہتر چہ میخواہی۔	
٧٥	اٹھارہ ١٨ حدیثین بشان حضرت عمر کے	١٠٧
	غزل مؤلف حب علی بیگمان ناجی عصیان است	
٧٦	بارہ حدیثین مشترک درمیان ابوبکر و عمر	١٢٠
٧٧	تیرہ ١٣ حدیثین بشان حضرت عثمانؓ	١٤٠
	دو شعر عربی از مؤلف بر زمین لے خمستہ اطفی بھا حر الوباء الحاطمہ	
٧٨	چار حدیثین مشترک درمیان خلفائے ثلثہ	١٥٦
	غزل مؤلف تحقیق علی بسیار خواندم حق و باطلہا +	
٧٩	پندرہ آیات قرانی نسبت حضرت علیؑ	١٦٦
	غزل اردو از مؤلف — رسول آخر زمان کا یارو آخر منھ دکھانا ہے +—	

ف		ص
	مثنوی از مؤلف در صوم سہ روزہ	
	و دادن نان افطار بسائلان —	
	من چہ گویم از علیؑ بوتراب	
۸۰	آیت محمد رسول اللہ — والذین	۱۸۲
	معہ آیت ثانی اثنین اذ ہما	
	فی الغار	
	آیت استزلہما الشیطان متعلق فرار جنگ احد	
	آیت فسیکفیکہم اللہ پر سر خون آلودہ	
	گرنا حضرت عثمان کا —	
۸۱	خصائص سنی و شیعہ —	۱۸۶
	خط تقریظ مولوی محی الدین صاحب	
	وکیل منصفی سیوان ضلع سارن معہ غزل	
	قصیدہ جناب آغا احمد صاحب اصفہانی	
	از بھاگلپور — تشنہ کام ازلی یافت	
	بکف مار معین +	
	مثنوی — ستایم ترا ای غریق ولا —	
	از جناب مولوی فقیر حسین صاحب حسین گنج ضلع سارن	
	خط تقریظ جناب سید مرتضی حسین صاحب بھاگلپور	
	خط تقریظ عربی از جناب مولوی سید	
	ضیاء الدین صاحب عشرت از بھاگلپور —	
۸۲	تیئیس ۲۳ حدیثیں متعلق مرض الموت	۲۱
	حضرت رسول کے —	
	حدیث نمبر ۱ — طلب قرطاس و خلل اندازی	
	حضرت عمر	
	خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب	
	مولف کتاب مجمع البحرین —	
	غزل عربی از مؤلف کتاب حدیث تحقیق	
	اذا مطوا العطایا	
	غزل [illegible] از مؤلف — [illegible]	
	جام [illegible] + —	
	غزل [illegible] فارسی از مؤلف — علی	
	مولا [illegible] تقدیر کردند + —	
۸۳	خلافت ابوبکر —	۲۵۸
	غزل عربی از مؤلف —	
	طالب الدنیا لفی کرب الیم	
	خط تقریظ جناب سید عطا علی صاحب پورنیہ	
	قصیدہ عربی از جناب میرزا کمال الدین	
	صاحب نجر ایرانی حال مقیم بمبئی	
	قمر العلا فوق الکواکب لاحا	
	غزل فارسی از جناب میرزا کمال الدین صاحب	

ت	ممدوح الیہ۔ سن ختم غدیر و حیام مرزا	۴
	غزل دیگر فارسی از جناب الیضا	
	غزل فارسی از مؤلف با صلاح غزل علی مرتضیٰ دارے ازین بہتر چہ سنجوای	
۸۴	خلافت حضرت عمر رض	۲۷۳
۸۵	خلافت حضرت عثمان رض	۲۷۶
۸۶	خلافت ظاہری درجہ چہارم حضرت مولا علی علیہ السلام۔	۲۹۲
	غزل مولانا روم ۔ تا صورت پیوند جہان بود علی بود +	
	اشعار امام شافعی۔ لو ان المرتضی ابدی محلہ	
	اشعار شاہ قاسم انوار۔ نور ولایت توئی شاہ سلام علیک	
	اشعار فرید الدین عطار۔ گر ہزاران سال باشی در طلب +	
	غزل شاہ نعمت اللہ ولی۔ دم بدم از ولاے مرتضیٰ یابد زون +	
	اشعار حکیم سنائی۔ مصلحت بود آنچہ کرد علی	
	قصیدہ حافظ شیراز۔ نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا +	

ف	قصیدہ فارسی مرزا محمود حسن صاحب صہبا گلپوری۔ مرحبا گویم ترا این طرفہ کاری کردۂ	
	خط تقریظ سید اقبال حسین صاحب مع چند مادہ ہاے تاریخ +۔	
	غزل و منقبت سید امداد امام اثر اکبرپوری	
۸۷	بعض کلمات قدسیہ حضرت علی علیہ السلام	۳۱۲
	غزل حضرت ابوبکر خذ بلطفک یا الٰہی من لہ زاد قلیل	
	غزل حضرت امیر علیہ السلام۔ لبیک لبیک انت مولاہ	
	اشعار دیگر حضرت علی علیہ السلام فرضٌ علی الناس ان یتوبوا	
۸۸	انتخاب ضروری از کتاب تاریخ الخمیس رجعت آفتاب براے اداے نماز عصر علی ع قصہ رفتن علی بر سطح خانہ کعبہ از دوش نبی ص اشعار قیل لی قل فی علی مدحہ	۳۲۵
۸۹	انتخاب تاریخ ابوالفدا اقرار نامۂ ثالثی درمیان حضرت امیر و معاویہ۔	۳۳۱
۹۰	بحث پنجتن پاک۔	۳۴۴
	غزل سید مظفر علی صاحب بلگرامی متخلص بہ مجنون	

ف	شجرے سید نامی و نامور +	خو	۱۰۱	امام نہم تقی علیہ السلام -	۳۹۲
	اشعار و مادہ ہاے تاریخ ار سید		۱۰۲	امام دہم امام نقی علیہ السلام -	۳۹۳
	محمد حسن صاحب ندرت بھاگلپور -		۱۰۳	امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام	۳۹۴
	قصیدہ دوم از جناب سید آغا احمد		۱۰۴	امام دوازدہم امام مہدی علیہ السلام	۳۹۷
	صاحب اصفہانی بھاگلپور -		۱۰۵	چہاردہ معصوم علیہم السلام	۴۰۷
۹۱	اسباب و سامان مصائب اہلبیت	۳۴۵	۱۰۶	ولایت اولیاء اللہ -	۴۰۸
	غزل مؤلف -		۱۰۷	وحدت وجود -	۴۱۱
	جس کسیکو غم امام نہین		۱۰۸	رویت باریتعالے -	۴۲۰
	تضمین بر اشعار میر حسن وغیرہ دربارہ		۱۰۹	دوزخ و بہشت باصطلاح صوفیہ -	۴۲۲
	خلافت و امامت -		۱۱۰	معراج باصطلاح صوفیہ -	۴۲۷
۹۲	امامت	۳۵۷	۱۱۱	شق قمر -	۴۲۹
۹۳	امام اول حضرت علی علیہ السلام	۳۶۱	۱۱۲	شق صدر -	۴۳۰
۹۴	امام دوم حسن علیہ السلام -	۳۷۰	۱۱۳	سلک صوفیہ -	۴۳۱
۹۵	امام سوم حسین کربلا علیہ السلام	۳۷۶	۱۱۴	سلک شیعہ	۴۳۴
۹۶	امام چہارم زین العابدین علیہ السلام	۳۷۹	۱۱۵	اقسام سنیان -	۴۳۶
	و انتخاب قصیدہ فرزدق -		۱۱۶	عدم جواز سب و لعن بر صحابہ	۴۴۰
۹۷	امام پنجم باقر علیہ السلام -	۳۸۴	۱۱۷	استعمال لقب امام -	۴۴۱
۹۸	امام ششم جعفر صادق علیہ السلام	۳۸۶	۱۱۸	نصب امام	〃
۹۹	امام ہفتم موسی کاظم علیہ السلام	۳۸۸	۱۱۹	عصمت ائمہ اثنا عشر -	۴۴۲
۱۰۰	امام ہشتم علی رضا علیہ السلام -	۳۹۰	۱۲۰	تقیہ	۴۴۳

۱۲۱	متعہ ۔	۴۴۴
۱۲۲	واطت بازوجہ ۔	۴۴۹
۱۲۳	باغ فدک ۔	۴۵۰
۱۲۴	عقد ام کلثوم ۔	۴۵۱
۱۲۵	شرائط امامت نماز و وجوب قرئت	۴۵۴
۱۲۶	عہدۂ مجتہد ۔	۴۵۶
۱۲۷	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ۔	″
۱۲۸	زیارت کربلا وغیرہ ۔	۴۵۸
۱۲۹	مرثیہ خوانی و تعزیہ داری ۔	۴۵۹
۱۳۰	نماز تراویح ۔	۴۶۱
۱۳۱	کلمۂ توحید ۔	″
۱۳۲	مسائل متفرقہ کہ جن میں سنی و شیعہ مختلف ہین ۔	
۱۳۳	صلواۃ وسلام بر علی علیہ السلام	۴۶۴
۱۳۴	چند امورات متعلقہ خاتمہ ۔	″
اول	انتخاب اقوال تذکرۃ الاولیا	
دوم	سبب تالیف کتاب حد تحقیق ۔	
سوم	گریز سنیان از کتاب حد تحقیق و قدر دانی شیعیان ۔	
چہارم	اس کتاب مین صرف قدر ضرورت پر	

ف	اکتفا کیا گیا ۔
پنجم	تعریف مذہب صوفیہ ۔
ششم	مادہ ہاے تاریخ کتاب حد تحقیق
ہفتم	معذرت تالیف کتاب ہذا بایجاز ۔
ہشتم	بیان نسب و وطن مؤلف ۔
نہم	ذکر تعصب سنیان تا تحریر رقعجات شادیات اور نقل چند رقعجات نوید شیعیان ۔
دہم	تشبیہ سنیان معاویہ شاہی و شیعیان وصوفیان بابت سنگین دل وغیرہ
یازدہم	مولف کتاب ہذا سنی بلا تعصب وشیعے بے تقیہ و بے تبرا ہے ۔
دوازدہم	موضوع ہونا حدیث الانبیاء لم یورث لم یورث کا اور گریز انا سنیان کا ملاحظہ کتاب ہذا سے اور چند خطوط تقریظیہ از جانب شیعیان ۔
	خلاصہ راے مؤلف در خاتمہ ۔

چند غزلہائے طبعزاد جناب مولوی سیدؔ وحید الدین خان صاحب بہادر آزاد

نمبر ۱

گلے هستم ز گلزار محمدؐ
برآید کار من کار محمدؐ
محمدؐ را شفاعت خواه دیدم
علیؑ ما بدر بار محمدؐ
رجوع فرع باشد تا به اصلش
منم مشتاق دیدار محمدؐ
خوشا وقتے که دیدم دست خود را
بدست فیض آثار محمدؐ
شفاعت وعده کرد او از سر لطف
تسلی شد ز اقرار محمدؐ
چه اندیشه ز هر حاجت که دارم
علیؑ باشد چو مختار محمدؐ
علی دارد کرم بر حال آزاد
چه خوش قربے بسرکار محمدؐ

نمبر ۲

کار دنیا بکام خود دارم
جام جم را بجام خود دارم
خواب دوشین ز لبس مرا بنواخت
بخت و دولت بنام خود دارم
صدر مجلس شدم بخواب امشب
نغمهٔ خوش پیام خود دارم
نیست امرے که در تصرف نیست
وحشیان را بدام خود دارم
گر بیاید ببام من امشب
صبح دولت بشام خود دارم
رفته رفته رسیده ام اینجا
عرش اعلی مقام خود دارم
زود باشم ز قید حرص آزاد
هر چه خواهم بدام خود دارم

نمبر ۳

بقرب او که رسیدم ز خود بعید شدم
خودی چه ترک نمودم بسے بعید شدم
بسوے ہر که برفتم ز بس ملائے شدم
بسوے خویش چو باز آمدم پدید شدم
کدام جاست در اینجا که جلوه گاه او نیست
ملاحظه که نمودم دران وحید شدم
مثال ها لطف بکرد او که خود مرا طلبید
ز فیض بحر سخائش در فرید شدم

ز رنج و فکر تعلق جہان شدم آزاد
که من معاف ازان وعدهٔ وعید شدم

نمبر ۴

ز انجیل جلی تحریر نو کن
محبت با عدو تسخیر نو کن
تو خود نیکی و نیکی کن بحق ہم
نکوئی با بدان تعزیر نو کن
من و او ہم گناہم جمله یک ہست
بپیشش رو ہمین تقریر نو کن
چو مسکین و حزین باشد ترا دل
ز صحبت نیکوان تفسیر نو کن
ترحم بر غریبان نقش دل ساز
برائے حفظ خود تدبیر نو کن
بخواب دوش دیدم زلف او را
مقید کرد یا التعبیر نو کن
ولے آزاده دارم نا مقید
چو پیشت آمدم نخچیر نو کن
بدرگاہت رسیدم طالب خیر
گدائے پیر را توقیر نو کن
چو عفوش برتر آمد از گناہان
چه پروا باشدت تقصیر نو کن
دلت پوسیده گشته از گناہان
ازین دل بیرون آ تعمیر نو کن

خوشا وقتے که گوئی توبه آزاد
بیا اے عاشقم زنجیر نو کن

نمبر ۵

امداد فضل تو چو بود بر پناه ما
ما را چه خوف هست ز کار تباه ما

هر چند واجب ست سزای گناه من
اما که عفو تو بزداید گناه ما

آن بیت اقدسی که دران انبیا بدند
تعظیم آن مکان بودم در نگاه ما

انچه که وعده بود بذات تو شد وفا
دانم توئی مسیح ز رب اله ما

اے ذات احمدی که تعبد ترا حب
موعود رهنما ز رسولے براه ما

جانم فدائے نام تو اے شاه کربلا
ظلمے که بر تو رفت گواه است آه ما

هیهات گر بنجف نروم تا تمام عمر
آزاد درد دل برسان تا بشاه ما

نمبر ۶

پیریست و یادرشتگان هم
هر لحظه بفکر این و آن هم

بوسه ندهی دهی تو دشنام
بے انس مشو و بد زبان هم

مغرور مشو بکار دنیا +
ماند نه مکین نه این مکان هم

هر شے که نظر کنم بعالم
مقصود توئی ز دل و جان هم

بے شبهه مرا تو دوست داری
ستادم ز چشم ابروان هم

ایجان اگر تو خوف دارے
بیخوف روی و شادمان هم

آزاد توئی وحید دوران
در فضل و هنر و خاندان هم

تمت

اشتہار کتب مطبوعہ مطبع جعفری واقع نخاس جدید لکھنو

عمدۃ الطالب ۔ در نسب سادات بزبان عربی ۔ عما؍
مطالب السؤل فی مناقب آل الرسول از محمد بن طلحہ شافعی ۔ عا؍
کتاب صباح و بائم تصنیف ابو یعلی محمد بن الہباریہ در مناظرہ طیور
بطرز کلیلہ و دمنہ و نصائح بطرز لطیف بزبان عربی نظم ۔ ۴؍
مقامات بدیع الزمان ہمدانی عربی ۔ ۸؍
رطب العرب لوائی از جناب مفتی سید محمد عباس صاحب ۔ عہ؍
موہبہ کوثری شرح قصیدہ سید اسمٰعیل حمیری علیہ الرحمہ ۔ عہ؍
من لا یحضرہ الطبیب تصنیف محمد بن زکریا رازی در طب ۔ ۸؍
تصحیح الآیات موسوم نجوم الفرقان در استخراج آیات قرآنی ۔ عہ؍
حق الیقین از اخوند ملا محمد باقر مجلسی در اصول خمسہ ۔ عا؍
سفینۃ النجات در اثبات امامت و دیگر مباحث اصول ۔ ۱۲؍
صحیفۃ الرضا علیہ السلام ۔ ۱۲؍
مشکوۃ الانوار از اخوند مجلسی ۔ ۴؍
صراط النجات از اخوند مجلسی مشتمل بر چہار رسالہ از مناہی و محرمات
تنزیہ اثنا عشریہ جلد اول بجواب تحفہ شاہ عبد العزیز
دہلوی در ذکر حدوث مذاہب ۔ سے؍
تحقیق مشرب سنی ۔ عا؍
ضربت حیدریہ بجواب شوکت عمریہ در بحث متعہ و مسح رجلین
ابواب الجنان جلد دوم در صلوۃ از ملا رفیع واعظ ۔ عہ؍
تذکرہ علمائے امامیہ مسمی بہ نجوم السماء بزبان فارسی ۔ سے؍
رسالہ رجعت از اخوند ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ ۔ ۳؍
مجموعہ ہفت رسالہ اخوند ملا محمد باقر مجلسی مشتمل بر رسالہ نکاح
و رسالہ متعہ و رسالہ صفات ذاتی و صفات فعلی [illegible]
و رسالہ جبر و تفویض و رسالہ بدا و رسالہ شکیات و
رسالہ رضاع از اخوند ملا محمد تقی مجلسی ۔ ۳؍
تحفہ جوادیہ در ادعیہ و اعمال [illegible] اردو ۔ عا؍
اردو ترجمہ جلاء العیون جلد اول از احوال حضرت
خاتم الانبیا تا حال امام حسن علیہ السلام ۔ عا؍
ایضاً جلد دوم از حال امام حسین تا حال قائم آل محمد ۔ عا؍
تجوید الغمہ جلد اول خوشخط و اصح قریب اجمل جزو کلان ہے
نخل ماتم از حاج مرزا جعفر علی فصیح مرحوم ۔ ۲؍
مرثیہ و سلام ہائے فصیح جلد اول و دوم و سوم ۔ عا؍ ۱۴؍
مرثیہ ہای جناب سید خورشید علی صاحب انیس ۔ عہ؍
مرآۃ التحقیق در اصول خمسہ بدلائل و براہین اردو ۔ سے؍
تائید الاسلام رد نیچیر از جناب مفتی سید محمد عباس صاحب
قبلہ بزبان اردو ۔ ۴؍
تنقید الکلام فی احوال شان الاسلام اردو ترجمہ
کتاب انبیل مولوی سید امیر علی صاحب ۔ یہ کتاب
لاجواب سیرت و حالات سوانح عمری جناب رسول
مقبول میں بطرز جدید ہے [illegible] یہود و نصاریٰ
کے اعتراضات کا جواب شافی اور یقین کی کتب مستند
سے جو مسلم الثبوت ہیں نہایت متانت سے دیا ہے ۔ عا؍
اخلاق احمدی ۔ اس کتاب میں مفصل طور پر مضامین
تہذیب اخلاق کو حسب مزاج زمانہ بابت ملک و قوم کے
اردو زبان میں لکھا ہے ۔ عا؍
زبدۃ النجوم قواعد تنجیم میں ۔ ۲؍

اعلان

چونکہ مصنف کتاب ہذا دام اقبالہ نے حق
تالیف اس کتاب کا راقم کو عطا فرمایا ہے
لہذا واسطے حفاظت حق تالیف کے رجسٹری باضابطہ در
کرا دی گئی تا دیگر صاحبان مطابع قصد اسکے طبع کا نفرمائین ورنہ حسب
قانون اونسے مواخذہ بذریعہ عدالت کے ہو گا ۔

اطلاعاً گذارش کیا

راقم
میر امجد علی مالک مطبع جعفری ساکن
نخاس جدید لکھنؤ

علاوہ کتب مطبوعہ مطبع ہذا کے ہر فن کے کتب مطبوعہ ایران
و مصر و دہلی و لاہور راقم کے پاس موجود ہین جو صاحب شائق
ہون مطلع فرمائین فہرست کل کتب روانہ ہو گی —

NOT TO BE ISSUED
RARE BOOK